میں اسیرِ محبت ہو گیا
تحریر: منیہ خان

یہ کہانی ہے تین گینگسٹرز کی جن کا پوری مافیا دنیا میں راج تھا۔ وہ تینوں پورے گینگسٹر ورلڈ کو اپنی انگلیوں پر نچاتے تھے۔ ان کے نزدیک کسی کے احساسات اور درد کی اہمیت نہیں تھی۔ وہ تینوں بے حد سفاک اور بے رحم۔

کہتے ہیں کہ مافیا کہ دنیا وہ دنیا ہے جہاں آپ ایک بار قدم رکھ دیں تو واپس آپ کی لاش ہی نکلتی ہے۔ یہ وہ دنیا ہے جہاں انسانوں کی نہیں بلکہ طاقت اور پیسے کی حکومت ہوتی ہے۔ جہاں لوگوں کی سانسوں کی

ڈور کو کاٹنا اور خواہشوں کو کچلنا بلکل ایسے ہے جیسے کسی کیڑے کو کچلنا ہو ۔وہاں سب کچھ پیسہ اور طاقت ہے۔ جس نے اپنی طاقت سے خود کو منوالیا وہ مافیا کی دنیا کا بے تاج بادشاہ بن کر راج کرنے لگا۔

وہ تینوں بھی انہی لوگوں میں سے تھے جنہوں نے اپنی طاقت سے سب کچھ حاصل کیا تھا۔ قتل و غارت خون بہانا گھروں کے گھر تباہ کرنا ان کے لیے کوئی بڑا کام نہیں تھا۔ سمگلنگ کی دنیا میں ان کے نام کا سکہ چلتا تھا۔ وہ جہاں چاہتے وہاں خود کو منوا کر راج کرتے تھے۔

اسی لیے لوگ انہیں تھری ڈیمنز کہتے تھے کیونکہ ان کے لیے طاقت ہی سب کچھ تھی اور انسانیت سے ان کا دور دور تک کوئی تعلق نہ تھا۔

وہ تینوں بہن بھائی تھے دو بھائی اور ان کی لاڈلی اکلوتی بہن۔ان تینوں کو اپنے باپ سے بے حد نفرت تھی لیکن اس سب کے باوجود وہ اپنے باپ کے ہی نقش قدم پر چل رہے تھے۔

لوگ انہیں دیکھ نظریں اور سر جھکا لیتے تھے کیونکہ وہ تینوں اپنے سامنے سر اٹھانے والے کی گردن کو دھڑ پر رہنے ہی نہیں دیتے تھے اور جوان سے آنکھیں ملا کر بات کرتا اس کی بینائی کا وہ آخری لمحہ ہوتا تھا۔

انہوں نے آج تک کوئی کام چھپ کر نہیں کیا تھا پھر چاہے وہ سمگلنگ ہو یاں پھر قتل وغارت۔وہ ہر کام کھلے عام کرتے ہیں تھے مگر حیرت کی بات یہ تھی پھر بھی کوئی بھی ثبوت اور گواہ نہیں ملتا تھا کسی کو۔مختلف

ملکوں کی انٹیلیجنس ایجنسیاں ان کے خلاف ثبوت ڈھونڈنے کی جد و جہد میں تھیں مگر تھری ڈیمنز کو پکڑ کر جیل میں ڈالنا آسان تھوڑی تھا۔

###############################

لندن وہ شہر جہاں جگہ جگہ تاریخ کے چھپے پہلو اور داستانیں نظر آتی ہیں وہ جگہ جہاں بکنگھم پیلس کی بلندی اور لندن آئی کی خوبصورتی دیکھنے والوں کو مبہوت کر دیتی ہے۔ وہ شہر جہاں آپ کو ٹاور آف لندن کی تاریخی کہانیوں کے ساتھ بریٹش میوزیم میں تاریخی خزانے ملتے ہیں یعنی لندن کو اگر تاریخی شہر کہا جائے تو غلط نہیں مگر اب وہی شہر مافیا کا بہت بڑا اڈا بن چکا ہے۔

جہاں پہلے لندن کے سڑکوں پر صرف خوبصورتی اور ہستی کھیلتی زنگی ملتی تھی اب انہیں سڑکوں پر مافیا کا زندگی اور موت کا کھیل نظر آتا ہے۔ اس مافیاراج کی وجہ سے لوگ ہر وقت خوف اور خطرے کی زندگی گزار رہے ہیں۔ وہ پورا مافیا سسٹم جس کا خوف اور دہشت پورے لندن میں پھیلی تھی اس سسٹم کو چلانے اور قابو میں رکھنے والا تھا تھری ڈیمنز میں سب سے بڑا بھائی داور خان۔

وہ صرف نام کے مطلب سے حاکم نہیں تھا بلکہ وہ تو پیدا ہی حکومت کرنے کے لیے ہوا تھا۔ جیل سے ہر وقت سیٹ کیے گئے براؤن بال گورا رنگ ہری آنکھوں تیکھی ناک اور باریک عنابی لب جن کے گرد بئیرڈ نے اپنی موجودگی سے اس کے حسین چہرے کو اور دلکشی بخش

رکھی تھی۔وہ بے حد حسین تھا مگر اتنا ہی سفاک بھی۔دنیاوی دیکھاوے کو وہ گاڑیوں کے شورومز کا مالک تھا مگر تھا ایک گینگسٹر۔

گاڑیوں اور ڈرگز کی سمگلنگ اور قتل وغارت کر کے لوگوں کے دلوں میں خوف بیٹھانا اس کو پسند تھا۔اس کی زندگی تین لوگوں کے گرد گھومتی تھی۔اپنے سے ایک سال چھوٹے بھائی اپنی بہن جو اس سے چھ سال چھوٹی تھی اور اس کے جگر کے ٹکرے یعنی اس کے بیٹے کے۔ ان تین لوگوں کے علاؤہ اسے کسی سے عشق تھا تو وہ اس کی گاڑیاں تھیں ۔

اس کو اپنی گاڑیوں سے اتنا عشق تھا کہ اس کے ملازم سے ایک بار گاڑی دھوتے ہوئے ہاتھوں میں پہنی انگوٹھیوں کے سبب گاڑی کے بونٹ پر

سکر یچ پر گئے تھے جس پر غصے میں آکر داور نے اس ملازم کے ہاتھ کاٹ دیے تھے یہ سوچے بغیر کہ اس کے ہاتھ کاٹنے کے بعد اس آدمی کے گھر والوں کا کیا ہو گا۔

یہ تو ہو گیا کہانی کا پہلا ولن اب چلتے ہیں دوسرے ولن کی جانب جو اٹلی کی حسین صاف سڑکوں اور خوبصورت وادیوں میں اپنا مافیا راج چلا رہا تھا۔

باران خان جسے مافیا کی دنیا میں داور خان سے بھی زیادہ سفاک اور بے رحم مانا جاتا تھا۔ وہ اٹلی کے مشہور شہر روم میں رہتا تھا۔ روم وہ شہر جس کی خوبصورتی کو دیکھ ایسا لگتا ہے کہ جیسے پوری دنیا کی خوبصورتی روم میں سما چکی ہو۔

اٹلی کی ترقی میں سب سے اہم اور بڑا کردار رکھنے والا شہر مگر جیسے ہر کہانی میں خوبصورت جگہ پر ایک دیو اپنی حکومت جمالیتا ہے بلکل اسی طرح روم اور اٹلی کا دیو باران خان تھا۔اس کی آنکھوں کی رنگت کرسٹل گرین تھی اور ناک بلکل داور جیسی تیکھی جس ہر ہمہ وقت غصہ اور غرور رہتا تھا بئیرڈ کے درمیان میں شان سے رہتے گلابی کٹدار ہونٹ شاید ہی کبھی مسکرائے تھے کھل کر۔

براؤن سلکی بال ہمیشہ ماتھے پر بکھرے رہتے تھے وہ جتنا مرضی انہیں سیٹ کرتا مگر وہ اپنی من مانی کرتے اس کے ماتھے پر بکھرے رہتے تھے ۔سفید رنگت میں کھلی سرخی جہاں اس کی خوبصورتی بڑھاتی تھی وہیں ہمہ وقت چہرے پر رہنے والی سنجیدگی اس کی خوبصورتی کو اور زیادہ

دلکش بناتی تھیں۔داور کی طرح وہ بھی سمگلنگ کرتا تھا مگر ڈر گز کے ساتھ گنز کی سمگلنگ۔

اس نے وکالت کی ڈگری لے رکھی اور وہ ڈگری صرف اپنے بہن بھائی کے کیس کے لیے استعمال کرتا تھا۔وہ ایک بھی کیس نہیں ہارا تھا آج تک۔ باتوں میں الجھانا اس پر ختم تھا۔وہ اٹلی کے مشہور پرفیوم BK برانڈ کا مالک تھا مگر خود اسے خون کی بو پسند تھی۔اس کا فیورٹ کلر بلیک کے بعد بلڈی ریڈ تھا کیونکہ خون کو دیکھ اسے سکون ملتا تھا۔

اس کی زندگی کا ایک ہی اصول تھا فیصلہ ہمیشہ موت کی صورت میں کرو زندگی بخش کر سرکشی کو بڑھاوا مت دو۔دھوکے سے اسے بے حد نفرت تھی اتنی کہ اس نے اپنے سمگلنگ پاٹنر کو خود کو دھوکہ دینے پر

اسے اس کے گھر سمیت زندہ جلادیا تھا۔صاف لفظوں میں وہ سفاکیت میں داور سے بھی دو نہیں چار ہاتھ آگے تھا۔اب آتے ہیں ان کی لاڈلی بہن کوئین آف گینگسٹر اینڈ داڈیمن لیڈی کی طرف۔وہ داریہ خان تھی بھائیوں کی لاڈلی اوران کے نقشِ قدم پر چلنے والی۔

گولی چلاتے وقت اس کے ہاتھ زرا نہیں کانپتے تھے۔اسے بھی بھائیوں کی طرح خون بہا کر سکون ملتا تھا۔خوبصورتی ایسی کی سامنے والے کو دنیا بھلادے۔

اس پر نظر پڑتے ہی انسان نظروں کا زاویہ بدلنا بھول جائے۔اس کی آنکھیں بلکل داور جیسی تھیں گرین کلر کی۔لمبا قد خوبصورت فگر جو پینٹ شرٹس میں اور نمایاں ہوتا تھا سفید گلابی رنگت چھوٹی سی مغروری

ناک اور پنکھڑی گلاب کی جیسے ہونٹ جو قدرتی سرخ رنگت رکھتے تھے مگر پھر بھی وہ انہیں سرخ لیپ سٹک سے سجا کر اور زیادہ دلکش بنا لیتی تھی۔

وہ قدرتی حسن کی مالک تھی اور اس حسن کو وہ اور بناؤ سنگھار کر کے قاتل بنا دیتی تھی۔ وہ روسیا کے شہر ایلان جو موسقوع کے بعد بڑا شہر ہے اس میں رہتی تھی۔ ایلان یورپ اور ایشیاء کے بیچ میں واقع ہے جس کی آبادی 5.2 ملین سے بھی زیادہ ہے اور یہ دنیا کے سب سے بڑے شیروں میں سے ایک ہے۔ دار یہ روسیا کے سب سے بڑے کلیکشن آف بیوٹی مال (فرضی نام) کی آنر تھی۔

اور انڈر ورلڈ کی دنیا میں وہ ہیروں کی سمگلنگ کرتی تھی۔ داور اور باران کی طرح وہ ڈرگز کی سمگلنگ نہیں کرتی تھی کیونکہ داور نے اسے اس چیز کی اجازت نہیں دی تھی اس لیے وہ صرف ہیروں کی سمگلنگ کرتی تھی ۔وہ داور کی بے حد لاڈلی تھی حتیٰ کہ اس کا نام بھی داور نے رکھا تھا جو اس کے نام سے ملتا تھا۔ تھی تو وہ باران کی بھی لاڈلی مگر داور سے اس کا الگ ہی پیار تھا۔ ہیل کی کلیکشن اس کا بہت بڑا شوق تھا۔

اس کے ڈریسنگ روم میں ایک پوری دیوار کے سائز کی الماری بنی تھی جس میں اس نے ہر رنگ کی ہیل کی کلیکشن رکھی تھی۔اس کے مال میں جو بھی ہائی ہیل آتی سب سے پہلے اسی کے پاس آتی تھی۔اسے پیار و یار سے سخت چڑ اور نفرت تھی۔

اس کے یونی کے دنوں میں اس کے کلاس فیلو جس کو اس کے بارے میں کچھ نہیں تھا اس نے داریہ کو پرپوز کر دیا تھا جس کی سزا کے طور پر داریہ نے اسے اپنے جانو کے ساتھ کمرے میں بند کر دیا تھا اور وہ بیچارہ اس کے جانو کے خوف سے پانچ دن بے ہوش رہا تھا کیونکہ اس کا جانو ایک خونخوار بھیڑیا تھا جس سے اسے بے حد محبت تھی۔

اسے یہ بھیڑیا باران نے لا کر دیا تھا جب داریہ کی سالگرہ تھی۔ اور وہ سیاہ رنگ کا بھیڑیا داریہ کو اولاد کی طرح عزیز تھا کیونکہ اس نے اسے بلکل بچوں کی طرح پالا تھا۔ تینوں بہن بھائی سیاہ رنگ کے دیوانے تھے۔ جیسے ان کے دل سیاہ تھے ویسے ہی ان کے گھر اور ان میں رکھی ہر چیز سیاہ تھی۔ عرض یہ کہ تینوں بہن بھائی بے حد حسن رکھنے کے ساتھ بے حد سفاک اور درندہ صفت کے تھے۔

سنا تھا کہ حسن ظالم ہوتا ہے مگر یقین نہیں تھا پر ان تینوں کو دیکھ اس بات کا یقین ہوتا تھا کہ ہاں واقع حسن ظالم ہوتا ہے۔ وہ ولنز تھے اور ولنز کے دل میں رحم نہیں ہوتا۔ وہ تینوں الگ الگ ملک میں رہتے اپنا مافیا سسٹم چلا رہے تھے مگر ملکوں کے فاصلوں کو ان تینوں نے کبھی دلوں اور رشتوں کا فاصلہ بننے نہیں دیا تھا۔

پیرس میں ان تینوں نے ایک گھر بنوایا تھا جس کی نیم پلیٹ پر خان فیملی لکھا تھا۔ وہ ہر ماہ کے آخر میں ایک ہفتہ اسی گھر میں اکھٹے ہوتے تھے اور وہ ہفتہ صرف ان کا ہوتا تھا۔

##############################

رحمان بیٹا ادھر دیکھو میری جان۔ کیوں ناراض ہے میرا بچہ مجھ سے ؟؟ داور نے اپنے بیٹے کے کمرے میں آتے اسے پکارا تھا جو صوفے پر بیٹھا اپنے ٹوائے سے کھیل رہا تھا مگر اسے دیکھ اپنا منہ موڑ گیا تھا۔ مودھے نئ باٹ ترنی آپ شے داؤ جاں شے۔

(مجھے نہیں بات کرنی آپ سے جاؤ یہاں سے) رحمان نے منہ پر ناراضگی سجائے ہونٹ بگاڑے کہا۔ اور کیوں بات نہیں کرنی مجھ سے آپ نے ؟؟ داور نے اس کے پاس صوفے پر بیٹھتے اس کے گرد بازو پھیلائے پیار سے کہا جبکہ رحمان نے اس کے بازوں کو اپنے کندھے سے ہٹایا تھا۔ میری جان ناراضگی کی وجہ تو بتادو مجھے کیوں آخر ناراض ہے میرا جگر مجھ سے ؟؟

داور نے اس کا منہ اپنی طرف کرتے پوچھا۔ مماتا ہیے (مما چاہیے)
رحمان نے معصومیت سے کہا تو داور اسے دیکھ کر رہ گیا تھا کسی کی بھولی
بسری صورت دماغ کے پردے پر لہرائی تھی۔ کیوں چاہیے مما؟؟ بابا
ہیں تو آپ کے پاس۔ داور نے صوفے سے اٹھ کر اس کے پاس نیچے
بیٹھے کہا۔ وہ حیران ہوا تھا اس کے مطالبے پر کیونکہ رحمان نے پہلے کبھی
اس سے ایسی خواہش نہیں کی تھی۔

بابا بابا ہیں مان تو مماتا ہیے (بابا بابا ہیں رحمان کو مما چاہیے) وہی تو جان
میرے رحمان کو مما کیوں چاہیے؟؟ داور نے اس کے معصوم چہرے کو
ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے پوچھا۔ تیونتہ مما شاڑا دن پاش رہٹی ہے
۔ بابا شاڑا دن پاش نہیں رہتے (کیونکہ مما سارا دن پاس رہتی ہے بابا

سارا دن پاس نہیں رہتے) رحمان نے معصومیت سے اسے وجہ بتائی تو داور مسکرایا تھا۔

ہاں واقع وہ سارا دن رحمان کے پاس نہیں ہوتا تھا کام کے سبب اور یہی وجہ تھی کہ وہ خود کو اکیلا محسوس کر رہا تھا۔ سوری جان پر بابا اب آپ کو اپنے ساتھ ہی رکھیں گیں سارا دن بٹ مما والا کام مشکل ہی نہیں نا ممکن ہے۔ داور نے اسے مناتے ہوئے کہا تو رحمان نے غصے سے ناک پھولایا تھا۔ دندے بابا او آپ مان تو نئی باٹ ترنی مان کٹی ہے آپ شے۔ مان تو بش مما تا ہیے۔

(گندے بابا ہو آپ رحمان کو نہیں بات کرنی رحمان کٹی ہے آپ سے رحمان کو بس مما چاہیے)۔ رحمان غصے بولتا کمرے سے بھاگ گیا تھا جبکہ

پیچھے داور اسے جاتا دیکھتا رہ گیا تھا۔دنیا بھر کو اپنی انگلی کے اشارے پر چلانے والا وہ شخص اپنے بیٹے کے سامنے بے بس ہو جاتا تھا۔

##############################

دوبارہ بولنا زرا کیا کہا تم نے مجھے سنا نہیں سہی سے ؟؟ داریہ جو بار میں بیٹھی ڈرنک کر رہی تھی کہ تبھی ایک نشے میں دھت آدمی نے اس کے پاس آکر کچھ کہا تھا۔آج کی رات میرے نام کر دو ڈارلنگ تمہارے اس حسن کو خراج بخشنا چاہتا ہوں۔منہ مانگی قیمت دوں گا۔

اس آدمی نے نشے کی وجہ سے لڑکھڑاتے لہجے میں کہا تو داریہ کے چہرے پر مسکراہٹ بکھری تھی ایک خطرے سے بھری مسکراہٹ۔

جینی اس کی ساتھی جو اس کے ساتھ تھی اس کی مسکراہٹ دیکھ اسے سامنے والے آدمی پر افسوس ہوا تھا۔ اچھا تو تمہیں میرے حسن کو خراج دینا ہے ہاہاہا اچھا چلو آؤ چھو کر دیکھاو مجھے۔

داریہ نے ہستے ہوئے سرسراتے لہجے میں کہا تو جینی کے بھی رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے مگر نشے میں دھت وہ انسان بنا اس کے لہجے کو سمجھے آگے بڑھتے اس کے بازو کو چھونے لگا تھا مگر تبھی وہ ایک دم سٹول سے کھڑی ہوتی اس کے گردن کو دبوچ چکی تھی۔ اس کے یوں گردن دبوچنے پر اس آدمی کا سارا نشہ چھو منتر ہوا تھا۔ چھوڑو مجھے چھوڑو لڑکی۔

وہ آدمی گڑگڑاتا ہوا بولا تو داریہ نے مسکرا کر اس کا تڑپنا دیکھا تھا۔ ارے میرا بچہ کیا ہوا اب کیوں کہہ رہے ہو چھوڑو اب تو میں نے تمہیں خود

ہاتھ لگایا ہے تو پھر اب میرے حسن سے کوئی سروکار نہیں کیا تمہیں؟؟

داریہ نے طنز کرتے کہا۔اس سارے تماشے سے بار میں موجود سب

لوگ ان کی جانب متوجہ ہو گئے تھے۔پلیز ز چھوڑ دو مجھے پلیز ز ز۔

وہ آدمی گڑگڑایا تھا مگر داریہ نے اسے اگنور کرتے جینی کو دیکھا تھا۔

جینی میرے جانو کو انسانی گوشت کھائے کتنے دن گزر گئے؟؟داریہ

کے سوال پر جینی نے ترس بھری نگاہوں سے اس آدمی کو دیکھا جس کا

اب آخری وقت تھا اور تھوڑی دیر بعد وہ داریہ کے جانو کا نوالہ بننے والا

تھا۔ایک ماہ ہونے والا ہے میم۔جینی نے ادب سے جواب دیا۔اوہ

مطلب آج میرے جانو کی عید ہے۔

داریہ نے ہستے ہوئے کہا اور پھر سفاکیت بھری نظروں سے سامنے والے کو دیکھا تھا۔ کیا ہے نہ تمہیں خود ہی اپنی زندگی پیاری نہیں تو میں کیا کروں۔ اگر تمہیں زندگی تھوڑی سی بھی پیاری ہوتی تو تم کبھی بھی مجھ تک نہ پہنچتے۔

ویسے اچھا ہی ہوا کہ تم نے سوئی ہوئی شیرنی کو جگایا کیونکہ ایک ماہ ہونے والا ہے کسی کی سپاری نہیں ملی مجھے اور میرے جانو نے انسانی گوشت نہیں چکھا تو آج میرے ہاتھوں میں ہو رہی خارش بھی مٹے گی اور میرے جانو کی بھوک بھی۔

داریہ نے اسے کہتے ہی گلے میں پہنے بلیڈ کو دانتوں میں دبایا تھا اور اگلے ہی پل اس آدمی کی گردن چھوڑا اسے سنبھلنے کا موقع دیے بنا اپنا چہرہ اس

کی گردن کے پاس کرتے تیز رفتار میں اس کی گردن پر منہ کے زریعے بلیڈ پھیر ڈالا تھا۔ان تینوں بہن بھائیوں کے مارنے کا ایک ہی طریقہ تھا ۔وہ بہت کم گن یوز کرتے تھے زیادہ تو لوگوں کی گردنوں کو ہی دھڑ سے الگ کرتے تھے۔

اس کے یوں کرنے پر جہاں وہ آدمی ایک لاش کی صورت میں زمین پر گرہ تھا وہیں پورے بار میں چیخ و پکار شرع ہو گئی تھی۔سب کے چیخنے پر داریہ نے اپنی سفاک قاتل نگاہوں سے سب کی جانب دیکھا تو اس کے خوف سے سارے بار میں ایک دم پن ڈروپ سائیلنس ہوا تھا۔مر گیا ایک اور نفس کا پجاری خیر کسی نے کچھ دیکھا یہاں ؟؟ داریہ نے پہلے اس آدمی کی لاش کو ٹھوکر مارتے کہا اور پھر اپنی خوبصورت شیپ میں تراشی گئی آئیبر و اچکائے پوچھا تو سب کی گردنیں فورآ نہ میں ہلی تھیں۔

اچھی بات ہے اگر دیکھا بھی ہے تو اپنی آنکھوں کے پردوں کے پیچھے ہی محفوظ کر لو زبان پر لانے کی کوشش کی تو نہ تو آنکھیں دیکھنے کے قابل رہیں گیں اور نہ زبان بولنے کے قابل رہے گی۔ داریہ کی دھمکی پر سب نے چہرے پر آئے پسینے کو صاف کرتے ہاں میں گردن ہلائی تھی۔ جینی راجر سے کہو میرے جانو کا ڈنر لے جائے اور چھوٹے چھوٹے پیس میں کاٹ کر پیش کرے اسے۔

اور ہاں اس بار کوئی ہڈی نہ ہو پچھلی بار میرے جانو کا منہ زخمی ہو گیا تھا۔ داریہ جینی کو ہدایت دیتی بار سے نکل گئی تھی جبکہ جینی اس کے کہے گئے الفاظوں پر عمل کرتی راجر کو کال ملانے لگی۔

##############################

میں تمہیں منہ مانگی قیمت دوں گا بس میری بیوی کا کام تمام کر دو۔ وہ آدمی باران کے سامنے بیٹھتا بولا جبکہ باران اپنی سنجیدہ کرسٹل گرین آنکھیں اس پر جمائے اسے دیکھ رہا تھا۔ کیوں مارنا چاہتے ہو اسے ؟؟ باران نے پوچھا جبکہ اس کا لہجہ ایسا تھا کہ سامنے والے کو خوف زدہ کر گیا تھا۔ کیونکہ وہ میری خواہشوں میں رکاوٹ ہے۔

وہ بہت پیسے والی تھی اس لیے اس سے شادی کی مگر وہ عورت مجھے ترسا ترسا کر پیسے دیتی ہے اور اس کی وجہ سے میں اپنی گرل فرینڈز سے بھی نہیں مل پاتا تو بس اس کو مروا کر اس کی ساری دولت پر راج کروں گا اور اپنی گرل فرینڈ کے ساتھ مزے کروں گا۔ وہ آدمی اٹیلن زبان میں

فر فر بول رہا تھا جبکہ اس کی باتیں سن باران کے چہرے کی سختی میں نہ جانے کیوں اضافہ ہو رہا تھا۔ ہم بچوں اور عورتوں کو مارنے کا کام نہیں کرتے یہ ہمارے رولز میں نہیں تم جا سکتے ہو۔

باران نے خود پر ضبط کرتے کہا۔ مگر کیوں ؟؟ میں منہ مانگی قیمت دوں گا۔ وہ آدمی حیران ہوتا بولا۔ کہا نہ نہیں تو مطلب نہیں اب دفع ہو جاؤ یہاں سے ورنہ اگلے دس سیکنڈ میں تمہاری لاش اٹھے گی یہاں سے۔

باران نے غصے سے کہا تو وہ آدمی ڈر گیا مگر اسے لگا باران بس دھمکی دے رہا ہے۔ میں نے سنا تھا کہ تم ہر کسی سپاری لے لیتے ہو۔ دیکھو میں سچ میں تمہیں۔۔۔۔۔۔ ٹھاہ۔

ابھی وہ آدمی بول رہا تھا کہ تبھی کمرے میں گولی کی آواز گونجی تھی اور ساتھ ہی اس آدمی کا بے جان وجود نیچے گرہ تھا جس کے ماتھے کے بیچوں بیچ گولی کا نشان تھا جہاں سے خون ابل ابل کر نکل رہا تھا۔ تم نے شاید یہ نہیں سنا کہ باران خان کے دس سیکنڈ کا مطلب پانچ سیکنڈ ہوتا ہے کیونکہ باران خان کو انتظار قبول نہیں پھر چاہے کسی کو مارنے کا ہی کیوں نہ ہو۔

پسٹلز کو ٹیبل پر پھینک وہ سفاکیت سے بولا اور پھر کمرے کے کونے میں کھڑے اپنے ایک آدمی کی جانب پلٹا تھا۔ اس نے جو کچھ کہا ہے اس کی ریکارڈنگ اس کی لاش کے ساتھ اس کی بیوی کو بھیج دینا تا کہ وہ اس کمینے کے غم میں فضول نہ روئے۔ اپنے آدمی سے کہتے وہ کمرے سے نکل گیا تھا جبکہ پیچھے اس آدمی کی لاش سے ابھی بھی خون بہہ رہا تھا۔

##############################

نورے میرے بچے آرام سے گر جاؤ گی مت بھاگو۔وہ جیسے ہی گھر کے اندر داخل ہوئی تو اپنی بیٹی کو بھاگ کر اپنی طرف آتا دیکھ اس نے اسے ٹوکا تھا۔نوڑے نئ درتی نوڑے سٹونگ گرڑل ئے۔

(نورے نہیں گرتی نورے سٹر ونگ گرل ہے)اس کی بیٹی نے اس کے پاس پہنچ اس کی ٹانگوں سے چپک کر کہا تو وہ مسکرا پڑی۔اچھا جی تو میری نورے اتنی سٹر ونگ کیوں ہے؟؟اس نے نورے کو گود میں اٹھا

کراس کے گال پر پیار کرنے کے ساتھ اسے گدگدی کرتے پوچھا تو نورے کی کھلکھلاہٹ عروج پر پہنچی تھی۔

ہاہاہا نئی ترو مما مود ھے تند نئی ترو۔(نہیں کرو مما مجھے تنگ نہیں کرو) نورے نے اس کے بازو خود سے دور کرتے کھلکھلاتے ہوئے کہا تو وہ اس کی ہسی پر قربان ہوتی اسے اپنے سینے میں بھینچ گئی تھی۔اچھا چلو یہ بتاؤ سوزین آنٹی کہاں ہیں؟؟

وہ اسے اندر لے کر بڑھتی پوچھنے لگی۔ان تی نیداِی توری نئ اوتی تو رئی ایں تمرے میں۔(ان کی نید ہی پوری نہیں ہوتی سو رہی ہے کمرے میں)نورے نے منہ بگارتے کہا تو ہمیرہ نے اس کے منہ کے زاویوں کو دیکھ مشکل سے ہسی چھپائی تھی۔

بری بات بچے ماسی ہے وہ تمہاری۔ ہمیرہ نے مصنوعی گھورتے کہا تو نورے نے ناک چڑھاتے اس کی گردن میں منہ چھپالیا۔

##############################

کب ارہی ہو تم اٹلی ؟؟ مجھ سے اور ویٹ نہیں ہورہا تمہارا پلیز جلدی ا جاؤنہ۔ وہ فون پر کسی سے محوِ گفتگو تھا۔ غزین آپ بھی نہ بتایا تو ہے کہ اس ماہ میں اجاؤں گی کیونکہ میرا کیس کمپلیٹ ہو چکا ہے اور نیکسٹ مجھے آپ کے ساتھ ہی ملا ہے کیس۔

آپ سے زیادہ مجھے جلدی ہے اٹلی آنے کی کیونکہ اس کیس کو پورا کرنے کے بعد میں میجر بن جاؤں گی جو میرا بہت بڑا خواب ہے۔

دوسری طرف موجود لڑکی کے جواب پر غزین کے چہرے پر مسکراہٹ بکھری تھی۔

میجر بننے کا شوق ہے تو مسز میجر بن جاؤنہ۔ دو سال ہو گئے ہیں ہماری منگنی کو اور چار سال ہمارے ریلیشن کو آخر کب انتظار ختم کرو گی میرا۔

غزین نے شرارتی انداز میں کہتے آخر میں لہجہ لاچاری بھرا کیا تھا جس سے دوسری جانب موجود لڑکی نے قہقہہ لگایا تھا۔

ہاہا غزین صبر کر لیں بس انشاللہ اس سال آپ کے نام ہو جاؤں گی میں مگر مجھے مسز میجر بننے سے پہلے مس میجر بننا ہے کیونکہ یہ میرا خواب

ہے اور یہ خواب میری زندگی۔اس لڑکی نے لہجے میں محبت سموئے کہا

۔

اچھا میری جان ٹھیک ہے پر جلدی اجاؤ کیونکہ ہمارا کیس بہت مشکل ہے اس بار۔ باران خان کوئی چھوٹی مچھلی نہیں ہے بلکہ شارک ہے وہ جسے ہاتھ ڈالنا بہت مشکل ہے۔ غزین نے سیریس ہوتے کہا تو دوسری جانب موجود لڑکی نے پر سوچ انداز میں ہمم کہا تھا۔

جانتی ہوں اور یہ بھی جانتی ہوں کہ کرنا کیا ہے ہمیں۔ میرا پلین تیار ہے۔ بس میرے وہاں آنے کا انتظار کرو اور ہاں میں کال کٹ کر رہی ہوں کیونکہ مجھے ہیڈ آفس جانا ہے کچھ کام پڑے ہیں تو آپ سے بعد میں بات کروں گی بائے لو یو اینڈ مس یو بائے بائے۔

وہ ایک ہی سانس میں بولتی کال کٹ کر چکی تھی جبکہ غزین بس ہیلو ہیلو کرتا رہ گیا تھا اور پھر فون کی بند سکرین کو دیکھ مسکرا پڑا۔

وہ غزین اسد تھا ٹیلین ایجنسی کا ہونہار میجر اس نے آج تک اپنا ایک بھی کیس ادھورا نہیں چھوڑا تھا چاہے جتنا بھی مشکل کیس ہوتا وہ اسے ختم کر کے رہتا تھا اور اس بار اس کا حدف باران خان تھا جس کے کیس کے پیچھے وہ خوار ہو گیا تھا مگر اسے کوئی بھی ثبوت نہیں مل رہا تھا اس کے خلاف۔

پھر بھی وہ ہار ماننے والوں میں سے نہیں تھا کیونکہ اب یہ کیس اس کی ضد بن چکا تھا پر وہ ابھی باران خان کو جانتا نہیں تھا اچھے سے کہ وہ نام کس بلا کا ہے

وہ اٹیلین مافیا کا سفاک درندہ تھا سمگلنگ اور قتل کرنا اس پر ختم تھے وہ سب کچھ سرے عام کرتا تھا مگر پھر بھی ثبوت اور گواہ نہیں ملتے تھے اس نے وکالت کرر کھی تھی اور دنیا کے سامنے وہ بزنس مین تھا مگر در حقیقت وہ گینگسٹر کی دنیا کا کنگ تھا۔

اب بس دیکھنا تھا کہ غزین اسد کب آخر باران خان کو جیل کی سلاخوں کے پیچھے ڈالتا ہے۔

##############################

داریہ تم یہاں اس وقت ؟؟ داور نے رات کے تین بجے داریہ کو اپنے گھر دیکھ حیران ہوتے پوچھا۔ میں اپنے مان کو لینے آئی ہوں کیونکہ اس نے کال کر کے مجھے آپ کی شکایت لگائی ہے کہ آپ اس کی بات نہیں سنتے اس لیے اسے آپ کے ساتھ نہیں رہنا۔

داریہ نے اس کے گلے لگتے سر اوپر اٹھا کر اسے دیکھتے آنکھیں مٹکاتے ہوئے اپنے آنے کی وجہ بتائی تو داور حیران ہوا۔ رحمان ان تینوں کی جان تھا۔ وہ دنیا کا پہلا بچہ تھا جس کے پیدا ہونے پر اس کے باپ، چاچو اور پھپھو نے اس کے صدقے میں پیسوں کی بجائے گنز گاڑیاں اور ہیرے دیے تھے۔

وہ تینوں جو بڑے جلاد بنے پھرتے تھے اس کے زرا سا رونے پر مچل اٹھتے تھے یعنی وہ اس دنیا میں واحد انسان تھا جو ان تینوں کو انگلیوں پر نچانا جانتا تھا۔ کیا مطلب کہ تم رحمان کو لینے آئی ہو؟؟اور رحمان کو کیا شکایت ہے مجھ سے؟؟آپ مودھے ممانئ لاتر دیتے۔

(آپ مجھے ممالا کر نہیں دیتے)داور کے سوال پر جواب تین سالہ رحمان کی طرف سے آیا تھا جو اپنے کمرے سے اپنے سائز کا ہی چھوٹا سا کیری بیگ گھسیٹتے ان کی طرف آیا تھا۔داور تو اپنے بیٹے کی ناراضگی اور اس کی داریہ کے ساتھ جانے کی تیاری دیکھ سکتے میں تھا۔

میرے بچے ماں کوئی بازار میں نہیں ملتی جو لادوں تمہیں۔ تمہاری ماں مر چکی ہے تو میں کہاں سے لا کر دوں تمہیں ماں؟؟ داور نے اس کے پاس گھٹنوں کے بل بیٹھتے پیار سے سمجھاتے کہا۔ نئی بالی لاڈو۔

(نئی والی لادو) رحمان نے منہ کا پاؤٹ بناتے کہا تو داور نے لمبا سانس کھینچا تھا۔ نہیں مما اپنی ہی ہوتی ہے نئی مما نہیں ہوتی۔

داور نے اسے کندھوں سے پکڑ کر کہا مگر رحمان کا کوئی بات سننے کا موڈ نہیں تھا اس لیے اس کے پاس سے ہٹ کر داریہ کی ٹانگوں سے جا کر لپٹ گیا۔ پوپو تلو تلیں مودھے مشتر تھان تے پاش نئی رئینا۔

(پھپھو چلو چلیں مجھے اب مسٹر خان کے ساتھ نہیں رہنا) رحمان نے داور کو غصے سے گھورتے داریہ سے کہا۔داور تو اس کے خود کو مسٹر خان کہنے پر ہی صدمے میں چلا گیا تھا جبکہ داریہ نے بڑی مشکل سے ہسی چھپائی تھی۔رحمان میں باپ ہوں تمہارا۔اور تمہیں پتا ہے مجھے تمہارے بغیر نید نہیں آتی۔

داور نے اسے صدمے سے دیکھتے کہا مگر رحمان نے داریہ کی ٹانگوں میں منہ چھپاتے داور کو اگنور کیا تھا۔اوکے بگ برو میں چلتی یوں اپنے مان کو لے کر۔جب اس کا دل آنے کو کرے گا میں چھوڑ جاؤں گی اور ہاں اس ماہ کے آخر میں نہیں آسکوں گی کیونکہ میں اپنے مان کے ساتھ انجوائے کروں گی۔

داریہ نے داور کے پاس جا کر اس کے گلے لگتے کہا اور پھر رحمان کا بیگ پکڑ کر رحمان کو بھی گود میں اٹھا لیا تھا۔ اچھا بابا کو گڈ بائے والی کشی تو دے دو۔

داور نے رحمان کو داریہ کی گود سے لیتے کہا جبکہ رحمان کا داور کے پاس جانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا مگر پھر باپ پر ترس کھاتے اس نے اپنے چھوٹے ملائم ہونٹ داور کے گال پر رکھ دیے تھے اور اس کے کشی کرتے ہی داور نے شدت سے اس کے دونوں گال چومے تھے جس پر رحمان نے منہ بگاڑتے اپنا چہرہ داور سے دور کیا تھا اور داریہ کی جانب اپنی باہیں پھیلا دیں جس پر داریہ نے فوراً آگے ہو کر اسے داور سے پکڑا تھا۔

################################

کل جیکشن کے اڈے پر دس کلو ڈر گزز اور تین کلو بارود پہنچا دینا۔ اور ہاں یاد رہے وقت پر پہنچے سارا سامان۔ باران نے اپنے ایک آدمی کو فون پر ہدایت دیتے فون بند کر دیا تھا اور پھر اپنے سامنے پڑے گلاس میں پاس پڑی وہسکی کی بوتل سے وہسکی ڈالی تھی اور پھر ایک ہی گھونٹ میں آدھ بھرا گلاس پی گیا تھا۔

وہ اس وقت اپنے ہی بنائے گئے کلب میں بیٹھا ڈرنک کر رہا تھا۔ وہ شراب تو روز پیتا تھا مگر یہاں روز نہیں آتا تھا بلکہ کبھی کبھی آتا تھا۔ تب جب اس کا گھر میں دل نہ لگتا ہو۔ ویسے تو روز ہی دل نہیں لگتا تھا مگر کبھی کبھی بے چینی حد سے بڑھ جاتی تو وہ کلب اجاتا تھا۔

ابھی اس نے ایک بوتل خالی کرتے دوسری کو کھول گلاس بھرا ہی تھا کہ کلب میں کسی کے چیخ کر بولنے کی آواز پر اس نے اپنی سفاک کرسٹل گرین آنکھوں سے اس جانب دیکھا جہاں سے آواز آئی تھی۔ چھوڑو مجھے کمینے انسان میں نے کہا چھوڑو مجھے۔

ریڈ ٹاپ اور بلیک پینٹ میں ملبوس حسن دوشیزہ دو آدمیوں سے اپنا آپ چھڑاتی بول رہی تھی جبکہ وہ آدمی اسے گھسیٹتے ہوئے کلب سے لیجانے کی کوشش کر رہے تھے کہ تبھی پیچھے سے کسی نے آکر ایک آدمی کو گردن سے پکڑ کر پیچھے پھینکا تھا۔

وہ آدمی اپنا بازو مسلتا پیچھے پھینکے والے سے لڑنے کے لیے کھڑا ہوا مگر باران خان کو دیکھ اس کی ٹانگیں کانپ گئی تھیں۔

یہی حالت دوسرے کی تھی۔ لگتا ہے تمہیں جان پیاری نہیں جو میرے ہی علاقے میں میرے ہی کلب میں گنڈہ گردی دیکھانے آ گئے ہو۔ باران نے اپنی بلیک شرٹ کے بازوں کے کف فولڈ کرتے ان کی جانب بڑھتے کہا جبکہ وہ لڑکی سہم کر کھڑی تھی۔

د۔۔ دیکھیں۔۔ باران س۔ سرہ۔۔ میں ص۔ رف اس لڑکی کو پکڑ کر پ۔۔ پیش کرنے کا آ۔۔۔ آڈر ملا تھا اس ک۔۔۔ ے باپ سے ہی جو ہم پورا کر رہے تھے۔ پلیز ہمیں ہمارا کام کرنے دیں۔ ہم آپ کی کسی بھی چیز کا نقصان نہیں کریں گے۔

ایک آدمی ڈرتا ہوا بولا جبکہ دوسرے نے ہاں میں ہاں ملائی تھی۔

نقصان کر بھی نہیں سکتے تم لوگ بٹ سٹے آوے فرام فرام ہر شی از مائین۔

باران نے اس لڑکی کو اپنے بازو کے حصار میں کرتے غصے سے وارن کیا تو اس کے غصے سے ڈر کر وہ دونوں آدمی بھاگ گئے تھے جبکہ وہ لڑکی باران کے الفاظوں پر اسے دیکھ کر رہ گئی تھی۔ ان آدمیوں کے جاتے ہی باران نے اس لڑکی کے گرد سے بازو ہٹا لیے تھے۔

اگر آزادی کا شوق ہے تو سیلف ڈیفنس بھی سیکھو ورنہ باپ کے پلو سے ہی بندھی رہو۔ باران اسے کہتا وہاں سے نکل گیا جبکہ وہ لڑکی پیچھے ابھی تک باران کے الفاظوں کے سحر میں تھی۔

###########################$$######

ڈریک نے کیا جواب دیا ہے ؟؟ کب تک مال تیار ہو گا پرسوں ہمیں اس کمپنی والے اپنے آفس میں BK کو سمگل بھی کرنا ہے۔ باران جو بیٹھا تھا اپنے سیکرٹری سے پوچھنے لگا جو اس کا سمگلنگ وغیرہ کا بھی کام دیکھتا تھا۔

جی سر رات تک سارا مال آجائے گا اور ساتھ میں تیس کلو ڈرگز بھی بھیجیں گے وہ لوگ جو گنز کے ساتھ ہی کوریا میں سمگل کرنے ہیں۔ اس کے سیکرٹری نے جواب دیا تو باران نے سر ہلانے کے ساتھ اسے ہاتھ سے آفس سے جانے کا اشارہ کیا جس پر سیکرٹری سر ہلاتے اس کے آفس سے نکل گیا تھا۔

سیکرٹری کے جاتے ہی باران نے اپنا وجود ڈھیلا چھوڑتے آفس چیئر کی بیک سے ٹیک لگائی تھی اور پھر اپنے موبائل کی گیلری آپن کرتے کوئی تصویر نکالی تھی۔ تصویر کسی لڑکی کی تھی جو اپنے خوبصورت چہرے پر خوبصورت مسکراہٹ سجائے کھڑی تھی۔

آئی مس یو! باران نے محظ یہ تین الفاظ کہتے اس تصویر پر ہونٹ رکھے تھے اور پھر اپنی کرسٹل گرین آنکھوں کو تکلیف سے بند کیا تھا۔

###############################

تمہیں لگتا تھا کہ تم مجھے دھوکہ دے سکو گے۔ میں تمہیں شکل سے پاگل لگتا ہوں جو تمہاری باتوں میں آجاؤں گا۔ میں داور خان ہوں جو اڑتی چڑیا کے پر گن لیتا ہے۔ بتاؤ کس ایجنسی کے بندے ہو۔ داور اپنی بیسمنٹ میں کرسی پر بندھے آدمی سے مخاطب تھا جس کی حالت بہت بری تھی کیونکہ پچھلے دو گھنٹوں سے لگاتار وہ داور کا ٹارچر سہہ رہا تھا۔

اس کی انگلیوں کے سارے ناخن داور نے پلاس سے کھینچ دیے تھے منہ سے خون نکل رہا تھا جبکہ جسم پر بھی تشدد کے نشان تھے۔م۔۔میں ک۔۔کسی ای۔۔جنسی کا بندہ ن۔۔ن۔۔نہیں ہوں۔اس آدمی نے اپنے خون سے بھرے منہ سے بامشکل الفاظ ادا کیے۔

ابھی بھی جھوٹ واہ بڑی ہمت ہے تم میں۔داد دیتا ہوں تمہاری ہمت کی کہ پکڑے جانے کے باوجود داور خان سے جھوٹ بول رہے ہو۔اب اس کی سزا بھگتنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔داور نے اس کی گردن پر پیچھے سے ہاتھ ڈال کر اس کا چہرہ اپنے چہرے کے قریب کرتے پر اسرار لہجے میں کہا اور پھر وہ اپنے پاس پری ٹیبل سے پیچکس اٹھا چکا تھا۔

م۔۔م۔۔میں سچ ک۔۔ہ رہ۔۔اہوں میں کوئی ایجنسی ک۔۔کا آ۔۔دمی نہیں۔وہ آدمی داور کے ہاتھ میں پیچکس دیکھ گھبراتے ہوئے بولا۔

ٹھیک ہے نہیں ہو تم کسی ایجنسی کے آدمی مگر میرے گھر میں گھس کر مجھ پر نظر رکھنے کی سزا تمہیں ملے گی۔

داور سفاک لہجے میں کہتے اگلے ہی پل اپنے ہاتھ میں پکڑا پیچکس اس کی آنکھوں میں مار چکا تھا جس پر پورے بیسمنٹ میں اس آدمی کی چیخیں گونجیں تھیں۔ڈیوڈ لے جاؤ اس آدمی کو اور جا کر پولیس سٹیشن کے باہر پھینک او۔ساتھ میں میرا پیغام ضرور بھیجنا کہ دوبارہ ایسے کتوں کو شیر کی کچھار میں نے بھیجیں ورنہ اگلی بار وہ کتے اندھے نہیں مردہ ملیں گے۔

داور ٹیبل پر پیچکس واپس رکھتے وہاں پر پڑا کپڑا اٹھا کر اس سے اپنے ہاتھ صاف کرتا اپنے خاص آدمی ڈیوڈ سے بولا جس پر ڈیوڈ نے او کے سر کہتے سر ہلایا تھا۔ جون سے فون کر کے کہو میرا پرائیویٹ جٹ تیار کرے مجھے روسیا جانا ہے رحمان کو لینے۔

کچھ زیادہ ہی ناراض ہو گیا ہے اس بار وہ۔ بیسمنٹ سے نکلتے داور نے ڈیوڈ کو ایک اور حکم دیا تھا جس پر ڈیوڈ نے فوراً اس کا حکم بجالاتے فون نکالا تھا جبکہ وہ ایجنسی کا آدمی آنکھوں کی تکلیف نہ برداشت کرتے بے ہوش ہو چکا تھا۔

##############################

تاتو مودھے تاتلیٹ تھانی ایں۔لے تردو مودھے۔(چاچو مجھے چاکلیٹ کھانی ہے لے کر دو مجھے) باران بھی داریہ کے پاس آگیا تھا رحمان کے وہاں ہونے جا سن کر اور اس وقت وہ داریہ کے گھر میں بنے اپنے کمرے میں رحمان کو اپنے پاس بیٹھائے اس کی فرمائشیں سن رہا تھا۔میں لے کر آیا ہوں نہ اپنے بیٹے کے لیے چاکلیٹس بہت ساری۔

ابھی باران اس کے گال پر پیار کرتا جواب دیتا کہ تبھی داور نے انٹری دیتے کہا جبکہ ہاتھ میں چاکلیٹس کا ڈبہ تھا۔دندے بابا تلے جاؤ جاں شے مان تو آپ نئی تاہیے او۔(گندے بابا چلے جاؤ یہاں سے رحمان کو آپ نہیں چاہیے ہو) رحمان نے داور کو دیکھ غصے سے کہا۔غصے میں تو وہ اپنے باپ سے بھی آگے تھا۔چاکلیٹس لایا ہوں جان آپ کے لیے۔

داور نے اس کے پاس بیڈ تک پہنچ چاکلیٹس کا ڈبہ سامنے کرتے کیا جسے رحمان نے فوراً اپنے چھوٹے چھوٹے دونوں ہاتھوں سے تھام لیا تھا۔ تاکلیٹس لے لوں دا پڑ آپ شے ناض آؤں ابئی بی۔

(چاکلیٹس لے لوں گا پر آپ سے ناراض ہوں ابھی بھی) رحمان چاکلیٹس کا ڈبہ لے کر بیڈ سے نیچے اتر کر داور کو اپنی گرے آنکھوں سے گھورتے ہوئے اپنے گورے ملائم پھولے گالوں کو اور پھیلاتے بولا اور چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا کمرے سے نکل گیا۔

باران تب سے ہونٹوں پر میٹھی بنا کر رکھے بیٹھا سنجید گی سے ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔ دیکھا تم نے کیسے باپ کو باتیں سنا کر گیا ہے وہ۔ داور نے

باران کو رحمان کی شکایت لگائی تو باران بیڈ سے کھڑا ہوتا اس کے پاس آیا۔ تو مان لو اس کی بات۔ ماں ہی مانگ رہا ہے وہ۔

آخر اس کو بھی ضرورت ہے ماں کی۔ باران کی بات پر داور نے اسے گھورا۔ تم اس کی اتنی سائیڈ لے رہو تو خود شادی کر کے اس کو چاچی لا دو۔ داور نے کہا تو باران نے اپنی کرسٹل گرین آئیز کو اس کی گرین آنکھوں میں گاڑا تھا۔ وہ دنوں بلکل سیم قد آور جسامت کے تھے۔ اسے ماں چاہیے چچی نہیں اور مجھے شادی کرنی ہی نہیں ہے۔

تم بھی یہ بات جانتے ہو بھائی۔ باران نے سخت لہجے میں کہا تو داور کے چہرے پر مسکراہٹ بکھری۔ اتنا دور بھاگتے ہو شادی سے اگر کبھی پیار

ہو گیا کسی سے تو؟؟ داور نے ائیبر و اٹھائے پوچھا تو باران نے بھی جوابی دائیں آبرو اچکائی تھی۔ کیا کہا پیار؟؟

سوری میرے پاس ان فضولیات کے لیے وقت نہیں کیونکہ پیار محبت سب کچھ بکواس اور فضول چیزیں ہیں۔ زندگی میں کچھ بننا ہے تو انسان کو دل کی نہیں دماغ کی سننی چاہیے۔ پیار محبت سے دور رہنا چاہیے اور مجھے اپنی زندگی میں بہت کچھ کرنا ہے ابھی اسی لیے میرا فوکس اپنے کام پر ہے۔

تم بتاؤ تمہیں ہوئی تھی محبت اس سے؟؟ ایک سال وہ تمہارے پاس رہی تھی تمہارے بے حد قریب تمہارے بیٹے کو جنم دیا تھا اس نے تو کیا تمہیں اس سے محبت ہوئی تھی؟؟ غزان نے پوچھا تو داور کو وہ گرے

آنکھوں والی حسینہ یاد آئی تھی جبکہ گردن خود بخود نہ میں ہلی تھی۔ بلکل یہی بات کہ نہیں ہوئی تھی تمہیں محبت تو پھر مجھ جیسے پتھر دل کو بھی محبت نہیں ہو گی۔

ہم تینوں بہن بھائی محبت کے لیے ہیں ہی نہیں کیونکہ ہم صرف سفاکیت اور حیوانیت رکھتے ہیں اپنے اندر محبت نہیں۔ باران کی باتوں پر داور نے ہستے ہوئے اسے گلے لگایا تھا۔ہاں بلکل ہمیں دور رہنا ہے اس سب سے۔

کیا ہو رہا ہے یہاں ؟؟ دار یہ جو کمرے میں آئی تھی داور اور باران کو گلے لگا دیکھ حیرت سے پوچھنے لگی۔ کچھ نہیں بس ویسے ہی تم بتاؤ رحمان کہاں ہے ؟؟ داور نے اسے ٹالتے رحمان کا پوچھا۔ وہ تو جانو کے پاس ہے۔

اسے چاکلیٹس کھلا رہا ہے۔داریہ کے جواب پر باران اور داور دونوں نے حیرت سے اسے دیکھا تھا۔کیا؟؟وہ تمہارے جانوں کو یعنی ایک بھیڑیے کو چاکلیٹس کھلا رہا ہے ؟؟ باران نے حیرت سے پوچھا تو داریہ نے کندھے آچکا دیے۔

وہ پچھلے ایک ہفتے سے یہاں ہے اور اس ایک ہفتے میں اس نے جو جو کھایا ہے میرے جانو کو بھی کھلایا ہے چاہے وہ چاکلیٹس ہو،لیز ہو،آئس کریم ہو یاں پوپ کورن ہوں۔اور مزے کی بات یہ کہ میرا جانو سب کچھ مزے سے کھا بھی رہا ہے۔داریہ نے مزے لے لے کر بتایا تو داور کو اپنے بیٹے کی حرکت پر بے تحاشہ ہسی آئی تھی جبکہ باران نے تاسف سے سر ہلایا تھا۔

##############################

تمہاری جوب کیسی جا رہی ہے ؟؟ ہمیرہ نے اپنی دوست سوزین سے پوچھا جو کچن میں کھڑی پاستا بنا رہی تھی جبکہ ہمیرہ کچن میں پڑے ڈائنگ ٹیبل پر بیٹھی تھی۔ وہ دونوں ایک ہی فلیٹ میں رہتی تھیں کیونکہ ان دونوں کا ہی کوئی نہیں تھا اس دنیا میں۔

ہاں اچھی جا رہی ہے تم بتاؤ کہ تمہاری سپورٹس اکیڈمی کیسی جا رہی ہے ؟؟ سوزین نے پاستے کے نیچے آنچ ہلکی کر کے رکھتے اس کے پاس جا کر بیٹھتے پوچھا۔ اچھی جا رہی ہے اور پرسوں ہمارا ٹرپ جا رہا ہے باسکٹ

میں duperre playground بال ٹیم کے بچوں کے ساتھ

۔

تم چلو گی ؟؟؟ہمیرہ نے مسکراکر بتاتے ساتھ سوزین سے بھی جانے کا پوچھا تھا۔نہیں میں نہیں جاسکوں گی کیونکہ میرا آفس ورک بہت ہے ان دنوں۔سوزین نے انکار کیا تھا۔اچھا چلو تمہاری مرضی۔میں نورے کو ساتھ ہی لے کر جاؤں گی۔ہمیرہ نے سامنے پڑے پانی کے گلاس سے گھونٹ بھرتے بتایا تو سوزین سر ہلاتی کھڑی ہو گئی اور پاستا کو چیک کرنے لگی۔

##################################

اس ویک اینڈ کوئی کام ہے تمہیں؟؟ داور باران اور داریہ پیلس والے خان ہاؤس جمع تھے کیونکہ مہینے کا آخر چل رہا تھا۔ وہ سب ڈائیونگ ہال میں بیٹھے تھے کہ تبھی داور نے پوچھا۔ نہیں کچھ خاص نہیں مگر آپ کیوں پوچھ رہے ہیں؟؟ باران نے پوچھا۔

اگر کوئی کام نہیں تو پھر کل آوٹنگ پر چلیں گے۔ رحمان کو گھما پھرا لائیں گے اور کچھ ہم بھی فریش ہو جائیں گے۔ داور کی بات پر باران نے سر ہلاتے جامی بھری تھی جبکہ آوٹنگ کا سن داریہ خوشی سے اچھلی تھی۔ ٹھیک ہے پھر میں تو اپنی تیاری کروں جا کر صبح کے لیے۔

آخر آوٹنگ پر جانا ہے۔ وہ ان سے کہتی اپنے کمرے کی طرف بھاگ گئی جبکہ داور اس کی خوشی پر ہنس پڑا تھا۔ داریہ کو آوٹنگ کا بہت شوق تھا

۔اوراس سے بھی زیادہ تیار ہونے کا۔اسی لیے تو وہ بھاگ کر گئی تھی تاکہ اپنے صبح تیار ہونے کا سامان نکال کر رکھ لے۔اچھا تو میں بھی چلتا ہوں رحمان کو سلانا ہے اور اس کے ساتھ ڈیزنے مووی بھی دیکھنی ہے
۔

داور باران سے کہتا رحمان کے کمرے میں چل پڑا جبکہ پیچھے ہلکی سی مسکراہٹ نے باران کے چہرے پر جھلک دیکھائی تھی۔ہاں اسے اپنے بھائی پر ہسی آئی تھی جو اتنا بڑا گینگسٹر ہو کر اپنے بیٹے کے ساتھ کارٹون موویز دیکھتا تھا اور وہ بھی ڈیزنے موویز۔

####################################

تم پاگل ہو گئی ہو جو اس طرح سے موت کے کنویں میں جانا چاہتی جو ؟؟

میں تمہیں کہہ رہا ہوں ہم تہ کیے گئے طریقے سے ہی کیس لڑیں گے

بس۔میں جاوں گا وہاں جاسوسی کرنے تم نہیں۔

غزین نے فون پر اسے سمجھاتے ہوئے کہا مگر دوسری طرف بھی

ضدیوں کی سردار تھی۔میں بھی کہہ چکی ہوں پہلے ہی کہ کیس میں اپنی

مرضی سے دیکھوں گی۔مجھے بڑے آفیسر ز نے بھی اجازت دے دی

ہے۔

اب پلیز غزین آپ مت مجھے روکو کیونکہ مجھے پتا ہے کہ مجھے کیا کرنا

ہے۔تم میرے سینئر ہو مگر مجھے اوپر سے پرمیشن مل چکی ہے کہ میں غیر

قانونی طریقے چھوڑ جس طریقے سے چاہوں کیس لڑ سکتی ہوں بس باران خان کو جیل کے پیچھے ڈالنا ہے مجھے۔

تو میں جانتی ہوں مجھے کیا کرنا ہے۔ پلیز آپ مجھے مت روکیں میں نہیں سنوں گی آپ کی۔ خدا حافظ۔ وہ ایک ہی سانس میں ساری بات کرتی کال کٹ کر گئی جبکہ غزین اس کی عقل اور ضد ہر ماتم کرتا رہ گیا تھا۔ مجال تھی کہ وہ لڑکی اس کی کبھی پوری بات سنتی۔ بس اپنی بول کر کال کٹ کر دیتی تھی۔

##################################

اوہ تو تم اٹلی کے گینگسٹر ہو مگر تم تو کہیں کے شہزادے لگتے ہو۔بلکہ میرے شہزادے لگتے ہو۔آہ باران خان تم میری پہلی نظر کی محبت ہو جو سانسوں کی آخری ڈور تک میرے دل میں نظر بند رہے گی۔

وہ باران کی تصویر کو دیکھتی اس سے باتیں کر رہی تھی اور ساتھ وہ باران سے جلد ملنے کا ارادہ بھی بنا رہی تھی۔اب دیکھنا تھا کہ وہ بن پاتی تھی باران کی محبت یاں پھر اس کے قہر کا نشانہ بننے والی تھی وہ۔

####################

آپ ادھر کھڑے ہو جاؤ نورے مما ابھی کچھ دیر میں اجائیں گی مگر آپ نے یہاں سے نہیں ہلنا۔مما کا ویٹ کرو ادھر۔ہمیرہ نورے کو تلقین

کرتی بول رہی تھی کیونکہ اس کی اکیڈمی کے سٹوڈنٹ اب واپس جا رہے تھے کیونکہ ان کا ٹرپ ختم ہو گیا تھا مگر ہمیرہ کو ابھی شاپنگ کرنے کے لیے مال جانا تھا اس لیے اس کا ارادہ تھا کہ وہ نورے کے ساتھ اکیلی خود ہی مال چلے جائے گی۔

اس لیے وہ نورے کو duperre playground کے باہر ہی کھڑے ہونے کا کہتی وہاں سے چلی گئی کیونکہ بچوں کو بس میں بیٹھا کر وہ وہیں واپس آنے والی تھی۔

##############################

آج ایک باسکٹ بال کا میچ ہو جائے۔ داور نے باران اور داریہ کو دیکھتے

کہا تو انہوں نے فوراً ڈن کیا تھا۔ چلو پھر Duperre

چلتے ہیں دو منٹ کی واک پر ہے۔ playground

داریہ نے کہا تو وہ duperre playground کی طرف چل

پڑے۔ لاؤ رحمان کو مجھے پکڑاو۔ داور نے داریہ کے آگے بازو کرتے

رحمان کو پکڑے کے لیے کہا جس پر داریہ نے رحمان کو داور کو پکڑایا تھا

۔وہ صبح سے آوٹنگ پر آئے ہوئے تھے۔

Desiny land , Efil tower اور Louvre

Museum وغیرہ جیسی جگہوں پر گھوم پھر کر آئے تھے۔ رحمان تو

بہت ہی زیادہ خوش تھا کیونکہ آج اس کا دن بیسٹ گزرا تھا۔ سارا دن وہ

کبھی باران کی گود میں ہوتا کبھی داور کی تو کبھی داریہ کی گود میں ہوتا۔
اسے زمین پر نہیں چلنے دیا تھا انہوں نے کہ کہیں وہ تھک نہ جائے۔

چلو بابا کی جان آپ ادھر بیٹھو اور دیکھو کہ کیسے تمہارے بابا تمہارے چچا اور پھپھو کو ہراتے ہیں۔ پلے گراونڈ میں پہنچ کر داور نے رحمان کی گال پر پیار کرتے اسے وہاں سائیڈ پر بنیں سیڑھیوں پر بیٹھاتے کہا جن پر آج کل گرین کلر ہور کھا تھا۔

کچھ دن پہلے ہی سارے گراؤنڈ کے کلر پھر سے چینج کیے گئے تھے۔
داریہ ہیل اتار دو اپنی چوٹ نہ لگ جائے۔ باران نے داریہ کی ہیلز کو دیکھتے کہا۔ نہیں میں کھیل سکتی ہوں ان کے ساتھ بھی ڈونٹ وری ابھی

آپ جانتے نہیں داریہ کو۔ داریہ نے اپنے لمبے نیچے سے کرل کیے گئے گولڈن بالوں کو ایک ادا سے پیچھے کرتے کہا۔

تمہاری مرضی ہے پھر نہ کہنا کہ موچ آگئی پاؤں میں۔ باران نے اسے کہتے نیچے پڑی باسکٹ بال اٹھاتے کہا۔ فکر نہ کرو اس کی بس اپنے ہارنے کی تیاری کرو۔ داور نے اپنا بلیک کورٹ رحمان کے پاس رکھ کر اپنی وائٹ شرٹ کے کف فولڈ کرتے کہا۔ دیکھا جائے گا۔ باران نے ترچھی مسکراہٹ دیکھاتے کہا اور کھیل شروع کیا تھا۔

بال باران کے پاس تھی جبکہ داریہ اور داور اس سے پکڑنے کی کوشش کر رہے تھے مگر باران نے تیزی سے آگے بڑھتے بال کو باسکٹ میں ڈال کر گول کیا تھا۔ تم ان تا تو دو ٹین دواٹ۔ یو یو تم آن (کم ان چا چو یو

کین ڈواٹ۔ پھوپھو کم ان) رحمان باران اور داریہ کو چیئراپ کرتا بولا تو داور نے حیران ہوتے اسے دیکھا جبکہ رحمان نے داور کے دیکھنے پر نظروں کا زاویہ بدل لیا تھا۔

تم میرے بیٹے ہو تو مجھے سپورٹ کروانہیں نہیں۔داور نے اسے انگلی وارن کرتے کہا جبکہ رحمان نے ناک چڑھا کر اس کی بات کو رد کیا تھا۔ تم آن ایر واش اوٹے دوٹین دو بیٹر۔(کم ان ہیر واٹس اوکے یو کین ڈو بیٹر)۔اچانک سے وہاں کسی بچی کی توتلی آواز گونجی تو سب نے حیران ہوتے داخلی دروازے کی جانب دیکھا تھا جہاں پر رحمان کی عمر کی ہی خوبصورت سی بچی کھڑی تھی جس نے گلابی رنگ کی فراک پہنی ہوئی تھی۔

داور چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا اس بچی کے پاس پہنچا تھا۔ آپ کون ہو بیٹا؟؟ یہاں کیا کر رہے ہو اکیلے؟؟ داور نے اس کے پاس پنجوں کے بل بیٹھ کر پوچھا۔ مئیاں نام نورے ائہ مئں جاں مماتا انجار تر رئی اوں۔ (میرا نام نورے ہے میں یہاں مما کا انتظار کر رہی ہوں) نورے نے آنکھیں پٹپٹاتے داور کو جواب دیا جبکہ باران داریہ اور رحمان بھی ان کے پاس پہنچ چکے تھے۔

نورے نام ہے واہ مطلب آپ مسلمان ہو۔ داور نے اس کے گال کھینچتے کہا تو نورے نے مسکراتے زوروشور سے سر ہلایا تھا۔ مما کہاں ہے آپ کی؟؟ داریہ نے پوچھا تو نورے نے اپنے توتلی زبان میں اسے بتایا تھا کہ اس کی ماں کہاں گئی ہے۔ رحمان تو اس کے ساتھ جا کر کھڑا ہو چکا

تھا۔ کب سے گئی ہوئی ہے ؟؟اسے نہیں پتا کہ بچوں کو ایسے اکیلا نہیں چھوڑتے خاص کر بچیوں کو۔

داریہ نے غصے سے کہا۔ باران تو بس خاموشی سے اس بچی کو دیکھ رہا تھا۔

مماٹو بتاا ے تہ مودھے ڑش شے دھبراہت اوتی اے اش لیے مماا یتلی دئی اے عور نورے شٹونگ اے نئ درتی نورے تشی شے۔

(مما کو پتا ہے کہ مجھے رش سے گھبراہٹ ہوتی ہے اس لیے مما اکیلی گئی ہے اور نورے سٹرونگ ہے نورے نہیں ڈرتی) نورے نے انہیں پٹر پٹر اپنی توتلی زبان میں بتایا تو داریہ اور داور مسکرا دیے۔ بابا کہاں ہیں ؟؟داور نے پوچھا۔ بابا نئ ایں نورے تے۔

(بابا نہیں ہیں نورے کے) نورے نے اداسی سے کہا تو رحمان نے جلدی سے اس کا رخ اپنی جانب کیا تھا۔ مئیے بابا دے لو۔ مود ھے مما دے دو۔ (میرے بابا لے لو مجھے مما دے دو) رحمان کی بات نے جہاں نورے کو پریشان کیا تھا وہیں داور کے علاوہ دار یہ اور باران کو ہسی آئی تھی۔ رحمان تم نہ اب بس کر دو یہ مما مما والی ضد۔

چلو گھر چلیں بہت ہو گئی آوٹنگ۔ داور رحمان کو سختی سے کہتا کھڑا ہوا اور پھر اسے کندھے پر زبردستی اٹھا چکا تھا۔ بیٹا اپنا خیال رکھنا اور اگر کہو تو مما کے ہاس چھوڑ آؤں؟؟ داور نے ہاتھ پاؤں چلاتے رحمان کو قابو کرتے نورے کہا تو نورے نے مسکرا کر نہ میں سر ہلایا تھا۔ اوکے بائے بیٹا بائے بائے۔

داور اور داریہ نورے کے گال پر پیار کرتے اسے گڈ بائے کہنے لگے جبکہ باران نے بس جاتے ہوئے نورے کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔ان کے جانے کے پانچ منٹ بعد ہی ہمیرہ واپس آگئی تھی۔

سوری میری جان دیر سے نکلی بس کیونکہ بس کے ٹائیر میں مسلہ ہو گیا تھا اس لیے دیر ہو گئی مجھے چلو چلیں۔ہمیرہ نے نورے کو گود میں اٹھاتے پیار سے کہا تو نورے نے مسکرا کر اس کی گردن میں منہ چھپا لیا۔

##############################

سر سنا ہے آج کل جونسن آپ سے پنگا لینے کا سوچ رہا ہے۔کیونکہ وہ لندن اور پیرس پر اپنی حکومت کرنا چاہتا ہے۔ڈیوڈ نے داور سے پوچھا تو

داور نے قہقہہ لگایا تھا۔دیکھنے دو اسے خواب کون سا پورے ہو جائیں گے۔

وہ سمجھ رہا ہے کہ اگر وہ سمگلنگ میں مجھے ہرا دے گا تو وہ میری جگہ لے لے گا مگر وہ یہ نہیں جانتا کہ داور خان سمگلنگ کی وجہ سے نہیں اپنی سفاکیت کی وجہ سے یہاں ہے۔ چھوڑو اس کو زیادہ اس پر دیہان دینے کی ضرورت نہیں ہے تمہیں۔داور کی بات پر ڈیوڈ نے سر ہلایا تھا۔نئے موڈل کی گاڑی کیسی ہے؟؟

داور نے پوچھا۔اچھی ہے سر مگر اس کی کے اندر کی مشینری کچھ زیادہ اچھی نہیں ہے۔ڈیوڈ نے جواب دیا۔واپس بھیج دو اسے کمپنی کو اور کہنا بے کار مال ہم نہیں رکھتے۔داور اسے کہتا آٹھ کھڑا ہوا۔

اور ہاں مجھے کچھ دن تک پیرس جانا ہے تو تم میرے ساتھ چلنا پیرس کیونکہ وہاں پر ایک ڈیل کرنی ہے۔داور اپنے کمرے کی جانب جانے لگا کہ تبھی رک کر ڈیوڈ سے بولا تو ڈیوڈ نے او کے سر کہا تھا۔

##############################

تم مجھے ایسے نہیں مار سکتے باران خان۔میں قطر کا ڈان ہوں۔مجھے مارو گے تو کھلی جنگ کا اعلان کرو گے۔کرسی پر بندھے آدمی نے باران سے کہا جو اس کے سامنے بیٹھا اپنے گلے میں پہنے بلیڈ پر ہاتھ کی انگلیوں پھیر رہا تھا۔جنگ کا اعلان تم نے خود کیا تھا شیخ عبدل میرے مال کو قطر میں داخل نہ ہونے دے کر۔

اور ابھی تک کوئی ایسا پیدا نہیں ہوا جو باران خان سے جنگ کرنے کی ہمت رکھے۔ تم نے میرے راہ میں رکاوٹ ڈال کر اپنی موت کو بلاوا دیا ہے۔اب باران خان کے غصے کو بھگتو۔

باران نے کہتے ہے گلے میں پہنا بلیڈ والا لاکٹ اتار کر شیخ کے بازوں پر کٹ لگائے تھے جبکہ اس کے کٹ لگانے سے ٹارچر روم میں شیخ کی چیخیں گونجیں تھیں۔وہ آہستہ آہستہ شیخ کے بازوں کے بعد اس کے چہرے پر بھی کٹ لگا رہا تھا جبکہ تکلیف سے شیخ کی چیخیں اور بلند ہو رہی تھیں۔

بس کر دو۔۔۔۔۔پلیززز۔۔۔ب۔۔ باران خان۔۔۔ معاف کر دو ۔۔۔۔دوبارہ تمہارے رستے۔۔۔ مم۔۔۔میں نہیں۔۔۔آوں گا۔ تکلیف سے بے حال ہوتے اس شیخ نے التجا کی تھی جبکہ باران اس کے منت کرنے پر تنزیہ مسکرایا تھا۔ کیا ہے نہ شیخ کہ میرا ایک ہی اصول ہے ”فیصلہ ہمیشہ موت کی صورت میں کرو زندگی بخش کر سرکشی کو بڑھاوا مت دو“ باران کی بات پر شیخ کا سانس سوکھا تھا۔

باران نے خون سے بھرا بلیڈ شیخ کے ہی کپڑوں سے صاف کیا تھا اور پھر ادھا منہ میں ڈال کر اگلے ہی پل چہرہ اس کی گردن کے قریب سے گزارا تھا اور پھر شیخ کی گردن سے ابل ابل کر خون بہنے لگا۔

مر گیا سالا لے جاؤ اسے اور داریہ کو بھیج دو اسے اس کے جانو کا کھانا ہو جائے گا ایک وقت کا۔ باران نے اپنے سیکرٹری سے کہتے اپنے خون سے بھرے ہاتھوں کو چہرے کے پاس لیجا کر لمبا سانس کھینچا تھا۔ آہ یہ خون کی سمل اس کی زندگی تھی اس کا سکون تھی۔

#################################

یہ کیا طریقہ ہے ذزان ہر روز تم محلے کے کسی نہ کسی لڑکے سے لڑ کر اس کا سر پھاڑ کر ا جاتے ہو۔ یہ پاکستان نہیں ہے جہاں کوئی کچھ نہیں کرے گا۔ ہر بار میں لڑکوں کو پیسے دے کر چپ نہیں کروا سکتا۔

کوئی کیس بھی کر سکتا ہے تم پر۔زیادہ محلے کے گنڈے بننے کی ضرورت نہیں ہے۔اس کے چچا اس کو ڈانٹتے ہوئے بول رہے تھے جبکہ وہ اپنے کانوں میں انگلی ڈال کر ان دیکھی میل نکال رہا تھا۔اسے پتا تھا کہ ان کا فکر میں ڈانٹنا سب دیکھاوا تھا۔

بس کر دیں چچا آپ کو زیادہ میرے باپ بننے کی ضرورت نہیں۔میں چاہے محلے کا گنڈہ بنوں یاں شہر کا آپ کو کیا مسلہ ہے؟؟سب پتا ہے مجھے آپ کا۔ پچھلے چار سالوں سے میرے باپ کی ساری دولت پر ناگ بن کر بیٹھے ہیں آپ۔ مگر بھولیے گا مت میں زندہ ہوں ابھی یعنی کہ شاہ خاندان کا وارث زندہ ہے۔

میں آپ کو اپنی دولت کو ہتھیانے نہیں دوں گا۔اپنی تو ساری دولت جووے میں ہار ہار کر ختم کر دی اور اب میری جائیداد پر نظر رکھی ہوئی ہے آپ نے۔ بہت ہو گیا۔اپنی صلاحیں اپنے پاس رکھا کریں مجھے نہیں چاہیے ہیں اور جلد یہاں سے چلے جائیں میں اور آپ کو اپنے گھر میں برداشت نہیں کروں گا۔

وہ غصے سے ان پر چیختا گھر سے نکل باہر کھڑی اپنی ہیوی بائیک لے کر چلا گیا تھا جبکہ پیچھے اس کے چچا اپنی مٹھیاں بھیچ کر رہ گئے تھے۔آخر کب تک برداشت کرنا ہے اسے؟؟ ختم کروائیں اسے جیسے آپ نے اپنے بھائی بھابی کو کروایا تھا۔

اس کے رہتے کچھ نہیں ملنے والا ہم کو۔ان کی بیوی ان کے ہاس آتی بولی تو انہوں نے اپنی غصے سے ہوئی لال آنکھوں سے انہیں دیکھا۔پتا ہے مجھے کہ کیا کرنا ہے اس کا فکر نہ کرو دوبارہ گھر واپس زندہ نہیں آئے گا۔ خطرناک مسکراہٹ چہرے پر سجائے انہوں نے کہا تو چچی نے بھی مسکرائی تھی۔

################@@##################

داریہ تم نے شادی کے بارے میں کیا سوچا ہے ؟؟!آخر تمہیں تو شادی کرنی چاہیے باران کی تو بات الگ ہے مگر تم کب کرو گی شادی؟کوئی لڑکا پسند ہے ؟؟؟داور داریہ سے فون پر بات کر رہا تھا کہ تبھی اچانک اس

سے شادی کا پوچھنے لگا۔ بھائی ابھی تو کوئی ارادہ نہیں ہے میرا اگر جب دل کرے گا تو کرلوں گی شادی۔

ویسے اگر سچ کہوں تو دور دور تک ارادہ نہیں ہے۔ داریہ نے منہ کے برے برے زاویے بناتے کہا۔ چلو تمہاری مرضی ہے میں صرف سمجھا سکتا ہوں۔ داور نے پیار سے کہا تو وہ مسکرا پڑی۔ اچھا بچے زرا ضروری کام ہے مجھے تو تم سے پھر بات کروں گا۔ بائے بائے۔

داور نے کہا تو داریہ نے بھی داور کو بائے کہتے اپنے قدم باہر لان کی طرف بڑھائے تھے جہاں پر اس کا جانو بیٹھا تھا۔ اس کا ارادہ اج کا دن جانو کے ساتھ گزارنے کا تھا۔ ویسے بھی کل اس کی بائیک ریس تھی

اس لیے اسے فریش رہنا تھا اور فریش ہونے کا طریقہ جانو کے ساتھ ٹائم سپنڈ کرنا تھا۔

##############################

سر ایک لڑکی ملنے آئی ہے آپ سے۔ وہ ابھی اپنے آفس پہنچا ہی تھا کہ تبھی اس کے سیکرٹری نے اسے اطلاع دی۔ کون ہے؟؟ اس نے پوچھا
۔

پتا نہیں سر کہہ رہی ہے آپ اسے جانتے ہیں۔ حیام نام بتا رہی ہے وہ اپنا ۔ سیکرٹری کی بات پر اسے حیرت ہوئی تھی مگر پھر اس لڑکی کو بھیجنے کا کہتے آفس روم کی طرف بڑھ گیا۔

###############################

ابھی اسے آفس میں بیٹھے پانچ منٹ ہی گزرے تھے کہ آفس کا دروازہ کھلا تھا اور ٹک ٹک کی آواز آفس میں گونجی تھی۔ باران نے فائیل سے سر اٹھا کر سامنے دیکھا تو ایک خوبصورت لڑکی پنک شرٹ اور وائٹ پینٹ پہنے بالوں کو ٹیل پونی میں قید کیے اور لائیٹ میک اپ پر ڈارک لیپسٹک لگائے اسے مسکرا کر دیکھ رہی تھی۔

اسے دیکھ کر باران نے سوالیہ انداز میں آئی بروا چکائی تھی۔ کون ہو تم ؟؟ میں تو تمہیں نہیں جانتا۔ کس لیے ملنا چاہتی تھی؟؟ باران نے ایک ساتھ تین سوال پوچھے جبکہ وہ لڑکی تو اس کے منہ سے میں تمہیں نہیں جانتا سن کر شاکڈ تھی۔ ارے ہم ابھی تین ہفتے پہلے ہی تو ملے تھے ایک کلب میں۔ میرا نام حیام ہے میں ترکی کی رہنے والی ہوں۔

یاد نہیں آپ کو آپ نے مجھے کچھ لوگوں سے بچایا تھا جو میرے بابا نے بھیجے تھے۔ وہ اس کے ٹیبل کے پاس پہنچ اپنا ہاتھ میں پکڑا کلچ ٹیبل پر رکھتی فر فر انگلش بولتی اسے یاد کروانے کی کوشش کرنے لگی مگر باران کے چہرے پر بے زاری پھیلی یوئی تھی۔

تم حیام ہو یاں بادام ہو مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ دفع ہو جاؤ یہاں سے۔ باران نے بے زاری سے اردو میں کہا تو حیام نے ناسمجھی اور پریشانی سے اس کا چہرہ دیکھا تھا۔ سوری کیا کہا؟؟ مجھے یہ زبان نہیں آتی۔ حیام کی بات پر باران سیدھا ہو کر بیٹھتا ٹیبل پر اپنے بازو رکھ کر اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھنے لگا۔

میں نے کہا ہے مس کہ مجھے سروکار نہیں کہ تم کون ہو کہاں سے آئی یو اور کب میں نے تمہاری ہیلپ کی تھی۔ مجھے بے فضول کسی سے بات کرنا اور اسے اپنے سر پر چڑھانا پسند نہیں۔ تم جاسکتی ہو یہاں سے۔ باران نے اس بار اسے ترکش زبان میں جواب دیا تھا۔

جبکہ وہ لڑکی جہاں اس کے منہ سے ترکش زبان سن کر حیران ہوئی تھی وہیں اس کے الفاظوں نے اسے ہرٹ کیا تھا۔ مگر میں تم سے سپیشلی ملنے آئی ہوں کیونکہ جب سے تم سے ملی ہوں مجھے تمہارے علاوہ کسی چیز کے بارے میں نہیں سوجھتا۔

ہر وقت تمہاری ہی یاد آتی ہے تمہاری خوبصورت کرسٹل گرین آئیز والا چہرہ میرے زہن کے پردوں پر ایسا بیٹھا کہ مجھے کچھ اور دیکھائی ہی نہیں دیتا۔ حیام نے ڈائریکٹ اپنی فیلنگ بتائیں تھیں جبکہ باران کا تو اس کی باتوں پر دماغ خراب ھو رہا تھا۔

بس بہت ہو گئی بکواس۔ دفع ہو جاؤ یہاں سے۔ تمہاری جان بچائی تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ تمہیں پسند کرنے لگا ہوں یاں کرنے لگوں گا۔

تم پہلی لڑکی نہیں ہو جس نے باران خان کو چاہا ہے لاکھوں لڑکیاں مرتی ہیں مجھ پر مگر باران خان تم جیسوں ہر تھو کنا بھی پسند نہیں کرتا۔ دفع ہو جاؤ یہاں سے۔

باران نے غصے سے ٹیبل پر ہاتھ مارتے کھڑے ہو کر کہا تو اس کی غصے پر حیام بھی بری طرح ڈری تھی۔پر میں۔۔۔۔بس میں نے کہا نہ بہت ہو گیا دفع ہو جاؤ۔حیام نے آنکھوں میں موٹے موٹے انسوں لیے کچھ کہنا چاہا مگر باران نے اس کو بیچ میں ہی روک کر کہا۔

تم بڑی بے دردی سے ٹھکرا رہے ہو نہ میری محبت کو تو جاؤ میں بھی تمہیں بد عادیتی ہوں باران خان کہ تمہیں بھی محبت ہو بلکہ عشق تا کہ تمہیں بھی درد کا پتا چلے۔اور جیسے تم میری محبت کو ٹھکرا رہے ہو نہ

ویسے ہی وہ تمہارے عشق کو ٹھکرائے اور تم اپنی خوبصورتی کے غرور کے ساتھ منہ کے بل گرو۔

جاؤ بد عا ہے تمہیں میری۔ وہ غصے اور دکھ سے اسے بد عا دیتی اپنا کلچ اٹھا کر روتے ہوئے اس کے آفس سے نکل گئی تھی جبکہ پیچھے باران نے اپنا سر جھٹکا تھا۔

###############################

وہ ریسنگ ایریا پر پہنچ گئی تھی۔ اس نے بلیک کلر کی بائیک ریسنگ کٹ پہن رکھی تھی جبکہ اس کے بوٹ ہیل والے ہی تھے۔ اسے ہیل کی اتنی عادت تھی کہ وہ نارمل سول پہن ہی نہیں سکتی تھی۔ اور پھر ہیل

پہن کر اس کی کی جانے والی ایٹیٹیوڈ ک واک لڑکوں کو آہیں بھرنے پر مجبور کر دیتی تھی۔

ابھی تھوڑی دیر میں اس کی ریس سٹارٹ تھی جبکہ آج اسے ایک سپاری بھی ملی ہوئی تھی۔ ریس کو ختم کرنے کے بعد وہ وہیں جانے والی تھی۔ تقریباً پانچ منٹ بعد ہی ریس سٹارٹ ہونے لگی تو اسے دیکھ کر حیرت ہوئی کیونکہ وہاں اس کے علاوہ صرف ایک اور پارٹیسپنٹ ہی تھا ریس کے لیے باقی کوئی نہیں تھا۔

اوئے ادھر آو نہ زرا۔ اس نے ریس کو منعقد کرنے والے انسان کو بلایا جو ڈرتا ڈرتا اس کے پاس آیا تھا۔ یہ آج صرف دو لوگ کیوں ہیں کسی اور

نے حصہ کیوں نہیں لیا؟؟اس نے سخت آواز میں پوچھا جبکہ اس آدمی کی تو اس کے پاس کھڑے ہوتے بھی جان جا رہی تھی۔

وہ داریہ میڈم دراصل کوئی بھی آپ کے ساتھ ریس نہیں لگانا چاہتا انہیں ڈر لگتا ہے آپ سے اور پھر آپ ہر بار جیت جاتی ہیں۔یہ لڑکا بھی نیا آیا ہے یہاں شاید اسی لیے آپ سے ریس لگانے کے لیے تیار ہے۔ اس آدمی نے ڈرتے ڈرتے ادب سے بتایا تو داریہ کا موڈ خواب ہوا تھا۔

کیا یار سارا مزہ ہی کرکرا کر دیا ریس کا۔میں نہیں لگا رہی ریس ایک آدمی کے ساتھ۔اسے تم ویسے ہی رقم دے دو انعام کی۔میں جا رہی ہوں۔ داریہ نے برے موڈ کے ساتھ کہتے قدم آگے بڑھائے تھے کہ کسی کی آواز نے اس کے قدم روکے تھے۔

میں بلکل نہیں لوں گا یہ رقم اگر میں جیت کر نہ لے سکا تو۔اگر تم ریس لگاؤ میرے ساتھ تو تمہیں ہرا کر میں خوشی سے جیت کی رقم لوں گا۔

اسی ایک پارٹیسپنٹ نے داریہ کو دیکھتے کہا۔

شاید وہ ان کی باتیں سن چکا تھا جبکہ اس کے چیلنج پر جہاں ریس کا آنر پریشان ہوا تھا وہیں داریہ نے اپنی گرین آنکھوں سے داد بھری نظروں سے اسے دیکھا اور ڈارک مہرون رنگ کی لیپ سٹک سے سجے اپنے خوبصورت ہونٹوں پر مسکراہٹ سجائی تھی۔

تمہارا کونفیڈنس اچھا لگا مجھے۔چلو گیم کا مزہ تو آئے گا۔داریہ نے چیلنج ایکسیپٹ کرتے کہا اور اپنا ہیلمٹ سر پر پہنتی اپنی بائیک پر جا کر بیٹھ گئی

تھی جبکہ وہ لڑکا بھی اس کے پیچھے ہی چلتا اپنی بائیک تک پہنچا تھا۔ ون ٹو تھری سٹارٹ سنتے ہی وہ اپنی بائیکوں کو ریس دیتے آگے بڑھا چکے تھے ۔

داریہ بائیک کو بہت سلو چلا رہی تھی جبکہ وہ لڑکا تیز سپیڈ سے چلاتا اس کے کافی دور پہنچ گیا تھا۔ داریہ تو ایسے چل ہو کر بائیک چلا رہی تھی جیسے اسے جیتنے سے کوئی سروکار ہی نہ ہو۔ وہ لڑکا جب کافی آگے پہنچ گیا تو اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو داریہ کا دور دور تک کوئی نام و نشان نہیں تھا۔

اپنی جیت کا سوچتے اس نے بائیک کو اور ریس دی تھی مگر اگلے ہی پل تیر سے بھی زیادہ تیزی سے داریہ کی بائیک اس کے پاس سے گزر کر آگے بڑھی تھی۔ داریہ کو اچانک سے یوں آتے دیکھ وہ کافی حیران ہوا

تھا۔ جبکہ داریہ نے اس سے آگے جا کر بائیک کی سپیڈ پھر سے سلو کر دی تھی۔

وہ لڑکا اپنی سپیڈ اور بڑھاتا داریہ کو پیچھے چھوڑ چکا تھا جبکہ تھوڑی دیر بعد داریہ پھر سے اس سے آگے تھی مگر پھر سے اس نے آگے جا کر سپیڈ سلو کر دی تھی۔ یہ کھیل چار سے پانچ بار کھیل چکی تھی وہ۔

ایسے جیسے اسے مزہ آرہا تھا ایسے کر کے۔ وہ ہمیشہ ایسے ہی کرتی تھی سامنے والے کو جیت کے قریب کے جا کر ہراتی تھی۔ اب فنشنگ لائین بلکل سامنے نظر آرہی تھی اور وہ لڑکا بہت خوش تھا اپنے جیتنے کا سوچ کر مگر پھر سے داریہ کی بائیک سپیڈ سے اس کی بائیک کو اوور ٹیک

کرتی گزری تھی اور فنشنگ لائین کو کراس کر گئی تھی۔وہ لڑکا بلکل حیران اور پریشان تھا کہ ہوا کیا آخر۔

جبکہ داریہ نے اپنی بائیک سے اتر کر اپنا ہیلمٹ اتارا اور اپنے سر کو ہلاتے بالوں کو سہی کیا تھا جبکہ وہ لڑکا جو ابھی ہارنے پر دکھ میں تھا داریہ کی اس ادا کو دیکھتا ہی رہ گیا تھا۔ ہیلمٹ بائیک پر رکھ کر داریہ نے اپنی مغرور چال اس کی جانب بڑھائی تھی۔کیسا لگا ہار کر پیارے؟؟ کیا ہے نہ داریہ نے کبھی ہار نہ سیکھا نہیں ہے۔

پہلے ہی مان جاتے تو اچھا تھا مگر اب وہ رقم میری ہے۔داریہ اسے کہتی اسے آنکھ مار کر وہاں سے آگے بڑھ گئی جبکہ وہ لڑکا بھی بائیک سے اتر کر داریہ کے پیچھے بھاگا تھا۔

################################

سنیں مس آپ کا نام کیا ہے؟؟ بات سنیں! بات تو سنیں! وہ لڑکا داریہ کے پیچھے بھاگتا ہوا بول رہا تھا جبکہ داریہ اس کے بلانے پر بھی مڑ کر نہیں دیکھ رہی تھی۔ ارے ایک بار بات تو سن لو میری۔ وہ تیزی سے بھاگ کر داریہ کے سامنے آتا بولا۔ کیا مسلہ ہے تمہارا؟؟

ریس ختم تو جان پہچان بھی ختم۔ داریہ نے غصے سے کہا۔ نہیں بس آپ کا نام ہی پوچھنا ہے مجھے۔ وہ لڑکا مسکرا کر بولا تو داریہ نے لمبا سانس کھینچ کر غصے کو قابو کیا تھا۔ داریہ خان نام ہے میرا سن لیا اور کچھ؟؟ داریہ نے منہ پر پھینکنے والے انداز میں نام بتایا تو وہ لڑکا ہس پڑا۔

میرا نام ذزان شاہ ہے میں نیا آیا ہوں روسیا میں۔ویسے میں پاکستان سے ہوں آپ بھی پاکستان سے ہیں کیا؟؟ ذزان نے اس کے سامنے ہاتھ کرتے اپنا انٹرو دیتے پوچھا تو داریہ نے اس کے ہاتھ کو پہلے خاموشی سے دیکھا پھر اگلے ہی پل جھٹک دیا تھا۔نام پوچھنا تھا تم نے تو پوچھ لیا اب دفع ہو جاؤ اور میرے راستے میں مت انہ ورنہ اپنے لیے خطرہ تم خود بنوں گے۔

داریہ نے غصے سے کہتے قدم آگے بڑھائے تھے مگر تبھی سامنے سے کچھ گنڈے ہاتھوں میں ہتھیار پکڑے آئے تھے۔انہیں دیکھ کر داریہ سمجھ گئی تھی کہ یہ اس کی مخالف پارٹی کے بندے تھے۔ضرور انہیں داریہ کو

ختم کرنے کے لیے بھیجا گیا تھا۔ آہ لگتا ہے آج جانو کے لیے بہت سارا کھانا اکٹھا ہو گا۔

داریہ اپنی انگلیوں کے پٹا کے نکالتی ساتھ ساتھ گردن کو ادھر ادھر کرتے لڑنے کے لیے تیار ہوتی ہلکی آواز میں بولی۔ اس کی آواز اتنی ہلکی تھی ذزان کو نہیں سنی تھی۔ اس سے پہلے وہ آگے بڑھ کر ان گنڈوں کو دھول چٹاتی ذزان نے اسے بازو سے پکڑ کر اپنے پیچھے کیا تھا۔ تم ادھر رہو داریہ ان کو تو میں سبق سیکھاتا ہوں۔

ذزان گنڈوں کو دیکھتا اپنے ہاتھوں کے پنچ بناتا بولا تو داریہ کو اس پر ہسی آئی تھی۔ تم مجھے بچاؤ گے ان سے ؟؟ اور خود لڑو گے ؟؟ داریہ نے تنزیہ پوچھا مگر اس کے لہجے کو بنا جانے ذزان نے ہاں میں سر ہلایا تھا اور پھر ان

گنڈوں کی جانب بڑھتا ان سے لڑنے لگا۔ داریہ کو یہ منظر بہت دلچسپ لگا تھا اس لیے نیچے زمین پر ہی چونکڑی مار کر بیٹھتی ان کو لڑتا دیکھنے لگی۔

سامنے والے گنڈے دس بارہ تھے جبکہ ذزان اکیلا تھا۔ اس لیے وہ مار کم اور کھا زیادہ رہا تھا۔ آخر اس کو اتنا مار کھاتا دیکھ داریہ کپڑے اور ہاتھ جھاڑتی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ اوئے اس سے کیوں لڑ رہے ہو؟؟ مارنے کے لیے تمہیں مجھے بھیجا گیا ہے تو مجھے مارو نہ آکر۔ داریہ نے انہیں للکارا تو وہ ذزان کو چھوڑ داریہ کی طرف بڑھے تھے۔ نہیں داریہ وہ تمہیں چوٹ پہنچا سکتے ہیں۔

ذزان نے داریہ کو باز رکھتے کہا مگر داریہ اس کی کیوں سنتی اور پھر پانچ منٹ میں وہ ان سب کو ڈھیر کر چکی تھی اور جینی کو کال کر کے اس جگہ کا

پتا بھی بتا چکی تھی تاکہ وہ آکر ان سب کو لے جا سکے۔ واؤ تمہیں فائٹنگ بھی آتی ہے۔ ذزان منہ سے نکلتا خون صاف کرتا اس کے پاس آتا بولا تو داریہ نے کندھے آچکا دیے۔

تم نے میرے لیے اتنی مار کھائی اسلیے یہ پکڑو پیسے اور علاج کروالینا اپنا۔ داریہ اس کی بات کا جواب دیے بغیر اس کو زبردستی پیسے پکڑاتی بولی اور پھر بنا پیچھے سے دی جانے والی اس کی آوازوں کی پرواہ کیے آگے بڑھ گئی ۔ جبکہ ذزان بس اسے پکارتا ہی رہ گیا۔

##############################

سر ایڈم کو پولیس نے پکڑ لیا ہے۔ڈیوڈ نے داور کے پاس آ کر کہا تو داور کے ماتھے پر بل پڑے تھے۔ کیوں اسے کیسے پولیس نے پکڑ کیا؟؟ داور نے پوچھا۔

سر آپ نے جو ڈر گز دوسری پارٹی تک پہچانے کے لیے دیے تھے وہی لے جاتے وہ پکڑا گیا۔پولیس نے وہ سارے ڈر گز بھی پکڑ لیے ہیں۔ ڈیوڈ نے پریشانی سے بتایا مگر داور کے چہرے پر ہلکی سی بھی پریشانی کی جھلک نظر نہیں آرہی تھی۔اچھا ٹھیک ہے تم جاؤ میں کرتا ہوں کچھ۔ کل پرسوں تک معملہ کورٹ میں جانے سے پہلے نپٹالوں گا۔

داور نے ڈیوڈ کو کہا تو وہ سر کو خم دیتا وہاں سے چلا گیا۔اس کے جاتے ہی داور نے باران کو کال ملائی تھی۔ کیونکہ اب یہاں کام ان کے وکیل یعنی

باران کا تھا۔ باران کے پاس ہر ملک میں کیس لڑنے کا سرٹیفیکیٹ تھا اس لیے دار یہ اور داور کا وکیل وہی تھا۔

##############################

یہ وہ فائیل ہے جس میں باران خان کے بارے میں میں نے سب کچھ ایڈ کر دیا ہے۔ اس کے بارے میں ایک ایک بات لکھی ہے کہ اسے کون سی چیز پسند ہے کون سی نہیں۔

اسے کیسے لوگ پسند ہیں وہ کس وقت کہاں جاتا ہے کب سوتا ہے کب اٹھتا ہے سب کچھ میں نے پتا کروا کر لکھ دیا ہے۔ غزین کے ساتھ کا ساتھی اس کے سامنے فائیل کرتے بولا۔ اس سے پہلے غزین وہ فائیل

پکڑتا اس نے وہ فائیل پکڑلی تھی۔یہ فائیل میرے کام کی ہے غزین تم نے اس کے آفس میں گھسنا ہے اور میں نے اس کے گھر میں۔وہ اپنی میٹھی آواز میں فائیل کو دیکھتی بولی۔

ابھی بھی سوچ لو یار میں وہاں جاؤں گا تمہیں وہاں خطرہ ہو سکتا ہے۔ غزین اس کی فکر کرتا بولا۔کیا ہو گیا ہے غزین تمہیں؟؟میں کوئی دبو سی لڑکی نہیں ہوں۔انٹیلیجنس ایجنسی کی ہونہار کیپٹن ہوں۔بہت سے مجرموں کو پکڑ چکی ہوں بہت سے کیس حل کیے ہیں میں نے میں نہیں ڈرتی کسی سے۔

اور ویسے بھی سنا ہے وہ عورتوں بچوں کو کچھ نہیں کہتا تو اس لیے میں جاوں گی تم اس کے آفس جاؤ گے۔وہ تھوڑے چڑتے ہوئے بولی تو

غزین خاموش ہو گیا۔وہ سہی کہہ رہے ہیں میم یہ بہت مشکل ہو گا کیونکہ وہ باران خان ہے اسے ہم کیسے الجھائیں گے۔ان کو پاگل بنانا بہت مشکل ہے۔

ان کے ساتھی نے پریشانی سے کہا۔ جیمن تم جانتے ہو کہ انسان کو کسی چیز کی طرف اٹریکٹ کرنے کا طریقہ کیا ہے ؟؟اس نے پوچھا تو جیمن نے نہ میں سر ہلایا تھا۔اگر تمہیں کسی کو کسی چیز کی جانب متوجہ کرنا ہے تو اسے اس چیز کو اس طرح سے دیکھاو کہ وہ پہلی ہر چیز سے مختلف ہو۔

انسان جس چیز کو دیکھتا رہے گا اس کی دلچسپی اس میں ختم ہو جائے گی اور جس چیز کو اس نے پہلے کبھی دیکھا نہیں ہو گا وہ چیز اسے اپنی جانب متوجہ کر ہی لے گی۔بس میرا پلین بھی کچھ ایسا ہے۔اس نے مسکرا کر

جواب دیا تو جیمن نے سمجھتے ہوئے سر ہلایا۔ ٹھیک ہے مگر مجھے تمہاری فکر رہے گی۔

غزین اسے محبت سے دیکھتا بولا تو وہ ہس پڑی۔ تم میری فکر نہ کرو میں سب سنبھال لوں گی اور خود کی بھی حفاظت کر سکتی ہوں۔ بس تین دن اور پھر ہمارا مشن سٹارٹ ہو گا اور بہت جلد باران خان جیل کی سلاخوں کے پیچھے ہاتھوں پیروں میں بیڑیاں ڈالے بیٹھا ہو گا۔

اور اٹلی کی سڑکوں اور گلیوں سے مافیا کا راج ختم ہو جائے گا۔ یہ زحلے عمر کا وعدہ ہے۔ اس نے ایک عہد سے کہا تو غزین اور ان کے ساتھی جیمن نے مسکرا کر تالیاں بجاتے اس کا حوصلہ بڑھایا تھا۔

###############################

کہاں ہے وہ ؟؟اس نے اپنے گھر پہنچتے ہی پوچھا تھا۔ میم وہ ٹورچر روم میں بند ہے۔ جینی نے بتایا تو داریہ سر ہلاتی ٹورچر روم کی جانب بڑھ گئی ۔اندر آتے ہی اسے اس کا شکار سامنے ہی کرسی پر بندھا نظر آیا جس کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ کون ہے یہاں کون لایا ہے مجھے ؟؟؟

کون ہو تم لوگ ؟؟ کوئی ہے یہاں ؟؟؟ کھولو مجھے ! سامنے والا اپنے بندھے وجود کو آزاد کروانے کے لیے جسم کو حرکت دیتا زور زور سے چیخ رہا تھا جبکہ داریہ کو اس کی چیخیں کانوں میں چبھی تھیں۔

آنکھوں سے پٹی ہٹاؤ اس کے۔دار یہ نے اس آدمی کے سامنے پڑی کرسی پر ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر بیٹھتے راجر سے کہا جس پر اس نے اس شخص کی آنکھوں سے پٹی ہٹائی تھی۔اس کی آنکھوں سے جیسے ہی پٹی ہٹی تو ایک دم سے اس کو کمرے کی روشنی چبھی تھی اس لیے فوراً آنکھوں کو بند کرتے اس چبھن سے راحت پائی تھی جبکہ دار یہ تو اسے دیکھ کر شاکڈ تھی۔تم؟؟

دار یہ نے سیدھے ہو کر بیٹھتے حیرت سے کہا تو اس نے بھی دار یہ کی آواز پر پٹ سے آنکھیں کھولیں تھیں۔اس کے خوبصورت چہرے پر ابھی بھی نیل واضح تھے جو صبح دار یہ کو بچانے کے لیے ان گنڈوں سے لڑ کر اسے ملے تھے اور براؤن آنکھیں بھی سوجھی ہوئی تھیں۔

داریہ تم یہاں ؟؟تم نے مجھے کڈنیپ کیا ہے ؟؟اس نے حیرت سے پوچھا تو داریہ واپس سے کرسی کی بیک سے ٹیک لگا کر ٹانگ پر ٹانگ رکھ چکی تھی۔ہاں میں نے ہی تمہیں کڈنیپ کروایا ہے۔داریہ نے سکون سے جواب دیا تو ذزان آنکھیں پھاڑے اسے دیکھتا رہ گیا تھا۔اوہ اچھا تمہیں میری جدائی برداشت نہ ہوئی۔

ابھی صبح ہی تو ملے تھے ہم۔اور کڈنیپ کروانے کی کیا ضرورت تھی مجھے کہہ دیتی میں خود آجاتا ساتھ ہی۔۔۔۔ بسسسسسسسس !ذزان اپنی ہی سوچ کے مطابق پٹر پٹر بول رہا تھا جب داریہ نے غصے سے اس کو چپ کروایا تھا۔بہت ہو گئی تمہاری بکواس۔

مجھے کوئی شوق نہیں تھا تم سے دوبارہ ملنے کا۔مجھے تمہاری سپاری ملی ہے ۔سپاری کا مطلب جانتے ہو نہ یعنی تمہاری موت میرے ہاتھوں سے لکھائی گئی ہے۔اس لیے تم یہاں داریہ کے سامنے بیٹھے اپنی زندگی کے آخری لمحے گزار رہے ہو۔داریہ نے اسے دیکھتے حد درجہ ٹھنڈے لہجے میں کہا تو ذزان کی بیک بون میں بھی سرسراہٹ ہوئی تھی۔

م۔۔مگر مج۔۔مجھے کون مارنا چ۔۔۔چا۔۔۔ہتا ہے ؟؟ذزان نے پوچھا۔تمہارے چچا کی جانب سے ملی ہے سپاری۔داریہ نے جینی سے کچھ تصویریں پکڑ اس کے سامنے کرتے کہا جن میں اس کے چچا را جر سے کچھ بات کر رہے تھے۔ذزان تو ان تصویروں کو دیکھ کر شاکڈ تھا۔اسے پتا تھا اس کے چچا بہت برے تھے مگر اس حد تک برے ہو سکتے تھے اسے اندازہ نہیں تھا۔

اوہ تو میری جائیداد ہتھیانے کے لیے ان کا یہ پلین ہے۔ٹھیک ہے میں تمہارے سامنے ہوں مار دو مجھے۔ذزان نے دکھی انداز میں کہتے اس کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔داریہ بس خاموشی سے اسے دیکھ رہی تھی۔تو تمہارے چچا تمہاری جائیداد کے لیے تمہیں مارنا چاہتے ہیں۔

داریہ نے کچھ سوچتے ہوئے کہا مگر ذزان نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ کیا تم اپنے چچا سے بدلہ لینا چاہتے ہو؟؟؟داریہ نے اچانک پوچھا تو ذزان نے حیران ہوتے اسے دیکھا تھا۔کیا مطلب؟؟ذزان نے نا سمجھیں سے پوچھا۔کیا ہے نہ میں انڈرورلڈ کی کوئین ہوں اور میں کسی کا احسان نہیں رکھتی۔

تم نے صبح میرے لیے ان گنڈوں سے مار کھائی۔ تو داریہ اس چیز کا بدلہ چکاتے تمہاری جان بخش دیتی ہے۔ لیکن اگر تم بھی اپنے چچا کو سبق سیکھانا چاہتے ہو تو تمہیں مجھ سے ایک ڈیل کرنی ہو گی۔ داریہ نے کرسی سے کھڑے ہوتے اس سے کہا تو ذزان سوچ میں پڑ گیا۔ کیسی ڈیل؟؟

ذزان نے پوچھا۔ تمہیں مجھ سے پیپر میرج کرنی ہو گی۔ داریہ کی بات پر ذزان کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئی تھیں۔ حالت تو جینی اور راجر کی بھی ایسی ہی تھی۔ کیا؟؟ میں سمجھا نہیں! پیپر میرج کیوں؟؟ ذزان نے نا سمجھی پوچھا تو داریہ نے جینی اور راجر کو آنکھ کے اشارے سے جانے کا کہا تھا جس پر وہ دونوں خاموشی سے کمرے سے نکل گئے تھے۔

کیا ہے نہ آج کل میرے بڑے بھائی کے دماغ میں میری شادی کی بات پر گئی ہے۔

ابھی تو وہ بس میرے شادی کے بارے میں میرا خیال پوچھ رہیں ہیں مگر تھوڑے دنوں تک وہ ہاتھ دھو کر میری شادی کے پیچھے پر جائیں گے اور مجھے نفرت ہے اس رشتے سے جو محض دھوکہ اور فریب کا نام ہے۔اس لیے سوچ رہی ہوں انہیں دیکھانے کے لیے تم سے پیپر میرج کرلوں ایک سال کے لیے پھر یہ کونٹریک ختم کردیں گے۔اوران سے کہہ دوں گی کہ آپس بنی نہیں ہماری۔

بدلے میں تمہارے چچا کو سبق سیکھنا میرا کام۔داریہ نے اس کے سامنے وجہ رکھی تو ذزان سوچ میں پڑ گیا۔ تھوڑی دیر سوچنے کے بعد وہ

ہاں کر چکا تھا جبکہ داریہ کے چہرے پر اس کی ہاں سن کر مسکراہٹ پھیلی تھی۔

یاد رکھنا یہ میرج صرف پیپر میرج ہو گی۔آگے کچھ بھی مت سوچنا ورنہ وہ دن تمہارا آخری دن ہو گا دنیا میں۔داریہ نے اسے وارن کیا تو ذزان فوراً ہاں میں سر ہلا گیا۔اور پھر تھوڑی ہی دیر بعد وہ دونوں ایک دوسرے کے میاں بیوی بن چکے تھے۔

################################

باران داور کے کال کرنے پر فوراً لندن آ گیا تھا۔ان تینوں بہن بھائیوں کے پرائیویٹ جیٹ تھے اس لیے کسی بھی ملک ایسے آتے جاتے تھے

جیسے ساتھ والے گھر جانا ہو۔وہ سیدھا پولیس سٹیشن ہی گیا تھا اور ایڈم کو بڑی آسانی سے وہ رہا کروا چکا تھا۔

اب وہ داور کے گھر آیا تھا۔وہ ابھی لان سے گزر کر گھر کے داخلی دروازے پر پہنچا ہی تھا کہ اسے داور کے رحمان کو ڈانٹنے کی آواز آئی تھی ۔وہ تیزی سے بھاگتے اندر بڑھا تھا۔

##############################

کیا بات ہے رحمان آپ نے کھانا کیوں نہیں کھایا صبح سے؟؟اور میڈ بتا رہی تھی کہ تم نے اس سے بد تمیزی بھی کی ہے۔کیوں ضد کر رہے تم

اتنی؟؟داور نے رحمان کو لاؤنچ کے صوفے پر اپنے پاس بیٹھاتے پوچھا

۔موودھے نئی تھاناتوچھ بی موودھے صف مماتاہیے۔

دب تک آپ نئی لاترڈیٹے مان تو ممادب تک مان نئی تھائے داتھانا۔(

مجھے نہیں کھانا کچھ بھی۔مجھے صرف مماچاہیے۔جب تک آپ نئی لاکر

دیتے رحمان کو مماتب تک رحمان نہیں کھائے گا کھانا۔)رحمان نے

بگرے موڈ سے کہا تھا ساتھ ہی اپنی گرے انکھوں میں ناراضگی لیے

اسے دیکھا تھا۔رحمان کی ایک ہی ضد نے اس بار داور کو غصہ دلایا تھا۔

مما مما مما بھاڑ میں گئی مما۔

اتنے دنوں سے تمہاری ایک ہی ضد سن کر پک گئے ہیں میرے

کان۔بہت ہو گئی تمہاری ضد اور میر الاڈ۔اب تمہاری زبان پر یہ لفظ نہ

آئے ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔ وہ رحمان پر چیختا ہوا بولا تو اس کے غصے اور ڈانٹ پر رحمان نے ڈر کر رونا شروع کر دیا تھا۔

کیا ہو رہا ہے یہاں ؟؟ ہمت کیسے ہوئی تمہاری رحمان کو ڈانٹنے کی ؟؟ باران نے وہاں آتے ہی روتے ہوئے رحمان کو اٹھا کر گلے لگایا تھا ساتھ ساتھ اس کی کمر تھپک کر اسے چپ کروانے لگا۔ دماغ خراب ہو گیا ہے اس کا اور ساتھ میرا کرنے پر تلا ہوا ہے۔ حد ہوتی ہے کسی چیز کی مگر نہیں پیار نے اسے زیادہ ہی بگاڑ دیا ہے۔

جب دیکھو ایک ہی ضد ایک ہی ضد کہ ماں چاہیے۔ پتہ نہیں کہاں سے یہ بات دماغ میں بٹھا کی ہے اس نے۔ داور نے رحمان کو دیکھتے ہوئے غصے سے ہی باران کو بتایا جبکہ باران کی آنکھیں لال ہو چکی تھیں۔ میں

نے تم سے یہ سب نہیں پوچھا داور خان تم سے میں نے پوچھا ہے کہ ہمت کیسے ہوئی تمہاری اس کو ڈانٹنے کی اس پر غصہ کرنے کی۔

باران نے داور سے دگنے غصے میں کہا تو وہ اسے حیران ہو کر دیکھنے لگا۔ میں باپ ہوں اس کا۔ برے بھلے کے لیے ڈانٹ سکتا ہوں اسے۔ داور نے رحمان کی جانب اشارہ کرتے غصے سے کہا۔ باپ ہو تو کیا تمہیں سرٹیفکیٹ مل گیا ہے کہ تم اسے ڈانٹ سکتے ہو مار سکتے ہو۔

میں بتا رہا ہوں داور اگر دوبارہ تم نے رحمان سے اونچی آواز میں بات بھی کی نہ تو تمہیں باران خان جان سے مار دے گا۔ باران نے اسے وارن کرتے کہا۔ وہ دونوں چھ فٹ کے خوبرو نوجوان ڈیڑھ فٹ کے

تین سالہ بچے کی وجہ سے لڑ رہے تھے۔ تم اپنے بڑے بھائی سے لڑ رہے ہو؟؟

اور مجھے میرے نام سے پکار رہے ہو؟؟ بھولو مت میں بڑا بھائی ہوں تمہارا اور جس کی خاطر تم مجھ سے لڑ رہے ہو مجھے جان کی دھمکی دے رہو وہ میرا بیٹا ہے۔ مجھے اچھے سے پتا ہے کہ اس کے لیے کیا بہتر ہے اور کیا نہیں۔ داور نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

دونوں کی ہی آنکھیں لال اور ہاتھوں کے ساتھ گردن کی نسیں ابھری ہوئی تھیں۔ رحمان تو ان دونوں کے لڑنے پر اور زیادہ سہم گیا تھا۔ دیکھ لیا میں نے کہ تم کتنی فکر کرتے ہو اس کی۔ کیا مانگ لیا ہے اس نے تم

سے صرف ماں ہی مانگی ہے نہ تم سے اس نے۔ کر لو شادی لا دو اسے ماں کوئی بہت بڑا کام تو نہیں تمہارے لیے۔

لیکن اب بہت ہوا میں لے کر جا رہا ہوں اپنے بچے کو اپنے ساتھ۔ خبر دار جو تم اب میرے بچے کے سامنے آئے تو۔ میں رکھ لوں گا اس کا خیال اور اس کی خواہشیں اور ضدیں بھی پوری کر دوں گا۔ اب رحمان یہاں نہیں رہے گا۔ باران نے اپنا فیصلہ سنایا تھا جبکہ ڈر کے مارے رحمان نے اپنے چھوٹے چھوٹے بازو اس کی گردن کے گرد کس کر گزارے ہوئے تھے۔

لے جاؤ مجھے بھی سکون آئے گا کچھ دن۔ جان چھوڑو میری۔ جاؤ لے جاؤ خوشی سے۔ داور نے ہاتھ جوڑتے کہا تو باران اس پر ایک غصے سے بھری

نظر ڈالتا وہاں سے رحمان کو لیے چلا گیا تھا جبکہ داور اپنے غصے کو کنٹرول کرتا ادھر ادھر ٹہلنے لگا۔

تھوڑی دیر بعد اس کا غصہ ٹھنڈا ہوا تو اسے اپنے غصے پر افسوس ہوا تھا اور رحمان کے لیے دل بے چین ہوا تھا۔ مگر اب اسے پتا تھا باران اس کا سایہ بھی رحمان پر نہیں پڑنے دے گا۔۔اسے کل پیرس جانا تھا اس لیے وہ پیرس سے واپسی پر باران کے پاس جانے کا ارادہ رکھتا تھا۔

##############################

داریہ کا ارادہ تھا وہ اپنے اور ذزان کے نکاح کا بتادے داور اور باران کو اس لیے اس نے باران کو کال ملائی تو آگے سے باران نے جب اسے

داور کے رحمان کو ڈانٹنے کا بتایا تو وہ خود داور سے ناراض ہو گئی تھی اسی لیے اس نے ابھی اپنے اور ذزان کے نکاح کے بارے میں نہیں بتایا تھا۔

ایک تو ذزان بھی نکاح کے بعد کا نا جانے کہاں گیا ہوا تھا بنا بتائے۔پر داریہ کو بھی پرواہ نہیں تھی کیونکہ یہ محض ایک کونٹریک تھا۔

#################################

آج اتوار تھا اس لیے وہ گھر پر ہی تھا جبکہ رحمان سو رہا تھا ابھی تک کیونکہ رات وہ دیر سے سویا تھا۔باران کچن میں کھڑا اپنے لیے خود کافی بنا رہا تھا ۔اس کے گھر میں ڈھیروں ملازم تھے اور کچن کے لیے بھی ملازمہ رکھی

ہوئی تھی مگر وہ کافی ہمیشہ خود بناتا تھا کیونکہ اسے کافی صرف اپنے ہاتھ کی پسند تھی۔

ماتھے پر بکھرے بال بلیک کلر کی بنیان جس سے اس کے بوڈی بلڈر والے بازو نظر آرہے تھے اور گرے ٹراؤزر پہنے کچن میں کھڑا کافی بناتا وہ بہت ہی زیادہ کول لک دے رہا تھا۔ بلیک کلر کے مگ میں کافی ڈال کر وہ کچن سے باہر نکلا تو اس کا ایک ملازم اس کے پاس آیا تھا۔ سر ایک لڑکی آئی ہے کہتی ہے کسی نے اسے بتایا ہے کہ یہاں ملازمہ کی ضرورت ہے

۔

ملازم کی بات پر اس نے سر ہلاتے اسے اس لڑکی کو اندر بھیجنے کا کہا۔ اسے کچن کے لیے ملازمہ کی ضرورت تھی کیونکہ پرانی والی نے کچھ

دنوں کے لیے چھٹی پر جانا تھا۔اس لیے اس نے اپنی پرانی والی ملازمہ سے ہی نئی کا بندوبست کرنے کے لیے کہا تھا۔ملازم کو بھیج وہ لاؤنج میں رکھے صوفے پر بیٹھ کر اپنا موبائل یوز کرتے ساتھ اپنی کافی انجوائے کرنے لگا۔

اسلام و علیکم صاحب جی! وہ اپنے موبائل میں مگن تھا کہ کسی کی سوریلی اور میٹھی آواز پر بے ساختہ اس کی نظریں سامنے اٹھیں تھیں جبکہ اسی وقت اس لڑکی نے بھی اپنی جھکی پلکوں کو اٹھایا تھا۔کرسٹل گرین آئیز بلیک آئیز سے ملی تھیں اور باران خان کے دل کے ساتھ اس کے ارد گرد کی دنیا بھی تھم گئی تھی۔

##############################

اسلام و علیکم صاحب جی! وہ اپنے موبائل میں مگن تھا کہ کسی کی سوریلی اور میٹھی آواز پر بے ساختہ اس کی نظریں سامنے اٹھیں تھیں جبکہ اسی وقت اس لڑکی نے بھی اپنی جھکی پلکوں کو اٹھایا تھا۔

کرسٹل گرین آئیز بلیک آئیز سے ملی تھیں اور باران خان کے دل کے ساتھ اس کے ارد گرد کی دنیا بھی تھم گئی تھی۔ ساکت تو سامنے والی لڑکی بھی ہوئی تھی۔ اسے لگا تھا جیسے اس کے ارد گرد آکسیجن کی کمی ہو گئی ہو۔ سر یہ ہے وہ لڑکی۔ ملازم کی آواز پر باران ہوش کی دنیا میں آیا تھا جبکہ وہ لڑکی ابھی بھی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

ہ۔۔ہا۔۔ں ٹھیک ہے تم جاؤ۔ باران کا لہجہ پہلی بار لڑکھڑایا تھا جبکہ اس کے جانے کا کہتے ہی وہ ملازم وہاں سے چلا گیا تھا۔ باران کی آنکھیں ابھی بھی اس حسینہ کے چہرے پر ٹکی تھیں جو پورے مشرقی لباس میں ملبوس تھی۔ نیوی بلیو کلر کی شلوار قمیض پہنے جس پر پنک کلر کے چھوٹے چھوٹے پھول بنے ہوئے تھے اور ساتھ سر پر اچھے سے گلابی رنگ کا ریشمی ڈوپٹہ لیے وہ باران کی نظروں کے حصار میں قید کھڑی تھی۔

کیا نام ہے تمہارا؟؟ باران نے کافی کا کپ ٹیبل پر رکھتے اس سے نرمی سے پوچھا۔ یہ نرمی اس کی زات کا حصہ نہیں تھی مگر نا جانے کیوں اس وقت خود بخود اس کی زبان نے نرمی برتی تھی جبکہ باران خود حیران ہوا تھا اپنے نرم لہجے پر۔ زحلے عمر! اس نے کسی ٹرانس کی کیفیت میں اپنا نام بتایا تھا مگر جیسے ہی اس نے اپنا نام بتایا اسے ہوش آیا تھا۔

او نہیں یہ کیا کر دیا تھا اس نے۔ اسے تو اپنا فیک نام بتانا تھا یہاں مگر وہ باران کی خوبصورتی میں ایسا کھوئی کہ اپنا اصل نام بتا گئی تھی۔ ہاں واقعی باران کی خوبصورتی نے اسے ایک پل کے لیے اپنا اثیر کر دیا تھا۔

اس نے تصویریں دیکھیں تھیں اس کی جن کو دیکھ کر وہ پہلے بھی اس کی خوبصورتی کی تعریف کر چکی تھی مگر روبرو دیکھنے سے جیسے کوئی اسم پھونک دیا گیا تھا اس پر کہ وہ خود کو اس کی خوبصورتی میں گھومنے سے روک نہ سکی تھی۔ زحلے عمر بہت پیارا نام ہے۔

باران ہلکی آواز میں منہ میں بڑبڑایا۔ کہاں سے ہو؟؟ اٹلی کی نہیں لگتی ۔ باران نے اگلا سوال پوچھا تھا ساتھ ہی کافی کے کپ میں بچے آخری دو

گھونٹ بھرتے کپ واپس ٹیبل پر رکھا تھا۔جی انڈیا سے ہوں۔اس نے جھوٹ بولا تھا کیونکہ وہ پاکستان سے تھی۔اچھا سہی انڈیا سے ہو مگر مسلمان ہو۔باران نے سر ہلاتے کہا۔

وہ.جی مجھے بیلا نے بھیجا ہے یہاں وہ کہہ رہی تھی کہ یہاں کام مل جائے گا مجھے۔زحلے نے اس کی کام والی کا نام لیتے کہا تھا۔لڑکی تو بیلا نے کوئی اور بھیجی تھی مگر اس کی ٹیم اس لڑکی کو منظر عام سے غائب کر چکی تھی اور وہ خود اس لڑکی کی جگہ آئی تھی۔بیلا نے تو اس لڑکی کا نام ایلائس بتایا تھا۔

باران نے آنکھیں چھوٹی کیے پوچھا۔جی وہ مجھے میرے پرانے مالک لوگ کہتے تھے انہیں میرا نام مشکل لگتا تھا۔مگر میرا اسہی نام زحلے ہے

زحلے نے مسکرا کر کہا۔اچھا ٹھیک ہے تم آجانا کل سے کام پر اور ہاں ساتھ ہی اپنا سامان لے انا رہنے کی جگہ یہاں دی جائے گی تمہیں۔

باران اسے کہتا وہاں سے اٹھ کر چلا گیا تھا کیونکہ اس کی نظریں زحلے کی آنکھوں سے ہٹ ہی نہیں رہی تھیں۔اور اس سے پہلے اس کا دل کسی قسم کی کوتاہی کرتا وہ اٹھ کر وہاں سے چلا گیا تھا۔جبکہ زحلے کے چہرے پر مسکراہٹ پھیلی تھی مگر شاید وہ نہیں جانتی تھی کہ اس کا پلین اس ہر ہی الٹا پڑنے والا تھا۔

##########@@#####################

وہ اپنے فلیٹ پہنچی تو اسے غزین لاؤنج میں نظر آیا جو کوئی میڈیکل فائیل ہاتھ میں پکڑے صوفے پر بیٹھ رہا تھا۔اس کے ہاتھ میں فائیل دیکھ زحلے کے چہرے کا رنگ اڈا تھا۔اس سے پہلے غزین وہ فائیل کھولتا زحلے نے فور آجا کر اس کے ہاتھ سے فائیل چھینی تھی۔

ارے تم کب آئی؟؟زحلے کے اچانک فائیل چھیننے پر غزین بھی حیران ہوا تھا مگر پھر مسکرا کر پوچھنے لگا۔ہاں ابھی آئی ہوں۔زحلے نے فائیل پیچھے چھپاتے کہا جبکہ غزین حیران ہوتے اس کے گھبرائے چہرے کو دیکھنے لگا۔کیا بات ہے پریشان کیوں ہو؟؟کیا ہے اس فائیل میں؟؟ غزین نے پوچھا تو زحلے نے چہرے پر ہاتھ پھیرا تھا۔

نہیں وہ دراصل میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے اس لیے چہرہ ایسا ہو رہا ہے اور یہ فائیل بھی میرے بخار کی ہے پرسوں چیک اپ کروایا تھا۔ زحلے نے بمشکل مسکراتے کہا۔ کیا زیادہ طبعیت خراب ہے؟؟ تم ایسا کرو شاور لو فریش ہو جاؤ میں تمہارے لیے سوپ بناتا ہوں۔

غزین اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھتا فکرمندی سے بولا۔ او کے میں ابھی آئی۔ زحلے اسے کہتی فائیل کو سینے سے لگائے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی تھی جبکہ غزین ایک نظر اسے جاتے دیکھ وہاں بنے اوپن کچن میں گھس گیا تھا۔

###############################

وہ آج دو دن بعد واپس آیا تھا اور سینہ چوڑا کیے مغرور پن سے چلتا اندر بڑھ رہا تھا کہ تبھی اس کے سامنے کالے رنگ کا خونخوار بھیڑیا آیا تھا۔ بھیڑیے کو دیکھ اس کا سارہ مغرور پن ہوا تھا اور چیخیں عروج پر پہنچی تھیں۔

وہ زمین پر الٹا لیٹا زور زور سے چیخنے لگا جبکہ جانو اس کے قریب جا کر اسے سونگھتا اس کے ڈر کو اور بڑھا رہا تھا۔ جانو ادھر آو میرے پاس۔ اچانک سے داریہ کی آواز گونجی تو جانو فوراً بھاگ کر داریہ کے پاس پہنچا تھا جو لان میں رکھے گئے جھولے پر بیٹھی تھی۔

بیٹھ جاؤ میری جان ادھر میرے پاس۔ داریہ نے جانو کی بیٹھ تھپتھپاتے پیار سے کہا تو وہ فوراً نیچے بیٹھ گیا تھا۔ اپنے پاس خطرہ محسوس نہ کرتے

ذزان نے آہستہ سے اپنا سر اٹھایا تھا اور ادھر ادھر دیکھا تھا تاکہ دیکھ سکے کہ وہ بھیڑیا چلا گیا یاں نہیں۔ آہ وائفی میں تو مرنے ہی والا تھا اور تم بیوہ ہونے والی تھی۔

وہ اپنے کپڑے جھاڑتا کھڑا ہوا اور داریہ کو دیکھتا بولا جبکہ اس کے وائفی کہنے پر داریہ نے اسے تگری گھوری سے نوازہ تھا۔ لگتا ہے تمہیں جانو کا نوالہ بننے کا شوق چڑھا ہے۔ داریہ نے اسے دھمکی دی تو ذزان نے جلدی سے دونوں ہاتھ نہ میں ہلائے تھے۔ نہیں یار پلیز اسے مجھ سے دور رکھو اور پھر کچھ تو خیال کرو یار چاہے کونٹریک میرج سے ہی سہی مگر شوہر ہوں تمہارا اور تم میری وائفی ہو۔

تو تم مجھ پر ایسا ظلم نہیں کرو گی پتا ہے مجھے۔ ذزان نے وہیں کھڑے کہا کیونکہ داریہ کے پاس جانے کا وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا آخر وہاں جانو جو بیٹھا تھا۔ بکواس بند کرو اور یہ بتاؤ کہاں تھے تم دو دن؟؟ داریہ نے اپنے اصل موڈ میں آتے کہا۔ یار تم بلکل بیویوں کی طرح پوچھ رہی ہو۔ ڈراؤ تو نہیں ایسے اپنے غصے سے۔

میں اپنے دوست کے گھر تھا۔ اب اپنے خوبصورت چہرے کو ٹھیک بھی تو کرنا تھا۔ دیکھو زرا اب کچھ قابل قبول حالت ہے میرے چہرے کی۔ میرا دوست ایک ڈاکٹر ہے تو بس اسی سے پٹیاں شٹیاں کروائی ہیں میں نے اور کڑوی دوائیاں کھائی ہیں تب ہی آرام آیا ہے۔ ذزان نے معصوم منہ بناتے بتایا جبکہ کڑوی دوائیوں کا زکر کرتے منہ کے زاویے بھی بگاڑے تھے۔ تو داریہ نے سر جھٹکا تھا۔

اگلی بار میری اجازت کے بنا کہیں نہیں جاؤ گے۔ جہاں جانا ہو مجھے بتا کر جانا۔ ورنہ جانو کے شکار سے پہلے تم میری گولی کا شکار بنو گے اور یاد رکھنا گولی چلاتے وقت میرے ہاتھ بلکل نہیں کانپتے۔ دار یہ اسے اپنی قاتل آنکھوں سے گھورتی ساتھ اسے وارن کرتی جھولے سے اٹھ کر اندر کی جانب بڑھ گئی تھی جبکہ جانو اس کے پیچھے پیچھے ہی تھا۔

یا اللہ کیا لڑکی ہے یہ مجھے لگتا ہے چچا مرے نہ مرے میں ضرور مر جاؤں گا اس کے ہاتھوں اور پھر اس کے جانو کا ڈنریاں لنچ بن جاؤں گا۔ نہیں اللہ جی توبہ توبہ۔ ذزان دل ہی دل میں سوچتا کانپ گیا تھا اور پھر جلدی سے خود بھی اندر بڑھ گیا۔

################################

یہ لو یہ سوپ پیو اور پھر سو جانا تم تا کہ صبح تک تمہاری طبیعت ٹھیک ہو جائے۔ وہ فریش ہو کر نکلی تو غزین سوپ اس کے کمرے میں لے آیا تھا ۔شکریہ ! زحلے نے مسکراتے ہوئے اس سے بول پکڑا تھا اور ساتھ شکریہ ادا کیا۔ اوہ میری جان شکریہ کیوں ادا کر رہی ہو میرا آخر میرا فرض ہے یہ سب کرنا۔ ہم دونوں کے علاؤہ ہے ہی کون ہمارا۔

غزین نے اس کے بال بگارتے کہا تو زحلے ہس پڑی۔ اچھا تم نے بتایا نہیں کہ آج کا دن کیسا گیا تمہارا؟؟ مل گئی نوکری اس کے گھر میں تمہیں ؟؟اور کہیں اسے تم پر شک تو نہیں ہوا؟؟ غزین نے فکر مندی سے کافی

سوال پوچھے۔ہاں بلکل مل گئی جوب اور شک بھی نہیں ہوا بس ایک غلطی سے مسٹیک ہو گئی مجھ سے۔

زحلے نے رازدارانہ انداز میں اس کے سر کے قریب سر کرتے کہا۔تو غزین نے آنکھوں کے اشارے سے اس سے پوچھا تھا کہ آخر کون سی غلطی ہوئی ہے۔میں نے اسے اپنا اصل نام بتادیا غزین۔زحلے نے ہلکی آواز میں فکر مندی سے کہا۔

فکر تو غزین کو بھی ہوئی مگر پھر مسکرا پڑا۔کوئی بات نہیں یار صرف نام ہی بتایا ہے نہ کوئی مسلہ نہیں۔غزین نے مسکرا کر اسے تسلی دی تو زحلے نے بھی اسے مسکراتی آنکھوں سے دیکھا تھا۔

وہ شہد رنگ آنکھوں والا حسین نوجوان تھا۔ صاف سفید رنگت اور بئیر ڈوالے چہرے سے وہ کسی بھی لڑکی کا دل دھڑکا سکتا تھا مگر اس کا دل صرف زحلے عمر کے لیے دھڑکتا تھا۔ وہ سیاہ آنکھوں سفید رنگت اور سیاہ لمبے گھنے بالوں والی حسینہ اس کی زندگی تھی اور وہ زحلے عمر کے لیے بے حد اہم تھا۔

اس کیس کے بعد ان کا شادی کا ارادہ تھا اور پھر ہیپی کپل لائف گزارنے کا۔ اچھا اب بس کرو ایسے نہیں دیکھو مجھے اور یہ بتاؤ کہ تمہیں جوب ملی اس کے آفس میں۔ زحلے نے اس کی آنکھوں پر ہاتھ رکھتے کہا تو غزین نے قہقہہ لگایا تھا۔ ہاہاہاں بلکل میں بھی کامیاب ہو گیا ہوں آج مگر اس کے آفس میں گھسنے میں نہیں بلکے اس کے گودام میں جہاں وہ سمگلنگ کے ڈرگز اور گن رکھتا ہے۔

غزین نے فخر سے بتایا تو زحلے نے حیران ہوتے اسے دیکھا۔ وہ کیسے ؟؟ زحلے نے بے چینی سے پوچھا۔ بس جیسے بھی مگر اب ہمارا کام اور آسان ہو گیا ہے۔ پہلے تو میں بلکل سہی سے ان کے مطابق کام کروں گا اور پھر بنا کسی کی نظر میں آئے ان کے خلاف ثبوت اکھٹے کروں گا۔

غزین نے زحلے کے ہاتھ سے سوپ کا باؤل لیتے کہا جواب خالی ہو چکا تھا۔ جبکہ زحلے نے محظ سر ہلایا تھا۔

##############################

داور کل صبح کا پیرس آیا ہوا تھا اور کل رات اس نے اپنی ڈر گز کی ڈیل بھی کر لی تھی۔ آج اسے اس آدمی سے مل کر ایگریمنٹ سائین کرنا تھا اور اس کام کے لیے وہ اس آدمی سے ایفلٹا ور پارک میں ملنے والا تھا۔ وہ اپنی ڈیلز ایسے ہی کرتے تھے کھلے عام اور کسی کو شک بھی نہیں ہوتا تھا ۔

ایڈم نے اس کے ساتھ آنا تھا مگر پھر داور اکیلا ہی آگیا کیونکہ پیچھے سارا کام ایڈم نے دیکھنا تھا۔ وہ اپنی ڈیل سائین کرواتے واپسی کی راہ پر چل پڑا تھا۔

وائیٹ شرٹ اور بلیک پینٹ پر آنکھوں کی رنگت جن کو بلیک گلاسز سے چھپا رکھا تھا سے ملتا گرین لونگ کورٹ پہنے ایک ہاتھ میں

ایگریمنٹ فائیل والا بیگ پکڑے دوسرا ہاتھ پینٹ کی پوکٹ میں ڈالے وہ ایٹیٹیوڈ سے چلتا وہاں پر موجود لڑکیوں کا دل دھڑکا رہا تھا۔

وہ ابھی پارک سے باہر نکلتا کہ اس کی نظر آئس کریم والے کے پاس کھڑی بچی پر پڑیں۔جب اس نے غور کیا تو وہ اس دن والی بچی تھی جو اسے Duperre playground میں ملی تھی۔اس کے ہونٹوں پر بے ساختہ مسکراہٹ پھیلی تھی اور قدم خود بخود اس کی جانب بڑھے تھے۔ہائے نورے کیسی ہو آپ بیٹا۔

داور اس کے پیچھا جا کر کھڑا ہوتا بولا جبکہ نورے جس نے ابھی آئس کریم والے سے آئس کریم پکڑی ہی تھی داور کی آواز پر حیران ہوتی پلٹی تھی۔آلے انتل آپ توبئ بالے انتل ہو نادو پلے دراونڈ میں ملے تے۔

(ارے انکل آپ تو وہی والے انکل ہو نا جو پلے گراونڈ میں ملے تھے)

نورے نے داور کو دیکھ خوشی سے پوچھا تو داور گھٹنوں کے بل بیٹھتا اپنی فائیل سائیڈ پر رکھے اس کے گال کھینچنے لگا۔

واہ آپ کو تو میں یاد ہوں مگر بیٹا آپ یہاں اکیلے کیا کر رہے ہو؟؟ داور نے ادھر ادھر دیکھتے پوچھا۔ نئ میں ایتلی تو نئ اوں آنتی شاتھ اے۔ بو دیتھو بورئی۔ (نہیں میں اکیلی تو نہیں ہوں آنٹی ساتھ ہے وہ دیکھو وہ رہی۔) زحلے نے دور سے آتی سوزین کو دیکھتے کہا تو داور نے بھی پلٹ کر سوزین کو دیکھا۔ اچھا سہی چلو یہ اچھی بات ہے کہ کوئی ساتھ ہے آپ کے۔

خیر مجھے کام ہے کچھ تو اب میں چلتا ہوں بائے بائے۔ داور اسے بائے کہتا کھڑا ہونے لگا مگر نورے نے اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں میں اس کے فولادی بازو پکڑے تھے۔ پھر تب ملو دے ؟؟ (پھر کب ملو گے ؟؟) نورے نے معصومیت سے پوچھا تو داور اس کے سوال پر مسکرایا تھا اور پھر اس نے اپنے کورٹ کی اندرونی جیب سے ایک کارڈ نکال کر اسے پکڑایا تھا۔

یہ لو اس پر میرا پرسنل نمبر لکھا ہے تو تم اس نمبر پر مجھ سے بات کر لینا جب دل کرے اور انشاللہ اگر قسمت میں ہوا تو پھر ملیں گے ہم۔ داور اس کے سر پر ہاتھ پھیرتا بولا تو نورے خوش ہو گئی تھی جبکہ وہ نورے کے گال کا بوسہ لیتے کھڑا ہوا اور پھر اسے ہاتھ ہلاتا وہاں سے چلا گیا تھا۔

کون تھاوہ؟؟سوزین نے نورے کے پاس پہنچتے ہی پوچھا۔انتل تھے اتھے والے مئے دوشٹ بی ایں۔(انکل تھے اچھے والے اور میرے دوست بھی ہیں۔)نورے نے مسکرا کر کہاتو سوزین نے تاسف سے سر ہلایا تھا کیونکہ نورے دوست بہت بناتی تھی پھر چاہے کسی بھی عمر کے ہوں۔

######$############

ارے میں صبح سے یہاں لاؤنج میں ہی بیٹھا ہوں کوئی بتادے اس اتنے بڑے پیلس میں میرا کمرہ کون سا ہو گا۔اتنے سارے کمرے ہیں کوئی ایک تو مجھے بھی دو تاکہ میں بھی اپنی معصوم کمر کو آرام دے سکوں جو بیٹھ بیٹھ کر اکڑ گئی ہے۔لاؤنج میں بیٹھے ذزان کی دہائیاں عروج پر تھیں

جبکہ داریہ جو اوپر والے پورشن میں گرل کے پاس کھڑی تھی اس کی دہائیوں کو بے زاری سے سن رہی تھی۔

اوئے تم ہاں تم ہی اوپر او۔ داریہ نے اسے آواز دی تو ذزان نے حیران ہوتے اپنی انگلی اپنے سینے پر رکھتے کنفرم کرنا چاہا کہ واقع داریہ اسے ہی بلا رہی ہے جب آگے سے اس نے کہا ہاں تم تو وہ فوراً بھاگ کر سیڑھیاں چڑھتا اس کے پاس پہنچا تھا۔ میرے پیچھے آو میرے کمرے میں تم وہاں رہو گے آج سے۔ داریہ نے اسے حکم دیتے اپنے قدم اپنے کمرے کی جانب بڑھائے تھے۔

جبکہ ذزان تو حیران تھا کہ کیا واقع داریہ اس کو اپنے ساتھ ایک کمرے میں رہنے کا کہہ رہی تھی۔ وہ ایکسائٹڈ ہوتا اچھلتا کودتا اس کے پیچھے پیچھے

چل پڑا۔ وہ اٹیچ کمرہ دیکھ رہے ہو وہاں رہو گے تم۔ کمرے میں پہنچتے ہی داریہ نے اسے کمرے کے اندر بنے ایک کمرے کی جانب اشارہ کرتے کہا۔ جو پورا شیشہ کی دیواروں سے بنا تھا۔

میں وہاں کیوں رہوں گا؟؟ میں تمہارے ساتھ اسی کمرے میں ایک ہی بیڈ پر نہیں۔۔۔۔۔۔ وہ حیران ہوتا ہاتھ ہلائے اس سے ایک ساتھ نہ رہنے کہ وجہ پوچھنے لگا کہ تبھی بیڈ کی طرف نظر پڑتے اس کی زبان کو بریک لگی تھی کیونکہ بیڈ پر بڑی شان سے داریہ میڈم کے جانو صاحب براجمان تھے۔ کیا؟؟ جانو کو دیکھ اس کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔

دیکھ لیا تم نے کہ اس بیڈ پر داریہ کے ساتھ سونے کا حق صرف جانو کا ہے۔اور تم اپنی حد سے مت بڑھو لڑکے ورنہ اس کمرے سے تمہارے

وجود کو نکالنے کے ساتھ تمہاری روح کو بھی تمہارے وجود سے نکال دوں گی سمجھے۔ داریہ اس سے بات کرنے کے ساتھ اپنی ہیل والی سینڈل سے ٹک ٹک کر چلتی جانو کے پاس جا کر بیڈ پر بیٹھی اسے پیار سے سہلانے لگی۔

تم اس بھیڑیے کے ساتھ سوتی ہو ؟؟ ذزان کی سوئی تو وہیں اٹکی تھی اس لیے بے یقینی بھری آواز میں پوچھنے لگا۔ اسے نہیں سنا تھا کہ داریہ نے کیا کہا سوائے اس کے کہ جانو اس کے ساتھ ایک ہی بیڈ پر سوتا ہے۔ مسلہ ہے کوئی ؟؟؟ داریہ نے اپنی خوبصورتی سے تراشی گئی آئیبرو کو اچکاتے پوچھا۔

جبکہ ہری آنکھیں ساتھ ساتھ اسے تنبیہہ بھی کر رہی تھیں۔

ن۔۔۔ نہیں کو۔۔۔ کوئی مسلہ نہیں۔میں زرا فرش ہو جاؤں۔وہ دار یہ کے خوف سے پکچھ نہیں بولا تھا۔رکو! خبر دار جو تم نے واشروم کا رخ بھی کیا تو۔کمرے میں رہنے ہے تو میرے اصولوں پر چلنا پڑے گا۔

اور پہلا اصول یہ ہے کہ واشروم رات اور صبح میں ہی پہلے استعمال کروں گی۔پہلے میں جاوں گی واشروم اس لیے انتظار کرو تم اور ہاں ساتھ والے کمرے کی کبڈ سے تم جا کر ایک کمفرٹیبل ڈریس لے آؤ اپنے لیے تاکہ سکون سے سو سکو۔اور ہاں میرے بھائی کا کمرہ ہے وہ خبر دار جو کوئی اور چیز چھوئی تو۔

کیمرے لگے ہیں ہر طرف۔ داریہ بیڈ سے اٹھ کر اسے گھورتے ہوئے انگلی اٹھا کر وارن بھی کرنے لگی تو ذزان نے تھوک نگلتے ہاں میں سر ہلایا اور پھر اگلے ہی پل کمرے سے باہر بھاگا تھا کیونکہ داریہ کے سامنے تو اس کی ہوا ہی ٹائیٹ ہو جاتی تھی۔

##################################

وہ سارا دن ان آنکھوں اور اس چہرے کو بھلا نہیں پایا تھا۔ اس نے رحمان کے ساتھ وقت گزارتے ہوئے بھی ان آنکھوں کے جال سے نکلنا چاہا مگر وہ تو جیسے کسی سائے کی طرح چمٹ گئی تھیں اس کی سوچوں سے۔

! اس کی آنکھیں بے مثال تھیں

! نہ جھٹک سکا وہ خیال تھیں

! میرے دل کے اندر اتر گئیں

! چمٹ گئیں وبال تھیں

رحمان اس وقت اس کے ساتھ ہی سو رہا تھا۔ دوپہر کو داریہ سے وڈیو کال پر بات کرتے اس نے داور کی شکایت بھی لگائی تھی جس پر داریہ نے اس کے ساتھ مل کر داور سے ناراض ہونے کا پلان بنایا تھا۔ داور کی بے تحاشہ کالز آئی تھیں باران کو مگر باران نے ایک بھی ریسیو نہیں کی تھی۔

اور گھر کے ملازموں کو بھی داور کی رحمان سے بات کروانے سے منع کر چکا تھا۔ ابھی رحمان اس کے ساتھ چپک کر لیٹا سو رہا تھا جبکہ باران اس کے سلکی براؤن بالوں میں نرمی سے انگلیاں پھیرتا اسی حسینہ کو سوچ رہا تھا۔ کیسے ممکن ہو سکتا ہے یہ؟؟ ہو بہو وہیں آنکھیں وہی رنگ وہی ہونٹ ہو بہو وہی چہرہ۔ کیا یہ میرا وہم تھا یاں واقع حقیقت؟؟ ہلکی آواز میں بڑبڑایا۔

پھر اپنا موبائیل سائیڈ ٹیبل سے اٹھا کر اس نے گیلری اوپن کرتے پھر سے وہی تصویر نکالی تھی جسے وہ دیکھ کر سکون محسوس کرتا تھا۔ ہاں وہ تصویر والی لڑکی بلکل زحلے جیسی تھی۔ بس فرق ایک تل کا تھا جو زحلے کی آنکھ کے نیچے تھا مگر اس تصویر والی لڑکی کے پاس نہیں تھا۔

زحلے تو یہاں ایک مشرقی اور معصوم لڑکی بن کر آئی تھی تاکہ باران کو اس پر شک نہ ہو اور وہ اسے آسانی سے رکھ لے کام پر مگر اس کے تو فرشتوں کو بھی خبر نہیں تھی کہ اس کا چہرہ باران کو کسی اور کی یاد دلا گیا تھا اور اس کے زہن پر قابض ہو گیا تھا۔

اب یہ تو آنے والے وقت میں ہی پتا چلنا تھا کہ کون تھی وہ تصویر والی لڑکی اور کیا رشتہ تھا اس کا باران سے اور کیوں تھی وہ ہو بہو زحلے جیسی ؟؟؟ان سب سوالوں پر سے پردے آنے والے وقت میں ہی ہٹنے تھے ۔

####################################

وہ ساتھ والے روم سے ایک ٹراؤزر شرٹ لے آیا تھا اور اب صوفے پر بیٹھا داریہ کے باہر نکلنے کا ویٹ کر رہا تھا۔ ٹائم پاس کے لیے وہ موبائل یوز کر رہا تھا مگر ساتھ ساتھ وہ ایک نظر بیڈ پر شاہانہ انداز میں بیٹھے جانو کو بھی دیکھ لیتا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

ذزان کو تو ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے جانو کو اس سے کوئی ذاتی دشمنی ہو اس لیے ہر وقت اسے گھورتا ہی رہتا تھا۔ تم یوز کر سکتے ہو اب واش روم۔ وہ جو اپنی ہی سوچوں ہی گم جانو کو دیکھ رہا تھا داریہ کی آواز پر ہوش کی دنیا میں آیا تھا مگر جیسے ہی نظر داریہ پر گئی تو اس کی سانسیں تھم گئی تھیں۔

وہ مہرون رنگ کے لونگ سلیپنگ ڈریس میں بھیگے کھلے بالوں کو اکھٹا کر کے دائیں کندھے پر ڈالے میک اپ سے پاک چہرہ لیے اس کے

سامنے کھڑی اس کو دنیا بھلا گئی تھی۔اوئے کیا آنکھیں پھاڑے دیکھ رہے ہو؟؟آنکھیں نکال دوں گی تمیز میں رہو۔

وہ اپنی لمبی باریک انگلیوں جن کے لمبے ناخنوں پر اس نے بلیک نیل پینٹ لگا رکھی تھی سے اس کے چہرے کے آگے چٹکی بجاتی بولی تو ذزان کو ہوش آیا تھا۔ک۔چھ ن۔۔ہ۔۔ہیں میں زرا شاور لے لوں۔وہ اپنا ٹراؤزر شرٹ اٹھا کر واشروم میں گھس گیا جبکہ دار یہ سر جھٹکتی شیشے کے سامنے پڑی چیئر پر بیٹھ کر لوشن اٹھا چکی تھی۔

وہ اپنی سکن کی بہت کیئر کرتی تھی۔سونے سے پہلے ڈھیروں لوشن اور سیرم لگاتی تھی چہرے پر اور ساتھ بالوں پر بھی۔صبح اٹھ کر بھی وہ

ڈھیروں جتن کرتی تھی چہرے پر۔ مطلب صاف تھا اسے عشق تھا خود سے۔ وہ اپنا بے حد خیال رکھتی تھی۔

##############################

ارے تم اتنی صبح یہاں؟؟ زحلے جو اپنی باران کے مینشن جانے کی تیاری کر رہی تھی غزین کے آنے پر حیران ہوتی پوچھنے لگی۔ ہاں تمہیں گڈ بائے اور ویشیز دینے آیا ہوں۔ اور ساتھ یہ پیپر سپرے الیکٹرک شوک ڈیوائس اور یہ سموک گن۔ تم وہاں گن نہیں لے جا سکتی مگر ان چیزوں پر روک نہیں ہو گی تو تم سیف رہو گی وہاں۔

اور ہاں وہاں جا کر جو میں کہوں اسے فولو کرنا ایسا نہ ہو میری بات نہ مانو اور ہمیشہ کی طرح اپنی چلاؤ۔ میں تمہارا ہیڈ ہوں اس مشن میں اس لیے میری بات ماننا فرض ہو گا تم پر۔ غزہن اسے سیفٹی کے لیے چیزیں پکڑاتے پھر تھوڑا رعب ڈالتے اس کے ماتھے پر انگلی سے پیچھے کو دباؤ دیتا بولا۔

ہاں ہاں ٹھیک ہے تم یہ بتاؤ کہ جو کیمرے مجھے دیے گئے ہیں چیک کیے ہیں نہ کہ سہی سے چلتے ہیں نہ؟؟ زحلے نے پہلے ناک چڑھائی اور پھر کیمروں کا فکر مندی سے پوچھنے لگی کیونکہ اسے وہاں جا کر کیمرے فٹ کرنے تھے۔ ہاں بلکل ٹھیک ہیں میں نے خود چیک کیے تھے۔

اب بس تم اس مشن کے ساتھ اپنا بھی خیال رکھنا۔ وہ اس کے بال سہلاتا بولا تو زحلے نے مسکراتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا تھا۔

##############################

وہ روز صبح نو بجے اپنے آفس چلا جاتا تھا مگر ابھی دس بج رہے تھے اور وہ گھر پر ہی تھا کیونکہ انجانے میں ہی وہ زحلے کے آنے کا ویٹ کر رہا تھا۔ رحمان جو لاؤنج میں ہی اپنے گاڑیوں والے کھلونوں سے کھیل رہا تھا اچانک کھلونے وہیں چھوڑ باران کے پاس پہنچا تھا۔

تا تو آپ اب تب تیوں نئ دئے ؟؟(چاچو آپ اب تک کیوں نہیں گئے)اس نے آنکھیں پٹپٹاتے پوچھا تو باران نے ہلکی سی مسکراہٹ کے

ساتھ اسے گود میں اٹھا کر بیٹھایا تھا۔ بس ابھی چلا جاؤں گا مگر پہلے رحمان بتائے کہ کیا وہ بابا کو مس کر رہا ہے ؟؟ باران نے رحمان کی چھوٹی سی ناک کو دباتے پوچھا تو رحمان نے منہ چڑھایا تھا۔ نئی مان نئی مش تررا بابا تو۔ (نہیں رحمان نہیں مس کر رہا بابا کو) رحمان نے آنکھیں گھماتے کہا تو باران اس کے صدقے جاتا اس کے گال چوم گیا۔

اتنی ناراضگی ؟؟ باران نے حیران ہونے کا ناٹک کرتے پوچھا۔ ام بوت زاد اتونکہ بو مما نئی لا تر دیتے۔ (ہم بہت زیادہ کیونکہ وہ مما نہیں لا کر دیتے) رحمان نے ہاتھ کھولتے اپنی ناراضگی بتاتے ساتھ وجہ بتائی تھی۔ اوہو اب کیا کریں ہم ؟؟ بابا تو کہتے ہیں شادی نہیں کرنی۔ باران نے اور تجسس ظاہر کرتے کہا۔

دا ترتے آہیں تہ اے اللہ مان تو ایک پاری شی ممادو آمین۔(دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ رحمان کو ایک پیاری سے ممادو آمین)وہ اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں کو دعا کی صورت اٹھاتا بولا تو باران اس کے انداز پر زرا سا مسکرایا تھا وہ کبھی کھل کر نہیں مسکرایا تھا نہ کبھی ہستا تھا۔

جبکہ رحمان نے جیسے ہی آمین کہتے اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں کو اپنے چھوٹے سے خوبصورت پھولے گالوں والے چہرے پر پھیر کر ہٹایا تو سامنے سے ہی زحلے اپنے کپڑوں کا چھوٹا سا پرانا بیگ اٹھائے اندر آئی تھی۔تاتوجے توں اے؟؟(چاچو یہ کون ہے)اس نے حیرانگی سے پوچھا تو باران نے اس کی نظروں کے زاویے پر دیکھا تو زحلے کو دیکھ اس کے دل میں ہلچل مچی تھی۔

کام کے لیے آئی ہے پر آپ جاؤ کھیلو۔ باران اسے نیچے اتارتا خود بھی کھڑا ہو گیا جبکہ رحمان بھاگ کر اپنے کھلیونوں کے پاس واپس پہنچ گیا۔ سر میں زیادہ لیٹ تو نہیں ہوئی نہ ؟؟ زحلے نے اٹیلین زبان میں پوچھا۔

نہیں دیر کا معملہ ہی نہیں کیونکہ تمہیں کوئی ٹائم دیا ہی نہیں گیا تھا۔ خیر میں آفس جانے سے پہلے تمہیں کام بتا دینا چاہتا تھا۔ تمہارا کام بس یہ ہے کہ تمہیں صبح چھ بجے فریش جوس بنا کر دینا ہے مجھے اور رات کا کھانا بنانا ہے۔

اس کے علاوہ جب تک رحمان یہاں ہے اس کا خیال رکھنا ہے۔ چاہے رات کا کھانا بھی نہ بنے پر رحمان کا خیال رکھنے میں کوتاہی نہیں ہونی چاہیے۔ سمجھ آگئی ؟؟ باران نے اپنے تھری پیس کی پینٹ کی پوکٹوں

میں ہاتھ ڈالے رعب بھرے لہجے میں کام بتائے تو زحلے نے تابعداری سے سر ہلایا تھا۔ وہ جو کمرہ ہے کچن سے تھوڑے فاصلے پر وہاں رہو گی تم اور ابھی سے تمہارا کام شروع ہوتا ہے۔

سیلری کی ٹینشن نہ لینا اتنی ملے گی کہ گنتے گنتے تھک جاؤ گی۔ وہ آنکھوں پر گلاسز لگا کر اسے اور باتیں بتاتا وہاں سے باہر کی جانب بڑھ گیا اور زحلے رحمان کی جانب جبکہ جاتے ہوئے باران نے واپس پیچھے پلٹ کر زحلے عمر کو ضرور دیکھا تھا۔

################################

بس کرد و باران اب اگر مجھے غصے آگیا نہ تو میں نے وہاں اٹلی آکر تمہیں جوتوں سے مارنا ہے۔ حد ہوتی ہے کسی چیز کی۔ فون کیوں نہیں پک کر رہے تھے میرا پچھلے دو دن سے۔ داور نے آج پھر باران کو کال کی تو اس بار اس نے کال پک کر لی تھی جبکہ اس کے کال پک کرتے ہی داور اس پر بھڑک اٹھا تھا۔ مجھے ایسے شخص سے بات نہیں کرنی جو میرے بھتیجے کو ڈانٹتا ہے۔

باران نے آفس چیئر کی بیک سے ٹیک لگائے سکون سے جواب دیا تو داور نے دوسری طرف دانت پیسے تھے۔ تمہارا بھتیجا میرا بیٹا ہے۔ اور ہو گئی مجھ سے غلطی جو میں نے اسے ڈانٹ دیا غصے میں مگر اب احساس بھی تو ہو رہا ہے مجھے۔ یاد آتی ہے مجھے رحمان کی اس لیے بات کرواو میری اس سے۔

داور نے پہلے اپنی صفائی دیتے آرام سے بات کی مگر آخر میں لہجہ روعب والا بنایا تھا۔ نہیں کرواؤں گا۔ باران نے تین لفظی جواب میں انکار کرتے داور کے غصے کو بڑھایا تھا۔ میں اگر وہاں آگیا نہ تو بہت مار کھاؤ گے تم۔ داور نے اپنا غصہ بمشکل کنڑول کرتے کہا۔ سوچنا بھی مت یہاں آنے کی اور دوسری بات مجھے یہ بتاؤ کہ تمہیں پتا بھی ہے داریہ نے کسی سے نکاح کرلیا ہے؟؟

باران اسے اٹلی آنے سے منع کرنے کے ساتھ داریہ کی بات چھیڑ بیٹھا تھا۔ جبکہ دوسری طرف داور بھی ایک دم نارمل ہوا تھا داریہ کے موضوع پر۔ ہاں پتا ہے مجھے۔ تمہیں کیا لگتا ہے کہ وہ صرف تمہاری

بہن ہے اور تمہیں ہی اس کی فکر ہے۔ میں بھی اس کا بھائی ہوں میں بھی اس کی ہر حرکت پر نظر رکھے ہوں۔

آخر وہ میری تم سے زیادہ لاڈلی ہے۔ مگر میں خود ہی چپ ہوں جب تک وہ نہ بتائے۔ ویسے بھی وہ مجھ سے ناراض ہے میری کال پک نہیں کر رہی۔ داور نے آرام سے بات کرتے کہا۔ ہمم سہی کہا میں نے اس لڑکے کی انفورمیشن نکلوائی ہیں سب کچھ کلیئر ہے اس کے بارے میں۔

اور پھر ہم دونوں نے ہی اسے اجازت دی ہوئی ہے کہ وہ جب چاہے شادی کر لے۔ باران نے بھی چیئر سے ٹیک ہٹا کر سیدھا ہو کر بیٹھتے ٹیبل پر پڑے گول گیند جیسے پیپر ویٹ کو گھماتے کہا۔ ہاں بس ایک ہفتے تک میں آؤں گا اٹلی تو مل کر ہم رو سیا جائیں گے۔

ابھی میں پیرس میں ہی ہوں کچھ کام ہے۔ داور نے اسے آگے کا پلین بتایا تو باران نے بھی اوکے کہتے کال کٹ کر دی تھی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ داور پھر سے رحمان والے ٹاپک پر آنے والا تھا۔ جبکہ اس کے کال کٹ کرنے پر دوسری طرف داور نے اسے دل ہی دل گندی گالی سے نوازہ تھا۔

#####################

اٹھو لڑکے اوئے تمہیں سن نہیں رہا کیا؟؟ اٹھو جلدی اور نیچے او ناشتہ کرنے کے لیے بعد میں نہیں ملے گا۔ داریہ کب سے ذزان کو اٹھانے کی

کوشش کر رہی تھی جبکہ ذزان تو ڈھیٹ بنے لیٹا ہوا تھا لیکن جیسے ہی دار یہ نے کہا کہ بعد میں ناشتہ نہیں ملے گا تو وہ فوراً اٹھ کر بیٹھ گیا تھا۔

یہ کہاں کا رول ہے کہ ناشتہ ایک ہی وقت پر سرو ہو گا بعد میں نہیں؟ اور اتنی صبح کون اٹھتا ہے؟؟ ذزان آنکھیں مسلتا بولا جبکہ بال اس کے بکھر کر ماتھے پر آرہے تھے۔ کہا تھا نہ کہ یہاں رہو گے تو رولز ماننے پڑیں گے تو یہ اس پیلس کا رول ہے کہ ناشتہ لنچ اور ڈنر تہہ کردہ وقت پر ٹیبل پر سرو ہوتے ہیں بعد میں کسی کو کھانا نہیں ملتا۔

اور جسے تم اتنی صبح کہہ رہے ہو نہ گیارہ بج رہے ہیں۔ اٹھو جلدی منہ دھو کر آؤ۔ ناشتے کے بعد میں تمہیں شاپنگ پر لے کر جاؤں گی ویسے

بھی باہر بہت زیادہ برف باری ہو رہی ہے آج اس لیے جلدی جا کر جلدی آئیں گے۔

دار یہ اسے مکمل حدایت دیتی اس کا کمبل بھی کھینچ کر سائیڈ پر رکھے گئے صوفے پر پھینک گئی تھی جبکہ کمبل اترتے ہی ہیٹر چلنے کے باوجود ذزان کا جسم سردی سے کپکپا گیا تھا۔روسیا یعنی روس سرد ترین ممالک میں شامل ہوتا ہے۔وہاں اتنی سردی پرتی ہے کہ کپ میں کافی ڈالتے ڈالتے جم جاتی ہے۔روس کے تمام دروازے اندر کی جانب کھلنے والے بنائے جاتے ہیں کیونکہ وہاں کچھ ہی گھنٹوں میں دو میٹر تک برف پڑ جاتی ہے۔

روس کے موسم کی طرح وہاں کے لوگ بھی سرد مزاج ہی ہوتے ہیں ۔وہ مہمان نواز تو ہوتے ہیں مگر روسی لوگ مسکراتے نہیں ہیں وہاں کے سکول میں بچوں کو باقاعدہ نہ ہسنے کی تعلیم دی جاتی ہے۔وہ لوگ پیسے ہاتھ میں پکرانا اپنی توہین سمجھتے ہیں۔

شاید ایسا اس لیے ہے کہ روس دنیا کا سب سے بڑا اور واحد ملک ہے جہاں بڑے سے بڑے ملک بھی اپنی حکومت قائم نہیں کر پائے اور اس لیے وہ مغرور ہیں۔یہی وجہ تھی کہ داریہ نے اپنے مافیا کنگڈم کے لیے روسیا کو چنا کیونکہ اسے پسند تھا ایسا ملک جہاں پر کسی دوسرے ملک کی حکومت نہ چلے اور اس کے کام میں رکاوٹ نہ آئے۔کیونکہ وہ خود بھی آزادی پسند تھی۔

##################################

بات سنو وائفی کیا تمہارا اپکا ارادہ ہے مال جانے کا؟؟ دیکھو باہر بہت زیادہ برف پر رہی ہے تو میں کہتا ہوں رہنے دو کیا ضرورت ہے آج جانے کی ہم پھر کبھی چلے جائیں گے جس دن برف نہ پڑے۔ ناشتہ کرتے ہوئے ذزان نے چاپلوسی والے لہجے میں داریہ سے کہا تو داریہ نے اسے گھور کر دیکھا تھا۔

یار ایسے نہ گھورا کرو ان قاتل نگاہوں سے میرا دل بہت کمزور ہے۔ ذزان دل پر ہاتھ رکھتا ٹھرک پن سے بولا تو داریہ نے ہاتھ میں پکڑا فورک سیدھا ذزان کی جانب پھینکا تھا جبکہ ذزان نے فوراً چہرہ جھکاتے اپنا بچاؤ کیا تھا۔ یہ کیا تھا لڑکی؟؟ کیوں میرے حسین چہرے کی دشمن

بنی ہوئی ہو؟؟ ذزان نے پہلے جو ٹھرک پن میں دل پر ہاتھ رکھا تھا اب وہی ہاتھ ڈر کے مارے دل کے زور سے دھڑکنے کے سبب رکھا تھا۔

دوبارہ مجھ سے فلرٹ کی کوشش نہ کرنا۔ داریہ نے اسے اپنی لمبی اور پتلی انگلی سے وارن کرتے کہا۔ میں کیوں فلرٹ کروں گا اپنی ہی بیوی سے؟؟ کچھ ماہ کی ہی سہی مگر بیوی تو ہو نہ۔ ویسے پتا کیا میں جب سے یہاں آیا ہوں میں نے کہیں پر بھی کوئی خوبصورت لڑکی نہیں دیکھی مگر پھر ایک دن تم ملی۔

تم جیسی خوبصورت لڑکی کہیں نہیں دیکھی میں نے۔ اور یہ تعریف تھی فلرٹ نہیں۔ ذزان کی بیوی والی بات پر داریہ کو خود کو پھر سے غصے سے گھورتا دیکھ وہ بات بدل گیا مگر اس بات میں بھی فلرٹ ہی تھا اس لیے

جلدی سے خود کو کلئیر کرنے لگا۔ تمہیں شاید پتا نہیں روس خوبصورتی کے معاملے میں بہت مشہور ہے۔

یہاں کی لڑکیوں کی خوبصورتی ایسی ہے کہ دیکھنے والے پلک جھپکنا بھول جائیں۔اور تم کہہ رہے ہو کہ تم نے کوئی خوبصورت لڑکی نہیں دیکھی۔آخری بار کہہ رہی ہوں فلرٹ کرنا بند کرو اور چلو اب مال چلیں۔

داریہ نے ڈائنگ ٹیبل سے کھڑے ہوتے ذزان کا جھوٹ پکڑتے کہا تو وہ بے شرموں کی طرح دانت نکالنے لگا۔ مگر جیسے ہی داریہ نے مال کا نام لیا اس کی مسکراہٹ غائب ہوئی تھی۔اللہ وہ لڑکی واقع اسے برف باری میں باہر لے کر جا رہی تھی۔

##############################

وہ جب سے آئی تھی رحمان کے ساتھ کھیل رہی تھی۔اسے یہ بچہ بہت پیارالگ رہاتھا۔اور وہ بھی رحمان کی گڈ بک میں شامل ہو گئی تھی۔ تقریباًگوئی دو سے تین گھنٹے کھیلنے کے بعد رحمان تھک گیاتو زحلے نے اسے فیڈر بنادیا تھا جسے وہ پیتے پیتے سو گیااور زحلے کو اپنا کام کرنے کے لیے وقت مل گیا تھا۔

باران کے کمرے کو وہ دیکھ چکی تھی اور یہ بھی دیکھ چکی تھی کہ اس کے کمرے کے باہر فنگر پرنٹ لاک لگا تھااس لیے یہ ناممکن تھا کہ وہ اندر جا کر کیمرے فٹ کر پاتی اس لیے لاؤنج اور لابی میں کیمرے فٹ کرنے

تھے اسے۔ سب سے پہلے وہ اپنے بیگ سے ایک ائیر پوڈ نکالتی کان میں لگا چکی تھی تاکہ غزین سے معلومات لے سکے۔

اس کے ائیر ڈیوائس کان میں لگاتے ہی غزین بھی دوسری طرف ایکٹیو ہو گیا تھا۔ ہاں زحلے کیا اس وقت کوئی ہے تو نہیں تمہارے ارد گرد؟ غزین نے ایکٹیو ہوتے ہی پوچھا۔ نہیں اب مجھے بتاؤ کہ لاؤنج کے ہر کورنر میں لگاؤں کیمرے یاں ایک دو ہی بہت ہیں؟؟

زحلے نے ہاتھ میں پکڑے کیمروں کو دیکھتے ہلکی آواز میں پوچھا جو ایک سینٹی میٹر سائیز تک کے تھے۔ پہلے تم نے کنفرم کیا کہ یہاں پہلے سے کوئی کیمرہ نہ لگا ہو؟؟ غزین کی بات پر زحلے نے پھر سے ادھر ادھر نظر

گھمائی تھی۔ نہیں یار پہلے بھی چیک کر چکی ہوں کوئی کیمرہ نہیں ہے یہاں۔ زحلے کے جواب پر غزین کو سکون آیا تھا۔

چلو پھر پہلے ایک کیمرہ وہاں پر رکھے کسی شو پیس یاں گلدن میں لگادو چھپا کر۔ غزین کی بات پر زحلے نے پورے لاؤنچ میں نظریں گھمائی تھیں اور پھر اس کی وہاں پر لگی ایک پینٹنگ پر نظر گئی جس پر گھوڑا بنا ہوا تھا۔ ہاں رکو میں لگاتی ہوں۔ وہ غزین سے کہہ کر اس پینٹنگ کے پاس پہنچی اور اس کے ایک کورنر میں کیمرہ اس طرح سے فٹ کیا کہ کسی کو نظر نہ آئے۔ ہاں کرو چیک۔

زحلے نے کہا تو غزین نے اپنے سامنے لیپ ٹاپ اپنے کرتے اس کیمرے کی ریکوڈنگ اوپن کی مگر وہاں سب کچھ بلیک ہی تھا۔ زحلے تم

نے لگتا ہے کیمرہ ان نہیں کیا۔ غزین نے لیپ ٹاپ کو دیکھتے کہا۔ نہیں تو ان کر دیا ہے۔

تم لیپ ٹاپ پر دیکھو کوئی پروبلم تو نہیں۔ وہ کیمرہ چیک کرتی بولی۔
دوسرا لگا کر دیکھو۔ غزین کے کہنے پر زحلے نے اسے ہٹا کر دوسرا لگایا مگر پھر وہی رزلٹ۔

غزین نے حیران ہوتے ساری سیٹنگ چیک کی مگر پھر اچانک اس کی آنکھیں پھیلی تھیں۔ شٹ یار! زحلے میری بات سنو یہ جو کیمرہ لگایا ہے اور جو باقی ہیں یہ سب واپس چھپا دو کیونکہ اس گھر میں کچھ ایسا سسٹم کیا گیا ہے کہ اگر کوئی کیمرہ لگایا گیا تو وہ کام نہیں کرے گا۔ غزین کی بات پر

زحلے کو بھی حیرت ہوئی تھی جبکہ غصہ دونوں کو ہی آرہا تھا اپنے ایک پلین کے فیل ہونے پر۔

################################

داریہ پلیز زز مجھے اپنا کورٹ دے دو مجھے بہت ٹھنڈ لگ رہی ہے۔ ذزان جس نے پھر سے داور کے کپڑے پہن رکھے تھے اور ایک ڈبل جیکٹ نیچے سے پہننے کے بعد اوپر سے ایک لونگ کورٹ پہنے سر پر ٹوپی، کانوں اور آدھے چہرے کو مفلر سے چھپائے اور ساتھ ہاتھوں پر ڈبل گلوز چڑھانے کے بعد بھی وہ سردی سے کانپتے داریہ سے اس کا اکلوتا کورٹ مانگ رہا تھا۔

داریہ نے بلیک پینٹ شرٹ پر ریڈ لونگ کورٹ پہن رکھا تھا کھلے بالوں پر اس نے ٹوپی پہن کر انہیں خراب نہیں کیا تھا مگر گلے میں مفلر ضرور تھا۔ شرم کرو بد تمیز انسان اتنا کچھ پہن کر ریچھ لگنے کے باوجود تم مجھ سے میرا اکلوتا کورٹ مانگ رہے ہو۔

لڑکے تو اپنا کورٹ اتار کر لڑکیوں کو دیتے ہیں اور تم زمین پر بوجھ ایک لڑکی سے مانگ رہے ہو۔ داریہ نے اسے شرم دلاتے کہا وہ مال کے انڈر گراؤنڈ پارکینگ ایریا سے لفٹ کی جانب جا رہے تھے۔ یار میں کہاں اتنی سردی کا عادی ہوں۔

تین ماہ پہلے ہی تو آیا ہوں یہاں تو ابھی عادی نہیں ہوا میں اس ہڈیوں کو جما دینے والی سردی کا۔ میں تو پاکستان سے آیا ہوں اور تھا بھی کراچی کا

جہاں سردی بس ایسے آتی ہے جیسے بس بتانے آئی ہو کہ دنیا میں موجود چار موسموں میں سے میں بھی پائی جاتی ہوں۔ وہ سردی سے کانپتا بولا جبکہ دانت سردی سے بج رہے تھے۔ ڈونٹ وری بس یہاں سے جب مال میں داخل ہوں گے تو سردی نہیں لگے گی کیونکہ ہر طرف ہیٹر لگے ہیں۔

داریہ کی بات پر ذزان کو سکون آیا تھا۔ چلو آج تم جو چاہے لے سکتے ہو جس چیز پر تمہارا دل آئے اسے تم اٹھا لو۔ داریہ نے مال میں داخل ہوتے ہی ذزان سے کہا۔ ارے واہ تم تو بڑے کھلے دل کی ہو یار۔ ویسے کیا واقع سارا بل تم دو گی؟؟ ذزان نے خوشی اور حیرت سے ملی جلی کیفیت سے پوچھا۔

بل مجھے دینے کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ مال میرا ہے۔ داریہ نے اپنے چلتے قدموں کو روکتے ذزان کو دیکھ کر کہا تو ذزان کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئی تھیں۔ نہ کرو یار سچ میں؟؟ ذزان تو بے یقینی کے سبب بے ہوش ہونے پر تھا۔ ہاں بلکل۔ داریہ واپس سے چلنا شروع کرتی بولی تو ذزان اس کے پیچھے تیز تیز قدم چلنے لگا۔

ویسے ایک بات تو بتاؤ یار کہ تم نے مال ہی کیوں بنوایا یہ تم کوئی فیکٹری یا آفس بھی بنا سکتی تھی؟؟ ذزان کے سوال پر داریہ نے ترچھی سمائیل دی تھی۔ مجھے بزنس کی سمجھ ہے لڑکے۔ یہ روس ہے یہاں عورتیں مردوں سے تعداد میں بہت زیادہ ہیں اور یہاں کی عورتیں فیشن کی دیوانی ہیں۔ انہیں نئے کپڑے پہننا فیشن کرنا بہت پسند ہے اس لیے وہ شاپنگ کی دیوانی ہیں۔

تو ایسے میں مال کا رخ ہی کرتی ہیں۔ تو بتاؤ کہ کس چیز میں فائیدہ ہوا؟؟ داریہ نے آئی برو اچکاتے پوچھا تو ذزان جس کی داریہ کی تفصیل پر حیرت سے آنکھیں اور منہ کھلا تھا اس نے یوں ہی کھلے منہ اور آنکھوں سے اسے دیکھتے کلیپنگ کی تھی۔

واؤ یار تم تو سوپر ہٹ ہو۔ میں تو آج جم کر شاپنگ کروں گا آخر فری کا مال مل رہا ہے اور پھر تمہارے بھائیوں سے بھی ملنا ہے اچھے سے تیار ہوں گا تو انہیں پسند بھی آؤں گا۔ وہ خوشی سے کہتا وہاں سے بھاگ کر میل کلیکشن کی شوپ میں گھس گیا جبکہ داریہ سر جھٹکتی ہیلز کلیکشن کی طرف بڑھ گئی۔

##################################

باران رات کے نو بجے تھکا ہارا گھر آیا تو سامنے ہی لاؤنج کے صوفے پر زحلے کو آنکھیں بند کر کے صوفے کی بیک سے ٹیک لگائے بیٹھا دیکھ وہیں داخلی دروازے میں ہی کھڑا ہو گیا۔ زحلے کو سوتا دیکھ اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ بکھری تھی۔ آہستہ آہستہ قدم بڑھاتے وہ صوفے تک پہنچا تھا اور اسے قریب سے بس خاموشی سے دیکھنے لگا۔

وہ سارا دن بور ہوتی صوفے پر بیٹھی کب سو گئی اسے پتا ہی نہ چلا مگر اچانک اپنے چہرے پر نظروں کی تپش محسوس کرتے اس نے ہلکے سے آنکھیں کھولیں تو باران کو سر پر کھڑا دیکھ ایک دم ڈر گئی۔ س۔۔ سر

آ۔۔آپ کب آئے ؟؟وہ جلدی سے کھڑی ہوتی اپناڈوپٹہ سہی کرتے پوچھنے لگی۔ابھی آیاہوں خیر رحمان کہاں ہے ؟؟

باران نے بات گھمانے کے لیے رحمان کا پوچھا۔سر وہ سوگئے ہیں۔ زحلے کے جواب پر وہ حیران ہوا۔اتنی جلدی ؟؟جی سر وہ پہلے آپ کے جانے کے دو گھنٹے بعد سوئے تھے مگر پھر ڈیڑھ گھنٹے تک اٹھ گئے تھے اور سارادن کھیلتے رہے اس لیے تھک کرابھی آدھے گھنٹے پہلے سوئے ہیں۔

زحلے کے تفصیلی جواب پر باران سر ہلاتا آگے بڑھ گیا۔سر کھانالگاؤں ؟؟زحلے نے پیچھے سے آواز دیتے پوچھا۔ہمم لگالو میں آتاہوں فریش

ہو کر۔ وہ بنا پلٹے اسے کہتا سیڑھیاں چڑھ گیا جبکہ زحلے انکھیں گھماتی کچن کی طرف بڑھ گئی۔

##################################

اسے زحلے کے ہاتھ کا کھانا بہت پسند آیا تھا اور آج اس نے کئی سالوں بعد پیٹ بھر کر کھانا کھایا تھا۔ کھانا اچھا بنایا ہے تم نے مجھے پسند آیا۔ وہ نیپکین سے منہ پونچھتا بولا تو زحلے نے مسکرا کر تعریف وصول کی تھی ۔رحمان نے کھانا کھایا تھا؟؟

اس نے اچانک سوال پوچھا تو زحلے نے فوراً سر ہلایا۔ جی سر کھلا کر سلایا تھا۔ زحلے کے جواب پر وہ مطمئن ہوتا چیئر سے اٹھ کھڑا ہوا۔

ٹھیک ہے تم اپنے کمرے میں چلی جاؤان برتنوں کو سمیٹ کر تمہارا کام ختم۔وہ اسے کہتا ٹیبل پر رکھا اپنا موبائل اٹھا کر وہاں سے چلا گیا جبکہ زحلے جلدی سے برتن سمیٹنے لگی ساتھ ساتھ اس کی زبان بھی چل رہی تھی۔

اللہ اللہ مجھے تو سمجھ نہیں آتی وہ پیارا سا فرشتہ ان شیطانوں کے پاس کہاں سے آگیا؟؟میرا بس چلے تو اس بچے کو ان سے دور لے جاؤں تاکہ اس کی معصومیت نہ خراب ہو۔وہ برتن سینک میں رکھتی بازواوپر کرتی منہ ہی منہ بول رہی تھی لیکن وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ اس ننھے فرشتے میں ان تینوں شیطانوں کی جان تھی۔

#####################

وہ صبح پانچ بجے ہی اٹھ گئی تھی کیونکہ ایک تو اسے نماز پڑھنی تھی اور پھر باران کے لیے فریش جوس بنانا تھا۔ جائے نماز اور ایک چھوٹا سا قرآن وہ اپنے ساتھ لائی تھی کیونکہ وہ جانتی تھی اسے یہاں تو ملنی نہیں یہ چیزیں۔

نماز پڑھ کر وہ کچن میں جانے کے لیے کمرے سے نکلی تو اسی وقت باران سیڑھیاں اترتا نظر آیا جس کی گود میں رحمان چڑھا اس کے گال پر بار بار کس کر رہا تھا جبکہ باران کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی رحمان کی اس حرکت پر۔

زحلے تو باران کو دیکھتی رہ گئی تھی کیونکہ بلیک کلر کے ٹراؤزر بلیک بنیان جو اس کی پیکس والی باڈی کے خدوخال صاف دیکھا رہی تھی پہنے وہ سامنے والوں کو ہیپنوٹائز کرنے جتنا ہیڈ سم لگ رہا تھا۔اور اوپر سے اس کے چہرے کی ہلکی سی مسکراہٹ واللہ زحلے کو لگا تھا کہ شاید کبھی بھی اس نے باران جیسا ہینڈ سم نوجوان نہیں دیکھا تھا۔توبہ توبہ زحلے ہوش کرو تمہیں اس پر نظر رکھنی ہے پر یہ والی نہیں دوسری والی۔

زحلے خود کو شرم دلاتی ہلکی آواز میں بولی اور پھر سامنے دیکھا جہاں وہ سیڑھیاں اتر کر کسی کمرے کی جانب بڑھ رہا تھا۔اس سے پہلے وہ اس کمرے میں داخل ہوتا زحلے نے اسے پکارا تھا۔ سر! زحلے کی آواز پر باران نے پلٹ کر اسے دیکھا جو آج بھی مشرقی لباس پہنے تھی مگر آج اس نے لال رنگ کی فراک پہنی تھی جس میں وہ کھلا گلاب لگ رہی

تھی۔رحمان تو اسے دیکھ مسکرا کر ہاتھ ہلاتا اسے اپنی جانب متوجہ کرنے لگا۔

اس نے بھی باران جیسی ڈریسنگ کی ہوئی تھی۔رحمان کے ہاتھ ہلانے پر زحلے نے بھی اسے مسکرا کر ہاتھ ہلائے تھے اور باران اس کی مسکراہٹ دیکھتا رہ گیا تھا۔ ہمم بولو کیا بات ہے؟؟ باران کا لہجہ اس کے لیے پھر سے نرم تھا۔ سر وہ پوچھنا تھا کہ جوس بنا کر ٹیبل پر رکھنا ہے یا آپ کے کمرے میں دینا ہے۔

زحلے کے سوال پر باران نے نہ میں سر ہلایا تھا۔ نہیں نہ ٹیبل پر نہ ہی کمرے میں لانا ہے تم ایک گھنٹے تک جم روم میں لے انا یعنی اس کمرے

میں۔ باران نے اسے ہدایت دیتے ساتھ اس کمرے کی جانب اشارہ کیا جس میں وہ جا رہا تھا۔ اوکے سر ٹھیک ہے میں بنا لاؤں گی۔

وہ مسکرا کر کہتی وہاں سے واپس کمرے کی جانب بڑھ گئی اور باران رحمان کے ساتھ جم روم میں بڑھ گیا۔

################################

وہ واشروم سے نہا کر نکلا ہی تھا کہ اس کے موبائل کی رنگ ٹون بجی تھی ۔نمبر کوئی ان نون تھا اس نے جیسے ہی فون کان سے لگایا تو دوسری جانب سے سنائی دی گئی آواز سن اس کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے تھے ۔

آئے مشٹر اینڈ شم تیشئے او مودھے مش تیا؟؟(ہائے مسٹر ہینڈ سم کیسے ہو؟؟ مجھے مس کیا؟؟)نورے کی کھلکھلاہٹ اور توتلی آواز پر اسے رحمان بہت یاد آیا تھا۔چار دن ہو گئے تھے اسے رحمان کو دیکھنا تو دور اس سے بات بھی نہیں ہوئی تھی۔

ہائے نورے داپرنسز میں بلکل ٹھیک ہوں اور آپ کو بلکل نہیں بھولا میں۔یہ بتاؤ میری دوست نورے کیسی ہے؟؟داور نے نورے کے سوالوں کا جواب دیتے اس سے طبیعت کا پوچھا۔نورے بلتل تھیت اے اور مودھے آپ شے پوتھنا تھا تہ ہم تب ملیں دے؟؟(نورے بلکل ٹھیک ہے اور مجھے آپ سے پوچھنا تھا کہ ہم کب ملیں گے)نورے کے سوال پر داور مسکرایا تھا۔

ہاہا میری دوست مجھے مس کر رہی ہے تو چلو پھر ہم آج ہی ملتے ہیں شام پانچ بجے ایفلٹا ور پارک میں۔ اکیلے مت آنا کسی کے ساتھ آنا اگر کوئی نہیں آسکتا تو مجھے بتا دینا میں آ کر لے جاؤں گا آپ کو۔ میں ابھی ہیر س میں ہی ہوں تو تم سے مل سکتا ہوں۔

داور نے شیشے کے سامنے کھڑے ہوتے اپنے چہرے کو غور سے دیکھتے کہا تو نورے دوسرے جانب خوشی سے اچھلی تھی۔ یاہو واوتے نورے اپنی مماشاٹھ آئے دی۔ (یاہو وواو کے نورے اپنی مما ساتھ آئے گی)۔

وہ خوشی سے بولی تو داور بھی اس کی خوشی ہر خوش ہوا تھا۔ اوکے پھر ابھی آپ کے مسٹر ہینڈ سم تیار ہو جائیں ہم شام کو ملیں گے اوکے بائے

داور کے بائے کہنے پر نورے نے بھی بائے کہا تو داور نے کال کٹ کی تھی۔

####################################

اللہ جی کیا ہی ہوتا اگر وہ باران خان ایک اچھا انسان ہوتا۔ اتنا خوبصورت ہے مگر شیطان ہے۔ توبہ ہے پتا نہیں کیوں ان جیسوں کے پاس دل نہیں ہوتا۔ وہ جوس بناتی ساتھ ساتھ بڑبڑا رہی تھی۔ ہاز حلے تم بھی کیا کہہ رہی ہو۔

ان کے پاس دل نہیں ہوتا اسی لیے تو ایسے ہوتے ہیں۔ خیر چل اس شیطان کو جوس دے کر آ۔ میرا بس چلے تو زہر ملا دوں اس کے جوس میں۔ وہ پھر سے بڑبڑاتے جوس لیتی کچن سے نکل گئی۔

###################################

سر یہ آپ کا جوس۔ وہ جم روم میں داخل ہوتی بولی جہاں باران پسینے سے بھیگا ٹرڈ میل پر بھاگ رہا تھا اور رحمان ایک کورنر میں کھڑا تھا جہاں اس کے لیے اس کے مطابق جم بنائی گئی تھی اور وہ ان میں سے پڑے پلاسٹک کے دمبلز اٹھا کر اپنے بازو دیکھ رہا تھا جیسے دیکھنا چاہتا ہو کہ ڈولے شولے بنے کہ نہیں۔

رحمان کو دیکھ زحلے کے چہرے پر خود بخود مسکراہٹ بکھری تھی۔ سر آپ کا جوس وہ بنا باران کو دیکھے اس کی ٹریڈ مل کے پاس کھڑی اس کے سامنے ٹرے کرتی بولی جس میں دو جوس کے گلاس تھے۔ایک چھوٹا رحمان کے لیے اور ایک بڑا باران کے لیے۔ شکریہ وہ اپنا گلاس اٹھاتا بولا تو زحلے دوسرا گلاس لیے رحمان کے پاس آئی تھی۔

رحمان یہ لو آپ کا جوس جلدی سے فنش کرو۔ وہ رحمان کے بال بگارتی بولی۔ دیھوزالے میلے پیکش بن دئے نہ؟؟ میں ہینڈ سم لدرا آؤں نہ بابا اول تاتو کی ترح؟؟(دیکھو زحلے میرے پیکس بن گئے نہ؟؟ میں ہینڈ سم لگ رہا ہوں نہ بابا اور چاچو کی طرح؟؟) رحمان نے آنکھوں میں خوشی اور امید لیے زحلے سے پوچھا تو وہ کھلکھلا کر ہسی تھی اور اس کی کھلکھلاہٹ کسی کے دل کے تار چھیر گئی تھی۔

باران کے قدم بے ساختہ ہی ان دونوں کی جانب اٹھے تھے۔ میرا رحمان ویسے ہی بہت ہینڈ سم ہے اسے اور محنت کرنے کی کیا ضرورت ہے؟؟ زحلے نے اس کے گال چوم کر کہا تو وہ شرمانے لگا۔ باران ان کے پیچھے کھڑا بڑی دلچسپی سے سارا منظر دیکھ رہا تھا۔

اچھا چلو شرمانا بند کرو اور چلو جوس فنش کرو پھر زحلے آپ کے لیے ناشتہ بنانے جائے گی تاکہ ناشتہ کر کے جلدی جلدی بڑے ہو جاؤ۔ وہ مسکراتے ہوئے رحمان کے آگے جوس کا گلاس کرتی بولی تو رحمان نے پرجوشی سے گلاس اٹھالیا۔

زحلے! باران نے ناجانے کس احساس کے تحت اس کا نام لیا تھا جبکہ اس کے منہ سے پنا نام سن کر زحلے کی بیک بون میں سنسناہٹ ہوئی تھی۔ج۔۔جی سر؟؟زحلے جلدی سے کھڑی ہوتی بولی۔ہاں کیا؟؟کچھ نہیں یہ لو گلاس بس یہی پکرانا تھا۔

باران جب ہوش میں آیا تو اس کو گلاس پکراتا بولا اور کندھے پر رکھے ٹاول سے پسینہ پونچھتا جم روم سے نکل گیا۔اور زحلے اس کے بیہیوپرنا سمجھی سے کندھے اچکاتی پھر سے رحمان کی جانب متوجہ ہو گئی جو اپنا جوس کا گلاس فنش کرنے کے قریب تھا۔

##

داریہ ویسے ایک بات تو بتاؤ ہم لوگ باقی روسی کپلز کی طرح میرج ڈریس میں پورا شہر گھومنے کیوں نہیں گئے اور وہ کیا نام ہے اس مجسمے کا ہاں یاد آیا پیٹر دا گریٹ کا مجسمہ اس کے نیچے سکے کب پھینکیں گے ؟؟ تاکہ ہم بھی ایک ہیپی کپل کی طرح رہیں ؟؟

ذزان پھر سے داریہ کا ضبط آزمانے پہنچ چکا تھا جبکہ اب داریہ کو پتا چل گیا تھا کہ ذزان ایک نہایت ڈھیر انسان ہے اس لیے غصہ کرنے کی بجائے اسے مسکرا کر دیکھنے لگی۔ واہ جی پورے شہر کا چکر لگانا ہے اور مجسمے کے نیچے سکے پھینکنے ہیں میرے کنٹریکٹ والے شوہر کو؟؟

داریہ نے آنکھیں مٹکاتے پیار سے پوچھا تو ذزان نے خوشی اور پر جوشی سے کھڑے ہوتے سر ہاں میں ہلایا۔ بیٹھ جاؤ یہاں چپ کر کے سکے

پھینکنے ہیں تمہیں اس سے پہلے میں تمہیں لے جا کر دریا میں نہ پھینک آؤں نہیں بلکے ایسے میں کنفیوژ ہو جاؤں گی کہ کس دریا میں پھینکوں۔

ایک تو روس میں سب سے زیادہ دریا پائے جاتے ہیں چھتیس دریاوں میں سے ایک کو چوز کرنا مشکل ہو گا۔ نہیں نہیں اس سے اچھا میں تمہیں لے جا کر بیکل جھیل میں پھینک آؤں گی۔

کہتے ہیں وہ سب سے قدیم اور گہری جھیل ہے تو تم باہر بھی نہیں نکل سکو گے اور جانتے ہو وہاں پر ایسے ایسے آبی جانور پائے جاتے ہیں جو دنیا کی کسی جھیل دریا یا سمندر میں نہیں پائے جاتے تو بس تمہاری باڈی بھی نہیں آئے گی اوپر جب تم مر جاؤ گے کیونکہ تمہیں تو آبی جانور ہی کھا جائیں گے۔ کیسا لگا میرا آئیڈیا؟؟

داریہ نے ایسے کہا جیسے وہ کسی کو مارنے نہیں بلکے کسی کی شادی میں تحفے لیجانے کا فیصلہ کر رہی ہو۔خدا کو مانو لڑکی کیوں ہوا تنی خطرناک بندہ مزاق بھی نہیں کر سکتا تم سے تو۔وہ ڈر کر واپس صوفے پر بیٹھتا بولا جبکہ داریہ واپس اپنا موبائل یوز کرنے لگی۔

اپنے مزاق اپنے پاس رکھا کرو ورنہ میں واقع تمہارے ساتھ ایسا کروں گی۔اور تمہارے مدد کے لیے پکارنے پر بھی تمہیں بچانے کوئی نہیں آئے گا کیونکہ یہاں کے لوگوں کو انگریزی اور اردو نہیں آتی اور تمہیں روسی زبان نہیں آتی۔لہذہ کوشش کرنا کہ میرا دماغ خراب نہ کرنا ورنہ میں کسی کا قتل کرنے سے پہلے سوچتی نہیں۔

وہ اسے وارن کرتی وہاں سے چلی گئی جبکہ ذزان نے منہ کے زاویے بگارتے اس کی نقل اتارتے سائیڈ پر منہ کیا کہ وہاں بیٹھے جانو کو دیکھ ایک کا کلیجہ منہ کو آیا تھا کیونکہ جانو اس کو گھور گھور دیکھ رہا تھا۔ وہ دل پر ہاتھ رکھتا وہاں سے بھاگ گیا تھا کیونکہ جانو کے ارادے ٹھیک نہیں لگ رہے تھے۔

##############################

مارکو یہ کارٹون اندر لے جاؤ اٹھا کر اس میں دس کلو ڈر گز ہیں اور ان ڈر گز کو اندر ہال کمرے میں لے جا کر باقی لوگوں کے ساتھ کھیلونوں میں بھرو۔ غزین جو حلیہ بدل کر باران کے گودام میں مارکو بن کر رہ رہا

تھا اسے وہاں کے نگران نے ایک کارٹون کی جانب اشارہ کرتے کہا جس پر وہ سر ہلاتا وہ کارٹون اٹھاتا اندر بڑھ گیا۔

اس نے یہاں آکر بہت انفورمیشن لے لی تھی کہ کب یہاں مال آتا ہے اور کب نکلتا ہے۔اور یہ انفورمیشن اس کے لیے بہت اہم تھی کیونکہ اب وہ اپنی ٹیم۔کو یہ انفورمیشن دے کر سمگلنگ کو روک سکتا تھا۔

وہ جان گیا تھا کہ دو دن بعد سمندری رستے سے سمگلنگ ہونے والی تھی اور وہ ٹائمنگ وغیرہ سب کچھ جان گیا تھا اور اپنی ٹیم کو انفورمیشن پہنچا چکا تھا۔وہ اپنے کام پر لگ گیا تھا یعنی باران کی بربادی شروع تھی کیونکہ غزین کوئی کیس ادھورا نہیں چھوڑتا تھا۔

##################################

میم راجر نے دو آدمیوں کو پیلس کے پاس سے پکڑا ہے۔بہت مار نے کے بعد وہ مانے ہیں کہ دوسری پارٹی نے ہی انہیں آپ پر نظر رکھنے کے لیے بھیجا ہے۔اب آپ بتادیں ان دونوں کا کیا کرنا ہے ؟؟ جینی اس کے کمرے میں کھڑی اسے انفرمیشن دے رہی تھی۔ کرنا کیا ہے مار کر انہیں ان کو بھیجنے والوں کے پاس پہنچادو۔

اور ہاں ساتھ ایک چٹ پر لکھ کر ضرور بھیجنا کہ داریہ سے اس کا کنگڈم چھیننا اتنا آسان نہیں۔ہمت ہے تو خود لڑے معمولی کیڑوں کو نہ لائے جنگ کے درمیان۔داریہ شیشے کے سامنے بیٹھی اپنے بال بناتی بولی۔

میم آپ کو نہیں لگتا آپ اس معاملے کو بہت ایزی لے رہی ہیں آپ کو ایسا نہیں کرنا چاہیے بلکہ آپ کو ان کو اچھے سے مزہ چکھانا چاہیے۔

جینی نے فکر مندی سے کہا تو داریہ ہس پڑی۔ جینی تم اپنی اور راجر کی شادی کی تیاری کرو یہ سب میں دیکھ لوں گی۔ داریہ برش ڈریسنگ ٹیبل پر رکھتی کھڑی ہوئی اور جینی کو کندھوں سے تھامتی بولی تو جینی او کے میم کہتی وہاں سے چلی گئی۔

###########################

وہ کچن میں کھڑی جلدی جلدی ہاتھ چلاتی اٹیلین پاستا بنا رہی تھی کیونکہ آج باران جلدی گھر آگیا تھا اور اس کے ساتھ تین آدمی بھی تھے جن

کے لیے وہ پاستا بنا رہی تھی۔ وہ سب ایک کمرے میں بیٹھے تھے ناجانے کیا باتیں کر رہے تھے یہ سوچ زحلے کو بے چینی ہو رہی تھی۔

کیونکہ اسے لگ رہا تھا وہ باران کے سمگلنگ پاٹنر تھے۔ رحمان آپ ادھر بیٹھو زحلے ابھی واپس آتی ہے اور پھر آپ کو اپنے ہاتھوں سے مزے مزے کا پاستا کھلائے گی۔ وہ رحمان کو مسکرا کر کہتی کمرے سے نکل گئی جبکہ کچن سلف پر بیٹھا رحمان اس کی بات پر سر ہلاتا واپس موبائل پر کارٹون دیکھنے لگا۔

وہ سر پر اچھے سے ڈوپٹہ لیے ہاتھ میں پاستا کی ٹرے پکڑے اس کمرے میں داخل ہوئی تو دھوئیں کی سمل نے اسے کھانسنے پر مجبور کر دیا تھا۔ اس کے کھانسنے پر وہاں موجود باران اور باقی تین لوگ اس کی جانب

متوجہ ہوئے تھے۔ جہاں باقی تینوں کی آنکھیں اس کی خوبصورتی دیکھ کھلی کی کھلی رہ گئی تھیں وہیں باران نے غصے اور ضبط سے مٹھیاں بھیچی تھیں۔

وہ بمشکل سانس لیتی ان کے پاس پہنچی جو کمرے میں موجود اکلوتی ٹیبل پر بیٹھے تاش کھل رہی تھے جبکہ ہر ایک کے سامنے ایک ایک گلاس اور وائن کی بوتل پڑی تھی اور سب لوگ ہی سیگریٹ بھی پی رہے تھے۔

سر یہ آپ کے لیے سپیشل پاستا۔ وہ مسکرا ان سب سے کہتی ٹیبل پر پاستا رکھنے لگی جبکہ ان ادمیوں کی حوس بھری نگاہیں اس پر ہی تھیں۔۔ جاؤ یہاں سے۔

اچانک باران کی سرد آواز پر وہ حیران ہوتی اسے دیکھنے لگی جو لال آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ بس سر یہ سرو کر کے جاتی ہوں۔ وہ مسکرا کر بولی تو باران غصے سے تاش کے پتے پھینک ٹیبل پر ہاتھ مارتا کھڑا ہوا۔ سنائی نہیں دیا تمہیں میں نے کیا کہا؟ جاؤ یہاں سے ابھی کے ابھی۔ وہ چیخ کر بولا تو سب لوگ ہی حیران ہوئے تھے جبکہ زحلے اس کے غصے سے خوفزدہ ہوتی بھاگتے ہوئے کمرے سے نکل گئی۔

اپنا اپنا پاستا خود ڈال لو اور تاش کی بازی دوبارہ شروع کرتے ہیں۔ وہ دوبارہ نارمل ہوتے واپس بیٹھ کر بولا تو سب نے اپنی تاش کے پتے اس کے حوالے کیے تھے۔ وہ ابھی تاش کو اوپر نیچے کر رہا تھا کہ اس کے ایک پاٹنر جس کی آنکھوں سے زحلے کا چہرہ جا ہی نہیں رہا تھا اس نے باران کو مخاطب کیا۔

سنو باران یہ تمہاری کام والی تو بڑی حسین ہے کہاں سے لائے ہو تم ایسی حسینہ کو وہ بھی کام کرنے کے لیے ؟؟ مجھے بیچو گے ؟؟ دل آ گیا ہے میرا اس پر منہ مانگی قیمت دوں گا بس اس حسینہ کا حسن میرا ہو جا۔۔۔۔۔۔ وہ آدمی ابھی اپنی حوس بھری آنکھوں کو بند کیسے زحلے کو یاد کرتا بول رہا تھا کہ باران جس سے اس کے منہ سے زحلے کا زکر برداشت نہ ہوا تھا اس نے تاش کا ایک پتہ سپیڈ سے اس کی جانب پھینکا تھا جو سیدھا اس آدمی کی شاہ رگ کو چیرتا گزرا تھا اور اس کی بات بیچ میں ہی اچک کر اسے موت کے منہ میں ڈال گیا تھا۔

باران کے اس عمل پر باقی کے دو آدمی آنکھیں پھاڑے پریشانی سے کھڑے ہوئے تھے۔ وہ شاید بھول گیا تھا کہ باران کے سامنے عورت کو

بیچنے کی بات کرنا اپنی موت کو بلاوا دینا ہے۔امید ہے تم لوگ یہ غلطی نہیں کرو گے۔ باران تاش کے پتے واپس رکھتا ان کی آنکھوں میں دیکھتا بولا تو وہ ڈر کر فوراً ہاں میں سر ہلانے لگے۔

دفع ہو جاؤ تم لوگ بھی یہاں سے اور ہاں سمگلنگ تہہ کردہ وقت پر ہو گی اور اس کی ڈیڈ بوڈی بھی لیتے جاؤ مجھے کچرا پسند نہیں میرے گھر میں۔ وہ کرسی سے کھڑا ہوتا اپنے کورٹ کی پاکٹ میں ہاتھ ڈالتا سرد مہری سے بولا تو وہ دونوں جلدی سے سر ہلاتے اس آدمی کی باڈی کو اٹھا کر وہاں سے نکل گئے تھے۔

زحلے جو کچن میں رحمان کو پاستا کھلا رہی تھی اور باران کے رویے کو سوچ رہی تھی ان امیوں کو جاتے دیکھ نہیں پائی تھی۔

####################

کس نے کہا تھا تم سے اندرانے کے لیے کیا باقی ملازم مر گئے ہیں جو تم خود اندر کھانا لے کر ائی؟؟؟ عقل نام کی چیز ہے تمہارے اندر یا نہیں؟؟ زحلے جیسے ہی رحمان کو سلا کر لاؤنج میں واپس ائی تو باران جو کب سے پنا غصہ کنٹرول کر رہا تھا اس کی باز وزور سے پکڑتا اس پر بھڑکا تھا جبکہ زحلے اس کے غصے سے خوفزدہ ہو گئی تھی۔

م۔۔۔میں نے کیا کر دیا ہے سر؟؟ میں تو بس اپنا کام کر رہی تھی۔ ایک میڈ کا کام یہی ہوتا ہے کہ وہ کھانا بنا کر کھانا سر و بھی کرے۔مجھے

نہیں پتہ تھا کہ اپ کو میرا اندر انا برا لگے گا۔ زاحلے اپنا بازو اس سے نرمی سے چھڑاتی تھوڑا پیچھے ہو کر کھڑی ہوتی بولی۔

باران تو اس کی بات پر اسے دیکھتا رہ گیا تھا۔ کیا تمہارا اپنا دماغ کام نہیں کرتا اندر مجھ سمیت چار چار ادمی تھے اور چاروں ہی ڈرنکڈ تھے۔ کچھ بھی کر سکتے تھے تمہارے ساتھ کچھ بھی ہو سکتا تھا کوئی نہیں ہونا تھا تمہیں وہاں بچانے والا۔ کیا تمہاری عقل گھاس چرھنے گئی ہوئی تھی؟؟ کیا میں نے صرف یہ نہیں کہا تھا کہ صرف بنا دو کھانا؟؟

کیا میں نے صرف یہ نہیں کہا تھا تم سے؟؟ بولو! باران کا غصہ کسی طور کم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا اور وہ زحلے پر وہ غصہ دیکھا بھی رہا تھا۔ اس کی انکھوں کے سامنے سے ان ادمیوں کا زحلے کو ہوس بھری

نگاہوں سے دیکھنا ہی نہیں جا رہا تھا۔ سوری سر میری غلطی ہے مجھے نہیں جانا چاہیے تھا۔

سوری اج کے بعد ایسا نہیں کروں گی سر۔ وہ سر جھکاتی شرمندگی سے بولی۔ دوبارہ ایسا ہونا بھی نہیں چاہیے ورنہ نتیجے کی ذمہ دار تم خود ہو گی۔ وہ غصے سے اسے وارن کرتا وہاں سے چلا گیا تھا جبکہ زاحلے حیران تھی کہ کیا واقع اس جیسے درندے کو بھی عورت کی عزت کا اتنا خیال ہے؟؟

##@##########################@##

#

اس نے نورے کو پانچ بجے ایفلٹاور ملنے کا کہا تھا لیکن خود ساڑھے چار ہی وہ ایفلٹاور پہنچ چکا تھا۔اس نے کبھی کسی کا انتظار نہیں کیا تھا مگر وہ چھوٹی بچی اسے اتنی کیوٹ اور پیاری لگنے لگی تھی کہ وہ اس کا انتظار بڑی خوشی سے کر رہا تھا۔

پانچ بجنے میں ابھی دس منٹ باقی تھے کہ اسے دور سے نورے اتی نظر ائی جو اسے دیکھ کر خوشی سے ہاتھ ہلاتی بھاگتے ہوئے اس کی جانب ارہی تھی۔نورے کو دیکھ کر داور کے چہرے پر خود بخود مسکراہٹ بکھری تھی اور وہ خود بھی کھڑا ہوتا نورے کی جانب چل پڑا۔

نورے کے قریب پہنچ کر وہ اسے گود میں اٹھا کر ہوا میں اچھالتا اسے کیچ کر چکا تھا جب کہ اس کے اس طرح ہوا میں اچھالنے پر نورے کی کھلکھلاہٹیں عروج پر تھیں۔

داور کو ایسے لگ رہا تھا جیسے وہ رحمان کی کھلکھلاہٹیں سن رہا ہوں وہ رحمان کو بہت زیادہ مس کر رہا تھا اسی لیے نورے سے ملنے اگیا تھا تا کہ وہ نورے کے ساتھ کچھ وقت گزار کر رحمان کی یاد سے نکل سکے۔نورے اکیلی ائی ہے کیا یہاں ؟؟ مما کہاں ہے اپ کی ؟؟

اپ نے کہا تھا اپ اپنی مما کے ساتھ ائیں گی۔داور نے نورے کو نیچے اتار کر ادھر ادھر اس کی ماں کو دیکھنا چاہا مگر وہاں پر کوئی بھی نہ تھا اس لیے حیرانگی اور پریشانی سے نورے سے پوچھنے لگا۔

نئی نورے اتیلی نئی آئی نورے اپنی آنی شاتھ آئی اے۔ مما شاتھ آنا ٹھا لیتن مماتے پاؤں پڑ توت لد دئج اش لیے بو نئی آئیں۔(نہیں نورے اکیلی نہیں ائی نورے اپنی انی کے ساتھ ائی ہے مما کے ساتھ انا تھا لیکن مما کے پاؤں پر چوٹ لگ گئی اس لیے وہ نہیں آئیں)نورے نے چہرے پر سنجید گی اور دکھ لاتے داور کو بتایا تو داور نے بھی اس کے ساتھ مل کر افسوس کیا تھا۔

اوہو مجھے تو ملنا تھا نورے کی مما سے کیونکہ میں بھی تو دیکھوں کہ اتنی پیاری نورے کی مما کیسی ہیں ؟داور نورے کے گال کھینچتا بولا تو نورے اپنی تعریف پر شرمانے لگی۔اچھا اپ کی آنی کہاں گئی ؟؟داور نے ادھر

ادھر دیکھتے پوچھا۔انی کی دوشت شاتھ ائی اے ٹو بوا اپنی دوشت تے شاتھ تلی دئی ایں۔

(انی کی دوست ساتھ ائی ہے تو وہ اپنی دوست کے ساتھ چلی گئی ہیں) نور نے انکھیں پٹپٹاتے داور کو جواب دیا تو وہ مسکرا کر اسے گود میں اٹھا چکا تھا۔چلو بتاؤ میری نورے دوست کیا کھائے گی؟؟داور نے اس کے گال پر پیار کرتے پوچھا۔

نورے تھانہ تھا ترائی ہے نورے تو توچھ نہیں تھانہ نورے بش ائیس تریم تھائے دی۔(نور کھانا کھا کر ائی ہے نور کو کچھ نہیں کھانا نور بس ائس کریم کھائے گی)نور نے ائس کریم والے کی جانب اشارہ کرتے داور سے کہا تو داور اوکے کہتا آئس کریم والے کی جانب بڑھ گیا۔اچھا

نورے یہ تو بتاؤ تمہارے بابا کی کب ڈیتھ ہوئی؟؟ داور نے اپنے لیے بھی ایک ائس کریم لے لی تھی اور اس وقت وہ نورے کے ساتھ گھاس پر بیٹھا ائس کریم کھانے کے ساتھ اس سے باتیں کر رہا تھا۔

نورے دب بن ایرتی تھی نورے تے باباتا ایستیدینٹ اودیا تھا او بو نولے تو تھودترتلے دئے۔ (نورے جب ون ائیر کی تھی نورے کے بابا کا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا اور وہ نورے کو چھوڑ کر چلے گئے) نورے کے اداسی سے بتانے پر داور کو اس کے لیے برا لگا تھا۔

کوئی بات نہیں نورے اداس نہیں ہوتے پتہ ہے میرا رحمان جب پیدا ہوا تھا تو اس کی موم کی بھی ڈیتھ ہو گئی تھی لیکن دیکھو رحمان کے پاس بابا ہیں جو اسے ماما اور بابا دونوں کا پیار دیتے ہیں ویسے ہی نورے کے

پاس ماما ہیں جو نورے کو بابا اور ماما دونوں کا پیار دیتی ہیں۔ایسا ہی ہے نا؟؟ داور نے نورے کی اداسی کم کرنے کے لیے رحمان کا ذکر بھی چھیڑا تھا جبکہ اس کی بات سن کر نورے کی انکھیں ایک دم چمکی تھیں۔

آپ تی بائف نئی اے؟؟(اپ کی وائف نہیں ہے)نورے نے خوشی سے پوچھا تو داور حیران ہوتا اسے دیکھنے لگا۔ہاں بتایا نا رحمان کے پیدا ہونے پر وہ فوت ہو گئی تھی مگر تم کیوں پوچھ رہی ہو؟؟داور نے ائس کریم ختم کرنے کے بعد اپنے کوٹ کی جیب سے رومال نکالتے ہاتھ صاف کرنے کے ساتھ نور کو جواب دیا تھا۔

جب کہ نورے کے ائس کریم سے بھرے ہونٹوں کے کنارے داور کی بات پر کھلے تھے۔اپ مئی مماشے شادی ترودے؟؟(اپ میری

مماسے شادی کروگے)ممئ ممابت پاری اے بت اٹھی اے شچی موچی ۔(میری مما بہت پیاری ہے سچ بہت اچھی ہے سچی مچی)نور کی بات پر داور نے قہقہ لگایا تھا وہ بالکل رحمان کی طرح اس سے شادی کا بول رہی تھی۔

پر نا جانے کیوں نورے کو وہ رحمان کی طرح ڈانٹ نہیں پار ہا تھا۔یار یہ تو مجھے سوچنا پڑے گا اخر شادی کا سوال ہے سوچ کر بتاؤں گا۔وہ اسی رومال سے نورے کے ائس کریم سے بھرے ہونٹ نرمی سے صاف کرتا ٹالنے کے لیے بہانہ گھڑتے بولا تو نورے خوش ہو گئ تھی جب کہ داور دل ہی دل ابھی ابھی نور کی بات کو سوچتا ہنس رہا تھا۔

##################################

نورے کے ساتھ Eiffel tower , Tuileries garden, Galleries Lafayette گیا تھا۔اس کا ارادہ نورے کو Diesny land لے کر جانے کا بھی تھا مگر کیونکہ وہ Diesny land ویسٹ پیرس میں تھے اور ایسٹ میں تھا ساتھ Diesny land ہی پیرس سٹی کے اندر نہیں بلکے 32 کلومیٹر دور پایا جاتا ہے۔

Eiffel tower, Tuileries garden, Galleries Lafayette ان تین جگہوں پر گھومتے ہوئے ہی انہیں رات کافی ہو گئی تھی اس لیے ان کا Diesny land جانے

کاارادہ کینسل ہو گیا تھا۔ اگر صبح جلدی گھومنے آتے تو شاید جا سکتے تھے لیکن نورے ان تین جگہوں پر ہی گھوم کر بہت خوش تھی۔

داور نے نورے سے اگلی بار Diesny land لے کر جانے کا وعدہ کر لیا تھا جس پر وہ بھی ڈن کر چکی تھی۔ سوزین ان کے ساتھ تھی مگر وہ اپنی دوست کے ساتھ ہی رہی اور نورے اور داور نے مل کر Galleries Lafayette انجوائے کیا۔ داور سپیشلی نورے کو شوپنگ کروانے گیا تھا کیونکہ وہ شاپنگ مال پیرس کا مشہور ترین مال ہے جہاں ہر بڑے سے بڑا برینڈ ملتا ہے۔

اس نے نورے کو بہت سارے ڈریسز اور کھلونے لے کر دیے تھے ساتھ رحمان کے لیے بھی لیے تھے جبکہ Tuileries garden

وہ نورے کے کہنے پر گیا تھا کیونکہ نورے میڈم کو تصویریں بنوانی تھیں وہاں۔

یعنی ان دونوں نے سارا دن بہت انجوائے کیا تھا۔ سوزین تو نورے کے لیے اتنی شوپنگ دیکھ داور کو منع کرتی رہ گئی تھی لیکن داور نے اس کی ایک نہیں سنی تھی اور باقاعدہ انہیں خود گھر ڈراپ کر کے گیا تھا۔ لیکن سوزین ساری شوپنگ دیکھتی نورے کو دیکھ کر افسوس کر رہی تھی کیونکہ اب ہمیرہ سے نورے نہیں بچنے والی تھی۔

####################################

یہ سب کیا ہے نورے ؟؟میں نے صرف تمہیں تمہارے دوست کے ساتھ آوٹنگ پر جانے کی پرمیشن دی تھی تو پھر تم کس کی اجازت سے اس سے اتنی چیزیں لے آئی ہو؟؟کیا میں نے تمہیں نہیں سیکھایا کہ کسی سے بھی کوئی چیز نہیں لینی مما اور سوزین آنٹی کے علاؤہ۔

سیکھایا تھا نہ میں نے ؟؟ہمیرہ غصے سے نورے کو ڈانٹ رہی تھی جبکہ سوزین خاموشی سے سائیڈ پر کھڑی ان دونوں ماں بیٹی کو دیکھ رہی تھی۔ دی منع تیا تھا۔(جی منع کیا تھا)نورے نے سر جھکائے آہستہ آواز میں جواب دیا۔تو پھر تم نے کس کی اجازت سے اس شخص سے اتنی ساری چیزیں لی ہیں ؟؟

ہمیرہ نورے کو اس کے چھوٹے سے بازو سے پکڑتی آنکھیں دیکھاتی پوچھنے لگی۔ ممابو میلے دوشت ایں۔ (مما وہ میرے دوست ہیں) نورے نے معصوم منہ بناتے کہا تو ہمیرہ نے اسے اور تگری گھوری سے نوازہ تھا ۔دوست ہے تو کیا تم اس سے کچھ بھی لو گی ؟؟

میں تمھیں کہہ رہی ہوں نورے یہ پہلی اور آخری بار ہے اگلی بار تمہاری کھال ادھیڑ دوں گی میں اگر تم نے کسی سے ایک تنکہ بھی لیا تو۔ دفع ہو جاؤ اپنے کمرے میں۔ ہمیرہ کے بازو چھوڑ غصے سے کمرے میں جانے کا کہنے پر نورے بھاگتے ہوئے اپنے کمرے میں چلی گئ جبکہ سوزین جو تب سے خاموش کھڑی تھی ہمیرہ کے پاس اکر بیٹھی تھی۔

اس کی عادت تھی جب بھی ہمیرہ نورے کو ڈانٹتی تھی وہ ہمیشہ خاموشی سے ان کے پاس کھڑی رہتی تھی کیونکہ اسے پتا تھا اگر وہ بیچ میں دخل دیتے نورے کو ہمیرہ کی ڈانٹ سے بچائے گی تو نورے کو عادت پڑ جائے گی اور وہ ہمیشہ غلطیاں کرتی کیونکہ اسے سوزین کا سہارا ہوتا۔ بس کر دو یار کیوں اتنا غصہ کر رہی ہو؟؟

اس آدمی نے اپنی خوشی سے اسے ساری شوپنگ کروائی ہے۔ میں نے منع کیا تھا پر اس نے آگے سے یہ کہہ دیا کہ وہ خوشی سے یہ سب کر رہا ہے۔ تو اس میں نورے کا کوئی قصور نہیں ہے۔ میں نے دیکھا ہے اسے اس آدمی کے ساتھ وہ بہت خوش تھی بلکل ایسے جیسے وہ اپنے باپ کے ساتھ ہو۔ اور وہ بھی اسے بہت پیار کر رہا تھا۔

سوزین اس کے پاس بیٹھتی اسے سمجھانے لگی۔وہ باپ جیسا پیار کر رہا تھا سوزی پر وہ باپ نہیں ہے نورے کا۔اور نورے کو اس بات کا احساس ہونا چاہیے۔میں نے اسے اس لیے اجازت دی کہ وہ ضد کر رہی تھی دوست سے ملنا ہے مگر وہ کچھ زیادہ ہی اس شخص سے اٹیچ ہو رہی ہے۔ مجھے یہ منظور نہیں۔

وہ میرا کل سرمایہ ہے۔ہر رشتہ کھو دیا میں نے اب صرف وہ ہی میرے پاس ہے تو میں نہیں چاہتی کہ وہ کسی کے ساتھ زیادہ اٹیچ ہو اور بعد میں تکلیف اٹھائے۔ہمیرہ سرہاتھوں میں گراتی بولی اس کا لہجہ شکست خور تھا ۔ایسا کچھ نہیں ہو گا نورے بہت سمجھدار ہے تم فکر نہ کرو اور یہ بتاؤ پاؤں کی موچ کیسی ہے؟؟

سوزین اسے سمجھاتے ہوئے بولی اور پھر اس کے پاؤں کا معائنہ کرتی پوچھنے لگی۔ سہی ہے پر ابھی درد ہے اس لیے کل کی چھٹی کے لیے کہہ دیا ہے میں نے۔ ہمیرہ مسکرا کر بولی تو سوزین نے سر ہلایا۔ چل پھر میں بھی چھٹی کر لوں گی کل۔ انجوائے کریں گے گھر میں ہی۔ سوزین نے آنکھ مارتے کہا تو ہمیرہ ہس پڑی۔

###########@####################

تا تو مودھے میلی ممامل دئی۔ (چاچو مجھے میری ممامل گئی)۔ رات رحمان باران کے ساتھ لیٹا باتیں کر رہا تھا کہ اچانک بولا تو باران اس کی بات پر حیران ھوا۔ ہیں؟؟ ممامل گئی؟؟ کیسے؟؟ کون ہے وہ جو تمہیں مما کے طور پر پسند آئی ہے؟؟ باران نے حیرانگی سے پوچھا۔

باران کے پوچھنے پر رحمان جو اس کے سینے پر سر رکھے لیٹا تھا اٹھ کر بیٹھ گیا۔ زحلے !زحلے میلی مما بنے دی (زحلے میری مما بنے گی۔) رحمان نے چہک کر بتایا تو باران کو ہارٹ اٹیک ہوتے ہوتے بچا تھا۔ ارے یہ کیا بول رہے ہو ایسا نہیں ہو سکتا کبھی بھی۔ وہ فوراً اٹھ کر بیٹھتا بولا۔ تیوں تیوں نئی او شکتا، ؟؟

(کیوں کیوں نہیں ہو سکتا؟؟) رحمان نے اس کے یوں کہنے پر آنکھیں چھوٹی کیے پوچھا۔ ایسا سوچنا بھی مت رحمان کہ وہ تمہاری ماں بنے گی کیونکہ تمہارا باپ بلکل نہیں مانے گا۔

باران کو سمجھ نہیں آیا کہ وہ کیا بولے۔میلے بابا تھے ایں میں منالوں دا بابا تو (میرے بابا اچھے ہیں میں منالوں گا بابا کو) رحمان نے مسکرا کر اس کی بات کو رد کیا۔ نہیں یار تم بلکل بھی نہیں کرو گے ایسا۔میں نہیں ہونے دوں گا ایسا۔

دیکھ لینا تم۔ باران تو داور سے جیلس ہونے کے گیا تھا اور رحمان سے بچوں کی طرح بحث کرنے لگا۔اووو تو آپ ان تو پشند ترتے او۔ مودھے بتادو میں تچھ نئ تہوں دا۔(اووو تو آپ ان کو پسند کرتے ہو۔ مجھے بتادو میں کچھ نہیں کہوں گا۔) رحمان آنکھوں میں شرارتی چمک لیے بولا تو باران اس چلاک بچے کو دیکھ کر رہ گیا تھا اور پھر مسکرا پڑا۔

ہاں بہت پسند کرتا ہوں اور وہ تمھاری چچی بنے گی ماں بنانے کا سوچنا بھی مت۔ کوئی اور ماں ڈھونڈ لو اپنے لیے۔ باران نے انگلی سے وارن کرتا بولا تو رحمان اس کے گلے لگا تھا۔ آو تے تا تو مو دھے تاتی اچھی لدی۔(او کے چاچو مجھے چاچی اچھی لگی) رحمان اس کے گال پر لب رکھتا بولا تو باران نے اس کے سر پر ہونٹ رکھے تھے۔

اسے مت بتانا ابھی۔ باران نے اسے زحلے سے چھپانے کو کہا تو رحمان نے تھمز آپ کا اشارہ کرتے او کے کیا تھا۔

###################################

رحمان بابا کی جان دیکھو بابا گئے۔وہ باران کے مینشن میں داخل ہوتا سامنے لاؤنج میں کھلونوں سے کھیلتے رحمان کو دیکھتا بلند آواز بولا تو رحمان نے کھیلونوں سے دیہان ہٹائے دروازے کی جانب دیکھا جہاں داور وائٹ شرٹ بلیک پینٹ پر بلیک لونگ کورٹ پہنے باہیں پھیلائے کھڑا تھا۔

اتنے دنوں سے وہ بھی باپ سے اداس ہوا تھا۔اس لیے اپنے کھیلونے چھوڑ کر بھاگتے ہوئے باپ کے پاس پہنچا تھا اور داور نے اسے اٹھا کر گلے لگایا تھا۔وہ زور سے اسے سینے میں بھیجنے اتنے دنوں کی ترپ کو کم کرنے لگا۔میرا چاند سا بیٹا، بابا کی جان بابا کا شہزادہ۔

وہ اس کے چہرے کے ایک ایک نقش کو چومتا بولا جبکہ رحمان نے بھی اس کے ماتھے اور گالوں کو چوما تھا۔ بابا کو مس کیا؟؟ داور نے اس کو یونہی گود میں اٹھائے پیار سے پوچھا تو وہ لاڈ سے اس کی گردن میں اپنا چہرہ چھپاتا اسے اپنی اداسی بیان کر گیا تھا۔

اوہ بابا کی جان بابا نے بھی بہت مس کیا اپنے چھوٹے طوطے کو۔ سوری میرا بچہ بابا بہت گندے ہیں بابا نے ڈانٹا اپنے جگر کو۔ وہ اس کا سر تھپتھپاتے بولا لیکن رحمان اس کی بات کا بنا جواب دیے خاموشی سے آنکھیں بند کیے اس کی گردن میں منہ چھپائے ہوئے تھا۔

تم کب آئے ؟؟ باران جو اپنے کمرے سے تیار ہو کر نکلا تھا داور کو دیکھتا بولا۔ ابھی آیا ہوں۔ وہ مسکرا کر بولا جبکہ باران اس کے قریب آتا اسے رحمان سمیت گلے لگا گیا تھا۔ آو بیٹھو کھانا کھاؤ گے یا بعد میں۔

باران اس کو اندر لاتے بولا۔ بس فریش جوس کا گلاس لوں گا۔ داور نے صوفے بیٹھتے باران سے کہا اور پھر رحمان کو بھی سائیڈ پر بیٹھایا تھا۔ زحلے ایک گلاس فریش جوس بنالاؤ۔ وہ کچن کی جانب دیکھتا بولا لیکن تبھی زحلے سیڑھیاں اترتی نظر آئی۔

سوری سر میں اوپر چھت پر اپنے کپڑے ڈالنے گئی تھی۔ وہ جلدی سے اس کے سامنے آتی بولی۔ کیا یہ نئی ملازم۔۔۔۔۔۔۔۔داور نے زحلے کی اواز پر باران سے پوچھتے جیسے ہی زحلے کو دیکھا اس کے الفاظ منہ میں

ہی دم توڑ گئے تھے۔ بب۔۔۔اران ی۔۔ یہ تو ا۔۔۔۔۔ ہاں زحلے تم کچن میں جاؤ اور ایک کپ فریش جوس لے او۔

داور ابھی بول رہا تھا کہ باران نے اس کی بات بیچ میں کاٹتے زحلے سے کہا تو وہ سر ہلاتی کچن میں چلی گئی اور ساتھ ہی رحمان بھی اس کے پیچھے گیا تھا۔ یہ سب کیا ہے باران؟؟ ایسا کیسے ممکن ہو سکتا ہے؟؟ داور باران کی جانب دیکھتا حیرت اور پریشانی سے بولا تو باران ہلکہ سا مسکرایا تھا۔

مجھے بھی یقین نہیں آیا تھا بھائی لگتا ہے جیسے وہ مجھے واپس مل گئی اسی شکل میں اسی انداز میں اسی آوز میں۔ وہ مسکراتا ہوا بولا تو داور نے سر کے بالوں میں ہاتھ پھیرا تھا۔ کیا پتا یہ ایک ٹریک ہو؟؟ کیا پتا وہ لڑکی کوئی جاسوس ہو ہمیں پاگل بنانے آئی ہو؟؟ داور نے اپنی سوچ کے

گھوڑے دوڑاتے کہا۔ کیا کہہ رہے ہو بھائی وہ معصوم ہے اور ایک معمولی سی لڑکی ہے۔

شک مت کرو اس پر۔ وہ بس ہمارے پاس آئی ہے میرے پاس آئی ہے۔ وہ اس کی بات جھٹلاتا بولا۔ داریہ کو بتایا؟؟ داور نے پوچھا۔ نہیں کسی کو بھی نہیں بتایا نہ تمہیں نہ اسے۔ وہ جب آئے گی اسے خود پتا چل جائے گا۔ بلکے ہم کل چلتے ہیں اس کے پاس اور اسے لے کر آتے ہیں۔ باران نے آگے کا پلان بناتے کہا تو داور نے سر ہلایا۔

ویسے ایک بات بتاؤ تم تو دور بھاگتے تھے عورت زات سے کہتے تھے محبت نہیں ہو گی لیکن تم جیسے ابھی اسے دیکھ رہے تھے اور اس سے بات کر رہے تھے اس سے صاف لگتا ہے کہ تم اسے بہت پسند کرتے ہو۔

داور نے آنکھیں چھوٹی کیے پوچھا تو باران نے بنا ہچکچائے ہاں میں سر ہلا یا۔

ہاں بھائی میں اسے بہت نہیں بلکہ بہت زیادہ پسند کرتا ہوں وہ پہلی نظر میں میرا عشق بن گئی وجہ یہ نہیں کہ وہ اس کی ہم شکل ہے وجہ یہ کہ وہ سیدھا دل کو چھو گئی۔اس کا ہسنا اس کا بولنا میرے دل کو دھڑکا جاتا ہے ۔ہاں سچ میں اس کی ہر ادا کا میں اثیر ہو رہا ہوں۔سچ کہوں وہ مجھے بولتے ہوئے بہت پیاری لگتی ہے بھائی۔

دل کرتا ہے وہ بس بولتی رہے اور میں اس کے خوبصورت چہرے کو دیکھتا ہمیشہ اسے سنتا رہوں۔وہ اپنے ہی خیالوں میں گم داور کو اپنے

احساسات بتا رہا تھا جبکہ ناجانے کیوں داور کا دل اس کے احساسات پر گھبرا گیا تھا۔اسے کچھ برا ہونے کا احساس ہو رہا تھا۔

###################

سر آپ کو میرے ساتھ چلنا ہو گا۔دار یہ میم نے بلایا ہے آپ کو؟؟ ذزان کمرے میں بیٹھا ایل سی ڈی پر ہولی وڈ مووی ایکس مین دیکھ رہا تھا کہ تبھی راجر دروازہ نوک کرتا کمرے داخل ہوتا بولا۔ہیں؟؟وہ مجھے بلا رہی ہے؟؟

پر کہاں؟؟صبح سے نکلی ہوئی ہے پتا نہیں کہاں گئی ہے اور اب مجھے بھی بلا رہی ہے۔کیا وہ میرے لیے کوئی سرپرائز تیار کر کے بیٹھی ہے؟؟

پہلے حیرانگی سے پوچھتے آخر میں وہ انکھوں میں شرارت لیے پوچھنے لگا۔ آپ میرے ساتھ چلیں آپ کو پتا لگ جائے گا۔راجر نے سنجیدگی سے کہا تو ذزان برے برے منہ بناتا ریموٹ سے ایل ای ڈی آف کرتا راجر کے ساتھ چل پڑا۔

##############################

وہ سوچ رہا تھا کہ داریہ اسے کسی ریسٹورنٹ یاں پارک میں ملنے بلا رہی ہو گی پر جب گاڑی اپنے گھر کے سامنے رکی تو اسے حیرت ہوئی تھی۔یہ تو میرا گھر ہے داریہ یہاں کیا کر رہی ہے؟؟اس نے گاڑی سے نکل کر حیران ہوتے راجر سے پوچھا۔اندر چلیں سر۔

وہ اسے اندر لے کر جاتا بولا تو ذزان حیرانگی اور نا سمجھی سے اندر بڑھا۔ اس نے ابھی گھر کے اندر قدم رکھا ہی تھا کہ سامنے اپنے چچا کو زخمی حالت میں زمین پر گرا دیکھ اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئی تھیں جبکہ چچا کے پاس ہی چچی بھی بیٹھیں کبھی زخمی شوہر کو دیکھتی۔

تو کبھی داریہ کے سامنے ہاتھ جوڑتے زندگی کی بھیک مانگتی۔اوڈیئر ہنی دیکھو تمہاری وائفی نے اپنا کہا پورا کیا۔یہ رہا وہ شخص جو تمہیں مارنا چاہتا تھا لیکن داریہ کے ہوتے وہ تمہارا بال بھی نہیں اکھاڑ سکتا۔داریہ جس کے ہاتھ اور کپڑے بھی خون سے بھرے ہوئے تھے ذزان کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے اس کے قریب جاتے اس کی گردن کے گرد بازو حائیل کرتی پیار سے بولنے لگی ایسے جیسے وہ اور ذزان ایک ہیپی کپل ہیں۔

وہ ایسا اس لیے کر رہی تھی کیونکہ راجر اور جینی بھی یہاں تھے اور وہ جانتی تھی وہ داور اور باران کے جاسوس تھے مگر اس کے اس طرح سے ایکٹ کرنے پر ذزان کے دل کی دھڑکن فل تیز رفتار پر ہوئی تھی۔

چلو ہنی اب تم اگر اپنے چچا سے کوئی بات کرنا چاہتے ہو تو کرلو کیونکہ پھر بیچارے نے مر بھی تو جانا ہے اور ہاں یاد آیا تمہیں بتادوں تمہارے موم ڈیڈ کو بھی اسی نے مروایا تھا یہ انفورمیشن جینی نے کلیکٹ کی ہے اور تمہارا اچچا مان بھی چکا ہے اپنا جرم۔ داریہ اس سے دور ہو کر کھڑی ہوتی اس کے چچا کو دیکھتی بولی مگر اس کے الفاظ پر ذزان کے سر پر جیسے پورے گھر کی چھت گری تھی۔ ک۔۔ کیا یہ س۔۔ س۔۔ سچ ہے؟؟

اس نے بے یقینی بھری نظروں سے اسے دیکھتے پوچھا جس پر داریہ نے سنجیدگی سے سر ہلایا تھا۔داریہ کے سر ہلانے پر ذزان نے آنکھیں زور سے میچ لی تھیں اور پھر تکلیف سے لال ہوئی آنکھیں کھولتا وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا اپنے چچا کی جانب بڑھا تھا جن کے چہرے بازوں اور جسم پر جگہ جگہ بلیڈ سے کٹ لگا کر انہیں تکلیف پہنچائی گئی تھی۔اور وہ نیم بے ہوشی میں زمین پر پڑے تھے۔ایسا کیوں کیا آپ نے چاچو؟؟

اتنی ہوس تھی آپ کو دولت کی کہ آپ نے اپنے ہی سگے بھائی اور بھابھی کو مار دیا۔آپ کا ضمیر نہیں جاگا آپ کا دل نہیں تڑپا تھا جب آپ نے اپنے ہی بھائی کو مارنے سوچا تھا؟؟؟شرم نہیں آئی آپ کو؟؟جواب دیں مجھے آپ کو شرم نہ آئی اپنے خون کو قتل کرتے؟؟

وہ گھٹنوں کے بل بیٹھتا پہلے آہستہ آواز میں سوال کرنے لگا مگر آخر میں وہ غم اور غصے سے پاگل ہوتا ان کو گریبان سے پکڑ کر جھنجھوڑتے پوچھنے لگا۔ بیٹا معاف کر دو ہمیں پلیز اپنی بیوی سے کہو بخش دے تمہارے چاچو کو۔ اس کی چچی اس کے سامنے ہاتھ جوڑتی بولیں جبکہ ذزان ایک نظر ان کو دیکھ اپنے چچا کے گریبان کو ایک جھٹکے سے چھوڑتا کھڑا ہوا تھا۔

اس کی تکلیف سے ہوئی لال آنکھیں کانپتے ہاتھوں اور ہونٹوں کو دیکھ داریہ کو اس کے لیے برا لگا تھا۔ اپنا وعدہ پورا کرو داریہ۔ وہ نظریں زمین پر نظریں جمائے مضبوط لہجے میں داریہ سے بولا۔ او کے جیسے تم کہو۔ داریہ ذزان کی بات پر کہتے جینی سے گن لے کر اس کا رخ ذزان کے چچا کی جانب کر چکی تھی۔

نہیں نہیں پلیز نہیں چھوڑ دو میرے شوہر کو پلیز معاف کر دو ایسا نہیں کرو پلیز۔اپنی شوہر پر گن تنی دیکھ ذزان کی چچی زور زور سے روتے دار یہ اور ذزان کی منتیں کرنے لگیں مگر دار یہ پر کب کسی کے انسوں نے کام کیا تھا جواب کرتے۔

اچانک پورے گھر میں فائیر کی آواز گونجی تھی اور ذزان کے چچا کے سر کے بیچوں بیچ گولی گزری تھی جبکہ خون کے کچھ چھینٹے چچی پر بھی پڑے تھے اور اپنے شوہر کے مرنے پر ان کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں

۔

نہیں ں ں ں ں س ای۔۔ایسا نئ ہ۔۔۔ہو س۔۔ سکتا نہیں ایسے چ۔۔چھوڑ کرن۔۔نہ۔۔ نہیں جا سکتے آپ مجھے۔وہ سکتے سے نکلتیں

روتے چیختے ہوئے اپنے شوہر کی لاش سے لپٹ کر رونے لگیں۔اس کا کیا کرنا ہے؟؟ داریہ نے چچی کی جانب گن سے اشارہ کرتے ذزان سے پوچھا۔دفع کرو چلو چلیں گھر۔وہ انکھ سے گرتے آنسوں کو صاف کرتا بولا اور اپنے قدم باہر کی جانب بڑھا دیے۔

ابھی وہ دروازے کے پاس پہنچا ہی تھا کہ پیچھے سے ایک اور فائیر کی آواز آئی تھی۔اس نے حیران ہوتے پیچھے مڑ کر دیکھا تو داریہ کی گن سے دھواں نکل رہا تھا جبکہ گن کا رخ چچی کی جانب تھا اور چچا کے ساتھ چچی کا بھی بے جان وجود پڑا تھا۔

سوری ڈیئر مگر داریہ کوئی ثبوت نہیں چھوڑتی۔وہ ذزان کو مسکرا کر دیکھتی بولی اور گن جینی کی جانب پھینک چکی تھی۔سارا گند صاف

کر کے آنا دونوں۔ وہ جینی اور راجر کو دیکھ کر بولی اور ذزان کے ساتھ وہاں سے نکل گئی تھی جبکہ پیچھے جینی اور راجر اپنے کام پر لگ گئے تھے۔

####################################

! ٹن ٹنا سرپرائز

غزین جو آج گھر پر تھا کیونکہ آج اسے گودام سے چھٹی تھی وجہ رات کی سمگلنگ تھی۔ وہ ابھی سو کر اٹھا تھا اور اپنے لیے کافی بنا کر کپ میں ڈال رہا تھا کہ اچانک سے زحلے کے آنے پر واقعی سرپرائز ہوا تھا۔ زحلے تم یہاں کیسے؟؟

وہ کافی کا کپ وہیں رکھتا خوشی سے بولتا اس کے پاس پہنچا تھا۔ہاں میں دیکھ لو کر دیا نہ تمہیں سرپرائز۔ تم یاد کر رہے تھے نہ مجھے تو دیکھ لو میں آگئی مجھے تمہاری یاد کھینچ لائی۔ وہ مسکراتے ہوئے بولی تو غزین ہسا تھا۔ ہاں میری جان میں بہت زیادہ مس کر رہا تھا تمہیں۔

وہ اس کے بال سہلاتا بولا تو زحلے نے اس کے منہ پر ہلکا سا پیار سے مکہ مارا تھا۔بس اب آگئی نہ میں تو خوش ہو جاؤ۔ وہ مسکراتے ہوئے کہتی صوفے کی جانب بڑھی تھی۔ تم آئی تو ہو مگر کیسے ؟؟

کیا باران نے تمہیں کام سے نکال دیا؟؟ غزین نے پریشانی سے پوچھا۔ ارے نہیں یار وہ اور اس کا بھائی اپنی بہن کے پاس جا رہے تھے اس لیے مجھے دو دن کی چھٹی دے کر گیا ہے باران خان۔ زحلے نے کافی کا مگ

ہونٹوں سے لگاتے بتایا جو وہ صوفے کی جانب آتے اوپن کچن سلف سے اٹھا کر لائی تھی۔

اوہ گڑیہ تو اچھی بات ہے مجھے بھی چھٹی ہے تین دن کی۔ وہ اس کے ساتھ بیٹھتا بولا۔ گڑیہ لو باقی تم پی لو میری جوٹھی ہے پر کوئی نہ پیار بڑھتا ہے جوٹھا پینے سے۔ وہ دو گھونٹ بھر کر باقی چھوڑی کافی کا مگ غزین کے سامنے کرتی شرارت سے بولی تو وہ اسے آنکھیں چھوٹی کیے دیکھنے لگا
۔

بہت شرارتی ہو تم لیکن میں بتادوں میں تمہاری جوٹھی چیز چھوڑتا بھی نہیں اسی لیے تو بے تحاشہ پیار کرتا ہوں تم سے۔ وہ اس سے کافی کا مگ پکڑ کر کافی کا سپ لیتا بولا تو زحلے نے جاندار قہقہہ لگایا تھا۔ ابھی آرام کر

لو تھوڑی دیر بعد ہم مشن کے بارے میں ڈسکس کرتے ہیں۔ یہیں سو جانا اپنے فلیٹ جانے کی ضرورت نہیں۔

غزین اسے ہدایت دیتا بولا تو زحلے نے اسے منہ چڑھایا تھا۔ جانے والی بھی نہیں میں اپنے فلیٹ پر کیونکہ اپنے فلیٹ پر مجھے خود کام کرنا پڑے گا اور مجھے دو دن سکون کے گزارنے ہیں اس لیے تم سے اپنی خدمت کرواوں گی۔

وہ آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے بولی تو غزین اسے دیکھتا رہ گیا تھا جبکہ وہ غزین کے حیران ہونے پر اسے آنکھ مارتی وہاں سے اٹھ کر غزین کے کمرے کے سامنے والے کمرے میں گھس گئی اور غزین پیچھے بس مسکرا کر رہ گیا تھا۔

##############################

اداس کیوں ہو اب تو تمہارا بدلہ پورا ہو گیا؟؟ ذزان گھر آ کر بھی خاموش خاموش تھا تو داریہ نے اس کے پاس بیٹھتے پوچھا۔ کچھ نہیں بس یقین نہیں ہو رہا کہ خون کے رشتے بھی اتنے سفاک ہو سکتے ہیں۔ وہ سنجیدگی سے بولا تو داریہ ہس پڑی۔

تمہیں ایک پتے کی بات بتاؤں ذزان شاہ اس دنیا میں سب سے زیادہ سفاک خون کے رشتے ہی ہوتے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں نہ خون کے رشتے سگے ہوتے ہیں تکلیف میں نہیں دیکھ سکتے تو یہ غلط بات ہے ہر رشتہ ایسا نہیں ہوتا کچھ ہی ہوتے ہیں جو اپنوں کی تکلیف پر ترپ اٹھتے ہیں ورنہ

زیادہ تو تکلیف پہنچانے کے لیے بے چین ہوتے ہیں۔ہاں یہ سچ ہے کہ خون پانی سے گاڑھا ہوتا ہے مگر پانی داغ نہیں چھوڑتا اور خون ساری زندگی کے لیے داغ چھوڑ جاتا ہے۔

یعنی غیر کی دی تکلیف بھول جاتی ہے مگر اپنے کی ساری عمر یاد رہتی ہے ۔وہ مسکرا کر اسے سمجھاتے ہوئے بول رہی تھی جبکہ ذزان تو اسے دیکھتا رہ گیا تھا۔تم ایسے کیوں کہہ رہی ہو؟؟تمہارے بھائی تو بہت اچھے ہیں۔ ذزان نے اسے دیکھتے کہا تو داریہ ہس پڑی۔

ہاں وہ دنیا کے بیسٹ بھائی ہیں اور میں اس لیے کہہ رہی ہوں کہ ہم نے اپنے اس کام میں بہت سی ایسی مثالیں دیکھی ہیں۔لوگ اپنوں کو ہی مروانے کے لیے ہمارے پاس آتے ہیں۔داریہ کے جواب پر ذزان نے

لمبا سانس کھینچا تھا۔ سہی کہا تم نے خیر میں اب بلکل ٹھیک ہوں اور انشاللہ کل سے اپنے آفس بھی جاؤں گا اور سارا بزنس سنبھالوں گا۔

وہ مسکرا کر بولا تو داریہ نے بھی مسکراتے اس کا حوصلہ بڑھایا تھا۔ پوپو دیھو تون آیا (پھوپھو دیکھو کون آیا) وہ صوفے سے اُٹھ کر اپنے کمرے میں جانے ہی لگی تھی کہ رحمان کی آواز پر خوشی سے دروازے کی جانب پلٹی تھی۔ جہاں وہ داور کی گود سے اترتا بھاگتے ہوئے اس کی جانب آیا تھا۔

اووو میرا گڈا میرا سونا میری جان میں صدقے۔ وہ رحمان کو گود میں اٹھاتی اسے چومتے بولی تو رحمان اس کے پیار کرنے پر کھلکھلایا تھا۔ ہم بھی آئے ہیں داریہ ہمیں بھی پوچھ لو اپنے لاڈلے کے علاوہ۔

داور اپنا کیری بیگ دروازے کے پاس چھوڑتا ہی اس کی جانب بڑھتا بولا۔ ذزان تو حیرانگی سے ان دونوں کو دیکھ رہا تھا جبکہ ان کی پرسنیلٹی دیکھ کر اسے ناجانے کیوں آپنی فکر ہونے لگی تھی۔

آپ سے ناراض ہوں میں آپ نے میرے گڈے کو ڈانٹا تھا۔ وہ منہ بناتی بولی تو داور مسکراتا زبردستی اسے گلے لگا گیا۔ تمہارے گڈے سے معافی مانگ لی ہے اور وہ معاف کر بھی چکا ہے اب تم بھی معاف کردو۔ وہ اس کا ماتھا چومتا بولا تو وہ بھی اپنی ایک بازو اس کے گرد باندھ گئی۔ اچھا اب باران بھائی سے ملنے دیں مجھے۔

وہ داور سے دور ہٹتی دوسرے بازو میں اٹھائے رحمان کو صوفے پر اتارتی باران کی جانب بڑھی تھی اور اس کے گلے لگی تھی۔ کیسی ہے میری بہن ؟؟ وہ اس کے سر پر ہونٹ رکھتا پوچھنے لگا۔ بلکل ٹھیک ہوں اور آپ کیسے ہیں ؟؟

دار یہ نے جواب دیتے سوال پوچھا۔ بلکل ٹھیک ہیں ہم دونوں بھی اور ایک بار تمہارے شوہر کو پرکھ لیں پھر اور زیادہ سہی ہو جائیں گے کیونکہ ہماری فکر ختم ہو جائے گی تمہیں لے کر۔

جواب باران کی جگہ داور نے دیا تھا۔ بھائی آپ کو بتا دیا آپ کے جسوسوں نے ؟؟ دار یہ نے منہ بناتے پوچھا تو داور اور باران نے کندھے

آچکا دیے۔اچھا ٹھیک ہے لے لیجیے گا اس کا امتحان مگر ابھی آرام کر لیں سفر سے تھکے ہوں گے۔وہ انہیں ابھی ٹالنے کے لیے بولی۔

ہم بلکل نہیں تھکے ہوئے فکر نہ کرو۔ہم ابھی لیں گے تمہارے شوہر کا امتحان تاکہ دیکھ سکیں کہ وہ تمہارے لائق ہے یا نہیں۔پہلے تو تعارف کرواؤ اس کا اور بتاؤ تمہیں کہاں ملا یہ ؟؟داور اور باران ذزان کے سامنے والے صوفے پر بیٹھتے اسے خطرناک نظروں سے گھور رہے تھے ساتھ ہی داور نے سوالوں کا سلسلہ جاری کیا تھا۔

ذزان کا تو دل کر رہا تھا وہ یہاں سے غائب ہو جائے۔ باران اور داور کو دیکھ اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے دو موت کے فرشتے اس کے سامنے بیٹھے ہوں۔بھائی ذزان نام ہے اس کا اور بائیک ریس پر ملاقات ہوئی تھی اور

وہاں کچھ گنڈوں نے مجھ پر حملہ کیا تو اس نے مجھے بچانے کے لیے اپنی جان کی پرواہ بھی نہ کی۔

حلانکہ ان گنڈوں کو سبق میں نے ہی سیکھایا مگر اس کا بیچ میں میری خاطر لڑنا مجھے اچھا لگا۔ اسی لیے اس سے نکاح کر لیا۔ داریہ نے مسکرا کر انہیں بتایا اس نے جھوٹ کا سہارا نہیں لیا تھا بس الفاظوں کی ہیرا پھیری کی تھی۔ ذزان تو داریہ کو دیکھتا رہ گیا تھا۔

اچھا تو بائیک ریس پر ملا تمہیں۔ چلو پھر ہم بھی ایک بار ٹیسٹ کریں گے اس کو مگر ابھی جیسے یہ ہم سے ڈر رہا ہے لگتا نہیں یہ کچھ کر پائے گا اس لیے ہم کل صبح کو لیں گے اس کا ٹیسٹ۔ ابھی رات بہت ہو گئی ہے تو ابھی آرام کر لیتے ہیں۔

تب سے داور ہی بول رہا تھا جبکہ باران تو محظ ذزان کو اپنی سفاک آنکھوں سے گھورتا اس کا خون خشک کر رہا تھا۔ جیسے آپ کو سہی لگے بھائی میں تو خود یہی کہہ رہی تھی۔ داریہ نے فوراً ہاں میں ہاں ملائی تھی کیونکہ ابھی وہ بھی ذزان کا ڈر نا دیکھ چکی تھی۔

######################

داریہ تم نے بتایا کیوں نہیں تھا کہ تمہارے بھائی آئیں گے آج۔ کمرے میں آکر ذزان نے داریہ پوچھا جبکہ داریہ جو ڈریسنگ روم سے نائٹ ڈریس پہن کر نکلی تھی اس کی بات پر لمبا سانس کھینچ کر رہ گئی۔

مجھے خود نہیں پتا تھا تمہیں کہاں سے بتا دیتی اور یہ جینی اور راجر کسی دن میرے ہاتھوں مریں گے۔ کوئی بات نہیں رہتی ان کے پیٹ میں۔ وہ جینی اور راجر کو کوستی بولی۔ اچھا سہی مگر یہ تمہارا جانو کہاں ہے آج؟؟ کیا وہ آج تمہارے ساتھ نہیں سونے والا؟؟

بیڈ کو خالی دیکھ ذزان نے داریہ سے پوچھا۔ ہاں آج وہ یہاں نہیں سوئے گا بلکہ جب تک بھائی لوگ یہاں ہیں وہ نہیں سوئے گا میرے ساتھ کیونکہ بھائی لوگوں کو یہ نہیں شو کر سکتی کہ ہم ایک ہی کمرے میں الگ سوتے ہیں اور اب بھی جانو میرے ساتھ کمرے میں سوتا ہے اس لیے آج وہ دوسرے کمرے میں سو رہا ہے۔

دار یہ منہ بگارتے ہوئے اسے بتانے لگی۔ اسے اپنے جانو کی یاد آرہی تھی

۔اوہ سہی تو کیا میں آج تمہارے ساتھ بیڈ پر سوں گا۔ ذزان نے اپنے

دماغ میں آئی بات کو فوراً زبان پر لاتے پرجوشی اور خوشی سے پوچھا۔

چپ چاپ اپنے کمرے میں جاکر سو جاؤ زیادہ خواب دیکھنے کہ ضرورت

نہیں ہے تمہیں۔

جانو کو کمرے سے نکالا کیونکہ بھائی کو شک ہو جاتا مگر بند کمرے میں

سے انہیں پتا نہیں چلے گا کہ تم کہاں سوئے اور کہاں نہیں۔ چلو جاؤ جاکر

اپنے بیڈ پر سو۔ وہ اسے آنکھیں نکال کر بولتی اپنے بیڈ پر رضائی لیتے لیٹ

گئی تھی۔ اچھا ٹھیک ہے۔

وہ برا سا منہ بناتا کمرے کی جانب بڑھ گیا۔ ابھی داریہ کو آنکھ لگائے پانچ منٹ ہی ہوئے تھے کہ اسے ایسا لگا جیسے کوئی اس کی رضائی کو ہلا کر اسے جگا رہا ہو۔ اس نے فوراً آنکھیں کھول کر دیکھا تو ذزان اپنی رضائی اٹھائے کھڑا تھا۔ کیا ہے اب؟؟ ایسے کیوں کھڑے ہو؟؟

داریہ نے چڑتے ہوئے پوچھا۔ میرے کمرے میں لگا ہیٹر خراب ہو گیا ہے۔ چل نہیں رہا پلیز آج اپنے ساتھ لیٹنے دو پلیز ز۔ وہ نچلا ہونٹ باہر نکالتا معصومیت سے داریہ سے ریکوئسٹ کرنے لگا۔ مجھے تنگ نہیں کرو ذزان میں تھکی ہوئی ہوں پہلے ہی جا کر اپنے بستر پر سو جاؤ۔

الماری سے ایک کمفرٹر نکال لو اور رضائی کے اوپر ڈال کر سو جاؤ نہیں لگے گی سردی۔ وہ غصے اور چڑ چڑے پن سے بولی۔ میں نہیں سوں کا

ہیٹر کے بغیر۔ اگر میں ہیٹر کے بغیر سویا تو صبح تمہیں روسیا کی ہرنوں کی طرح جما ہوا ملوں گا۔ پتا ہے نہ تمہیں مجھے بہت زیادہ سردی لگتی ہے۔

وہ نہ میں سر ہلاتا انکار کرنے لگا جبکہ داریہ کا میٹر شاٹ ہو رہا تھا۔ مرو یہاں سو جاؤ اور خبردار جو میری سائیڈ پر تمہاری ٹانگیں اور بازو آئے تو۔ آج سو جاؤ کل جینی سے کہہ کر ہیٹر سہی کروا دوں گی۔

وہ غصے سے بولتی منہ پر رضائی کر چکی تھی جبکہ ذزان کی خوشی کی تو انتہا نہ رہی تھی۔ شکریہ میری پیاری خوبصورت وائفی۔ وہ خوشی سے کہتا بیڈ کی دوسری جانب جا کر لیٹ گیا تھا جبکہ داریہ نے اپنا منہ رضائی سے باہر نکال کر بس اسے ایک گھوری سے نوازہ تھا۔

##############################

صبح اس کی آنکھ کھلی تو ذزان کا چہرہ اپنے چہرے کے بے حد قریب دیکھ اس کی آنکھیں پوری کی پوری کھلی تھیں۔ وہ اور ذزان بے حد قریب ایک دوسرے سے لپٹے ہوئے تھے۔ زندگی میں پہلی بار اس کا دل زور سے دھڑکا تھا۔

ناجانے اس کے دل میں کیا ایا کہ وہ اپنا دائیاں ہاتھ اٹھاتے ذزان کی بند پلکوں تک لے کر گئی تھی۔ اس سے پہلے وہ اسے اس کی پلکوں کو چھوتی ذزان نے آنکھیں کھول لی تھیں۔ داریہ جو اپنی ہی دھن میں تھی اچانک سے ذزان کے جاگنے پر گھبراتی اسے زور سے دھکا دے چکی جبکہ اس کے دھکا دینے پر ذزان اپنی رضائی سمت نیچے گرا تھا۔

داریہ خود بھی جلدی سے بیڈ پر اٹھ بیٹھی اپنے کھلے بالوں کو رول کرنے لگی۔ زندگی میں پہلی بار وہ گھبرائی تھی۔ کیا ہے وائفی ایسے کوئی دھکا دیتا ہے کیا کسی کو؟؟؟ مجھے چوٹ لگ جاتی تو؟؟؟ وہ رضائی کو خود سے دور کرتا زمین پر بیٹھا ہی بولا۔

میں تیار ہو جاؤں پھر تم تیار ہو جانا اور ہاں دیہان رکھنا کوئی غلطی نہ کرنا اور میرے بھائی جو کہیں وہ کرنا انکار کا سوچنا بھی مت ورنہ بس اتنا یاد رکھنا وہ مجھ سے بھی زیادہ خطرناک ہیں۔ وہ بیڈ سے اتر کر اس کی بات کو اگنور کرتی بولی۔ وہ بہت جلد اپنی گھبراہٹ اور شرمندگی پر قابو پا چکی تھی۔

اچھا ٹھیک ہے مگر وہ کروائیں گے کیا مجھ سے ؟؟ ذزان زمین سے اٹھ کر رضائی بیڈ پر رکھتا فکر مندی سے پوچھنے لگا۔ مجھے بھی نہیں پتا بس خود کو تیار رکھو کسی بھی سچویشن کے لیے۔ وہ واش روم کے دروازے تک جاتی بولی اور پھر واشروم میں بند ہو گئی جبکہ ذزان آنے والے وقت کا سوچتا گھبرانے لگا۔

###############################

ہاں تو کیا تمہیں وہاں کچھ ملا ؟؟ کوئی ایسی چیز جو ہمارے مشن میں کام آئے یاں ہماری مدد کرے ؟؟ صبح کا ناشتہ کرتے ہوئے غزین نے زحلے سے پوچھا۔ نہیں یار مجھے وہاں کچھ بھی خاص نہیں ملا ہاں بس ایک چیز جو مجھے وہاں تھوڑی مسٹیریس لگ رہی ہے وہ وہاں کا ایک کمرہ ہے۔

سب سے لاسٹ منزل پر ہے وہ کمرہ لیکن وہ لاک ہے اور اس کی چابی کسی بھی ملازم کے پاس نہیں ہے بلکے باران کے پاس ہے اس کمرے کی چابی اور تو اور اس چابی کی ڈوپلیکیٹ چابی بھی نہیں ہے کسی کے پاس۔ آج تک اس کمرے میں کسی بھی ملازم کو جانے کی اجازت نہیں دی گئی اور مجھے لگتا ہے اس کمرے میں کچھ ایسا ضرور ہے جو ہماری مدد کرے گا اس کیس کو پورا کرنے میں۔

میرے وہاں رکنے کی یہی وجہ بچی ہے کہ میں اس کمرے کی چابی حاصل کروں اور دیکھوں وہاں کیا موجود ہے۔ زحلے گہری سوچ میں ڈوبی بولی تو غزین نے ٹوسٹ کا بائیٹ لیتے سر ہلایا۔ سہی کہہ رہی ہو اگر اس کمرے کے لیے اتنی پابندیاں ہیں تو وہاں ضرور کچھ نہ کچھ تو ہو گا۔

غزین نے اس کی سوچ پر ہم خیالی کا اظہار کیا۔ بس دعا کرو میں کسی طرح سے چابی حاصل کرلوں اس کمرے کی۔ زحلے نے غزین کو دیکھتے کہا تو اس نے انشاللہ اور آمین کہتے اس کا حوصلہ بڑھایا تھا۔

####№############################

کہاں جا رہے ہو لڑکے؟؟ ادھر آو اور بتاؤ کیا تیار ہو امتحان کے لیے؟؟ داور اور باران لاؤنج میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے جبکہ ذزان جو اوپر سے نیچے آنے لگا تھا مگر انہیں بیٹھا دیکھ انہیں قدم واپس پلٹا تھا مگر ہائے رے بری قسمت داور کی نظر اس پر پڑ گئی تھی۔

ج۔۔جی بھائی م۔۔م۔۔میں ت۔۔تیار ہوں۔وہ تھوک نگلتے اٹک اٹک کر بولا اور واپس سے سیڑھیاں اترتا ان کے پاس آیا تھا۔یہاں بیٹھو اور اپنے بارے میں بتاؤ کہاں رہتے ہو کیا کام کرتے ہو کتنے بہن بھائی ہو سب کچھ بتاؤ اپنے بارے میں۔اس بار باران اس سے بولا تھا۔ج۔۔جی می۔۔میرا نام ذزان شاہ ہے ا۔۔اور میں پاکستان سے آیا ہوں تین ماہ پہلے۔

میرے ڈیڈ کا بزنس تھا یہاں روسیا میں۔وہ اور موم یہاں ہی رہتے تھے اور میں پاکستان میں دادی کے پاس رہتا تھا۔چار ماہ پہلے ہی موم اور ڈیڈ کی ڈیتھ ہو گئی اور دادی یہ صدمہ برداشت نہ کر سکیں اور وہ بھی مجھے چھوڑ کر چلی گئیں۔اور تین ماہ پہلے ہی پھر میں بھی یہاں آگیا کیونکہ بزنس سنبھالنا تھا۔

ذزان نے اپنے ڈر پر قابو رکھتے انہیں اپنی انفورمیشن دی تھی۔ وہ سہی ہے مگر چچا کا ذکر کر تم چھوڑ گئے ہو۔ باران نے اس کی باتوں کے جواب میں کہا۔ مجھے نہیں لگتا سر کہ آپ کو پتا نہیں ہو گا اس بارے میں تو میرے نہ بتانے یا بتانے سے فرق نہیں پڑتا۔

وہ سر جھکائے ہی بولا جبکہ تب تک داریہ بھی آگئی تھی۔ کیا باتیں ہو رہی ہیں یہاں ؟؟ داریہ داور اور باران کے درمیان بیٹھتی پوچھنے لگی۔ کچھ نہیں بس اب تمہارے شوہر کو ٹیسٹ کرنے لگے ہیں ہم۔ داور ذزان کو خطرناک نگاہوں سے دیکھتا بولا جبکہ داریہ مسکرا بھی نہ سکی تھی اور ذزان نے کلمہ شہادت پڑھ لیا تھا۔

چلو اب کھڑے ہو جاؤ لڑکے اور بتاؤ کہ کیا تمہیں کھانا بنانا آتا ہے ؟؟ داور نے امتحان شروع کیا تھا۔ جبکہ ذزان تو اس کے سوال پر حیران پریشان ہو گیا تھا۔ سر کھانا۔۔۔۔۔ بنانا تو۔۔۔۔۔۔ نہیں آتا مجھے۔ وہ ڈرتا ڈرتا بولا۔ نہیں آتا تب بھی بنانا تو پڑے گا اب جاؤ آدھے گھنٹے میں کچھ بنا کر لاؤ جو بنا سکتے ہو۔

داور صوفے کی بیک سے ٹیک کھاتا بولا۔ سر باورچی سے مدد لے سکتا ہوں ؟؟ ذزان نے ایک امید سے پوچھا مگر باران نے سر نہ میں ہلاتے اس کی امید پر پانی پھیرا تھا۔ چلو تم وقت ضائع کر رہے ہو۔ باران گھڑی پر وقت دیکھتا بولا تو ذزان بھاگ کر کچن میں گیا تھا جبکہ دار یہ تو سوچ سوچ پاگل ہو رہی تھی کہ ذزان کیا بنائے گا۔

ٹھیک آدھے گھنٹے بعد وہ کھانے کی ٹرالی لے کر کچن سے باہر آیا تھا۔ داریہ حیرانگی سے ٹرالی کو دیکھ رہی تھی جس پر لال ویلوٹ کا کپڑا ڈالا ہوا تھا۔ یہ لیں سر میں بنالایا جو میں بنا سکتا تھا۔ ذزان فل کونفیڈنس سے بولتا ٹرالی سے کپڑا ہٹا چکا تھا۔ کپڑے کے ہٹتے ہی داریہ آنکھوں میں بے یقینی پھیلی تھی۔

کیا؟؟اس کے منہ سے بے ساختہ نکلا کیونکہ ٹرالی پر ابلے ہوئے انڈے اور الو پڑے تھے۔ یہ سب کیا ہے؟؟ داور آلو اور انڈوں کو دیکھتا بولا۔ سر آپ نے کہا تھا کھا بنا کر لاؤ جو بنا سکتے ہو تو سر میں یہ ہی بنا سکتا ہوں بس۔

وہ دانت نکالتا بولا جبکہ داور اور باران اسے دیکھتے رہ گئے تھے اور داریہ نے داور اور باران کی نظروں سے بچتے مسکرا کر ذزان کو تھمز آپ کا اشارہ کرتے گڈ کہا تھا جس پر ذزان نے ایک ادا سے بالوں کو پیچھے کیا تھا ۔

پورے گھر میں تپڑی لگاؤ ٹھنڈے پانی سے جوتے اور کورٹ اتار کر۔ داور نے ترچھی اور خطرناک مسکراہٹ سے کہا تو ذزان کی جان نکلی تھی ۔بھائی بہت سردی ہے اور اسے تو ویسے بھی بہت لگتی ھے سردی۔ کیوں کروا رہے ہیں اس سے ایسے کام ؟؟ داریہ نے بےبسی سے پوچھا۔

۔تم مت بولو بیچ میں۔ ہم بس دیکھنا چاہتے ہیں یہ تمہارے لیے کیا کیا کر سکتا ہے۔ باران داریہ کو چپ کرواتا بولا تو وہ چپ کر گئی جبکہ ذزان

منت بھری نظروں سے داریہ کو دیکھتا رہ گیا تھا۔اگلے پانچ منٹ میں ملازم ٹھنڈا برف والا پانی لا کر رکھ چکا تھا جبکہ داور نے اشارے سے ذزان کو کورٹ اور جوتے اتارنے کو کہا تھا۔

مرتے کیا نہ کرتے کے مترادف وہ اپنے جوتے اور کورٹ اتار چکا تھا۔ پہلے تو دل کیا سب سچ بتائے اور بھاگ جائے یہاں سے مگر اپنی زبان سے نہیں مکر سکتا تھا وہ۔اور پھر اگلے دس منٹ وہاں تپری مارنے کے ساتھ ذزان کی ہائے امی سردی ,ہائے میرے پیر میں مر گیا جیسے الفاظوں سے بھری آہیں اور چیخیں گونجی تھیں۔داریہ کو بڑا ترس آیا تھا اس پر۔ چلو بس کرو اور بیٹھو یہاں پر۔

داور نے آخر اس پر ترس کھاتے کہا تو وہ کانپتی ٹانگوں سے صوفے تک جاتا اوپر پاؤں کر کے بیٹھ گیا تھا اور داریہ نے فوراً اسے کورٹ دیا تھا پہننے کو۔ چلو اب آخری ٹیسٹ ہے بلکہ ایک سوال ہے یہ کہ تم بتاؤ تم داریہ سے کتنا پیار کرتے ہو۔ باران نے اس کی بری حالت پر نظریں گھماتے پوچھا۔

بھائی وہ ابھی اس حالت میں نہیں ہے کہ کچھ بول سکے پلیز بعد میں۔ داریہ نے ذزان کے ہاتھ کی تلیاں مسلتے کہا۔ نہیں ابھی مطلب ابھی۔ داور نے کہا۔ اچھا پر پہلے اسے تھوڑا نارمل ہونے دیں۔ وہ انہیں ہتمہ لہجے میں کہتی سامنے پڑے ٹیبل پر رکھے جگ سے گرم پانی گلاس میں نکالتی ذزان کو پلانے لگی۔

یہ لو یہ اپنے ابالے گئے انڈے بھی خود کھاؤ۔ وہ سائیڈ پر پڑی ٹرالی سے انڈے کی پلیٹ اٹھا کر اس کے سامنے کرتی بولی اور پھر خود ہی کٹا ہوا ایک ٹکڑا اس کے منہ میں ڈال گئی۔ باران اور داور تو اس کے فکر کرنے کو بڑی حیرانگی سے دیکھ رہے تھے اور یہی حال ذزان کا بھی تھا۔ میں ٹھیک ہوں اب شکریہ وائفی۔

کوئی چھ سات منٹ بعد ذزان اس کو مسکرا کر بولا۔ پکا نہ ؟؟ داریہ نے کنفرم کرنا چاہا جس پر ذزان نے سر ہلاتے ہاں کیا تھا۔ جی تو باران بھائی آپ نے کہا کہ میں داریہ سے کتنا پیار کرتا ہوں تو سنیں مجھے داریہ سے اتنا پیار ہے کہ ان کو الفاظوں میں بیان مشکل ہے۔ جیسے آسمان کے تاروں اور سر کے بالوں کو آپ گن نہیں سکتے بلکل ویسے ہی میری داریہ کے لیے محبت کی کوئی پیمائش نہیں کر سکتا۔

میں بس اتنا جانتا ہوں کہ مجھے اپنی آتی جاتی ہر سانس داریہ کے ساتھ لینی ہے، اپنی ہر دن داریہ کو دیکھ کر شروع کرنا ہے اور دن کا اختتام اسے دیکھ کر ہی کرنا ہے۔ اس کی آنکھوں میں اپنا عکس دیکھ کر مجھے اپنے خوش قسمت ہونے کا شدت سے احساس ہوتا ہے۔ یہ احساس کہ وہ میری قسمت میں لکھی گئی ہے بہت دلفریب ہے۔

اس کو دیکھ کر دل کی دھڑکنوں میں آنے والی ہلچل میرے پورے جسم کو سرور بخشتی ہے اور اس کے میرے قریب آنے پر اس کے دل کی بڑھتی دھڑکنوں کا ساز مجھے دنیا کے ہر ساز سے سوریلا لگتا ہے۔ مجھے نہیں پتا کہ محبت کو کیسے اور کن الفاظوں میں بیان کرتے ہیں بس اتنا جانتا ہوں وہ ہے تو میں ہوں اور اگر وہ نہیں تو ذزان شاہ بھی نہیں۔

مجھے اسی کے ساتھ زندگی گزارنی ہے اور اسی کے ساتھ مرنا ہے۔
ذزان محبت بھری نظروں سے داریہ دیکھتا بول رہا تھا جبکہ پورے لاؤنچ میں اس کے بولنے کے علاوہ ہوا کی آواز بھی نہیں آرہی تھی۔اس کے خاموش ہوتے ہی لاؤنچ میں تالیوں کی آواز گونجی تھی۔ جبکہ داریہ جو ذزان کے الفاظوں میں کھوئی اسے دیکھ رہی تھی تالیوں کی آواز پر ہوش کی دنیا میں آئی تھی۔

واہ لڑکے خوش کر دیا مجھے تم نے مبارک ہو تم پاس ہوئے ٹیسٹ میں۔ ویسے تو ہم اپنے طریقے سے تمہیں جانچتے مگر کیونکہ تم داریہ کی پسند ہو تو بس اس کی وجہ سے آسان ٹیسٹ تھے مگر تم پاس ہوئے۔ داورتالیاں بجاتا بولا جبکہ باران تو کسی اور جہان میں پہنچا تھا۔

اسے توز حلے یاد آرہی تھی کیونکہ یہی سب فیلنگ اس کی زحلے کے لیے بھی تھیں اور وہ اسے اس وقت شدت سے یاد آرہی تھی۔ابھی ایک دن ہی تو گزرا تھا اس کے بغیر اور وہ بے تحاشہ یاد آرہی تھی اسے۔ تم کچھ نہیں کہو گے باران ؟؟ داور باران کو دیکھتا بولا۔

جبکہ داور کے بلانے پر وہ ہوش میں آیا تھا۔ نہیں مجھے کچھ نہیں کہنا بس تم نے جو کہہ دیا میرے بھی وہی الفاظ ہیں۔وہ سنجیدگی سے کہتا وہاں سے اٹھ کر چلا گیا تھا اور داور اسے دیکھتا رہ گیا تھا۔ذزان تو بہت خوش تھا داور کے الفاظوں پر یعنی شکر وہ کامیاب رہا مگر داریہ تو ابھی بھی اس کے الفاظوں میں کھوئی تھی۔

######################

شکر ہے بچ گیا آج میں تمہارے بھائیوں کے ہاتھوں سے۔ موت کے قریب سے واپس آیا ہوں۔ وہ اور داریہ کمرے تھے اس وقت۔ ذزان داریہ کے بیڈ پر ہی رضائی گھسا ہوا تھا کیونکہ ذزان کے کمرے کا ہیٹر پھر سہی نہیں ہوا تھا اور داریہ اس کے پاس اپنی ہی سوچوں میں گم بیٹھی تھی ۔

ہمم سہی کہا تم نے۔ داریہ اپنے ہی خیالوں میں گم بولی۔ ویسے تم نے کیا ایکٹنگ کی تھی یار ان کے سامنے میری فکر کرنے کی میں تو خود کنفیوژ ہو گیا تھا۔ وہ اپنے ساتھ بیڈ پر بیٹھی داریہ سے بولا تو داریہ نے اپنے خیالوں کو سائیڈ پر رکھتے اپنا چہرہ موڑ کر اسے گھورا تھا۔

وہ ڈرامہ نہیں تھا بلکہ واقع مجھے تمہاری فکر ہوئی تھی۔ جو بھی تھا ہمارے کونٹریک میں یہ سب نہیں تھا اور پھر جب تک ہمارا کونٹریک ہے تم میری زمہ داری ہو۔ عموماً یہ بات لڑکے کہتے ہیں مگر کونٹریک میں نے سائین کروایا تھا تو تم میری زمہ داری ہو ایک سال تک۔

داریہ کی بات سن ذزان کے چہرے پر مسکراہٹ پھیلی تھی اسے اچھا لگا تھا یہ سن کر کہ داریہ کو اس کی فکر ہے اور وہ اس کی پرواہ کرتی ہے۔ کیا یہ فکر اور پرواہ ہمیشہ کے لیے نہیں ہو سکتی؟؟ ذزان ایک دم اٹھ کر بیٹھتا داریہ کا ہاتھ پکڑ کر بولا تو داریہ کے الفاظ جیسے گم ہو گئے تھے۔

م۔۔مجھے ر۔۔ حمان کو گھمانے لے کر جانا تھا۔ تم آرام کرو میں چلتی ہوں۔ وہ اٹکتے ہوئے بولتی اپنا ہاتھ چھڑا کر کمرے سے نکل گئی تھی جبکہ ذزان پیچھے اسے مسکراتے ہوئے جاتا دیکھتا رہ گیا تھا۔

####################################

رحمان کہاں ہے؟؟ داور نے لان میں جانو کے ساتھ کھیلتی داریہ سے پوچھا۔ وہ بہت جلدی میں لگ رہا تھا۔ وہ میرے خیال سے ذزان کے ساتھ میرے کمرے میں ہو گا۔ کیوں کیا ہوا؟؟ داریہ نے اس کی ہر بڑی پر پوچھا۔

کچھ نہیں بس جاؤ جا کر رحمان کو لے کر آؤ ہم واپس جا رہے ہیں۔ داور کی بات پر داریہ حیران ہوئی تھی۔ بھائی ابھی دو دن ہی تو ہوئے ہیں آپ کو آئے ہوئے۔ ایسا کون سا کام ہے جس کے لیے آپ کو جلدی ہے جانے کی۔ وہ اس کا بازو پکڑ کر بولی تو داور نے مسکراتے ہوئے اس کے ماتھے کا بوسہ لیا تھا۔

بس بچہ بہت ضروری کام ہے مجھے بعد میں بتاؤں گا تمہیں۔ باران کو بھی نہیں بتایا میں نے ابھی اپنے جانے کا مگر جب وہ اٹلی کے لیے نکلے تو تم بھی اس کے ساتھ چلی جانا اپنے شوہر کو لے کر۔ وہاں سے تم لوگ پیرس آجانا وہاں تمہارا ریسیپشن کریں گے۔

وہ داریہ کو سینے سے لگائے بولا تو داریہ نے سر ہلایا تھا۔ چلو جاؤ رحمان کو لے کر آو میں اپنا کیری بیگ لے کر آیا۔ وہ داریہ کے سر کے بال سہلاتے ہوئے کہتا وہاں سے چلا گیا جبکہ داریہ رحمان کو لانے کے لیے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

################################

نورے بیٹا جلدی سے برش کرو اور لیٹ جاؤ اپنے بیڈ پر میں آکر سٹوری سناتی ہوں اپنی گڑیا کو۔ ہمیرہ کچن میں کھڑی برتن دھوتے ہوئے نورے کو اونچی آواز میں ہدایت دے رہی تھی جبکہ اس کے کہتے ہی نورے فوراً اپنی گڑیا رکھتی واش روم میں گھس گئی۔

سوزین کے آفس میں ورک زیادہ تھا اس لیے وہ لیٹ آنے والی تھی اور اس وقت نورے اور ہمیرہ گھر پر اکیلی تھیں۔وہ برتن دھو کر کپڑے سے ہاتھ خشک کرتی کمرے کی جانب بڑھ رہی تھی کہ ڈور بل بجی تھی ۔لگتا ہے سوزی آگئی ہے۔وہ ہلکی آواز میں بڑبڑاتے دروازہ کھولنے کے لیے بڑھی۔

تم تو لیٹ نہیں آنے والی تھی سوز۔۔۔۔وہ دروازہ کھولتے ابھی بولی رہی تھی کہ سامنے والے شخص کو دیکھ اس کی گرے آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں۔د۔۔۔داور خان تم؟؟

حیرت کے سبب اس کے بس ہونٹ ہی ہلے تھے مگر داور اس کے ہلتے ہونٹوں سے بھی الفاظ سمجھ گیا تھا۔ کیسی ہو مسسز داور خان ؟؟ داور نے ترچھی مسکراہٹ سجائے پوچھا۔

##############################

! چار سال پہلے

یہ کیا نیا مسلہ چل رہا ہے آج کل ؟؟ پہلے تو ایسے کوئی رولز نہیں تھے لندن اور پیرس میں پھر اب کیسے بن گئے ؟؟ باران کو جیسے ہی اس موضوع کی خبر ملی تھی وہ داور کے پاس لندن آگیا تھا اور اب اس کے سامنے بیٹھا سوال کر رہا تھا۔

بس یار مختلف پارٹیاں میرے خلاف کھڑی ہیں اور سب نے مجھے سیٹ سے ہٹانے کے لیے یہی چال چلی ہے انہیں پتا ہے کہ داور خان کو شادی نام سے بھی نفرت ہے اور زنا کے وہ قریب جاتا نہیں تو ایسے میں اس کا وارث پیدا ہونا مشکل ہی ناممکن ہے۔داور نے شراب کا گھونٹ بھرتے کہا۔تو تم سب کی سن ہی کیوں رہے ہو؟؟

کام ختم کروان سب کا۔ بھول رہے ہیں وہ سب کہ آج اگر کچھ ہیں تو تمہاری وجہ سے ہی ہیں۔ تم باز ہو داور تو پھر معمولی کیڑے مکوڑوں کی کیوں سن رہے ہو؟؟ باران کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ داور آخران لوگوں کو کچھ کہہ کیوں نہیں رہا جو اس کے خلاف کھڑے ہیں۔

نہیں باران چاہے یہ سب میرے لیے اہمیت نہیں رکھتا چاہے ان لوگوں کو میں میری دو انگلیوں سے مسلنے کی طاقت رکھتا ہوں لیکن یہ معملہ پھر بھی سنگین ہے۔ وہ سب ختم ہوں گے تو اور آئیں گے اور یہ بات تم بھی جانتے ہو مافیا میں جس کا وارث ہوتا ہے اس کی طاقت اور بڑھ جاتی ہے اور مجھے اب اس کے مطلق سوچنا ہی پڑے گا۔

داور پر سوچ انداز میں بولا۔ تو تم کنٹریکٹ میرج کر لو۔ باران نے آئیڈیا تو داور حیران ہوا۔ مطلب ؟؟ اس نے نا سمجھی سے پوچھا۔ مطلب صاف ہے بھائی تم کسی بھی لڑکی سے کنٹریکٹ میرج کر لو بچے کے لیے بدلے میں اس لڑکی کو جتنے وہ چاہے پیسے دے دینا یا وہ جو چاہتی ہو۔ سمپل باقی تمہاری مرضی۔

باران نے اسے سمجھاتے آخر میں کندھے آچکا دیے جبکہ داور اس کی بات سن کر سوچ میں پڑ گیا تھا۔ سر باہر ایک لڑکی آئی ہے اور آپ سے ملنے کی ضد کر رہی ہے کیا اسے اندر بھیج دوں؟؟ ابھی وہ سوچوں میں گم تھا کہ ڈیوڈ نے آکر داور سے کہا۔ ہمم بھیجو۔ داور نے سر ہلاتے اسے اجازت دی۔ اگلے دو منٹ میں ایک لڑکی اندر آئی تھی۔

اس کے اندر آتے ہی باران اور داور نے اسے حیرانگی سے دیکھا تھا۔ رونے کے سبب لال ہوئی آنکھیں بکھرے بال لونگ گھٹنوں تک آتی شرٹ کھلا پجامہ اور لونگ گرے کورٹ پہنے وہ ان کے سامنے کھڑی تھی جبکہ داور اور باران اس کی حالت پر حیران تھے۔

کون ہو تم اور اس طرح کی حالت میں یہاں کیوں آئی ہو؟؟ داور نے ہاتھ میں پکڑا شراب کا گلاس ٹیبل پر رکھتے پوچھا۔ م۔۔ میرا نام ہ۔۔ ہم۔۔ ہمیرہ ہے۔ م۔۔ میں حدید کی بہن ہوں ج۔۔ جو آپ کے ساتھ ک۔۔ کام کرتا تھا۔ ہمیرہ نے اپنے انسوں صاف کرتے انہیں اپنا تعارف کروایا تو داور نے اپنی دائیں ائیبرو اچکائی۔ تھا مطلب؟؟

کیا وہ مر گیا؟؟ داور نے پوچھا تو ہمیرہ کی آنکھوں میں پھر سے انسوں جما ہوئے تھے۔ اللہ نہ کرے ا۔۔ سے ک۔۔ چھ ہو۔ وہ م۔۔ یرا اکلوتا سہارا ہے اس د۔۔ نیا میں م۔۔ گر آپ نے اگر م۔۔ میری م۔۔ م۔۔ دنہ کی تو می۔۔ را آخری سہارا ضر۔۔ ور چھن جائے گا۔ وہ روتے ہوئے بولی۔

باران خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا جبکہ داور کو اس کی باتیں سمجھ ہی نہیں آرہی تھیں۔ کیا بول رہی ہو کھل کر بتاؤ میں کیا مدد کر سکتا ہوں تمہاری؟؟؟ داور نے چڑھتے ہوئے کہا۔ س۔۔۔ سر حدید ک۔۔ و کینسر ہے اور میرے پاس اس کے علاج کے ل۔۔ لیے پیسے نہیں ہیں۔ میں یہاں آپ سے مدد ل۔۔ ینے آ۔۔۔ ئی ہوں۔

م۔۔۔ یرے بھا۔۔۔ ئی نے پان۔۔۔ نچ سال آپ ک۔۔۔ ے لیے کام کیا ہے پلیززز۔۔۔۔ اس کی جا۔۔۔ ن کا سوال ہے میری م۔۔ د۔۔ د کر دیں۔ مجھے می۔۔ رے بھائی کے علاج ک۔۔۔ کے لیے پیسے دے دیں پلیززززز۔ وہ گھٹنوں کے بل بیٹھ کر روتے ہوئے ان کے سامنے ہاتھ جوڑتی التجا کرنے لگی۔

ہمارے کام میں یہ سب شامل نہیں ہے۔ اگر کوئی ہمارے لیے کام کرتا ہے تو اس کو اس کا معاوضہ بھی ملتا ہے بعد میں اس کے ساتھ کیا ہوا کیا نہیں ہمیں سروکار نہیں ہوتا۔ جاؤ کہیں اور جاؤ ہم نے یہاں کوئی ہیلپنگ سنٹر کا کام نہیں کھولا۔ داور نے الٹے ہاتھ سے اسے جانے کا اشارہ کرتے کہا۔

نہیں پلیز سر پ۔۔۔ پلیز میرے ب۔۔ ھائی کی جان بچا لیں۔ میں آپ ک۔۔۔ ے پ۔۔۔ ا۔۔ وں پڑتی ہوں سر پلیز ززز۔ میں کسی اور ۔۔۔ کے پاس م۔۔ مدد کے لیے نہیں۔۔۔ جا سکتی۔۔ کوئی نہیں کرے گا۔۔۔ پلیز ززز سر آپ جو کہو گ۔۔۔ ے میں۔۔۔ کروں گی پر پلیز ززز مجھے پی۔۔۔ سے دے دیں۔

وہ ہچکیوں سے روتے اور زیادہ التجا کرنے لگی تو داور نے اس کے رونے پر نظریں گھمائی تھیں۔ میرے خیال سے تمہاری ضرورت خود تمہارے پاس آئی ہے باقی تم خود سمجھدار ہو۔ اس سے پہلے داور پھر سے ہمیرہ کو جانے کا کہتا باران صوفے سے کھڑا ہوتا اس کے قریب جھکتا بولا اور وہاں سے چلا گیا جبکہ داور کو فوراً باران کی بات کو مطلب سمجھ آیا تھا ۔

اس نے پر سوچ نگاہوں سے سامنے روتی ہوئی ہمیرہ کو دیکھا اور پھر اس کے چہرے پر گہری مسکراہٹ پھیلی۔ کچھ بھی کرو گی اپنے بھائی کی جان بچانے کے لیے ؟؟ داور نے عجیب سے لہجے میں پوچھا تو ہمیرہ نے بنا سوچے سمجھے پر جوشی سے ہاں میں سر ہلایا تھا جبکہ داور کی مسکراہٹ اور زیادہ گہری ہوئی تھی۔

##############################

ایک سال بعد

داور نے اس کے سامنے اپنی شرط رکھ دی تھی جسے سن کر وہ پہلے تو چپ رہی مگر پھر اپنے بھائی کے لیے مان گئی تھی۔داور نے شرط کے مطابق اس کے بھائی کے مکمل علاج کا خرچہ اٹھایا تھا مگر قدرت کی ستم گری تھی کہ اتنا علاج کروانے کے باوجود اس کا بھائی اسے اکیلا چھوڑ کر چلا گیا تھا اور تب وہ چار ماہ پریگننٹ تھی۔

آج وہ دن تھا جب اس کی اولاد نے اس دنیا میں آنا تھا اور اسے آزادی مل جانی تھی مگر جو بات اسے پریشان کر رہی تھی وہ تھا داور سے چھپایا سچ ۔وہ ہمیشہ ملازمہ کے ساتھ ہی چیک اپ کے لیے آتی تھی اور اسے پتا چلا تھا کہ وہ ٹوینز بے بیز سے پریگننٹ ہے ایک بیٹا اور ایک بیٹی۔ مگر اس نے یہ بات داور سے چھپائی تھی۔

ڈاکٹر کیا آپ سے ایک مدد طلب کر سکتی ہوں ؟؟اسے ڈیلیوری روم لایا گیا تو وہ ڈاکٹر سے بولی جس پر لیڈی ڈاکٹر نے مسکرا کر ہاں میں سر ہلایا۔ اس نے دیکھا تھا وہ ڈاکٹر بہت نیک دل تھی اس لیے اسے امید تھی وہ اس کی مدد کرے گی۔

آپ پلیز ڈلیوری کے بعد باہر میرے شوہر کو صرف ایک بچے کا بتائیے گا پلیز۔ بیٹا آپ انہیں دے دیجیے گا اور بیٹی کو ان سے چھپا لیجیے گا پلیز۔ وہ ان کے سامنے ہاتھ جوڑ کر بولی تو ڈاکٹر اس کی بات پر حیران ہوئی تھی۔ مگر ایسا کیوں؟؟

ڈاکٹر نے پوچھا تو ہمیرہ نے ساری بات اس کے گوش گزار کر دی۔ اوہ یہ تو غلط ہے بچے کو ماں سے دور کرنا۔ میں آپ کی مدد کر دوں گی سسٹر اور اس بات کو یقینی بناؤں گی کہ انہیں شک نہ ہو۔ ڈاکٹر نے مسکرا کر کہا تو ہمیرہ کو سکون ملا تھا۔

ویسے تو باہر کے ہاسپٹلز میں ڈلیوری کے وقت شوہر کو کمرے میں ہی کھڑا کیا جاتا ہے تا کہ وہ دیکھ سکے کہ ماں کتنی تکلیف اٹھاتی ہے اپنے بچے کو

دنیا میں لانے کے لیے مگر شکر تھا کہ اس ہاسپٹل میں ایسا سسٹم نہیں تھا اور ہمیرہ کے پاس موقع تھا اپنی ایک اولاد کو پاس رکھنے کا۔

اور پھر جیسے انہوں نے سوچا تھا ویسا ہی ہوا داور کے حوالے رحمان کر دیا گیا اور نورے کو اس سے چھپا لیا گیا۔ داور کا ارادہ وہیں پر ہمیرہ کو طلاق دے کر اپنا کونٹریک ختم کرنے کا تھا مگر ابھی اسے ملنے کی اجازت نہیں تھی اور اسے جلدی تھی جانے کی کیونکہ اسے ضروری کام تھا اس لیے داور ہاسپٹل کا بل بھر کر رحمان کو لے کر وہاں سے چلا گیا تھا۔

اس کے آدمی ہاسپٹل میں ہی تھے مگر ہمیرہ اسی ڈاکٹر کی مدد سے اپنی بیٹی کو لے کر ان آدمیوں کی نظر سے بچتی وہاں سے نکل گئی تھی۔

اس کے ہاسپٹل سے بھاگنے کی خبر پر داور کو کوئی فرق نہیں پڑا تھا کیونکہ اسے اس کا بیٹا مل گیا تھا اب اسے ہمیرہ سے کوئی سروکار نہیں تھا اس لیے اس نے کبھی اسے ڈھونڈنے کی کوشش بھی نہ کی تھی اور ہمیرہ پیرس میں اپنی بیٹی نورے کے ساتھ ایک سکون سے بھری زندگی گزارنے لگی مگر کون جانتا تھا کہ ان کی قسمت انہیں پھر سے ملائے گی۔

#############################

حال

کیوں آئے ہو یہاں؟؟ چلے جاؤ یہاں سے۔ تمہارا اور میرا اب کوئی رشتہ نہیں ہے جاؤ یہاں سے۔ ہمیرہ کا دل سوکھے پتے کی طرح کانپ رہا

تھا مگر وہ خود کو مضبوط ظاہر کرتی بولی۔اندر ہی اندر وہ دعا کر رہی تھی کہ نورے باہر نہ آئے۔

ہاں بلکل سہی کہا ہمارا کوئی رشتہ نہیں ہے پر ان رشتوں کا کیا جو تمہاری کوکھ اور میرے خون سے جڑے ہیں۔داور نے اسے سائیڈ پر کرتے اندر آتے کہا جبکہ ہمیرہ سے چلنا محال ہو رہا تھا۔وہ رشتہ میں تمہارے حوالے کر کے آئی تھی داور خان۔بھولو مت میرے جنم دیتے ہی تم اپنے بیٹے کو لے گئے تھے تو پھر اب یہاں کیوں آئے ہو؟؟

اب مجھ سے کیا چاہتے ہو؟؟ہمیرہ غصے سے بولی مگر آواز ہلکی تھی تا کہ نورے باہر نہ آئے۔وہ چپ ہوئی تو داور نے ایک دم سے اس کی کمر کے

گرد بازو ڈال کے اسے اپنے قریب کرتے اپنے ہونٹ اس کے کان کے پاس کیے تھے۔

مجھے اپنی بیٹی چاہیے تم سے جسے تم تین سال سے مجھ سے دور کیے ہو۔ مجھے میری بیٹی نورے چاہیے جس کے وجود کو تم نے اپنی کوکھ سے لے کر اس کے دنیا میں آنے تک بلکہ آج تک مجھ سے چھپا کر رکھا۔

جس کے پیدا ہونے کا چھپا کر تم بہت چالاکی سے اسے ہاسپٹل سے لے کر بھاگ گئی تھی۔ مجھے میری بیٹی دے دو میں چلا جاؤں گا۔ ہمیرہ جو داور کے پہلے قریب کرنے پر کانپ گئی تھی اس کی اگلی بات پر تو اس کے دل کی دھڑکن ہی بند ہو گئی تھی۔

######################

مجھے میری بیٹی دے دو میں چلا جاؤں گا۔ ہمیرہ جو داور کے پہلے خود کو قریب کرنے پر کانپ گئی تھی اس کی اگلی بات پر تو اس کے دل کی دھڑکن ہی بند ہو گئی تھی۔ وہ تو یہ سمجھ رہی تھی کہ داور نورے کے وجود سے انجان ہے مگر اس کے منہ سے یہ الفاظ سن کر اسے لگا تھا وہ ابھی بے جان وجود کی مانند نیچے گرے گی اور وہ گر بھی جاتی اگر داور نے اسے پکڑ نہ رکھا ہوتا۔

ک۔۔کون ن۔۔نورے؟؟ ک۔۔ون س۔۔سی ب۔ی۔۔بیٹی؟؟ وہ داور سے نظریں چڑاتی اٹکتے اٹکتے بولی۔ تمہاری زبان کی لڑکھڑاہٹ

تمہارے جھوٹ کو بیان کر رہی ہے مسز زداور خان کم سے کم جھوٹ بولنا ہے تو لہجہ مضبوط بناؤتا کہ میں تمہارا جھوٹ نہ پکڑ سکوں۔

داور ایک بازو یوں ہی اس کی کمر کے گرد باندھے دوسرے ہاتھ سے اس کے آڑی رنگت والے چہرے پر جھولتی آوارہ لٹ کو پیچھے کرتا بولا تو ہمیرہ نے ہونٹ بھینچ کر خود کو کمپوز کیا تھا۔م۔میں

ج۔۔۔ھ۔۔ جھوٹ نہیں بول رہی میں نے ایک ہی بچے کو جنم دیا تھا اور وہ تمہارے پاس ہے میں نے تو اس کی شکل بھی نہیں دیکھی پیدا ہوتے ہی تم اسے لے گئے تھے اب مجھ سے نہ جانے کون سے بیٹی مانگ رہے ہو۔

وہ اس بار خود کو مضبوط کرتی بولی مگر شروع میں پھر بھی الفاظ اٹکے تھے ۔اوہ تو تم کہہ رہی ہو تم نے صرف رحمان کو جنم دیا ہے ؟؟سہی کہا نہ میں نے ؟؟داور اس کی کمر کے گرد سے باز و ہٹاتا اسے دور کرتے پوچھنے لگا جبکہ اس کے منہ سے اپنے بیٹے کا نام سن کر ہمیرہ کا دل زور سے دھڑکا تھا۔تو ر۔۔رحمان نام ہے اس کا؟؟

وہ ہلکی سی مسکراہٹ چہرے پر سجائے خود سے بڑبڑائی۔کن خیالوں میں گم ہو؟؟ادھر دیکھو اور جواب دو مجھے۔تم کہہ رہی ہو نہ کہ نورے نام کی تمہاری کوئی بیٹی نہیں۔ٹھیک ہے پھر تمہیں مسلہ تو نہیں ہو گا اگر میں گھر کی تلاشی لے لوں تو؟؟داور اسے دیکھتا دائیں آئیبر و آچکا کر بولا تو ہمیرہ کا سر بے ساختہ نہ میں ہلا تھا۔

ن۔۔ن۔۔۔ نہیں داور یہ۔۔ یہاں کوئی بچی ن۔۔ نہیں ہے جاؤ یہاں سے پلیززز۔ وہ اسے بازو سے پکڑ کر دروازے کی جانب کرتی بولی مگر وہ نازک سی لڑکی مضبوط جسامت والے داور کو کہاں ہلا سکتی تھی۔ تم کیوں ڈر رہی ہو اب؟؟ یہاں تو کوئی بچی نہیں نہ۔

تو میں اگر دیکھوں یا اسے پکارو تمہیں مسلہ نہیں ہونا چاہیے۔ نورے! نورے! نورے بچے باہر آؤ دیکھو کون آیا ہے؟؟ وہ ہمیرہ سے خود کو چھڑا کر بولتا سامنے والے کمرے میں داخل ہوا جہاں نورے اپنے چھوٹے سے بیڈ پر سو رہی تھی۔

وہ اسے پھر سے پکارتا مگر ہمیرہ نے جلدی سے اس کے قریب جا کر اس کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھے تھے۔ نہیں داور خان پلیززز ایسا نہیں کرو

میرے ساتھ چلے جاؤ یہاں سے۔ کیوں میری زندگی مجھ سے چھین رہے ہو؟؟ پلیز ز چلے جاؤ۔ تمہارے پاس تمہارا بیٹا ہے نہ تمہارا وارث ہے تمہارے پاس۔

تمہیں بیٹی کی کیا ضرورت پلیز زاسے میرے پاس رہنے دو میرے پاس اس کے علاؤہ کوئی نہیں ہے وہ واحد رشتہ ہے میرے پاس میری خوشیوں کی وجہ پلیز زداور خان چلے جاؤ یہاں سے۔ وہ اسے نورے کے کمرے سے دور لیجا کر روتے ہوئے التجا کرنے لگی جبکہ داور نے اس کی التجا پر بنا کوئی تاثر دیے اپنے ہونٹوں سے اس کے ہاتھ ہٹائے تھے۔

مجھے میری بیٹی چاہیے کیونکہ وہ میرا خون ہے اور داور خان اپنے خون کو اپنے پاس رکھے گا۔ داور اسے غصے سے گھورتا نورے کے کمرے کی

جانب بڑھنے لگا مگر ہمیرہ پھر سے اس کی راہ میں ہائیل ہوئی تھی۔ پلیز نہیں کرو ایسے چلے جاؤ۔ وہ ہاتھ جوڑتی روتے ہوئے بولی۔

تمہارے ان انسوں کا کوئی اثر نہیں ہو گا مجھ پر اس لیے بے کار کوشش مت کرو۔ وہ اسے سائیڈ پر کرتا بولا مگر ہمیرہ ایک دم نیچے بیٹھتی اس کے پیر پکڑ چکی تھی۔ خدا کے لیے داور خان مجھ پر رحم کرو میں نہیں رہ سکتی نورے کے بغیر خدا کے لیے مجھ سے میری سانسیں مت چھینو تمہیں خدا کا واسطہ ہے ایک ماں سے اس کی اولاد کو الگ مت کرو۔

تم یہ ظلم پہلے بھی کر چکے ہو مجھ پر اب پھر سے مت کرو میرے ساتھ وہی ظلم۔ وہ اس کے پیر پکڑ کر اپنا سر اس کی ٹانگوں سے ٹکاتی بولی تو داور خان نے ایک لمبا سانس کھینچتے اسے کندھوں سے پکڑ کر کھڑا کیا تھا۔ مجھے

بھی میری بیٹی چاہیے ہمیرہ اور میں اسے کسی بھی قیمت پر تمہارے پاس نہیں چھوڑوں گا۔

ہاں میں تمہارے لیے اتنا کر سکتا ہوں کہ تمہیں بھی اپنے ساتھ پیلس چلنے کی اجازت دے سکتا ہوں۔ مگر میں اپنی اولاد کو اپنے پاس ہی رکھوں گا۔ ابھی وہ سو رہی ہے تو کل صبح اوں گا میں تم دونوں کو لینے اپنا ضروری سامان پیک کر لو۔ بھاگنے کی کوشش نہ کرنا ہمیرہ کیونکہ تم داور خان کی پہنچ سے دور نہیں جا سکتی۔

چاہے تم میری بیٹی کو لے کر دنیا کے آخری کونے میں بھی جا کر چھپ گئی تب بھی داور خان تم تک پہنچ جائے گا اور اپنی بیٹی تم سے چھین لے گا اب تم پر ہے کہ تمہیں نور ے کے ساتھ رہنا ہے یاں پھر اس سے دور۔

وہ اس کو کندھوں سے تھامتا ایک ایک لفظ چبا کر بولا اور پھر ایک نظر نورے کے کمرے پر ڈالتا وہاں سے چلا گیا تھا اور ہمیرہ وہیں زمین پر بیٹھتی زار و قطار رونے لگی۔

#################################

داور نے اپنے آدمی ہمیرہ کے فلیٹ پر نظر رکھنے کے لیے لگا دیے تھے کیونکہ اسے ہمیرہ پر زرہ برابر بھی یقین نہیں تھا۔ وہ ابھی نورے کو ساتھ لے جاتا مگر وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ ہمیرہ خود ساتھ آنے کے لیے مان جاتی ہے یا وہ پھر سے نورے کو لے کر بھاگنے کی کوشش کرتی ہے۔

وہ ڈرائیو کرتا یہی سب سوچ رہا تھا کہ پھر اچانک آج صبح کا منظر اس کی آنکھوں کے سامنے لہرایا تھا جب وہ موبائیل پر نورے کے بھیجی گئیں اس کی تصویریں دیکھ رہا تھا اور اچانک ہی اس کے سامنے ہمیرہ کی تصویر آئی تو وہ حیران ہوا اسے تین سال بعد دیکھ کر۔

وہ بلکل پہلے جیسی ہی تھی اور نورے کو اٹھائے مسکرا کر کیمرے کی آنکھ میں دیکھ رہی تھی۔اس سے پہلے وہ کال کر کے نورے سے ہمیرہ کے بارے میں پوچھتا نورے کا وائس نوٹ آیا تھا۔ایلو انتل جے میلی مما ایں تو آپ دیتھ لو آپ تو تیشی لگدیں ؟؟ پیاڑی ایں نہ ؟؟

آپ ترو دے نہ میلی مما شے شادی ؟؟(ہیلو انکل یہ میری مما ہیں تو آپ دیکھ لو آپ کو کیسی لگیں ؟؟ پیاری ہیں نہ ؟؟ آپ کرو گے نہ میری

مما سے شادی؟؟؟نورے کے توتلی زبان میں کیے گئے وائس نوٹ نے اس کے ارد گرد جیسے دھما کے کر دیے تھے۔

اس کی آنکھوں کے سامنے نورے کا معصوم چہرہ لہرایا۔اس نے فورآ نورے کی پک اوپن کی اور غور سے دیکھنے لگا۔اس نے اب غور کیا تھا نورے کی شکل اس کے اور ہمیرہ دونوں جیسی تھی اس کی آنکھیں بھی رحمان کی طرح اپنی ماں پر گئی تھیں۔وہ فورا کھڑا ہوا تھا پیرس جانے کے لیے کیونکہ اب اسے نورے کو لانا تھا اپنے پاس اور شاید اس کے رحمان کو ماں دینے کا وقت آگیا تھا۔

#################################

اللہ غزین تمہیں آدھی رات کو کون سا شاپنگ کا کیڑا اڑ گیا ہے جو مجھے رات کے بارہ بجے شاپنگ مال لے آئے ہو۔ وہ چڑ چڑے پن سے بولی جبکہ غزین اس کا ہاتھ پکڑ کر چلتا بس اسے دیکھ کر مسکرایا تھا۔ وہ اسے مال لے کر آیا تھا کیونکہ اسے کچھ شاپنگ Roma Est روم کے کرنی تھی۔

اس کا موڈ کچھ خراب تھا کیونکہ سمگلنگ تہہ کردہ وقت سے آگے کر دی گئی تھی اور غزین کو اس پر چیز پر بہت غصہ تھا تو اپنا موڈ سہی کرنے کے لیے وہ زحلے کے ساتھ شاپنگ پر آگیا تھا مگر زحلے کا آنے کا بلکل موڈ نہیں تھا۔ یار غزین کیا ہے تمہیں مجھے نیند آرہی تھی بہت۔

صبح میں نے واپس سے باران خان کے مینشن جانا ہے۔ دار یہ رونددو طریقے سے بولی۔ یار اسی لیے تو تمہارے ساتھ آیا ہوں کیونکہ کل تم چلی جاؤ گی تو میں تمہیں مس کروں گا اس لیے آج کی رات ہم دونوں یادگار بناتے ہیں۔

چلو آؤ آج تم میرے خرچے پر ساری شاپنگ کر سکتی ہو۔ جو دل کرے خرید لو۔ پھر میں تمہیں اچھا سا کھانا بھی کھلاؤں گا۔ غزین مال کے بیچ و بیچ کھڑا ہوتا اس کا دوسرا ہاتھ بھی پکڑ کر بولا تو زحلے نے اسے شکی نظروں سے دیکھا۔ کس خوشی میں یہ نوازش ہو رہی ہے ؟؟

اس نے شکی انداز میں پوچھا تو غزین نے جاندار قہقہہ لگایا۔اس کی قہقہہ لگانے پر پاس سے گزرتی لڑکیوں نے اس حسین نوجوان کو دیکھ کر آہیں بھریں تھی۔

وہ آج پروپر بلیک پینٹ شرٹ اور بلیک لونگ کورٹ میں تھا جبکہ زحلے بھی اسی کی طرح فل بلیک میں تھی مگر اس نے پینٹ شرٹ کی بجائے ٹی شرٹ اور کھلا پجامہ پہنا تھا کیونکہ وہ تب سونے کی تیاری میں تھی جب غزین اسے زبردستی شاپنگ کے لیے لے آیا۔

یار تم شک بہت کرتی مجھ پر۔ادھر دیکھو میری طرف۔اس نے ادھر ادھر دیکھتی زحلے کا چہرہ اپنی جانب کیا۔شادی کے بعد بھی تو تمہیں شاپنگ کرواں گا نہ تو اگر میں ابھی شاپنگ کروا رہا ہوں تو تم شک کیوں

کر رہی ہو؟؟ وہ معصومیت سے بولا تو زحلے کو اس کے معصوم چہرے پر ہسی آئی تھی۔

اچھا ٹھیک ہے زیادہ اوور ایکٹنگ نہ کرو اور تم اب دیکھنا بچو میں کیسے تمہارے پیسے خرچ کرواتی ہوں۔ وہ اسے ہستے ہوئے کہتی ایک کپڑوں کی شاپ میں گھس گئی تھی جبکہ غزین بھی مسکرا کر اس کے پیچھے ہی اس شاپ میں گیا تھا۔

##############################

اب تم جیولری شاپ کیوں لے آئے مجھے؟؟ چلو گھر چلیں بہت شاپنگ کرلی ہم نے۔ کافی ساری شاپنگ کرنے کے بعد غزین اسے جیولری

شاپ پر لے آیا تو زحلے چڑ کر بولی۔ بس یہاں سے تمہارے لیے رنگ لینی ہے۔ وہ مسکرا کر کاؤنٹر کی جانب جاتا بولا تو زحلے کی آنکھیں چمکیں تھیں۔

کیا تم میرے لیے ڈائمنڈ رنگ لے رہو؟؟ وہ خوشی سے اس کے پاس جاتی پوچھنے لگی کیونکہ اس کی دلی حسرت تھی ڈائمنڈ رنگ لینے کی اور غزین یہ بات جانتا تھا۔ زیادہ ہواؤں میں مت آڈو میری جان۔ میں اتنا امیر نہیں ہوا ابھی کہ تمہیں ڈائمنڈ کی رنگ لے کر دے سکوں۔

گولڈ کی رنگ لینی ہے مجھے۔ آڈر دیا ہوا تھا اب بس رسیو کرنی ھے۔ وہ زحلے کو خوش فہمیوں سے نکالتا بولا تو وہ برے برے منہ بناتی شاپ میں ادھر ادھر گھومتی جیولری دیکھنے لگی کہ تبھی اس کی نظر ایک ننھلی پر گئی

جو بلکل سادہ سی تھی بس اس کے درمیان میں ایک موتی جڑا تھا۔ غزین سنو! اس نے نتھلی کو دیکھتے غزین کو پکارا۔

ہمم کیا ہوا؟؟ وہ انگوٹھی کی ڈبی اپنے کورٹ کی اندر والی پوکٹ میں رکھتا اس کے پاس آکر پوچھنے لگا۔ مجھے یہ نتھلی لینی ہے۔ وہ اس نتھلی کی جانب اشارہ کرتی بولی تو غزین نے اسے حیران ہو کر دیکھا۔ پر زحلے تمہاری ناک کب بنی ہوئی ہے جو تم نتھلی مانگ رہی ہو؟؟

غزین نے حیرانگی سے کہا تو زحلے نے سامنے پڑے شیشے میں اپنے چہرے کا عکس غور سے دیکھا۔ میں ابھی بنوا لیتی ہوں مگر مجھے نتھلی پہننی ہے۔ وہ ضدی لہجے میں بولی تو غزین نے اس کے انداز پر مسکراتے او کے

کا سائین دیا تھا۔ سسٹر کیا یہاں ناک چھدوا سکتے ہیں ؟؟ زحلے نے سیل گرل سے پوچھا۔

جی میم آپ آیئے میرے ساتھ۔ سیل گرل اسے ہاں کہتی اپنے ساتھ ایک طرف بنے چھوٹے سے روم میں لے گئی۔ تقریباً بیس منٹ بعد وہ ناک چھدوا کر واپس آئی تھی۔ اور اس نے ناک میں وہی نتھلی پہن رکھی تھی۔ اتنی دیر لگادی تم نے آنے میں۔ غزین اس کے باہر آتے بولا مگر جب اس کی نظر اس کی ناک میں پہنی نتھلی پر گئی تو وہ بس اسے دیکھتا ہی رہ گیا تھا۔

ہاں وہ پہلے اس نے ایک سوئی سے ناک بنائی اور اس کے پندرہ منٹ بعد اس سوئی کو نکال کر نتھلی ڈالی۔ وہ مگن سے انداز میں بولی جبکہ غزین کی

نظریں اس کی نتھلی پر تھیں اور پھر اچانک وہ حواس بہال کرتا ادھر اُدھر دیکھنے لگا۔ بتاؤ کیسی لگ رہی ہے مجھے نتھلی ؟؟

وہ اپنی ناک کو چھوتی اس سے پوچھنے لگی تو غزین نے لمبا سانس کھینچا۔ کاش میرے پاس حق ہوتا تو میں عملی طور پر بتا سکتا کہ یہ تم پر کتنی پیاری لگ رہی ہے۔ ہلکی آواز میں بڑبڑایا۔ کیا بول رہے ہو اونچا بولو۔ زحلے نے اپنے کان اس کے پاس کرتے کہا تو غزین نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ کچھ نہیں کہا میں نے چلو گھر چلیں۔

وہ اسے اپنے ساتھ لے جاتا بولا۔ ارے تم نے میری انگوٹھی لے لی کیا ؟؟ وہ اس کے ساتھ چلتی پوچھنے لگی۔ لے لی ہے میں نے میرے پاس

ہے اب چلو۔ وہ بنا اس کی جانب دیکھتا بولا۔ تو مجھے کیوں نہیں دی؟؟ کیا گھر جا کر دو گے؟؟

وہ حیرت سے پوچھنے لگی تو غزین اپنے چلتے قدم روک کر اسے دیکھنے لگا ۔وہ انگوٹھی میں نے تمہیں ابھی دینے کے لیے نہیں لی ہے بلکہ جب ہم اپنا مشن پورا کر لیں گے تو پھر میں تمہیں پھر سے شادی کے لیے پرپوز کرتے ہوئے تمہیں وہ رنگ پہناؤں گا۔اس لیے اب چلو چپ چاپ۔

وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا بولا تو زحلے مسکرائی تھی۔اللہ آگے کی پلیننگ کی ہوئی ہے جناب نے۔ وہ اس کے ساتھ دوبارہ قدم بڑھاتی بولی ۔ہاں بلکل اس سے بھی آگے کی پلیننگ کی ہوئی ہے کہ تم اور میں دھوم دھام سے شادی کریں گے۔

ترکی ہنی مون پر جائیں گے اور پھر ایک دو سال تک پیاری سی چھوٹی سی جونیئر زحلے آئے گی ہماری لائف میں اور پھر دو سال بعد چھوٹا سا ہینڈسم سا جونیئر غزین آئے گا اور ہماری فیملی پوری ہو جائے گی۔

وہ اس کے ساتھ چلتا مسکراتے ہوئے اسے اپنی فیملی پلیننگ بتانے لگا تو زحلے نے شرما کر اس کے کندھے پر مکہ مارا۔ بہت بے شرم انسان ہو تم ۔وہ شرماتے ہوئے بولی تو غزین نے پھر سے قہقہہ لگایا۔

##################################

وہ ٹوٹی بکھری حالت میں صوفے پر بیٹھی انسوں بہا رہی تھی کہ تبھی کسی کے مضبوط قدموں کی آہٹ اسے اپنے پاس سنائی دی۔اسے لگا پھر سے داور آگیا ہے اس لیے اس نے فوراً ڈر کر سر اٹھایا مگر سامنے سوزین کا بھائی کھڑا حیرانگی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ارے ایلف تم کب آئے؟؟وہ اپنے انسوں صاف کرتی پوچھنے لگی۔

میں تو ابھی آیا۔سوزین نے بھیجا تھا مجھے اس کی کچھ امپورٹنٹ فائیل رہ گئی تھی گھر تو اس نے فون کر کے وہ یہاں سے لے کر اسے آفس میں دے کر جانے کو کہا تھا مگر یہاں آیا تو دروازہ کھلا تھا اور پھر تم یہاں بیٹھی رو رہی تھی۔کیا ہوا تمہیں؟؟کچھ ہوا ہے کیا؟؟وہ اس کے ساتھ صوفے پر بیٹھتا پوچھنے لگا۔

ایلف وہ واپس آگیا۔وہ روتے ہوئے اسے بتانے لگی۔کون واپس آگیا ہمیرہ؟؟ایلف نے شائستہ انگریزی میں پوچھا۔نورے کا باپ واپس آگیا اسے پتالگ گیا میں یہاں ہوں اور نورے کا بھی پتالگ گیا اسے۔وہ میری بیٹی لے جائے گا میں کیا کروں مجھے سمجھ نہیں آرہی؟؟

وہ روتے ہوئے سر ہاتھوں میں گراتی بولی تو ایلف کو بھی پریشانی ہوئی تھی۔میں کوئی مدد کر سکتا ہوں تمہاری؟؟اس نے فکرمندی سے پوچھا تو ہمیرہ نے ایک دم سر اٹھائے اسے دیکھا۔ہ۔۔ہاں بلکل تم مدد کر سکتے ہو میری۔

تم ٹریول ایجنسی میں کام کرتے ہو نہ تو پلیز مجھے یہاں سے بھیج دو کہیں ابھی کے ابھی ورنہ صبح وہ واپس اجائے گا۔وہ اس کے سامنے ہاتھ جوڑ کر

بولی تو ایلف نے اس کے جڑے ہاتھوں کو تھاما تھا۔ ہاتھ مت جوڑو میں کرتا ہوں کچھ تم چلو میرے ساتھ۔

اپنا سامان لو اور نورے کو بھی لو۔ میں تمہیں اپنے ساتھ لے جاتا ہوں اور پھر صبح تک تمہیں پیرس سے دور بھیج دوں گا۔ وہ اسے امید دلاتا بولا تو ہمیرہ کو سکون آیا تھا اور وہ فوراً کمرے کی طرف بھاگی تھی تاکہ اپنا کچھ سامان پیک کر کے نورے کو لیے ایلف کے ساتھ جا سکے۔

######################

وہ گھر واپس آکر سویا نہیں تھا کیونکہ اسے نیند ہی نہیں ارہی تھی۔ بیڈ پر رحمان گہری نیند میں گم تھا جبکہ وہ صوفے پر بیٹھا اپنی گرین آنکھوں کے سامنے موبائل پر نورے کی تصویر نکالے تھا جبکہ اس دوران اس کے چہرے پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹ تھی۔

اسے ابھی بھی یہ بات ایک خواب لگ رہی تھی کہ نورے اس کی بیٹی ہے۔ اسے رحمان کے بعد صرف نورے سے دلی لگاؤ ہوا تھا اور وہ اس بات پر حیران تھا مگر اب وہ اس کی اصل وجہ جان گیا تھا۔ اس دلی لگاو کی وجہ نورے سے اس کا خون کا رشتہ تھا۔

وہ اس کی بیٹی تھی اور اسی لیے جب بھی وہ اسے دیکھتا اسے خوشی اور راحت ملتی تھی کیونکہ خون کی کشش ان دونوں کو ایک دوسرے کے

ساتھ جوڑتی تھی۔اسے ہمیرہ پر یہ سوچ سوچ غصہ آرہا کہ اس کی وجہ سے وہ تین سال تک اپنی بیٹی سے دور رہا مگر اب وہ اپنی بیٹی سے بلکل بھی دور نہیں رہنے والا تھا۔

ہمیرہ کے فلیٹ جانے سے پہلے وہ رحمان کو یہ کہہ کر سلا کر گیا تھا کہ صبح اس کی رئیل والی مما اجائیں گی اور اسی لیے اگر اسے اپنی مما سے ملنا ہے تو جلدی سو جائے جبکہ مما کا سن رحمان کو تو خوشی سے نید نہیں ارہی تھی مگر داور کی شرط پر وہ سو گیا تھا۔

داور نورے کی تصویروں کو ایک ایک کر کے دیکھ رہا تھا کہ پھر سے ہمیرہ کی تصویر سامنے آئی تو وہ بڑے غور سے اس کی مسکراتی تصویر کو دیکھنے

لگا۔ وہ اس کے بچوں کی ماں تھی مگر کبھی بھی داور کو اس کے لیے کوئی فیلنگ محسوس نہ ہوئی تھی۔

وہ ایک سال اس کے ساتھ رہی تھی مگر داور نے کبھی اس کے بارے میں نہیں سوچا تھا شاید ایسا اس لیے کیونکہ اس نے ہمیرہ کے ساتھ وقت گزارا ہی بہت کم تھا۔ وہ صرف رات کو آتا تھا اس کے پاس اور پھر وہ سارا دن ہمیرہ کو کہیں نظر نہیں آتا تھا۔

اور جب وہ پریگننٹ ہو گئی تو اس نے پھر داور کی شکل صرف اس دن دیکھی تھی جب وہ اسے ڈیلیوری کے لیے خود ہاسپٹل لے کر گیا تھا۔ وہ غور سے اس کے چہرے کے ایک ایک نقش کو دیکھ رہا تھا کہ تبھی اسے ڈیوڈ کی کال آئی تھی۔

ڈیوڈ کی کال پر اسے کچھ گڑ بڑ کا احساس ہوا کیونکہ وہ پیرس آنے سے پہلے ڈیوڈ کو بھی کال کر کے پیرس بلا چکا تھا اور ہمیرہ کے گھر کے باہر نظر رکھنے والوں میں وہ بھی شامل تھا۔اس نے فوراً کال پک کی تھی مگر دوسری جانب سے ملنے والے خبر نے اس کو مٹھیاں بھینچنے پر مجبور کر دیا تھا۔

##########################

وہ سوزین کے بھائی کے ساتھ اپنے فلیٹ سے اس کے گھر آ گئی تھی نورے ابھی تک سو رہی تھی۔وہ جب گھر پہنچی تو سوزین وہاں پہلے سے

موجود تھی۔ سوزین کو دیکھ وہ فوراً جا کر اس کے گلے لگتی رونے لگی تھی
۔

ہمیرہ کے رونے پر سوزین کی آنکھوں میں بھی انسوں آ گئے تھے۔
اسے راستے میں ہی ایلف نے کال کر کے اپنے گھر آنے کے لیے کہہ دیا تھا اس لیے وہ سیدھا یہاں آئی تھی۔ سوزین وہ آ گیا مجھ سے نورے کو چھیننے کے لیے۔ اسے پتا لگ گیا نورے کا۔

وہ روتے ہوئے ایک ہی بات دہرا رہی تھی جبکہ ایلف جو سو رہی نورے کو گود میں اٹھائے ابھی اندر آیا تھا ہمیرہ کو روتے دیکھ اسے بھی دکھ ہوا تھا
۔ فکر نہ کرو وہ نہیں لے جا سکے گا نورے کو تم سے دور۔ ہم ہیں نہ تمہارے ساتھ۔ سوزین اس کے انسوں صاف کرتی بولی۔

میں تم لوگوں کو ابھی فرانس کے ہی کسی شیر میں بھیج سکتا ہوں کیونکہ ابھی اور اسی وقت کسی دوسرے ملک بھیج پانا ممکن نہیں۔اور سوزین تم بھی ہمیرہ کے ساتھ جاؤ گی کیونکہ اسے اکیلا نہیں چھوڑ سکتے ہم۔ایلف نورے کو کمرے میں لٹا کر واپس لاؤنج میں آتے ان سے بولا جبکہ سوزین کے ساتھ جانے کا سن ہمیرہ کو سکون آیا تھا۔

کس شہر بھیج رہے ہو؟؟ سوزین نے پوچھا۔میں تم لوگوں کو نائس (فرانس کا ایک شہر) بھیج رہا ہوں۔میرا ایک دوست تم دونوں کو وہاں لے جائے گا۔وہ سوزین کے سوال کا جواب دیتا بولا اور تبھی اس کا فون رنگ ہوا تھا۔شاید آگیا ہے وہ باہر چلو جلدی سے اجاؤ۔

وہ فون کی سکرین کو دیکھ کر بولتا باہر نکل گیا جبکہ ہمیرہ فوراً کمرے کی جانب بڑھی تا کہ نورے کو اٹھا سکے۔جب تک وہ نورے کو گود میں اٹھائے واپس آئی سوزین وہیں کھڑی اس کا انتظار کر رہی تھی اور پھر وہ دونوں ایک ساتھ گھر سے نکلی تھیں۔

##############################

ایلف کا دوست ان دونوں کو اپنی گاڑی میں بیٹھا کر وہاں سے نکل گیا تھا جبکہ ایلف ان کے ساتھ نہیں گیا تھا۔ابھی ان کی گاڑی کو ایلف کے گھر سے دور آئے ادھا گھنٹہ ہوا تھا کہ اچانک تین چار گاڑیوں نے ان کی گاڑی کو اوورٹیک کیا تھا۔اچانک سے گاڑیاں سامنے آنے سے گاڑی ایک جھٹکے سے رکی تھی جس کے سبب ہمیرہ اور سوزین دونوں کے سر

سامنے والی سیٹ سے ٹکرائے تھے جبکہ نورے کو ہمیرہ نے کس کر سینے سے لگا لیا تھا۔

یہ تو شکر تھا کہ نورے کی نید بہت گہری تھی وہ ایک بار سو جاتی تو صبح چھ بجے سے پہلے نہیں اٹھتی تھی اور ابھی رات کے تین کا وقت تھا۔
ک۔۔ کیا ہوا بھائی گاڑی کیوں ایسے روکی ؟؟ ہمیرہ نے پریشانی سے پوچھا
۔وہ اچانک سے سامنے کچھ گاڑیاں آگئی ہیں میں دیکھتا ہوں۔

ایلف کا دوست گاڑی سے نکلتے بولا۔ س۔۔ سوزی م۔۔ میرا دل گھبرا رہا ہے۔ وہ نورے کو یوں ہی سینے سے لگائے نمی بھری آنکھوں سے سوزین کو دیکھتی بولی جبکہ گاڑی میں جلتی لائیٹس میں اس کی آنکھوں

کے انسوں دیکھ سوزین کو اس پر ترس آیا تھا۔ ابھی وہ کچھ کہتی کہ تبھی کسی نے آکر ہمیرہ کی جانب کا دروازہ کھولا تھا۔

باہر نکلو ابھی کے ابھی۔ داور کی آواز پر ہمیرہ کا سانس بند ہوا تھا۔ اس اپنی آنکھیں بند کرتے اس آواز کو اگنور کیا مگر داور نے تھوڑا جھک کر اس کی بازو کو زور سے دبایا تھا۔ ابھی کے ابھی باہر نکلو ورنہ اگر میں نے نکالا تو اچھا نہیں ہو گا۔ وہ ایک ایک لفظ چباتا بولا تو ناچار ہمیرہ کو باہر نکلنا پڑا۔

اس کے باہر نکلتے ہی سوزین بھی باہر نکلی تھی مگر داور کے چہرے کو دیکھ اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئی تھیں۔ تم ؟؟ وہ حیرانگی اور پریشانی سے بولی تو داور اسے دیکھ مسکرایا۔

ہاں میں دوبارہ مل کر خوشی ہوئی۔وہ سوزین سے کہتا ہمیرہ کو دیکھنے لگا جو نورے کو اپنے سینے میں اور چھپانے کی کوشش کر رہی تھی اس کا بس چلتا تو وہ نورے کو اپنے اندر کہیں چھپا کر داور کی نظروں سے دور کر دیتی ۔

گاڑی کا ڈرائیور تو اتنے گنڈے دیکھ کر بھاگ گیا تھا۔ہمیرہ کیا یہ ہے تمہارا شوہر ؟؟ مگر یہ تو وہ انسان ہے جس سے نورے ملنے گئ تھی نورے کا دوست۔ سوزین ہمیرہ کے پاس آتی بولی تو ہمیرہ کی آنکھیں اس کی بات پر کھلی کی کھلی رہ گئ تھیں۔

ہاں بلکل اس کا دوست مگر تم ساتھ میں اس کا باپ بھی کہنا بھول گئی۔ داور ترچھی مسکراہٹ چہرے پر سجائے سوزین سے بولا۔کیوں کر رہے ہو ایسے ہمیرہ کے ساتھ؟؟ چھوڑ دو اسے بخش دو۔ایک بیٹی ہی ہے اس کے پاس وہ بھی چھیننے اگئے ہو۔سوزین اس پر غصہ کرتی بول رہی تھی جبکہ ہمیرہ میں تو بولنے کی بھی ہمت نہیں تھی۔

ڈیوڈ اس کو دور کرو بہت بول رہی ہے۔داور نے تھوڑا دور کھڑے ڈیوڈ سے کہا تو وہ فوراً ان کے پاس آتا سوزین کے منہ پر ہاتھ رکھتا اسے دور گھسیٹتے ہوئے لے گیا۔اب زرا تم مجھے جواب دو کیا میں نے نہیں کہا تھا بھاگنے کی کوشش مت کرنا ورنہ انجام کی زمہ دار تم خود ہو گی؟؟

کہا تھا نہ ؟؟میری کہی بات تمہیں سمجھ نہیں آئی نہ ؟؟تو پھر اب مجھے قصور وار مت ٹھہرانا۔وہ سرد لہجے میں کہتا اس سے نورے کو لینے لگا مگر ہمیرہ روتے ہوئے نہ میں سر ہلاتی نورے کو اسے دینے سے انکار کرنے لگی۔

دونوں کو نورے کی نیند خراب ہونے کا بھی ڈر تھا جبکہ ہمیرہ کو نورے پر کسی طرح بھی گرفت ہلکی نہ کرتے دیکھ داور نے اچانک سے اس کی گردن کی ایک نس دبائی تو وہ حوش وحواس سے بیگانہ ہوتی نیچے گرنے لگی مگر داور نے جلدی سے ایک ہاتھ سے نورے کو پکڑتے دوسرے سے اسے سنبھالا تھا۔

ہمیرہ کو بے ہوش ہوتا دیکھ سوزین ڈیوڈ کے ہاتھوں میں مچلتی اپنے لمبے ناخنوں سے اس کے سفید بازو زخمی کرنے لگی مگر اس کے یہ وار ڈیوڈ کے لیے کچھ بھی نہیں تھے۔ڈیوڈ اس مچلتی مچلی کو بھی آرام دو اور گاڑی میں ڈالو۔

وہ ڈیوڈ کی گرفت میں مچلتی سوزین کو دیکھتا ڈیوڈ سے بولا تو ڈیوڈ نے بھی سوزین کی گردن کی مخصوص رگ دبائی تو وہ بھی بے ہوش ہوتی اپنا سارا وزن ڈیوڈ پر ڈال گئی۔ وین لاؤ اور ان دونوں کو ڈالو اس میں اور میرے لندن والے دوسرے گھر لے جاؤ ان دونوں کو۔

میں بھی کل لندن اجاوں گا۔وہ ڈیوڈ سے بولا تو ڈیوڈ ہاں میں سر ہلاتا سوزین کو بازوں میں اٹھاتے گاڑی میں ڈال کر وین داور کے پاس لے

کر آیا تھا جبکہ داور نے نورے کو پاس کھڑے اپنے آدمی پکڑاتے ہمیرہ کو بھی اٹھا کر وین میں بیٹھایا تھا۔

خیال رہے بھاگ نہ پائیں دونوں۔ وہ ڈیوڈ کو ہدایت دیتا نورے کو واپس سے پکڑ کر سینے سے لگاتا اپنی گاڑی کی جانب بڑھ گیا جبکہ ڈیوڈ گاڑی سٹارٹ کرتا آگے بڑھا چکا تھا۔

####################################

تم اتنی جلدی جا رہی ہو؟؟ ابھی تو صرف چھ بجے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد چلی جانا۔ غزین جوگنگ کر کے واپس آیا تو زحلے جانے کے لیے تیار

بیٹھی تھی۔ نہیں یار مجھے جلدی جانا ہے باران خان دو تین گھنٹوں تک آ جائے گا۔اس لیے مجھے وہاں پہلے جانا ہے۔

وہ اپنا موبائل بیگ میں رکھتی بولی۔اچھا چلو جیسے ٹھیک لگے تمہیں۔اور ہاں میں تمہیں ایک چپ دیتا ہوں تمہیں وہ باران خان کے موبائل میں فٹ کرنی ہے کسی طرح سے۔وہ اسے کہتا کمرے کی جانب بڑھ گیا اور پھر ایک چھوٹی سے ڈبی لے کر آیا جس میں شاید چپ تھی۔

اوکے میں لگا دوں گی نو پروبلم مگر میرے جانے سے پہلے مجھے رنگ تو دیکھا دو بد تمیز انسان۔وہ چپ بھی بیگ میں رکھ کر غزین سے ناراضگی سے بولی تو اس نے مسکراہٹ چھپاتے نہ میں سر ہلایا۔نہیں میں تمہیں وہ تب ہی دیکھاوں گا جب تمہیں شادی کے لیے پرپوز کروں گا۔

وہ انکار کرتا بولا تو زحلے کو اس کے انکار پر غصہ آیا۔ او کے پھر کر لینا تم مجھے پرپوز مگر میں بھی ہاں نہیں کروں گی ریجیکٹ کر دوں گی تمہیں رکھنا پھر اپنی رنگ اپنے پاس۔ وہ غصے سے کہتی اپنا بیگ لے کر جانے لگی کہ غزین نے اس کا ہاتھ پکڑ اسے روکا تھا۔

میں ٹانگیں بھی توڑ دوں گا تمہاری اگر ایسا سوچا بھی تو۔ وہ اس کی انکھوں میں دیکھتا بولا تو زحلے نے مسکرا کر اسے دیکھا۔ اوہو مطلب تم مجھے لنگڑا کر کے چھوڑو گے تا کہ نہ تم مجھ سے شادی کرو نہ کوئی اور اپنائے۔

زحلے نے شرارت سے کہا تو غزین نے اپنا چہرہ اس کے کان کے قریب کیا تھا۔ نہیں میری جان غزین تمہیں کبھی بھی نہیں چھوڑے گا۔ تم میری محبت ہو اگر تمہارے جسم کے ہزار ٹکرے بھی ہو گئے نہ تب بھی غزین تمہیں اپنے پاس ہی رکھے گا کیونکہ تم سے دوری موت کا پیغام ہے میرے لیے۔

اس لیے اگر تمہیں اپنے پاس رکھنے کے لیے مجھے تمہاری ٹانگیں بھی توڑنی پڑیں تو بھی گریز نہیں کروں گا۔ وہ آہستہ آواز مگر پختہ لہجے میں اس کے کان میں بولتا اسے کانپنے پر مجبور کر گیا تھا۔ اللہ کتنی خطرناک باتیں کرتے ہو تم دور ہٹو۔

وہ پہلے اپنا ہاتھ غزین سے چھڑا کر اس کے سینے پر ہاتھ رکھتی اسے دور کرتی بولی تو غزین نے قہقہہ لگایا۔ اللہ ڈرو نہیں مزاق تھا مگر اگر تم نے واقع مجھ سے دور جانے کی بات کی یا شادی سے انکار کیا تو شاید میں ایسا کچھ کر بھی دوں۔

وہ مسکرا کر بولا مگر اس کی وارننگ پر زچ ہوتے اسے گھورتی بنا خدا حافظ کہے اپنا بیگ گھسیٹتے وہاں سے جانے لگی۔ ارے خدا حافظ تو بول دو اور بتاؤ پھر کب آؤ گی۔ غزین نے اس کے پیچھے آتے کہا۔

نہیں اوں گی اب تمہارے پاس دفع ہو جاؤ۔ وہ بنا پلٹے غصے سے بول کر فلیٹ سے نکل گئی جبکہ غزین اس کی ناراضگی پر ہس کر رہ گیا تھا۔

###############№####################

داریہ اور ذزان نے باران کے ساتھ اٹلی جانا تھا مگر داریہ کے لیے ابھی جانا مشکل تھا کیونکہ اس کی اپوزٹ پارٹی بہت زیادہ مسلے کھڑے کر رہی تھی۔اس نے باران کو یہ بات نہیں بتائی تھی کیونکہ وہ سب کچھ خود ہینڈل کرنے والی تھی جیسے شروع سے کر رہی تھی۔

داریہ کے منع کرنے پر باران نے اسے زیادہ فورس نہیں کیا تھا مگر ذزان کو لگے ہاتھوں وارنگ دے آیا تھا کہ اگر اس نے داریہ کو تکلیف پہنچائی تو اس کی سانسوں کو اس کے جسم سے آزاد کرتے ان دونوں بھائیوں کو دیر نہیں لگے گی۔

جیسے ہی اس کا جیٹ اٹلی داخل ہوا اس کے دل کو سکون ملا تھا کیونکہ وہ واپس اس ملک آگیا تھا جہاں پر اس کی زندگی تھی۔ روم پہنچ کر گھر جانے سے پہلے اسے ایک آدمی کے پاس جانا تھا کیونکہ سمگلنگ کو تہہ کردہ وقت سے آگے کرنے سے کچھ مسلے بنے ہوئے تھے اور اسے وہ سب دیکھنے تھے۔

#################################

ہاں بولو کیا مسلہ ہے تمہارے ساتھ جسٹیفر کیوں اتنا واویلا مچا رہے ہو؟؟

وہ اس آدمی کے آفس میں پہنچ کر سیدھا مدے کی بات پر آیا۔ میں واویلا کیوں نہ مچاؤں باران خان آخر تم نے ڈرگز کی سمگلنگ میں دیری کیوں

کی ؟؟ پتا ہے مجھے کڑوروں کا نقصان ہوا ہے اور وجہ صرف تمہارا سمگلنگ کو لیٹ کرنا ہے۔

وہ آدمی اپنی آفس چیئر سے اٹھتا غصے سے بولا۔ آرام سے جسٹیفر مجھے پسند نہیں اپنے سامنے کسی کی اونچی آواز۔ اور میں اپنی مرضی کا مالک ہوں تم مجھ سے سوال نہیں کر سکتے۔ کل پہنچ جائے گا تمہارا مال امریکہ ۔

دوبارہ میرے اڈے پر جا کر تماشہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ باران اسے سرد لہجے میں کہتا وہاں سے جانے لگا مگر جسٹیفر اس کے راستے میں آیا تھا۔ رکو تم ایسے کیسے جا سکتے ہو ؟؟ پہلے میرے ہو چکے نقصان کی بھرپائی کرو۔

اگر تم نے میرے کڑروں روپے کے نقصان کی بھرپائی نہ کی تو تمہارے گودام کو آگ لگادوں گا۔وہ غصے سے لال پیلا ہوتا چیخا تو باران نے اپنی مٹھیاں میچ لی تھیں۔وہ اپنا موڈ خراب نہیں کرناچاہتا تھا مگر سامنے کھڑا ادھیڑ عمر کا آدمی اس کو مجبور کر رہا تھا کہ وہ صبح صبح اپنے ہاتھ خون سے بھرے۔

رگوں میں مچل رہے خون کو تھوڑا آرام دو جسٹیفر ورنہ اگر میرے خون نے جوش دیکھایا تو ابھی جو خون تمہاری رگوں میں بہہ رہا ہے اگلے ہی پل اٹلی کی گندی نالیوں میں بہہ رہا ہو گا۔اور گودام کو آگ لگانے کی دھمکی دینے سے پہلے سوچ لینا کہیں باران خان تمہارے سارے ڈرگز کو جلا کر راکھ نہ کر دے۔

باران نے اس کو غصے سے گھورتے کہا مگر شاید جسٹیفر کو اپنی زندگی پیاری نہیں تھی اس لیے آگے بڑھتا باران کے کورٹ کالر کو پکڑ چکا تھا اور یہاں باران خان کے ضبط کی انتہا ہوئی تھی اور اگلے ہی پل اس نے پھرتی سے اپنے کورٹ سے گن نکال جسٹیفر کے دل کے مقام پر رکھتے شوٹ کیا تھا۔

یہ سب ہوا کے تیز جھونکے کی طرح ہوا تھا اور جسٹیفر کا وجود زمین پر گرا تھا۔مجھے پسند نہیں کوئی میرے گریباں تک پہنچے جس نے پہنچنے کی کوشش کی اس کا انجام یہی ہوا۔

وہ اپنے برینڈ جوتے پہنے بائیں پاؤں سے جسٹیفر کے چہرے کو ٹھوکر مارتا بولا اور پھر اس کے بازو کو پکڑ کو وہ اس کے مردہ وجود کو گھسیٹتے باہر لیجانے لگا۔

ابھی آفس میں کوئی نہیں تھا کیونکہ جسٹیفر نے باران سے ملنے کے لیے سارا اے سٹاف کو چھٹی دے رکھی تھی۔یوں ہی وہ جسٹیفر کے وجود کو گھسیٹتے دوسری منزل سے نیچے آیا تھا اور وہ جہاں جہاں سے گزر کر آیا تھا جسٹیفر کے وجود سے نکلتے خون نے وہاں خون کی لہریں بنائیں تھیں۔

اور یلیو اس کو گودام لے جاؤ اور اس کے ڈر گز کے مال کے ساتھ جلا دو ۔گودام میں کام کرنے والوں سے کہہ دو کہ اگلی سمگلنگ کی تیاری کریں اور اس کا ڈر گز کا مال اب مجھے صرف خاک کی صورت میں نظر آئے۔

وہ آپنی گاڑی کے پاس آ کر وہاں پہلے سے کھڑے اپنے سیکرٹری سے بولا اور خود جا کر اپنی گاڑی میں بیٹھ گیا جبکہ اور یلیو جسٹیفر کے خون سے لے پت جسم کو اٹھا کر گاڑی کی ڈگی میں ڈال کر ڈرائیونگ سیٹ پر آ کر بیٹھتا گاڑی سٹارٹ کر چکا تھا۔

########¢¢¢¢¢########

نورے کو گھر لا کر داور نے رحمان ہے ساتھ لٹا دیا تھا اور خود صوفے پر جا کر لیٹ گیا تھا۔ وہ لمبا چوڑا مرد صوفے پر مشکل سے لیٹا تھا مگر وہ اتنا تھک گیا تھا کہ لیٹتے ہی اسے نیند آ گئی تھی۔ نورے جو روز صبح چھ بجے اٹھ جاتی تھی آج وہ بھی تھوڑی دیر سے اٹھی تھی۔

وہ اپنی چھوٹی چھوٹی آنکھیوں کو اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں کی مٹھیوں سے مسلتی اٹھ کر بیٹھی تو خود کو کسی اور جگہ دیکھ اسے حیرت ہوئی تھی جبکہ اسی حیرت سے اس کے ساتھ اٹھ کر بیٹھا رحمان اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ بھی تھوڑی دیر پہلے ہی اٹھا تھا مگر اپنے ساتھ نورے کو لیٹا دیکھ وہ حیران ہو کر اسے دیکھنے لگا تھا۔

مما! نورے نے ادھر ادھر دیکھتے ہمیرہ کو آہستہ آواز میں پکارا اگر وہ وہاں ہوتی تو جواب دیتی۔ اس نے دو تین بار پھر سے پکارا مگر کہیں سے ہمیرہ کو نہ آتا دیکھ اس کی آنکھیں انسوں سے بھر گئی تھیں اور وہ اونچی آواز میں مما مما کہتی رونے لگی جبکہ رحمان جو اسے بلانے ہی والا تھا اس کے رونے پر وہ ڈر گیا تھا۔

اور خود بھی رونے لگا۔ان دونوں کے زور زور سے رونے سے داور جو گہری نیند میں تھ ہڑ بڑا کر اٹھا تھا۔ک۔۔کیا ہوا ہے کیوں رو رہے ہو دونوں ؟؟داور اپنی نیند سے بند ہوتی آنکھوں کو کھول کر ان کے پاس بیڈ پر جاتا پوچھنے لگا۔

داور کو سامنے دیکھ نورے کے رونے کو بریک لگی تھی۔آپ جہاں تا تر رے او؟؟ مما تہاں ایں؟؟(آپ یہاں کیا کر رہے ہو؟؟ مما کہاں ہیں ؟؟)

نورے نے اپنی انسوں سے بھری آنکھوں سے اسے دیکھتے پوچھا۔جبکہ رحمان کا رونا ابھی بھی جاری تھا۔میں یہاں اس لیے ہوں کیونکہ میں

آپ کا بابا ہوں اور آپ اپنے بابا پاس ہو۔داور مسکرا کر کہتا اسے اپنی گود میں اٹھا چکا تھا۔پل اپ ٹو میلے دوشت تھے نہ؟؟

(پر آپ تو میرے دوست تھے نہ؟؟)وہ معصومیت سے پوچھنے لگی۔
بیٹا میں ہی آپ کا بابا ہوں بس میں اور آپ کی مما کسی وجہ سے دور ہو گئے تھے اور یہ دیکھو یہ آپ کا بھائی۔داور نے اسے پیار سے سمجھاتے آخر میں رحمان کی جانب اشارہ کیا تو رحمان کو خود کو روتے ہوئے گھورتا دیکھ اس نے آنکھیں بند کیں تھیں۔

آہ میرا بچہ آپ کیوں رو رہے ہو؟؟وہ رحمان کو پاس کرتے بولا مگر رحمان نے اس کے ہاتھ جھٹک دیے۔مو دھے نئی بات ترنی آپ شے۔

آپ نے مود ھے تپ نہیں تر وایا مو دھے دیتھابی نئی۔(مجھے نئی بات کرنی آپ سے۔آپ نے مجھے چہ نہیں کروایا مجھے دیکھا بھی نہیں)

وہ اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے اپنے انسوں صاف کرتا بولا جبکہ نورے حیرانگی سے اس کو دیکھ رہی تھی۔ارے ناراضگی چھوڑو میرے جگر اور بہن سے ملو یہ دیکھو تمہاری بہنا آئی ہے گھر اور تم اسے رو رو کر دیکھا رہے ہو۔داور اسے زبردستی اپنے پاس گود میں بیٹھا بولا۔اب نورے اور رحمان دونوں اس کی گود میں بیٹھے تھے۔

میلی تو توئی بہن نئی اے(میری تو کوئی بہن نہیں ہے)۔وہ سوں سوں کرتا بولا۔بہن ہی ہے تمہاری بس تمہاری مما کے پاس تھی۔وہ اس کے گال چومتا بولا جبکہ مما کا نام سن نورے کا رونا پھر شروع ہوا تھا۔

آرے اب کیا ہوا میری بیٹی کو ؟؟ داور نے پریشان ہوتے اس سے پوچھا ۔ مماتہاں ایں مماتو بلائو مودھے مماتے پاش دانااے (مما کہاں ہیں مما کو بلاؤ مجھے مما کے پاس جانا ہے) وہ روتے ہوئے بولی تو داور نے ہونٹ بھنیج لیے ابھی وہ اسے پھر سے چپ کرواتا کہ رحمان بھی رونا شروع ہو گیا۔

مودھے بی ممادو میلی ممادو مودھے آپ نے تہا تھا آد ممااداۓ دی (مجھے بھی ممادو میری ممادو مجھے۔ آپ نے کہا تھا آج مما آجائے گی) وہ روتے ہوئے بولا تو داور نے پریشانی سے روتے ہوئے اپنے دونوں بچوں کو دیکھا تھا جو مما مما کی رٹ لگائے بیٹھے تھے۔

###################################

وہ گھر آیا تو اس کی نظروں نے سب سے پہلے زحلے کو دیکھنے کی خواہش کی تھی مگر وہ اسے کہیں نظر نہ آئی تو وہ خود ہی اسے زور زور سے آوازیں دینے لگا۔جی جی سر آگئی میں۔

وہ اپنے کمرے سے جلدی سے نکلتی اس کے پاس آتی بولی۔اس نے آج مہرون رنگ کا ویلوٹ کا سوٹ پہنا تھا اور اوپر بلیو کلر کی جرسی پہن رکھی تھی۔مگر اس کے سامنے آتے ہی باران کی نظر سیدھا اس کی نتھلی پر گئی تھی اور دل کی دھڑکنوں نے زور پکڑا تھا۔

آہ پہلے کیا مجھ پر کم ظلم کرتی تھیں تمہاری آنکھیں اور مسکراہٹ جواب تم نے ایک اور ہتھیار شامل کردیا میرے قتل کی سازش میں۔ وہ آہستہ آواز میں بڑبڑایا تو زحلے نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔ سوری کیا کہا سر؟؟ اس نے پوچھا تو باران نے نہ میں سر ہلایا۔

کچھ نہیں کہا میں نے بس یونہی۔ باران نہ میں سر ہلاتا بولا جبکہ زحلے کی نظریں تو اس کے گرے کورٹ پر تھیں جہاں خون کے دھبے صاف نظر آرہے تھے۔ زحلے کی نظروں کو اپنے کورٹ پر جما دیکھ اس نے نیچے چہرہ کرتے کورٹ کو دیکھا۔ سر یہ خون کیسے لگا آپ کے کورٹ پر کیا آپ کا ایکسیڈنٹ ہوا؟؟

وہ چہرے پر پریشانی لاتی پوچھنے لگی حلانکہ وہ جانتی تھی کہ ضرور کسی کی روح آج پرواز کر گئی ہوگی۔ نہیں میرا آکسیڈنٹ نہیں ہوا وہ تو میں نے آج ایک آدمی کو اوپر پہنچایا ہے اس کے گندے خون کے داغ ہیں۔

باران نے اسے مسکرا کر ایسے بتایا جیسے کوئی بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہو جبکہ زحلے کو بلکل امید نہیں تھی وہ ایسا جواب دے گا۔

اب یوں حیرانگی سے مت دیکھو تم تو ایسے دیکھ رہی ہو مجھے جیسے تمہیں پتا ہی نہ ہو کہ میں ایک مافیا ڈون ہوں۔ باران مسکرا کر اسے کہتا صوفے پر بیٹھا تھا جبکہ اس کی بات پر زحلے کے رونگٹے کھڑے ہوئے۔ کیا اسے پتا لگ گیا میرے بارے میں؟؟

سب سے پہلا سوال اسے کے ذہن میں یہی آیا تھا مگر پھر کنفرم کرنے کے لیے اس نے تھوک نگلتے باران کو دیکھا۔ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں سر ؟؟اس نے پورے کونفیڈنس سے پوچھا۔

ارے پورا اٹلی مجھے جانتا ہے کہ میں اٹلی کا ڈون ہوں تو ایسا کیسے ممکن ہے کہ تمہیں نہ پتا ہو؟؟ باران نے ترچھی مسکراہٹ سے کہا تو زحلے کو سکون آیا۔

جی سر سنا تھا مگر یقین نہیں تھا۔ پر سر آپ ایسے کیوں ہیں؟؟ڈون تو بلکل بھی اچھے نہیں ہوتے۔ وہ معصومیت سے پوچھنے لگی تو باران کو اس پر بے حد پیار آیا۔ یہ دنیا ہے تو انسانوں کی زحلے مگر یہاں وہ ہی سکون سے رہ سکتا ہے جو خود کو شیطان بنا لے۔

دیکھو میں نے اپنے اندر کے انسان کو مار کر خود کو شیطان بنالیا اور اب سب لوگ میرے سامنے سر جھکاتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں جس دن ہم نے بار ان کے سامنے سر اٹھایا وہ دن ان کی زندگی کا آخری دن ہو گا۔ وہ صوفے سے اٹھ کر زحلے کے پاس جاتا ٹھہر ٹھہر کر بولا تو زحلے کو اس پر بے حد غصہ آیا تھا۔

کیسا انسان تھا وہ کیسے فخر سے کہہ رہا تھا کہ میں شیطان بن چکا ہوں۔

س۔۔ سر کافی یا جوس بان کر لاؤں؟؟ وہ وہاں سے جانے کے پر تولنے لگی۔ نہیں مجھے کچھ نہیں چاہیے ابھی تم جاؤ اپنے کمرے میں جب کچھ چاہیے ہو گا میں مانگ لوں گا۔

اور مجھ سے ڈرنا نہیں میں اپنے وفادار ملازموں کو کچھ نہیں کہتا۔ وہ پہلے کھانے پینے سے انکار کرتا آخر میں اسے پیار سے بولا مگر وفادار پر اس نے کافی زور دیا تھا۔

زحلے نے اس کی بات پر بمشکل مسکراتے سر ہلایا تو وہ بھی ہلکا سا مسکراتا سیڑھیاں چڑھ گیا جبکہ پیچھے زحلے اسے غصے سے گھورتی اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

###########################

کوئی ہے یہاں پلیززز دروازہ کھولو ہمیں باہر نکالو پلیززز میری بیٹی نورے دے دو مجھے خدا کا واسطہ ہے تم لوگوں کو۔ داور پلیززز نورے کو

دے دیں مجھے پلیز زز دروازہ کھولیں۔ وہ روتے ہوئے کب سے دروازہ کھٹکھٹا رہی تھی مگر کوئی بھی دروازہ نہیں کھول رہا تھا۔

ہمیرہ خود کو تکلیف نہ دو کوئی بھی دروازہ نہیں کھولے گا۔ سب کے سب بے حس ہیں یہاں تم رو کر خود کو ہی تکلیف دے رہی ہو۔ سوزین جو کمرے میں موجود بیڈ پر بیٹھی تھی ہمیرہ کے پاس آ کر بولی۔ ہمیرہ نورے رو رہی ہو گی وہ مجھے یاد کر رہی ہو گی انہیں کہو نہ دروازہ کھولیں مجھے میری بیٹی دے دیں۔

وہ سوزین کے گلے لگتی ہچکیوں سے روتے بولی تو سوزین کو غصہ آیا تھا۔ اوئے گھٹیا کمینوں دروازہ کھولو میں کہتی ہوں۔ بہرے ہو کیا جو کسی کی آواز سنائی نہیں دے رہی دروازہ کھولو۔ وہ غصے سے دروازہ کھٹکھٹاتے

بولنے لگی جبکہ اگلے ہی پل کلک کی آواز سے دروازہ کھلا بھی تھا اور ڈیوڈ اندر آیا تھا۔

ڈیوڈ نے اندر آتے ہی سوزین کو خطرناک گھوری سے نوازہ تو سوزین نے بھی اسے دگنی تنگری گھوری سے نوازہ۔ میم یہ لیں نورے میم سے بات کر لیں۔ وہ اپنے فون پر نمبر ملا کر ہمیرہ کو دیتا بولا تو ہمیرہ نے جلدی سے فون پکڑ کر کان سے لگایا تھا۔

ایلو مما تہاں او آپ تب او دی نورے لورئی اے (ہیلو مما کہاں ہو آپ کب آؤ گی نورے رو رہی ہے) فون پک ہوتے ہی نورے سوں سوں کرتی بولی تو ہمیرہ کے انسوں میں اور تیزی آئی تھی۔ نورے میری

جان مما کی جان بابا سے کہو آپ کو مما کے پاس لے آئیں مما بیت یاد کر رہی ہیں آپ کو۔

وہ روتے ہوئے بولی تو دوسری طرف نورے نے داور کو دیکھا جو فون سپیکر پر ہونے کی وجہ سے ہمیرہ کی بات سن چکا تھا۔ بابا مما پاش تلیں۔(بابا مما پاش چلیں) نورے نے نم آنکھوں سے اسے دیکھتے کہا تو داور نے مسکرا کر سر ہلایا۔ اس نے نورے کی ہمیرہ سے بات اسی شرط پر کروائی تھی کہ وہ اسے بابا کہہ کر پکارے گی۔

مما بابا تہتے اوتے (مما بابا کہتے اوکے) نورے نے خوشی سے کہا تو ہمیرہ نے اپنے انسوں صاف کیے۔ ابھی وہ نورے سے کھانا کھانے کا پوچھتی کہ فون کے سپیکر سے ابھرنے والی اگلی آواز نے اس کو ساکت کیا تھا۔

مما! رحمان کی جانب سے بولا جانے والا ایک لفظ ہمیرہ کے دل کو ساکت کر گیا تھا۔اسے یقین نہیں ہوا تھا کہ ابھی اس نے اپنے بیٹے کی آواز سنی۔ مماماں بی آرااے آپ تے پاش۔(ممار حمان بھی آرہا ہے آپ کے پاس)۔

رحمان نے خوشی سے کہا تو ہمیرہ نے پاس کھڑی سوزین کا ہاتھ پکڑتے خود کو گرنے سے بچایا۔م۔۔ میرا بیٹام۔یری جان۔وہ روتے ہوئے بس یہی دو لفظ بولی تھی اور کال کٹ ہو گئی تھی۔کال کٹ ہوتے ہی ڈیوڈ فون کے کر کمرے سے نکل گیا تھا جبکہ سوزین پریشانی سے ہمیرہ کو دیکھ رہی تھی۔سوزی میرے ب۔۔یٹے نے مجھ سے بات کی۔

میں نے اس کی آواز سنی وہ مجھے مما کہہ رہا تھا۔وہ کہہ رہا تھا وہ میرے پاس آرہا ہے۔سوزی میں اپنے بیٹے کو دیکھوں گی۔اسے گلے لگاؤں گی وہ میرے پاس آرہا ہے۔وہ خوشی سے سوزین کو بتانے لگی تو سوزین اس کے چہرے کی خوشی اور رونک دیکھ پر سکون ہوئی تھی۔

###############################

وہ آج مال کا چکر لگانے کے بعد گھر جا رہی تھی کہ اچانک اس کا موڈ ذزان کے آفس جانے کا ہوا۔آج ذزان کا آفس میں پہلا دن تھا اور پہلے ہی دن اس کی بہت اہم میٹنگ تھی۔ذزان کے آفس جانے کا سوچ اس نے گاڑی کا رخ اس کے آفس کی جانب کر لیا۔

آفس کی بلڈنگ کے باہر پہنچتے ہی اس نے داد بھری نظروں سے پوری بلڈنگ کو دیکھا تھا۔ واہ افس تو بہت بڑا ہے جناب کا۔ وہ ہستے ہوئے کہتی اندر بڑھ گئی۔ اس کی ہیل کی ٹک ٹک سب کو اس کی جانب متوجہ کر رہی تھی مگر وہ سب کو اگنور کیے ریسپشنسٹ کے پاس پہنچی تھی۔

ذزان شاہ کا آفس کہاں ہے؟؟ اس نے سیدھا مدعے کے بات کی۔ جی میم آپ کون؟؟ اور آپ کو کیا کام ہے ان سے؟؟ ریسپشنسٹ نے اپنے ازلی مسکرانے والے انداز میں پوچھا۔ تم سے جتنا پوچھا ہے اتنا بتاؤ ذزان شاہ کا آفس کہاں ہے مجھے ملنا ہے اس سے۔

داریہ نے اس کے سوالوں پر سختی سے کہا تو ریسپشنسٹ کے چہرے کی مسکراہٹ غائب ہوئی۔ میم وہ اپنے افس میں نہیں ہیں بلکہ وہ میٹنگ

روم میں ہیں۔ آپ کو اگر ان سے ملنا ہے تو پلیز آپ انتظار کریں۔ ریسیپشنسٹ کی بات سن داریہ نے آنکھیں گھمائی تھیں۔

میٹنگ روم کہاں ہے ؟؟ میں وہاں چلی جاتی ہوں۔ اس نے اپنی گھڑی پر ٹائم دیکھتے کہا۔ میم آپ نہیں جاسکتی وہاں سوری میں آپ کو نہیں بتا سکتی ۔ ریسیپشنسٹ کے انکار پر داریہ کا غصہ اور بڑھا تھا۔

بات سنو میری تم لڑکی۔ میں ذزان شاہ کی بیوی ہوں اور تم مجھے روک نہیں سکتی جلدی بتاؤ کہاں ہے میٹنگ روم۔ وہ غصے سے اسے گھورتی بولی تو اس کی بیوی والی بات پر ریسیپشنسٹ کا سانس سوکھا تھا۔

سوری میم سوسوری آیئے میں آپ کو خود چھوڑ کر آتی ہوں۔ وہ جلدی سے کاؤنٹر سے باہر نکل کر بولی تو دار یہ نے سر جھٹکتے قدم آگے بڑھائے جبکہ وہ لڑکی اسے ساتھ رستہ بتانے لگی۔

####################$#################

مسٹر جسٹن آپ میرا یقین کریں آپ کو ہمارے ساتھ کونٹریکٹ سائن کر کے کسی قسم کا لاس نہیں ہو گا۔ میں نے نیو آفس ضرور جوائن کیا ہے مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ مجھے بزنس کی سمجھ نہیں ہے۔ میں ایک بزنس مین کا بیٹا ہوں اور میں نے بزنس ہی پڑھا ہے تو مجھے بزنس کی ڈیلز کی ایک ایک چیز کا علم ہے۔

وہ میٹنگ کے دوران اپنی سامنے والی پارٹی کو کنوینس کرنے کی کوشش کر رہا تھا مگر سامنے والی پارٹی کو یہ ڈر تھا کہ وہ نیا نیا بزنس دیکھ رہا ہے اس لیے انہیں بزنس میں نقصان ہو گا اس لیے وہ ایگریمنٹ سائین کرنے سے انکار کر رہے تھے۔

ابھی سامنے والی پارٹی کے مسٹر جسٹن کچھ بولتے کہ داریہ میٹنگ روم کا دروازہ کھول کر اندر آئی تھی۔ کیسی جا رہی ہے میٹنگ؟؟ وہ سیدھا ذزان کے پاس جاتی پوچھنے لگی جبکہ اسے دیکھ کر مسٹر جسٹن اور ان سیکرٹری جلدی سے کھڑے ہوئے تھے۔ د۔۔ داریہ خان آپ یہاں ؟؟

وہ حیرانگی سے پوچھنے لگے۔ہاں میں یہاں کیونکہ یہ میرے شوہر کا آفس ہے۔وہ ذزان کے کندھے پر ہاتھ رکھتی بولی۔وہ باہر سے ذزان کا ان کو کنوینس کرنا سن چکی تھی۔ارے آپ ذزان شاہ کی بیوی ہیں ہمیں نہیں پتا تھا۔مبارک ہو شادی کی۔

وہ خوشامد بھرے لہجے میں بولے۔تم بیٹھو نہ کھڑی کیوں ہو؟ذزان اپنی چیئر سے کھڑا ہوتا داریہ کو بیٹھنے کا کہنے لگا۔ارے نہیں تم بیٹھو یہ تمہاری جگہ ہے۔وہ واپس سے ذزان کو بیٹھاتے بولی۔کیا ڈیل پکی ہوئی ؟؟داریہ نے ذزان کو دیکھتے پوچھا۔

نہیں وہ نہیں مان۔۔۔۔۔ارے ڈیل پکی سمجھیے ذزان شاہ ڈیل دن کرتے ہیں ہم۔لائیے اگریمنٹ فائیل پر ابھی سائین کر دیتے ہیں۔

زران ابھی اسے ڈیل کینسل ہونے کا بتا ہی رہا تھا کہ جسٹن جلدی سے بولا۔ تمہارے لیے یہی اچھا ہے جسٹن کہ تم ایگریمنٹ سائین کرو۔

داریہ نے ترچھی مسکراہٹ چہرے پر سجائے جسٹن سے کہا جبکہ اس کا لہجہ وارنگ والا تھا جسے محسوس کرتے جسٹن کے رونگٹے کھڑے ہوئے تھے۔ وہ اچھے سے جانتا تھا داریہ کو آخر وہ روسیا کی مافیا کوئین تھی اور روسیا کے سب سے بڑے مال کی اونر۔

اسی لیے جسٹن نے ڈیل سائن کرلی تھی کیونکہ اسے داریہ کے ہاتھوں مرنے کا شوق نہیں تھا۔

###########################

تم ویسے یہاں کیسے آگئی؟؟ کیا تمہیں میری یاد آرہی تھی؟؟ وہ دونوں گھر واپس جانے کے لیے ایک ساتھ نکلے تھے اور آفس کی پارکنگ میں پہنچ کر ذزان نے شرارت سے پوچھا۔ ویسے ہی یہاں سے گزر رہی تھی تو سوچا دیکھ لوں کہ تمہارا پہلا دن کیسا گزرا اور پہلی ڈیل کسی ہوئی۔

داریہ گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتی بولی۔ میری گاڑی کا کیا کریں گے؟؟ ذزان نے دوسری سیٹ کا دروازہ کھول کر تھوڑا جھکتے داریہ سے پوچھا۔ راجر لے جائے گا ڈونٹ وری بیٹھو گاڑی میں۔

وہ گاڑی میں چابی لگاتی بولی تو ذزان اوکے کہتا فرنٹ سیٹ پر بیٹھتا دروازہ بند کر گیا۔ آج ڈنر باہر کریں؟؟ اچانک ذزان نے کہا تو داریہ نے

پہلے تو خاموشی سے اسے دیکھا اور پھر مسکرا کر اوکے کہتی گاڑی سٹارٹ کرتی آگے بڑھا گئی۔ بل تم دو گے میں نہیں دوں گی۔

گاڑی چلاتے داریہ نے کہا تو ذزان نے قہقہہ لگایا۔اوکے میری ٹریٹ آفس کے فرسٹ ڈے کی اور پہلی ڈیل کی خوشی میں۔ ذزان ڈن کرتا بولا تو داریہ نے گاڑی کی سپیڈ بڑھائی تھی۔

##############################

سر آج آپ کے لیے کیا بناؤں ؟؟ وہ اپنے کمرے سے شام کے چھ بجے باہر نکلا تو لاؤنج میں بیٹھی زحلے نے پوچھا جبکہ پھر سے اس کی نتھلی نے

باران کو اپنی جانب اٹریکٹ کیا تھا۔ آج کچھ نہیں بناؤ آج کھانا باہر کھانے کا موڈ ہے میرا۔

وہ اپنی نظروں کا زاویہ بدل کر صوفے پر بیٹھتا بولا۔ او کے سر تو پھر میں اپنے لیے جو مرضی بنا لوں؟؟ زحلے نے مسکرا کر پوچھا تو باران نے نہ میں سر ہلایا۔ نہیں گھر آج کچھ نہیں بنے گا تم بھی میرے ساتھ چلو آج تمہیں بھی باہر سے کھانا کھلاتا ہوں۔

باران اپنے ماتھے پر بکھرے بالوں کو پیچھے کرتا بولا تو زحلے اس کی بات پر حیران ہوئی۔ نہیں سر میں کیسے جا سکتی ہوں آپ کے ساتھ۔ وہ انکار کرتی بولی۔ کیوں تمہیں کیا ہے جو تم نہیں جا سکتی میرے ساتھ؟؟

باران نے سیدھے ہو کر بیٹھتے اب کہ اسے ڈائریکٹ دیکھتے پوچھا تو زحلے سر جھکاتی خاموش ہو گئی۔ جاو جا کر تیار ہو جاؤ چلتے ہیں باہر کھانا کھانے۔ میں بھی تیار ہو کر آتا ہوں۔ باران اسے حکم دیتا خود بھی کھڑا ہوا۔

سر اتنی جلدی؟؟ وہ پریشانی سے بولی۔ ہاں کیونکہ میرا موڈ میرے فیورٹ ریسٹورنٹ جانے کا ہے اور وہ یہاں سے ڈیڑھ گھنٹے کی مسافت پر ہے تو دیر لگے گی پہنچتے اس لیے تم تیار ہو جاؤ۔ وہ اسے جواب دیتا واپس سیڑھیاں چڑھ گیا۔

دراصل اس کا کوئی بھی فیورٹ ریسٹورنٹ نہیں تھا وہ تو بس زحلے کے ساتھ ایک لونگ ڈرائیو پر جانا چاہتا تھا اور اسی لیے اس نے فیورٹ ریسٹورنٹ کا بہانہ گھڑا تھا۔

####################################

واؤ یار ہم دوبارہ اس ریسٹورنٹ میں آئیں گے وائفی مجھے یہاں کا ماحول اور کھانا اچھا لگا۔ وہ کھانا کھا کر فارغ ہوئے تو ذزان ٹشو سے ہاتھ صاف کرتا دار یہ سے بولا۔ آ جانا جب تمہارا دل کرے مگر میں ہر بار نہیں آنے والی۔

وہ اپنا موبائیل یوز کرتی بولی کہ تبھی پورے ریسٹورنٹ کی لائیٹس آف ہوئی تھیں اور وہاں بنے سٹیج پر جہاں ایک لڑکا گٹار بجاتا انگلش سونگ شروع کر چکا تھا وہاں محظ نیلی اور گرین روشنی رہ گئی تھی جس سے باقی کے ریسٹورنٹ میں بھی ہلکی ہلکی روشنی پھیلی تھی۔

واہ یار یہاں تو ماحول اور زیادہ رومینٹک بنا دیتے ہیں یہ لوگ۔ وہ خوشی سے سامنے دیکھتا بولا مگر دو منٹ بعد اس کی پرجوشی ختم ہوگئی تھی جبکہ دار یہ ابھی بھی فون یوز کر رہی تھی۔ بہت ہی بکواس گانے ہوتے ہیں یار ان انگریزوں کے۔ زرا مزہ نہیں آتا انہیں سن کر۔

گانے تو ہوتے ہیں پاکسانی ڈراموں اور انڈین موویز کے سچی یار دل کو چھو لیتے ہیں۔ وہ داریہ کو دیکھتا بولا تو داریہ نے اپنی نظریں اس کی جانب اٹھائیں۔ تو تم جا کر گالو تمہیں کس نے روکا ہے۔ وہ اسے دیکھتی بولی۔

کیا واقع میں گا سکتا ہوں ؟؟ اسے نے خوشی سے پوچھا۔ ہاں لیکن اگر تم اچھی آواز رکھتے ہو تو ورنہ تمہاری بے سوری آواز سے کسٹمرز بھاگ جائیں گے اور مینیجر نے تمہیں اٹھا کر باہر پھینک دینا ہے۔ وہ کندھے آچکا کر بولی تو ذزان نے اسے گھورا۔

میری آواز بہت پیاری ہے وائفی تم دیکھنا ابھی کیسا جادو بکھیرتا ہوں میں اپنی آواز کا۔ وہ پرجوشی اور چیلنجنگ انداز میں اسے کہتا وہاں سے

اٹھ کر سٹیج کی جانب بڑھا جہاں پر موجود لڑکا اگلے گانے کی تیاری میں تھا

۔

سوری بھائی مداخلت کے لیے معزرت مگر کیا میں بھی ایک سونگ گا سکتا ہوں۔ وہ اس لڑکے سے بولا تو اس نے فوراً گٹار اسے تھما دیا۔ دار یہ حیرانگی سے چہرہ موڑے اسے دیکھنے لگی مگر وہ تھوڑی ایکسائیٹڈ بھی تھی اس کی آواز سننے کے لیے۔

تو لیڈیز اینڈ جنٹلمینز میں یہ سونگ اپنی وائف کے لیے گانا چاہتا ہوں آپ لوگوں کو سمجھ تو نہیں آئے گی پر آپ سب نے سپورٹ کرنا ہے مجھے۔

وہ گوگل سے اپنی بات روسی زبان میں ٹرانسلیٹ کرتا ان سے بولا جس پر سب نے کلیپنگ کرتے اس کا حوصلہ بڑھایا جبکہ اس کی بات پر داریہ کے ہونٹوں پر خوبصورت مسکراہٹ بکھری تھی۔

تھوڑی جگہ دے دے مجھے
تیرے پاس کہیں رہ جاؤں میں
خاموشیاں تیری سنوں
اور دور کہیں نہ جاؤں میں

وہ اپنی خوبصورت آواز میں گانے کے بول گنگناتا داریہ کو دیکھ رہا تھا جبکہ وہاں موجود لوگوں کو اس کی سمجھ تو نہیں آرہی تھی مگر اس کی خوبصورت آواز نے انہیں اپنے سحر میں جکڑا تھا۔

اپنی خوشی دے کے میں تجھے
تیری روح سے جڑ جاؤں میں

داریہ کو بلکل امید نہیں تھی کہ وہ اتنا اچھا گانا گاتا ہو گا۔

ملا جو تو یہاں مجھے
دلاؤں میں یقین تجھے
رہوں ہو کے تیرا صدا
بس اتنا چاہتا ہوں میں

وہ گٹار بجاتے ہوئے گانا گاتا ایک دم رکا تھا اور پھر داریہ کی جانب دیکھتا انگوٹھے اور شہادت کی انگلی سے دل بناتا ساتھ فلائے کس دیتا اس کی مسکراہٹ گہری کر گیا تھا۔

تھوڑی جگہ دے دے مجھے
تیرے پاس کہیں رہ جاؤں میں
خاموشیاں تیری سنوں
اور دور کہیں نہ جاؤں میں

اس کے گانے کے الفاظ داریہ کے دل پر لگ رہے تھے اور وہ دنیا جہان سے بیگانہ ہوتی اس کو دیکھتی مسکراتے ہوئے اس کا گانا سن رہی تھی۔

ہوں بے سہارا تیرے بنا میں

تو جو نہ ہو تو میں بھی نہیں

دیکھوں تجھے یارا جتنی دفع میں

تجھ پہ ہے آتا مجھ کو یقین

سب سے جدا ہو کے میں ابھی

تیری روح سے جڑ جاؤں میں

اب کہ وہ گٹار اسی لڑکے کو پکڑا کر گانا گنگناتے سٹیج سے اتر کر داریہ کی جانب آیا تھا۔ جس پر وہاں کے لوگوں نے کلیپنگ کرنے کے ساتھ ہوٹنگ کی تھی۔

ملا جو تو یہاں مجھے

دلاؤں میں یقین تجھے

رہوں ہو کے تیرا صدا

بس اتنا چاہتا ہوں میں

وہ ٹیبل پر رکھے واس میں سے گلاب کا پھول اٹھا کر داریہ کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھتا پھول اسے پیش کر گیا جسے داریہ نے مسکرا کر پکڑا تھا۔

تھوڑی جگہ دے دے مجھے

تیرے پاس کہیں رہ جاؤں میں

خاموشیاں تیری سنوں

اور دور کہیں نہ جاؤں میں

وہ گانا ختم۔ کرتا کھڑا ہوا اور ساتھ ہی داریہ کو بھی کھڑا کیا اور پھر اسے گول گول گھما کر اس کر کمر کے گرد بازو ڈال کر اسے اپنے قریب کرتا پورے ریسٹورنٹ میں تالیوں کی گونج بلند کر گیا تھا۔ جبکہ داریہ تو بس اس کی براؤن مسکراتی آنکھوں کو دیکھ رہی تھی۔

######################

وہ تیار ہو کر نیچے آیا تو زحلے ابھی تک نہیں آئی تھی اس لیے وہ صوفے پر بیٹھ کر اس کا انتظار کرنے لگا۔ اگر اس کو جاننے والا کوئی اسے ایسے زحلے کا انتظار کرتا دیکھ لیتا تو حیرت کے مارے بے ہوش ہو جاتا کیونکہ انتظار اور باران خان یعنی قیامت کی نشانی۔

اس کے لیے تو ایک منٹ کا مطلب بھی تیس سیکنڈ ہوتا تھا کیونکہ اسے انتظار سے نفرت تھی مگر وہ مغرور انسان اپنا ہر اصول بھلائے بڑی خوشی سے زحلے کا انتظار کر رہا تھا۔

اسے انتظار کرتے پانچ منٹ گزرے تھے کہ زحلے اپنے کمرے سے باہر نکلی تھی۔اس نے ویلوٹ کی گھٹنوں سے نیچے آتی بلیک کلر کی فراک کے ساتھ کیپری اور اوپر گرے کلر کا لونگ فر والا کورٹ پہن رکھا تھا۔

اس نے ایک انچ کی ہیل والے بلیک بوٹ پہنے تھے اور بالوں کی ٹیل پونی ڈالے ہلکی سی مسکراہٹ چہرے پر سجائے باران کو دیکھتی اس کے

پاس آئی تھی۔اس کا چہرہ میک اپ سے پاک تھا اور اس کی یہی سادگی باران کو اچھی لگتی تھی۔

چلیں سر؟؟ وہ مسکرا کر پوچھنے لگی مگر باران کی نظریں تو نتھلی سے ہو کر اس کی لمبی گردن پر ٹکی ہوئی تھیں جو بال پونی میں ہونے کے سبب واضح ہو رہی تھی۔ سر کیا آپ سن رہے ہیں؟؟ زحلے نے اس کی آنکھوں کے سامنے ہاتھ ہلاتے پوچھا تو باران جلدی سے کھڑا ہوتا اس کے پاس سے گزرا مگر اس کے پاس سے گزرتے وہ اس کی پونی کو اتار چکا تھا۔

باران کے اچانک پونی اتارنے سے زحلے کے بال کسی آبشار کی مانند اس کی کمر پر گرے تھے اور اس نے حیرانگی سے پلٹ کر باران کو دیکھا جو بنا

پلٹ کر دیکھے باہر نکل گیا تھا۔اسے کیا ہو گیا؟؟میری پونی سے کیا مسلہ تھا؟؟

وہ اپنے کھلے سلکی بالوں کو ہاتھ لگاتی بولی اور پھر جلدی سے انہیں دائیں جانب آگے کو کرتی باہر کی جانب بڑھ گئی۔ سر میری پونی؟؟اس نے باہر گاڑی کے پاس پہنچ اس سے اپنی پونی کا پوچھا۔میں نے پھینک دی مجھے اچھی نہیں لگی دوبارہ مت پہننا میرے سامنے۔

وہ بنا اس کی جانب دیکھے کہتا گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا جبکہ زحلے کو وہ آج عجیب لگا۔پہلے اسے ڈنر کا کہا اور اتنے اچھے سے بات کی اور اب اس کی پونی سے اسے مسلہ تھا مگر وہ کہاں جانتی تھی کہ اس کی

پونی کی وجہ سے واضح ہوتی اس کی لمبی پتلی گردن باران کو ڈسٹر کٹ کر رہی تھی۔

###############################

اسے اور سوزین کو داور والے گھر پہنچا دیا گیا تھا اور نئے کپڑے بھی دیے گئے تھے انہیں تا کہ وہ چینج کر لیں اور تو اور پالر والی بھی آئی تھی ہمیرہ کو تیار کرنے کے لیے کیونکہ داور چاہتا تھا کہ اس کی رونے کے سبب بری ہوئی حالت دیکھ کر نورے اور رحمان پریشان نہ ہوں۔

وہ دونوں کب سے انتظار کر رہیں تھی ان لوگوں کے آنے کا مگر داور نا جانے کب آنے والا تھا نورے اور رحمان کو لے کر۔ ہمیرہ کے اندر تو

بے چینی کی آگ لگی تھی اس لیے وہ ادھر سے ادھر چکر لگاتی اپنی بے چینی کو کنٹرول کر رہی تھی جبکہ سوزین کی اسے یوں ادھر سے ادھر ٹہلتا دیکھ آنکھیں چکرانے لگ گئی تھیں۔

ہمیرہ بیٹھ جاؤ پلیز ادھر اُدھر ٹہل کر مجھے چکر دلا رہی ہو۔ آجائیں گے نورے اور تمہارا بیٹا یہاں بیٹھو آرام سے۔ سوزین نے اسے کہا تو وہ خاموشی سے اس کے ساتھ صوفے پر جا کر بیٹھ گئی۔ وہ دونوں اس وقت لاؤنج میں بیٹھیں تھیں۔

سارے ملازموں کو گھر کے اندر آنے کی اجازت نہیں تھی سوائے ڈیوڈ کے مگر ابھی وہ بھی باہر گیا ہوا تھا اور وہ دونوں اکیلیں لاؤنج میں بیٹھیں تھیں۔ مما! مما! ام آدئے۔ (مم! مم! ہم آگئے) وہ صوفے پر

بیٹھی ہی تھی کہ اگلے پل داخلی دروازے سے نورے اور رحمان بھاگتے ہوئے اندر آتے بولے جبکہ ان کی آواز سن وہ بجلی کی تیزی سے واپس کھڑی ہوئی تھی۔

نورے کو ہمیرہ سے جا کر لپٹتا دیکھ رحمان بھی اس کے پاس آیا تھا کیونکہ اتنا تو وہ جانتا تھا نورے جس کے پاس جائے گی وہ ہی اس کی مما ہے۔

نیچے بیٹھ کر نورے کو گلے لگائے اس نے بمشکل اپنی آنکھوں سے بہنے کو تیار انسوں کو روکا تھا مگر جیسے ہی نظر نورے کے پیچھے کھڑے رحمان پر گئی جو اسے مسکرا کر دیکھ رہا تھا اس کا اپنے انسواں ہر باندھا بندھ ٹوٹا تھا اور اس نے نورے کو خود سے الگ کرتے رحمان کی جانب باہیں پھیلائیں تھیں جس پر وہ فورا بھاگ کر اس کی باہوں میں سما گیا تھا۔

رحمان کے سینے سے لگاتے ہی اس نے انسوں سے بھری آنکھیں زور سے بند کیں تھیں۔

مما! رحمان نے اس کے سینے سے لگاتے اسے پیار سے پکارا تو ہمیرہ کے گلے میں نمکین انسوں کا گولا اٹکا تھا۔ ج۔۔جی مما ک۔کی جان! وہ اس کے بالوں پر لب رکھتی اٹکتے آ تکے بولی۔ داور جو ابھی اندر آیا تھا وہیں دروازے میں کھڑا ان کو دیکھنے لگا۔ سوزین بھی نورے کو گود میں اٹھائے خوشی سے ہمیرہ اور رحمان کو دیکھ رہی تھی۔

مما آپ میلے پاش تیوں نئ تھیں؟؟ مان آپ تو بوت یاد کرتا تھا۔ (مما آپ میرے پاس کیوں نہیں تھیں؟؟ رحمان آپ کو بہت یاد کرتا تھا) وہ

اس کے گلے لگا اسے بتا رہا تھا کہ وہ اسے یاد کرتا تھا جبکہ ہمیرہ یہ سن کر ہی خوش تھی کہ اس کی اولاد اسے یاد کرتی تھی۔

وہ اسے کیا بتاتی کہ وہ کتنا یاد کرتی تھی اسے۔جب نورے نے چلنا بولنا اسے مما کہنا شروع کیا تو وہ سوزین سے کہتی کہ میرا بیٹا بھی اتنا ہی بڑا ہو گیا ہو گا وہ بھی اب بولتا ہو گا وہ بھی اب چلتا ہو گا۔کیا وہ مجھے یاد کرتا ہو گا ؟؟ کیا اس نے بھی مما کہنا سیکھا ہو گا؟؟

وہ ہر وقت سوزین سے یہی کہتی رہتی تھی اور آج اپنے بیٹے کے منہ سے مما سن جیسے اس کی تڑپتی ممتا کو سکون ملا تھا۔مما نے بھی آپ کو بہت مس کیا میری جان بہت زیادہ مس کیا۔وہ اس کے منہ اور ہاتھوں

کو چومتی بولی جبکہ رحمان کی خوشی تو ختم ہی نہیں ہورہی تھی آخراس کو اس کی مما مل گئی تھی۔

مما تیا جے باقع میلا بائی اے؟؟اول دوشت تہہ رہے تے تہ بو میلے بابا ایں۔(مما کیا یہ واقع میرا بھائی ہے؟؟اور دوست کہہ رہے تھے کہ وہ میرے بابا ہیں۔)نورے سوزین کی گود سے اتر کر ہمیرہ کے پاس جاتی اس کا بازو پکڑ کر بولی تو ہمیرہ نے دروازے میں کھڑے داور کو دیکھا جو اب ان کی جانب ہی ارہا تھا۔

ایک نظر داور کو دیکھتے اس نے مسکرا کر نورے کو دیکھا۔جی میری جان یہ آپ کا بھائی ہے اور وہ آپ کے بابا ہیں۔وہ نورے کو دوسرے بازو میں کرتی بولی۔پل اپ نے تو تہا تھا بابا اللہ جی تے پاس تلے دئے؟؟

(پر آپ نے تو کہا تھا بابا اللہ جی کے پاس چلے گئے) بابا نے بی مودھے جھی تہا تھا تہ آپ اللہ جی تے پاش تلی دئیں (بابا نے نے بھی مجھے یہی کہا تھا کہ آپ اللہ جی کے پاس چلی گئیں)

نورے کو پوچھنے پر رحمان نے بھی داور کے الفاظ دہرائے تھے جبکہ اپنے بچوں کی بات پر دونوں نے ایک دوسرے کو گھورا تھا جو ایک دوسرے کے زندے ہوتے انہیں مرا ہوا بتا رہے تھے بچوں کو۔ وہ اس لیے کیونکہ اللہ جی نے گم کر دیا تھا آپ کے بابا کو اور وہ ہم سے دور چلے گئے تھے۔

گم ہو گئے تھے آپ کے بابا۔اس لیے ہم نے کہا کہ اللہ جی نے اپنے پاس بلا لیا۔ہمیرہ کو کچھ سمجھ نہ آیا تو ایک بونگی سی دلیل دے دی جس پر داور نے اسے گھورا تھا۔او تو بابا دم ہو دئے تھے پل نورے نے بابا تو ڈھونڈ لیا۔(آو تو بابا گم ہو گئے تھے پر نورے نے بابا جو ڈھونڈ لیا)

نورے خوشی سے بولی تو داور کے چہرے پر اس کی بات پر مسکراہٹ آئی تھی اور وہ اگے ہوتا نورے کو گود میں اٹھا کر اس کے گال چومنے لگا۔جی میری جان بابا کو ڈھونڈ لیا نورے نے۔وہ مسکرا کر بولا تو نورے نے کھلکھلاتے اس کے گال ہر ہونٹ رکھے۔مما آپ میلے پاش رہو گی نہ ؟؟(مما آپ میرے پاس رہو گی نہ ؟؟)

رحمان نے واپس سے ہمیرہ کے گلے لگتے پوچھا تو وہ خاموش ہو گئی۔ہاں بیٹا اب ہم سب ساتھ رہیں گے ہمیشہ ہمیشہ۔جواب داور نے دیا تھا جس پر ہمیرہ اسے دیکھ کر رہ گئی۔مجھے میرے گھر بھیج دینا مجھے یہاں رہنے کا شوق نہیں۔

سوزین جو تب سے چپ تھی اچانک بولی تو داور نے اسے دیکھا۔ڈیوڈ کے پاس سے اپنا فون لے لو اور اپنے بھائی کو اطلاع کر دو تاکہ وہ پریشان نہ ہو۔

باقی پرسوں تک ڈیوڈ تمہیں چھوڑ آئے گا۔داور نے سنجیدگی سے کہا تو وہ منہ بگارتی وہاں سے اس کمرے کی جانب چل پڑی جو کمرہ انہیں یہاں آنے پر دیا گیا تھا۔

################$$###################

تم خود آڈر کرو گی اپنے لیے یاں پھر میں ہی کروں ؟؟ وہ ریسٹورنٹ میں بیٹھی ادھر سے اُدھر دیکھ رہی تھی کہ اچانک باران نے اس سے پوچھا۔ میں میکرونی کھاؤں گی بس اور کچھ نہیں۔ وہ مسکرا کر بولی تو باران نے اوکے کہتے ویٹر کو بلایا۔

اچھا تو جب تک کھانا آتا ہے تم مجھے اپنے بارے میں بتاؤ۔ تمہارے کیا شوق ہیں تمہیں کیا پسند ہے ؟؟ اور تم اٹلی کب آئی ؟؟ وہ آڈر لکھوا کر زحلے کی جانب متوجہ ہوتا پوچھنے لگا۔ سر میں جب چھ سال کی تھی تب

میرے امی ابو یہاں آ گئے تھے۔ ہم بہت خوش رہتے تھے پر چار سال پہلے ان کی دیتھ ہو گئی اور میں اکیلی رہ گئی۔

ساری جمع پونجی بھی ختم ہو گئی تو میرے پاس گزارا کرنے کے لیے پیسے بھی نہ بچے اس لیے میں ایک میڈ بن گئی کیونکہ میں زیادہ پڑھی لکھی نہیں تھی اس لیے کوئی دوسری جوب نہ کر سکی۔

باقی میرے کوئی خاص شوک نہیں ہیں سر اور نہ مجھے زیادہ چیزیں پسند ہیں ہاں مجھے پھول اور بچے بہت پسند ہیں۔ بچوں اور پھولوں کو دیکھ کر میں اپنا ہر غم بھول جاتی ہوں۔ باقی میری زندگی سادہ سی ہے۔

اس نے پہلے اسے مسکراتے ہوئے اپنی جھوٹی کہانی سنائی مگر آخر وہ اس نے سچے دل سے بتایا تھا کیونکہ واقع اسے پھول اور بچے بہت پسند تھے۔ بہت سادہ ہو تم تو۔ باران مسکرا کر بولا توزحلے نے مسکرا کر کندھے آچکا دیے۔

تمہیں پتا ہے زحلے تم مسکراتی ہوئی بہت پیاری لگتی ہو اور جب سے تم نے یہ نتھلی پہنی ہے تب سے ایسا لگتا ہے تمہارے مسکرانے سے یہ نتھلی خود پر غرور کرتے چمکتی ہے۔ باران نے اچانک گھمگھیر لہجے میں بات شروع کی توزحلے کی آنکھیں حیرت اور ناسمجھی سے کھلی کی کھلی رہ گئی تھیں۔ یہ کیا کہہ رہے ہیں سر؟؟

وہ حیرانگی سے پوچھنے لگی۔ میری بات ابھی پوری نہیں ہوئی پہلے میری بات سنو۔ باران اس کے بولنے پر اسے چپ کرواتا بولا۔ تمہیں جب پہلی بار دیکھا تھا نہ میں نے تب سے میرا دل تمہارے لیے دھڑکنا شروع ہو گیا۔

اس کی ہر ایک دھڑکن تمہارا نام لیتی ہے اور میں یہ نام بڑی خوشی سے سنتا ہوں۔ تمہاری سیاہ آنکھیں اس دنیا کی سب سے خوبصورت آنکھیں ہیں مجھے انہیں دیکھ کر سکون ملتا ہے۔

"Il mio mondo colorato
abita nei tuoi occhi neri."

میری رنگین دنیا بستی ہے تمہاری سیاہ آنکھوں میں۔

وہ کیا بول رہا تھا اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی سوائے اس کے کہ جو بھی ہو رہا ہے سب غلط ہو رہا ہے۔ یہ سب ان کے پلین میں نہیں تھا نہ اس نے کبھی باران کو اپنی جانب اٹریکٹ کرنے کی کوشش کی تھی پھر وہ کیوں اس سے یہ سب کہہ رہا تھا۔

وہ باران کو دیکھتی پریشانی سے یہ سب سوچ رہی تھی جبکہ باران تو اپنی ہی کہے جا رہا تھا۔

مجھ سے شادی کرو گی زحلے؟؟ باران کے آخر میں پوچھے گئے سوال پر زحلے کو بری طرح سے کھانسی کا دورہ پڑا تھا۔ ارے پانی پیو جلدی سے۔

وہ اسے پانی پکڑاتا اپنی کرسی سے اٹھ کر اس کی کمر تھپتھپاتے لگا مگر زحلے نے اسے روک دیا۔ م۔۔ میں ٹھیک ہوں سر مگر آپ یہ سب کیا بول رہے ہیں ؟؟ وہ اپنا سانس بحال کرتی بولی تو باران مسکراتے ہوئے واپس اپنے ٹیبل پر آیا۔ ایک تو زحلے کے ساتھ ہوتے اس کے چہرے سے مسکراہٹ جاتی ہی نہیں تھی۔

اپنی فیلنگ بتا رہا ہوں تمہیں اور فکر نہ کرو تم سوچ کر جواب دے دینا مگر جواب ہاں ہی ہونا چاہیے کیونکہ نا سننے کی مجھے عادت نہیں ہے۔ اور تمہاری نا کی کوئی اہمیت بھی نہیں ہے۔

وہ شروع میں مسکرا کر کہتا آخر میں سنجیدہ ہوا تھا جبکہ زحلے کو تو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھی وہ کیا کرے۔ ویٹر کھانا لے کر آیا تو اس نے بےزاری سے کھانے کو دیکھا کیونکہ اب تو کھانے سے بھی دل اٹھ گیا تھا مگر باران کے سامنے کھانا ہی پڑنا تھا اسے۔

####################

سارا دن رحمان اس کے پاس رہا تھا ایک پل بھی اس سے دور نہیں ہوا تھا بس اس کی گود میں چڑھا کبھی اس کی گردن میں منہ چھپاتا سکون سے آنکھیں بند کر لیتا تو کبھی اسے نا جانے کون کون سے قصے اپنی توتلی زبان میں سناتا۔

سارا دن اس کے چہرے کی مسکراہٹ اور رونق ذرا مدھم نہ ہوئی تھی اور یہی حال دوسری جانب داور اور نورے کا تھا۔ وہ دونوں باپ بیٹی اور وہ ماں بیٹا سارا دن دنیا جہان سے بیگانہ اپنی ہی دنیا میں مگن تھے جبکہ نیند کی دیوانی سوزین تو سارا دن سوتی رہی تھی۔ رات بھی وہ جلدی سو گئی تھی اور پھر سارا دن بھی سوتی رہی۔

اور اب شام کے وقت وہ اٹھی تھی اور باہر لاؤنج میں جا کر بیٹھ گئی تھی۔ مالی پودوں کو پانی دے رہا تھا اور وہ ادھر ادھر ٹہلتی وہاں لگے خوبصورت پودوں کو دیکھ رہی تھی کہ تبھی گاڑی کے ہارن کی آواز سن کر اس نے گیٹ کی جانب دیکھا جہاں سے گاڑی اندر آئی تھی اور اس میں سے ڈیوڈ نکلا تھا۔

ڈیوڈ کو دیکھ کر سوزین کے چہرے پر غصہ چھایا تھا۔وہ غصے سے لمبے لمبے ڈگ بھرتی اس کے پاس پہنچی۔اوئے سفید موٹے ریچھ میرا فون کہاں ہے دو مجھے۔

وہ اس کے پاس پہنچتی غصے سے بولی تو ڈیوڈ نے حیرانگی سے پہلے خود کو دیکھا جو اس کی سفید دودھ سی رنگت اور اچھی خاصی بوڈی والے جسم کو سفید ریچھ سے ملا رہی تھی اور پھر اسے اوپر سے نیچے تک دیکھا تھا جو وائٹ پینٹ اور ریڈ شرٹ پر بلیک ہڈی پہنے اسے گھورتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔

تمیز سے بات کرو لڑکی تم خود کیا ہو زمین پر چلتی چونٹی جس پر ایک انگلی رکھنے کی دیر ہے اور وہ دنیا سے ہی کوچ کر جائے گی۔ ڈیوڈ نے بھی اپنا حساب پورا کیا تھا۔ تم بد تمیز تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے چونٹی کہنے کی۔

گنڈے کہیں کے مجھے میرا فون دو جلدی۔ وہ غصے اور ٹھنڈ سے ہوئی لال ناک پھلاتی اس کے سامنے اپنا ہاتھ کرتی بولی تو ڈیوڈ نے آنکھیں گھمائی تھیں۔ لو پکڑو اپنا فون مجھے بھی کوئی شوق نہیں اسے اپنے پاس رکھنے کا۔

وہ اپنے لونگ کورٹ کی اندرونی جیب سے اس کا فون نکال کر زور سے اس کی ہتھیلی پر رکھتا بولا تو سوزین اسے گھور کر وہاں سے جانے لگی مگر زمین پر پڑے پانی کے پائپ سے اس کا پاؤں اٹکا تھا۔

اس سے پہلے وہ گرتی ڈیوڈ نے جلدی سے اسے پکرتے اسے سنبھالنا چاہا مگر دونوں ہی گاڑی کے بونٹ پر گرے تھے جس کے سبب دونوں کے ہونٹ ایک دوسرے کے ہونٹوں سے مس ہوئے تھے۔

دونوں کی ہی آنکھیں اس طرح سے ہونٹ ملنے پر پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں اور دھڑکنوں نے زور پکڑا تھا۔ سوزین کے ہوش بحال ہوئے تو وہ جلدی سے ڈیوڈ کے سینے پر ہاتھ رکھتے واپس کھڑی ہوئی تھی۔

دور ہو مجھ سے گھٹیا انسان۔ آہہ میری فرسٹ کس تم جیسے سفید موٹے ریچھ پر ضائع ہو گئی۔ وہ غصے اس پر چلا کر بولتی پیر پٹخ کر وہاں سے چلی گئی تھی جبکہ ڈیوڈ تو ابھی بھی گاڑی کے بونٹ پر لیٹا تھا۔

اس نے آہستہ سے اپنے ہونٹوں کو انگلی کی پوروں سے چھوا تھا اور کچھ دیر پہلے کا سین یاد کیا جب سوزین کے ہونٹ اس کے ہونٹ سے ملے تھے۔میری بھی تو پہلی کس ہی تھی۔وہ کھوئے کھوئے لہجے میں خود سے بولا۔

####################################

آہ بچاؤ بچاؤ جینی راجر بچاؤ کہاں مر گئے ہو سارے کے سارے ادھر مرو۔وہ زور زور سے چیختی جینی اور راجر کو آوازیں لگا رہی تھی مگر کوئی بھی اس کی آواز پر نہیں آیا تھا۔کیا ہوا وائفی ایسے کیوں چیخ رہی ہو؟؟ذزان

جو گھر جلدی آگیا تھا داریہ کو لاؤنج کے صوفے پر چڑھ کر چیختے دیکھ اس کے پاس آتا پوچھنے لگا۔

ذزان آگے مت آو یہاں پر کاکروچ ہے تمہیں کاٹ لے گا۔وہ ذزان کو آگے آنے سے روکتے بولی جبکہ اس کی بات سن کر ذزان نے پہلے تو اسے حیران ہوتے دیکھا اور پھر ایک دم ہسی سے لوٹ پوٹ ہوتا نیچے بیٹھا تھا۔

ت۔۔ تم تم ایک کاکروچ سے ڈر رہی ہو وائفی ہاہاہا مجھے یقین نہیں آرہا۔ داریہ دا گینگسٹر کوئن جس کا پسندیدہ مشغلہ لوگوں کی سانسوں کی ڈور کاٹنا ہے جو کسی سے نہیں ڈرتی ایک کاکروچ سے ڈرتی ہے۔

یہ خبر تو اخبار میں دینی چاہیے کہ روسیا کی گینگسٹر داریہ خان کاکروچ سے ڈرتی ہے۔ وہ ہسی سے پاگل ہوتا اس کا مزاق اڑانے لگا تو داریہ نے صوفے سے کشن اٹھا کر اس کی جانب پھینکا تھا۔ ہسو نہیں اسے مارو جلدی۔ وہ اسے غصے سے بولی تو ذزان بمشکل اپنی ہسی چھپاتا اپنے بوٹ اتار چکا تھا۔

رکو رکو میں ابھی مارتا ہوں۔ وہ ہسی روکتا بولا مگر پھر بھی اس کا لال چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ اندر ہی اندر کتنا ہس رہا ہے۔ یہ لو مار دیا میں نے۔ تم اس سے ڈر رہی تھی دیکھو میں نے اسے کتنی آسانی سے مار دیا۔

وہ کاکروچ کو مار کر اسے انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کی مدد سے اٹھاتا داریہ کے پاس لے کر جاتا بول رہا تھا جبکہ وہ جیسے جیسے اس کے پاس آرہا

تھا داریہ سوکھے سانس سے نہ میں سر ہلاتی اسے قریب آنے سے روک رہی تھی۔

ذزان میرے قریب مت اوا سے لے کر باہر جا کر پھینکو اسے میں تمہیں کہہ رہی ہوں۔وہ صوفے سے اتر کر ذزان سے دور جاتی بولی مگر ذزان بھی اس کے پیچھے پیچھے ہی تھا۔دیکھو تو وا ئفی کچھ نہیں ہو گا تم پکڑو تو اسے مر گیا ہے وہ کچھ نہیں کہے گا وہ تمہیں۔

وہ شرارت سے اپنا بازو آگے کرتا اسے کا کروچ پکرنے کو کہنے لگا تو داریہ چیخ مارتی سیڑھیوں کی جانب بڑھی۔ذزان دفع ہو جاؤ کمینے انسان میرے پاس مت لاؤ اس کیڑے کو۔

ذزان میں کہہ رہی ہوں بہت پچھتاؤ گے تم دیکھ لینا بدتمیز انسان۔ وہ بھاگ کر سیڑھیاں چڑھتے کہتی اسے دھمکی بھی دے گئی تھی جبکہ ذزان ہستا ہوا اس کی دھمکی کو اگنور کرتا خود بھی سیڑھیاں چڑھنے لگا تو دار یہ فورا اپنے کمرے میں جا کر بند ہوئی تھی اور باہر سے آتے ذزان کے قہقہوں کی آواز اور بلند ہوئی تھی۔

پاگل لڑکی قتل کرتے ڈرتی نہیں اور کاکروچ سے ڈر رہی ہے۔ وہ ہستے ہوئے کہتا واپس سے سیڑھیاں اترا تھا تاکہ کاکروچ کو باہر پھینک سکے۔

####################################

("Il mio mondo colorato

abita nei tuoi occhi neri.")

(میری رنگین دنیا بستی ہے تمہاری سیاہ آنکھوں میں۔)

کل رات سے اس کے کانوں میں باران کے الفاظ گھوم رہے تھے اور اسے ابھی بھی یقین نہیں آ رہا تھا کہ باران خان نے اسے یہ سب کہا ہے ۔یہ سب کیا ہو رہا ہے آخر باران خان کو مجھ سے محبت کیسے ہو سکتی ہے ؟؟

نہیں یہ سب کچھ پلین کے خلاف جا رہا ہے نہیں نہیں کچھ کرنا پڑے گا۔ مجھے یہاں آنا ہی نہیں چاہیے تھا عزین سہی کہتا تھا میرا یہاں آنا سہی

نہیں تھا۔اب میں کیا کروں؟؟؟غزین سے بات کروں؟؟؟وہ اپنے کمرے کی کھڑکی سے باہر لان کو دیکھتی خود سے ہی بات کر رہی تھی۔

نہیں نہیں غزین پریشان ہو جائے گا۔مجھے یہاں سے چلے جانا چاہیے بھاڑ میں گیا وہ کمرہ۔غزین اس کے گودام سے بھی بہت سے ثبوت لا سکتا ہے۔گھر میں تو کچھ بھی نہیں ہے اور اس کمرے میں بھی پتا نہیں ہو گا کچھ یا نہیں۔چابی بھی باران خان نے نا جانے کہاں رکھی ہے اس کمرے کی۔کچھ بھی نہیں ملے گا مجھے یہاں سے اور میں ایسے ہی یہاں رہ کر خطرے میں پڑ جاؤں گی۔

وہ یہاں سے جانے کا ارادہ بناتی بولی مگر تبھی اس نے دیہان دیا کہ باہر ہلکی ہلکی بارش ہو رہی ہے۔وہ بارش کی دیوانی تھی مگر اٹلی کی سردی میں بارش میں نہانے کا اسے بہت شوق تھا۔

وہ جانتی تھی کہ سردی کی بارش میں وہ بیمار ہو جائے گی مگر اسے ابھی اپنی خواہش پوری ہوتی نظر آئی کیونکہ پہلے جب بھی بارش ہوئی وہ ہمیشہ غزین کے ساتھ ہوتی تھی اور وہ اسے بارش میں نہانے نہیں دیتا تھا۔ اس لیے وہ خوشی سے ہر بات بھلا کر فوراً کمرے سے نکل کر لان کی جانب بڑھی۔

###################################

کیا بکواس ہے یہ تم لوگ کہاں مرے ہوئے تھے جب گودام میں آگ لگی ؟؟ وہ غصے سے پاگل ہوتا فون پر دوسی جانب موجود آدمی پر بھڑکا۔ اس کی بات سن کر دوسری جانب موجود آدمی نے ناجانے کیا کہا تھا کہ اس نے غصے سے اپنی مٹھیاں میچ لی تھیں جس سے اس کے بالوں سے پاک سفید بازو کی وینز ابھری تھیں۔

مجھے کچھ نہیں سننا بس پتا کرو کہ آخر آگ لگی کیسے ؟؟ میں نے وہ سارے ڈر گز جلانے کا کہا تھا مگر اگر وہ ڈر گز کسی کی سازش سے جلیں ہیں تو مجھے ان کا حساب چاہیے۔ ڈھونڈو اس انسان کو جس نے گودام میں گھس کر سارے ڈر گز کو آگ لگائی ہے۔ وہ غصے سے کہتا فون بند کر کے ٹیبل پر پھینک چکا تھا۔

سارے کے سارے فضول لوگ ہیں کچھ دن گودام میں نہیں گیا تو نا جانے کن کن لوگوں کو رکھ لیا ہے۔ وہ غصے سے کہتا آفس چئیر سے کھڑا ہوتا واپس سے فون اٹھا کر آفس سے باہر جانے لگا مگر تبھی نظر ٹیبل پر رکھے گفٹ پیک پر گئی تھی جبکہ گفٹ پیک کو دیکھتے اس کے چہرے پر موجود غصہ ہوا ہوا تھا اور اب چہرے پر گہری اور خوبصورت مسکراہٹ تھی جو اس کے چہرے کی خوبصورتی کو اور بڑھا رہی تھی۔

اس نے اپنا ہاتھ بڑھاتے اس گفٹ پیک کو اٹھایا تھا۔ اس کے چہرے کی مسکراہٹ اس بات کی گواہی دے رہی تھی کہ یقیناً وہ گفٹ زحلے کے لیے تھا۔

##########################

داور نے نورے اور رحمان کا کمرہ ایک ساتھ ہی سیٹ کروادیا تھا جو کہ اس کے کمرے کے ساتھ اٹیچ تھا۔ ہمیرہ کل بھی رحمان اور نورے کو سلا کر وہیں کمرے میں موجود صوفے پر سوگئی تھی جبکہ آج بھی وہ ادھر ہی سونے کا ارادہ رکھتی تھی۔ جب سے وہ یہاں تھی اس کی اور داور کی کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔

ابھی وہ رحمان اور نورے کو سلا کر صوفے پر جا کر بیٹھی ہی تھی کہ تبھی داور کمرے میں آیا تھا۔ میرے ساتھ چلو۔ وہ اسے دیکھتا آہستہ آواز میں بولا تو ہمیرہ نے ایسے ظاہر کیا جیسے داور کی بات اس نے سنی ہی نہ ہو۔ تمہیں سنائی نہیں دیا میں نے کہا میرے ساتھ چلو۔ اس کو بنا کوئی

رسپونس دیے صوفے پر لیٹنے کی تیاری کرتا دیکھ داور اس کے پاس جا کر اس کا بازو پکڑتا بولا۔

مجھے کہیں نہیں جانا خاص کر تمہارے ساتھ۔ وہ اپنا بازو چھڑاتی بولی تو داور نے غصے سے اسے گھورا تھا۔ وہ اونچی اواز میں بات بھی نہیں کر سکتا تھا کیونکہ بچے سو رہے تھے اور ہمیرہ کے نخرے سانس نہیں لے رہے تھے۔ ٹھیک ہے نہ چلو خود سے مجھے بھی اچھے سے آتا ہے تمہیں ساتھ لیجانا۔

وہ ایک ایک لفظ چبا کر کہتا آگے بڑھ کر اسے گود میں اٹھا چکا تھا جبکہ اس سے پہلے کہ ہمیرہ کی چیخ سے بچے اٹھتے وہ اس کے ہونٹوں پر اپنے ہونٹوں سے لاک لگاتا اس چیخ کو منہ میں ہی قید کر چکا تھا۔

اس کے اس طرح سے کس کرنے پر ہمیرہ کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں اور وہ اس کے سینے ہر مکے مارتی اسے دور کرنے کی کوشش کرنے لگی مگر داور بنا اس کے ہونٹوں سے اپنے ہونٹ ہٹاتا اسے لے کر بچوں کے کمرے سے باہر نکلا تھا اور اپنے کمرے میں آیا تھا۔ کمرے میں آتے ہی وہ اپنے ہونٹ اس کے ہونٹوں سے ہٹا چکا تھا جبکہ ہمیرہ کا تو سانس ہی پھول چکا تھا اور وہ لمبے لمبے سانس لیتی خود کو نارمل کرنے لگی۔

داور نے اسے گود سے اتارتے غور سے دیکھا تھا جو شرم اور غصے سے سرخ ہوئی لمبے سانس لینے کے ساتھ اسے گھور رہی تھی۔ تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے ساتھ ایسا کرنے کی ؟؟ وہ نارمل ہوتی غصے سے چیخی تو

داور نے اس کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ کر اسے دیوار کے ساتھ لگایا تھا۔

آواز نیچے رکھو میرے بچے سو رہے ہیں۔

وہ غصے سے گھورتا بولا تو ہمیرہ نے اس کے ہاتھ ہٹانے کے لیے اپنے ناخنوں کو اس کے سفید بازو اور ہاتھ پر مارا تھا مگر داور کو کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔

مجھے کوئی شوق نہیں ہے تم سے بات کرنے کا یا تم سے مخاطب ہونے کا مگر تمہیں یہ بتانا ضروری ہے کہ اگر تم یہ سوچ رہی ہو کہ تم رحمان کو خود سے اٹیچ کر کے اسے اور نورے کو یہاں سے لے جاؤ گی تو تمہاری خام خیالی ہے یہ۔

میں نے اگر تمہیں اس گھر میں رہنے کی اجازت دی ہے تو صرف میرے بچوں کے لیے کیونکہ ان دونوں کو میرے ساتھ تمہاری ضرورت ہے۔اس لیے زیادہ دماغ چلانے کی ضرورت نہیں ہے۔اور جو تم نے بھاگنے کی کوشش کی تھی اس پر تمہیں بہت بری سزا دینے والا تھامیں مگر صرف بچوں کی وجہ سے چپ ہوں۔

دوبارہ اگر بھاگنے کا سوچا بھی تو بچوں کی وجہ سے بھی نہیں بخشوں گا۔وہ اس کی ڈری سہمی آنکھوں میں اپنی غصے سے ہوئی لال آنکھیں ڈالتا بول رہاتھاجبکہ ہمیرہ کے دل کی دھڑکن اس کے ڈر سے فل تیز رفتار پر بھاگ رہی تھی۔دور ہٹو مجھ سے خبر دار جو مجھے دوبارہ ہاتھ بھی لگایاتو۔

میں بھی یہاں صرف بچوں کے لیے ہوں داور خان مجھے بھی تمہارے ساتھ رہنے کی شوق نہیں ہے اور تمہارا وحشی روپ بھی میں جانتی ہوں اس لیے یہ بھی جانتی ہوں کہ اگر میں یہاں سے گئی تو تم میرے دونوں بچے مجھ سے دور کر دو گے اس لیے بے فکر رہو میں کہیں نہیں جاؤں گی ۔لیکن تم بھی سن لو خبر دار جو مجھے دوبارہ ایسے چھوا تو میں جان لے لوں گی تمہاری۔

داور نے جیسے ہی اپنے ہاتھ اس کے ہونٹوں سے ہٹائے وہ واپس سے بہادر بنتی بولی تو داور نے اس کے غصے پر داد بھری نظروں سے اسے دیکھا تھا۔واہ تمہیں بھی غصے سے چیخنا آتا ہے مجھے دیکھ کر حیرانگی ہوئی مگر میری جان تم غلط بندے پر اپنا غصہ دیکھا رہی ہو کیونکہ میرے سامنے تمہارے اس غصے اور دھمکیوں کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔

اور رہی بات قریب آنے کی تو تم میری ابھی بھی بیوی ہو تو اگر کبھی ضرورت پڑی یا دل کیا تو ہاں میں تمہارے قریب آؤں گا اور تم روک بھی نہیں سکو گی مجھے۔ مگر ابھی بے فکر رہو کیونکہ ابھی داور خان کو تم میں بلکل دلچسپی نہیں ہے۔

وہ اس کے غصے کو اور ہوا دیتا اس کا چہرہ تھپتھپا کر کہتا بیڈ کی جانب بڑھ گیا جبکہ ہمیرہ اس کی پشت کو گھورتی واپس سے بچوں کے کمرے میں جانے لگی تھی مگر داور کی آواز نے اس کے قدم روکے تھے۔ کدھو جا رہی ہو ادھر آ کر لیٹو۔ وہ بیڈ پر بیٹھتا اس سے بولا تو ہمیرہ نے پلٹ کر اسے دیکھا۔

میں تمہارے ساتھ ایک ہی کمرے اور ایک ہی بیڈ پر نہیں سوں گی۔ وہ لفظوں پر زور دیتی بولی۔ یہ بکواس بند کرو اور یہاں آ کر لیٹو۔ زیادہ ڈرامے مت کرو بھولو نہیں جن بچوں کے کمرے میں سونے جا رہی ہو نہ وہ میری بدولت ہی پیدا کیے ہیں تم نے لحاظہ چپ چاپ یہاں آ کر لیٹو ورنہ اگر میں خود تمہیں بیڈ پر لایا تو تمہارے دماغ میں جو ڈر ہے نہ وہ سچ کر دوں گا پھر پچھتاتی رہنا۔

وہ بڑے آرام سے پہلے اسے شرم سے لال کرتا بعد میں دھمکی دے چکا تھا جبکہ ہمیرہ کا دل کر رہا تھا وہ اسے جان سے مار دے مگر پھر اس کی دھمکی سے ڈرتی بیڈ کی دوسری جانب آ کر کنارے پر ہو کر لیٹ گئ۔ اس کے کنارے پر لیٹنے پر داور نے آنکھیں گھماتے سر جھٹکا تھا اور خود بھی لیٹ کر لیمپ کی روشنی بند کر چکا تھا۔

#################################

وہ گھر آ کر گاڑی سے نکلا تو سیدھا نظر لان میں کسی کے وجود پر گئی۔اسے دور سے نظر آگیا تھا کہ وہ زحلے ہے جبکہ اسے حیرت ہوئی تھی کہ اتنی سردی میں وہ آخر بارش میں کیوں نہا رہی تھی۔

اپنا چھاتا کھول کر وہ گاڑی کا دروازہ بند کر کے سیدھا اس جانب ہی بڑھا تھا۔وہ جیسے جیسے اس کے قریب جا رہا تھا وہ اپنے حواس گھو رہا تھا حتی کہ اس نے اپنا چھاتا بھی گرا دیا تھا اور اب بارش کے گرتے قطرے اس کو بھی آہستہ آہستہ بھیگو رہے تھے۔

بارش میں بھیگتی زحلے کو خبر بھی نہیں تھی کہ اس کا بھیگا وجود کسی کے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کو مجروح کر چکا ہے۔وہ بارش میں بھیگتی اپنی ہی دھن میں مگن تھی کہ تبھی کسی نے پیچھے سے اس کے پیٹ کے گرد اپنے بازو باندھ کر اپنا چہرہ اس کی لمبی گردن میں چھپایا تھا۔

وہ جو پہلے مسکرا رہی تھی اچانک کسی کے اس طرح سے چھونے پر اس کے پورے جسم میں سنسنی سی دوڑ گئی تھی جبکہ چہرے سے مسکراہٹ غائب ہونے کے ساتھ دل کی دھڑکن بھی بند ہوئی تھی۔

######################

وہ بارش میں بھیگتی اپنی ہی دھن میں مگن تھی کہ تبھی کسی نے پیچھے سے اس کے پیٹ کے گرد اپنے بازو باندھ کر اپنا چہرہ اس کی لمبی گردن میں چھپایا تھا۔

وہ جو پہلے مسکرا رہی تھی اچانک کسی کے اس طرح سے چھونے پر اس کے پورے جسم میں سنسنی سی دوڑ گئی تھی جبکہ چہرے سے مسکراہٹ غائب ہونے کے ساتھ دل کی دھڑکن بھی بند ہوئی تھی۔

اس نے کانپتے ہاتھوں سے اپنے پیٹ پر بندھے ہاتھوں پر اپنے ہاتھ رکھتے اگلے ہی پل پوری قوت سے ان کی گرفت ہٹاتے مقابل شخص سے دوری بنائی تھی جبکہ اس کے یوں دور ہونے پر باران خان ہوش میں آیا تھا۔

ک۔۔کون ہے؟؟وہ باران کی جانب رخ کرتی سخت لہجے میں بولی مگر جب باران کے چہرے پر نظر پڑی تو اس کی ریڑھ کی ہڈی میں کرنٹ دوڑ گیا تھا۔س۔۔سر آپ؟؟وہ حیرت سے ہلکی آواز میں بولی۔

ہاں میں میرے علاوہ کوئی تمہیں چھو سکتا ہے کیا؟؟وہ بنا شرمندہ ہوئے بولا تو زحلے کے اندر غصے کا ابال اٹھا تھا۔ہمت کیسے ہوئی آپ کی مجھے اس طرح سے چھونے کی میرے قریب آنے کی؟؟بولیں کس حق سے آپ نے مجھے چھونے کی جرت کی؟؟

وہ اس قدر غصے سے باران پر چیخی کہ اس کا پورا چہرہ لال ہو گیا تھا جبکہ سر کے دائیں جانب بری طرح سے درد کی ٹیس اٹھی تھی مگر وہ درد سہہ گئی تھی جیسے ہمیشہ سہتی تھی۔

حق ہی تو چاہتا ہوں میں زحلے تمہیں چھونے کا حق تمہیں جی بھر کر دیکھنے کا حق، تمہاری آنکھوں کو اور تمہاری چمکتی نتھلی کو ہونٹوں سے چھونے کا حق، تمہاری سانسوں میں اپنی سانسوں کو الجھانے کا حق تمہارے وجود کی خوشبو کو محسوس کرتے تمہیں اپنا بنانے کا حق۔ تم بتاؤ کہ کب تم مجھے یہ تمام حق دو گی ؟؟

کب میرے پرپوزل کا جواب دو گی ؟؟ آخر کب تم مجھ سے شادی کرو گی زحلے ؟؟ کب تم خود کو میرے نام کرو گی ؟؟ وہ آگے بڑھ کر زحلے کو

کندھوں سے تھامتا اس کی آنکھوں میں دیکھتا ایک ایک لفظ پر زور دیتا بول رہا تھا جبکہ زحلے خود کو اس سے دور کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

بارش ابھی بھی جاری تھی اور ان دونوں کو بھیگونے کا کام سرانجام دے رہی تھی۔ نہیں کرنی مجھے آپ سے شادی نہیں کرنا مجھے اپنا آپ آپ کے نام۔ میں آپ سے شادی کر ہی نہیں سکتی یہ ناممکن ہے۔

وہ خود کو مسلسل چھوڑانے کی کوشش کرتی بولی تو باران نے اس کے الفاظوں پر ایک دم سے اس کے کندھوں سے اپنی مضبوط گرفت ہٹائی تھی۔

بارش کی وجہ سے بھیگے بال اس کے ماتھے پر گرے ہوئے تھے جبکہ خوبصورت نقوش والے بھیگے چہرے سے گرتے قطرے اس کی ابھری ہڈی والی گردن سے ہو کر اس کے گیلے کورٹ میں جذب ہو رہے تھے ۔کیا کہا تم نے ؟؟

تم مجھ سے شادی نہیں کرو گی ؟؟یہی کہا نہ تم نے ؟؟وہ اپنے گیلے بالوں میں ہاتھ چلاتا ادھر ادھر دیکھتا بولا تو زحلے کو زندگی میں پہلی بار ڈر لگا تھا کیونکہ باران کا لہجہ عجیب تھا۔ بلکل سہی کہا میں نہیں کروں گی آپ سے شادی۔

وہ اپنا ڈر دباتی بولی تو اچانک سے باران نے سر پیچھے گراتے قہقہہ لگایا تھا ۔شاید وہ زندگی میں پہلی بار قہقہہ لگا کر ہسا تھا مگر اس قہقہے میں بھی

ایک پر اسراریت تھی۔تو تمہیں مجھ سے شادی نہیں کرنی تم اپنی جگہ بلکل ٹھیک ہو۔

وہ ہستا ہوا زحلے کو دیکھ کر بولا تو زحلے کو اس کی دماغی حالت پر افسوس ہوا۔اس کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا رہا تھا مگر وہ پھر بھی بمشکل کھڑی تھی۔یہ بات واقع ناممکن ہے کہ ایک سیکرٹ ایجنٹ ایک مافیا ڈان سے شادی کرے۔

سہی کہا نہ؟؟ وہ زحلے کے پاس جا کر اس کے کان میں آہستہ آواز میں بولا تو زحلے کے ارد گرد دھما کے ہوئے تھے۔اس نے حیران نظروں سے باران کو دیکھا جو مسکرا کر اسے دیکھ رہا تھا۔

حیران ہوگئی نہ تم کہ مجھے کیسے پتا تم ایک سیکرٹ ایجنٹ ہو تو مائے پرنسز ز جس دن تم نے میرے مینشن میں قدم رکھا تھا اسی دن سے مجھے پتا ہے کہ تم پاکستان ایجنسی کی کیپٹن ہو جو صرف میرا کیس حل کرنے کے لیے اٹیلین ایجنسی کا حصہ بنی ہے۔

پلین اچھا تھا مگر یوز غلط بندے پر کیا تم لوگوں نے۔ باران خان اس کے ارد گرد آہستہ آہستہ گھومتے ہوئے بولتا اس کے وجود سے جان نکال رہا تھا۔ ت۔۔ تم جانتے تھے ؟؟ زحلے نے سوکھے سانس سے پوچھا۔ اس پل اسے غزین شدت سے یاد آ رہا تھا۔ بلکل جانتا تھا پرنسز ز۔

میں باران خان ہوں جو اپنے علاقے سے گزرنے والے کی بھی پوری ہسٹری رکھتا ہے تم تو پھر گھر پر آئی تھی۔ باران اس کے گال سے چپکی

بالوں کی گیلی لٹ کو کان کے پیچھے کرتا بولا۔ بارش اب رک چکی تھی شاید اس میں بھی ہمت نہیں تھی باران کی بات کے دوران اپنی بوندوں کے شور کو جاری رکھنے کی۔ اوہ تو تم جانتے تھے شروع سے۔

اچھی بات ہے اس طرح سے تو یہ بھی جانتے ہو گے کہ میں غزین سے پیار کرتی ہوں اور اس سے ہی شادی کروں گی تم جیسے مافیا ڈان سے نہیں ۔اور میں بلکل نہیں ڈرتی تم سے۔ جانتی ہوں اب تم مجھے جان سے ہی مار دو گے مگر میں بلکل نہیں ڈرتی تم جیسے شیطان سے۔

وہ ایک لمبی سانس لے کر اپنی فارم میں آتی شیرنی کی طرح دھارتے بولی تو باران اس کے انداز پر مسکرایا تھا۔ سب جانتا ہوں میری جان کہ وہ تمہارا عاشق بھی ایک سیکرٹ ایجنٹ ہے اور میرے پیچھے ہاتھ دھو کر

پڑا ہے مگر کوئی بات نہیں ایک بار میرے ہاتھ لگنے کی دیر ہے اور اس کا اوپر کا ٹکٹ کٹ جائے گا۔

رہی بات تمہیں جان سے مارنے تو پرنسز میں بلکل ایسا ہی کرتا اگر تمہاری شکل اس انسان سے نہ ملتی جو مجھے بے حد عزیز تھا اس دنیا میں۔

جس کو ہمیشہ خوش رکھنے کا باران خان نے وعدہ کیا تھا مگر وہ وعدہ وفا نہ کر پایا۔ تم بلکل وہی شکل لے کر میرے پاس آئی ہو اسی لیے اب تک زندہ ہو ورنہ پہلے دن ہی میرے ٹارچر روم میں تمہاری لاش پڑی ہوتی۔

وہ ترچھی مسکراہٹ چہرے پر سجائے بولا تو اس کی بات پر زحلے نے حیرانگی اور نا سمجھی سے اسے دیکھا تھا۔ وہ کس بارے میں بات کر رہا تھا

؟؟کس کی شکل اس سے ملتی تھی؟؟پریشان نہ ہو پتا لگ جائے گا تمہیں بھی کہ تمہاری شکل کس سے ملتی ہے۔

بس اتنا جان لو کہ یہی چہرہ تمہاری خوش قسمتی ہے کہ جو تمہارے دھوکے پر بھی باران خان تمہیں معاف کر کے سر آنکھوں پر بٹھانا چاہتا ہے اور یہی چہرہ تمہاری بد قسمتی ہے کیونکہ اسی کی وجہ سے تم باران خان کی منظورِ نظر بنی جو اور چاہ کر بھی باران خان کی حدود سے نہیں نکل سکتی۔

اب تم مانو نہ مانو مگر تمہاری اور میری شادی ہو کر رہے گی کیونکہ شاید ایک بار پھر قسمت خان اور خانم کو ملانا چاہتی ہے مگر اس بار کی کہانی پہلی کہانی سے الگ ہو گی کیونکہ اب کی دفع خان اپنی خانم کو کوئی تکلیف نہیں

پہنچائے گا بلکہ اس کی خاطر دنیا تباہ کر دے گا مگر اس کی آنکھوں میں آنسوں نہیں آنے دے گا۔

تو بس تیار رہو کل تم میرے نام ہونے والی ہو ہمیشہ کے لیے۔ وہ اس پر بلکل بھی غصہ نہیں کر رہا تھا بلکہ مسکرا کر اس سے کہتا اس کی گال تھپتھپا کر جانے لگا تو زحلے جو تب سے اس کی بات سن رہی تھی چیخ کر بولی تو باران نے پلٹ کر دیکھا۔ نہیں کروں گی تم سے شادی میں۔

یہ تمہاری خام خیالی ہے کہ زحلے عمر تم سے شادی کرے گی۔ زحلے عمر غزین اسد سے پیار کرتی ہے اور اس کی ہی دلہن بنے گی تم۔۔۔۔۔۔۔۔ جیسے شیطان اور بے۔۔۔۔ حس انسان کی نہیں۔ م۔۔ میں تم س۔۔۔ے کبھی شادی ن۔۔ ہیں کروں۔۔۔

وہ پہلے اپنی آنکھیں سختی سے بند کیے زور سے چیختی بولی مگر سر میں اٹھتے درد اور آنکھوں کے آگے آتے اندھیرے نے آخر میں اس کا لہجہ کمزور کیا تھا اور وہ ایک دم حوش کھوتی گرنے ہی لگی تھی کہ باران نے جلدی سے آگے ہو کر اسے کمر سے تھام کر سنبھالا تھا۔

زحلے کیا ہوا تمہیں؟؟ آنکھیں کھولو کیا ہوا تمہیں؟؟ وہ پریشانی سے اس کا چہرہ تھپتھپاتا بولا مگر زحلے کے جسم میں کوئی حرکت نہ ہوئی تو وہ اسے گود میں اٹھا کر فوراً اندر بڑھا تھا۔

###############################

مماادمان آپ تواپناٹوائے لوم دیتھاتااے۔(مما اور حمان آپ کو اپنا ٹوائے روم دیکھاتا ہے) وہ ہمیرہ کا ہاتھ پکڑ کر ایک کمرے کی جانب لے کر جاتا بولا تو ہمیرہ بھی مسکرا کر اس کے ساتھ چلنے لگی۔

داور آج صبح پانچ بجے سے ہی کہیں گیا ہوا تھا جبکہ نورے سوزین کے ساتھ لان میں کھیل رہی تھی۔ سوزین نے ایلف کو کال کر کے بتا دیا تھا اپنے یہاں ہونے کا مگر وہ ابھی کام کے سلسلے میں کسی اور ملک گیا تھا اس لیے اس نے اسے ابھی وہیں رہنے کا کہا تھا کیونکہ وہ خود اسے لینے آنے والا تھا۔

بے دیتھو میلا ٹوائے لوم۔ (یہ دیکھو میرا ٹوائے روم) وہ اسے کمرے کے اندر لا کر بولا تو کمرے میں موجود کھلونوں کو دیکھ ہمیرہ کی آنکھیں

کھلی کی کھلی رہ گئی تھیں۔ وہاں صرف اور صرف گاڑیاں تھیں یاں کچھ حد تک نکلی پسٹلز۔

بلکل چھوٹے سائز سے لے کر بچوں کے خود سے بیٹھ کر ڈرائیو کرنے والی گاڑیوں تک کے سائز کی ہر طرح اور ہر ڈیزائن کی گاڑی موجود تھی وہاں۔ وہ پورا کمرہ تقریباً پانچ مرلے پر مشتمل تھا اور پورے کا پورا گاڑیوں سے بھرا تھا۔ اتنی ساری گاڑیاں؟؟

وہ حیرت سے بولی تو رحمان ہس کر اس کی ٹانگوں سے لپٹ گیا۔ آں نہ باباتی ترح مان تو بھی دادیاں پشندایں۔ باباتے پاش شیم ایشی ہی دادیاں ایں بلی والیں ایدھل او میں آپ تو دیتھاتا آؤں۔ (ہاں نہ بابا کی طرح

رحمان کو بھی گاڑیاں پسند ہیں۔ بابا کے پاس سیم ایسی ہی گاڑیاں ہیں بڑی والیں۔ ایدھر او میں آپ کو دیکھاتا ہوں۔)

وہ ہمیرہ کا پھر سے ہاتھ پکڑ کر کمرے کی ایک دیوار پر نصف بڑی ساری ونڈو کی جانب لے گیا جس پر پردے گرائے ہوئے تھے۔ ونڈو کے پاس جاتے ہی ہمیرہ نے پردے ہٹائے تو شیشے کی ونڈو سے دوسری جانب ایک بڑا سا گیراج نظر آیا تھا جہاں رحمان کے کہے کے عین مطابق سیم ٹو سیم گاڑیاں تھیں۔

ہمیرہ کا نہیں خیال تھا کہ دنیا میں کسی گاڑی کا ماڈل رہ گیا ہو گا جو یہاں نہ ہو۔ اور واقع داور کے پاس ہر ماڈل کی گاڑی موجود تھی اور وہ سیم ویسی

ہے بچوں والی رحمان کے لیے لاتا تھا۔اس نے رحمان کو شروع سے اپنے جیسا بنایا تھا۔ان دونوں باپ بیٹے کی ڈریسنگ بھی سیم ہوتی تھی۔

کبھی بھی ان دونوں نے مختلف ڈریسنگ نہیں کی تھی۔ جس رنگ اور ڈیزائن کے کپڑے داور خود پہنتا ویسے ہی وہ رحمان کو پہناتا تھا۔یعنی اس نے اپنے بیٹے کو سہی لاڈ اور پیار سے پالا تھا۔

ہنہ جیسا خود ہے ویسا ہی میرے بیٹے کو بنا رہا ہے مگر میں ایسا ہونے نہیں دوں گی۔اپنے بیٹے کو کبھی بھی اس سیاہ اور گہری دلدل میں گر کر ایک مافیا ڈان نہیں بننے دوں گی۔ وہ اندر ہی اندر خود سے عہد کرتی بولی جبکہ رحمان اسے اپنی جانب متوجہ کرتا اپنے گارڈیوں کے پاس لے گیا تھا۔

اچھا نہ وائفی معاف بھی کر دو مجھے سچی میں تو بس مزاق کر رہا تھا۔اب پکا وعدہ دوبارہ نہیں کروں گا ایسا مزاق۔وہ کب سے داریہ کو منانے کی کوشش کر رہا تھا مگر وہ اس کی جانب دیکھ بھی نہیں رہی تھی۔

اسے کسی طرح نہ مانتے دیکھ وہ کچھ سوچتا مسکرا کر بیڈ سے اٹھا تھا اور ڈریسنگ روم کی جانب بڑھا تھا۔بیڈ پر بیٹھ کر دیکھاوے کے طور پر ایل ای ڈی پر چلتی مووی دیکھتی داریہ نے ذزان کے اچانک جانے پر ترچھی نظروں سے ڈریسنگ روم کی جانب دیکھا تھا جبکہ اسے واپس باہر آتا دیکھ وہ فوراً سے خود کو واپس سے بے پرواہ بنا گئی تھی۔

ادھر دیکھو میری طرف یار ایک بار۔وہ اس کا رخ اپنے جانب زبردستی کرتا بولا تو داریہ نے اسے غصے سے گھورا تھا۔مجھے مت گھورو اور یہ دیکھو یہ میں تمہارے لیے لایا ہوں۔اب تو معاف کردو نہ مجھے۔

وہ اس کے سامنے ایک لال لمبی ویلوٹ کی ڈبی کھولتا بولا تو داریہ نے حیرانگی سے اس میں موجود چیز کو دیکھا تھا۔یہ کیا ہے؟؟وہ اسے اپنی انگلی کی پوروں سے چھوتی حیرانگی سے پوچھنے لگی۔یہ پائیل ہے اسے پاؤں میں پہنتے ہیں۔سونے کی ہے یہ اور میں نے یہ خاص کر تمہارے لیے بنوائی ہے۔

پلیز معاف کردو نہ دوبارہ کبھی تمہیں تنگ نہیں کروں گا پرومس۔وہ اس کے ہاتھ میں ڈبی پکڑا کر بولتا آخر میں اپنے کان پکر کر ہونٹ باہر

نکالتا بولا تو داریہ کو وہ بے حد کیوٹ لگا تھا اور اس کے چہرے پر خود بخود مسکراہٹ پھیلی تھی۔ یا ہو تم مسکرائی مطلب معاف کر دیا مجھے شکریہ واقعی شکریہ۔

لاؤ اب میں یہ پائل خود تمہارے پاؤں میں پہناتا ہوں۔ وہ خوشی سے جھومتا اس کے ہاتھ سے ڈبی پکڑ کر بولا جبکہ داریہ تو اس کے مسکراتے خوبصورت چہرے کو دیکھ رہی تھی۔

اسے اچھا لگ رہا تھا اسے خاموشی سے مسکرا کر دیکھنا جبکہ ذزان ایک پائل اٹھا کر اس کا دائیاں پاؤں آگے کر کے اس میں پائل پہننا رہا تھا اور وہ ہر چیز سے بے گانہ بس مسکراتے ہوئے اس کو دیکھ رہی تھی جو نا جانے کیوں اچانک سے اسے اچھا لگنے لگا تھا بلکے بہت اچھا لگنے لگا تھا۔

####################

باران نے لیڈی ڈاکٹر کو بلا کر اس کا چیک اپ کروایا تھا مگر اسے پھر بھی ساری رات ہوش نہ آیا تھا بلکہ دوپہر کے وقت جا کر وہ ہوش میں آئی تھی۔

سر میں اٹھتی درد پر آنکھیں زور سے میچتے اپنے دونوں ہاتھوں سے سر کو تھامے وہ اٹھ کر بیٹھی تھی مگر آنکھیں کھول کر اس نے جیسے ہی نظر کمرے پر ڈالی اسے جھٹکا لگا تھا کیونکہ وہ اس کا کمرہ نہیں تھا۔

جہازی سائز گول بیڈ کی پچھلی دیوار پر بڑے سائز میں لگی باران خان کی تصویر یہ بات واضح کر رہی تھی کہ وہ کمرہ باران خان کا تھا۔ پورے کمرہ جیسے کالے رنگ میں بھیگو دیا گیا تھا۔ کمرے کی دیواروں، چھت اور فرنیچر سے لے کر دیواروں پر لگے پردے اور اے سی تک سیاہ رنگ کے تھے۔

وہ سر کا درد بھلائے حیرانگی سے ادھر اُدھر دیکھتے کمرے کا معائنہ کر رہی تھی کہ تبھی کمرے کے ساتھ اٹیچ باتھ روم کا دروازہ کھلا تھا اور ہاف بازؤں والی بلیو ٹی شرٹ اور ٹراؤزر میں وہ باہر نکلا تھا۔ شکر ہے تم اٹھ گئی ورنہ میں پھر سے ڈاکٹر کو بلانے والا تھا۔

وہ مسکراکر بولتااس کے پاس آیا تھا۔مجھے یہاں کون لایا ہے ؟؟وہ بیڈ سے کھڑی ہوتی سخت لہجے میں پوچھنے لگی۔افکورس میں لایا ہوں میری جان کو کمرے میں وہ بھی اپنی باہوں میں اٹھا کر۔وہ چہرے پر خوبصورت مسکراہٹ سجائے بولا توزحلے کا خون کھولا تھا۔

اس سے پہلے وہ کچھ بولتی اس کا دیہان اپنے کپڑوں پر گیا تھاجو کل رات والے نہیں تھے بلکے چینج کیے گئے تھے۔اپنے بدلے کپڑے دیکھ اس کی آنکھیں دماغ میں آنے والے خیال سے کھلی کی کھلی رہ گئی تھیں۔اس نے انہیں حیران کن نگاہوں سے باران کو دیکھاتو وہ اس کی حیرانگی کی وجہ سمجھ گیا تھااس لیے چہرہ نیچے کرتا مسکرایا۔

تم سہی سوچ رہی ہو جانم میں نے ہی تمہارے کپڑے بدلے تھے کل رات۔ وہ اس کے کان کے پاس اپنے ہونٹ لے جاتا آہستہ آواز میں بولا تو زحلے سے سانس لینا مشکل ہوا تھا۔اس نے باران کے سینے پر ہاتھ رکھتے اسے زور سے پیچھے دھکا دیا تھا۔ تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے ساتھ ایسا کرنے کی ؟؟ تم نے مجھے ناپاک کر دیا گھٹیا انسان۔

وہ زور سے روتے ہوئے چیخی تو سر کا درد اور بڑھا تھا جبکہ اس کی آنکھوں سے گرتے آنسوں دیکھ باران کے چہرے کی مسکراہٹ غائب ہوئی تھی۔اوئے زحلے رو مت یار میں مزاق کر رہا تھا۔ میں نے نہیں بدلے تھے تمہارے کپڑے سچ کہہ رہا ہوں۔

میں نے تمہاری بے ہوشی کا فائیدہ نہیں اٹھایا۔لیڈی ڈاکٹر سے کہہ کر بدلوائے تھے کپڑے میں نے۔پلیز رو نہیں میں مزاق کر رہا تھا بس۔ میں بھلا ایسا کام کیسے کر سکتا ہوں جس سے تمہیں مجھ سے نفرت ہو۔وہ پریشانی سے اس کے پاس جاتے بولتا اس کو کندھوں سے تھامنے لگا مگر زحلے نے اس کے ہاتھ جھٹکتے فاصلہ بنایا تھا۔

دور رہو مجھ سے ہاتھ مت لگانا مجھے۔اور تم چاہے جتنے مرضی اچھے بننے کی کوشش کرو مگر میرے سامنے تمہاری حقیقت چھپی نہیں ہے تم ایک حیوان صفت انسان ہو اور رہو گے۔

وہ غصے اور نفرت سے بھری آنکھوں سے اسے دیکھتی چیخ رہی تھی مگر باران کے چہرے پر کوئی بھی غصے والا تاثر نہیں آیا تھا بلکہ وہ ہونٹوں پر

مسکراہٹ سجائے اپنی کرسٹل گرین آنکھوں میں محبت سموئے اسے دیکھ رہا تھا۔

تمہیں بھوک لگی ہو گی تو بتاؤ کیا کھاؤ گی آج میں خود تمہارے لیے بناتا ہوں۔ وہ محبت بھرے لہجے میں بولا تو زجلے نے اس کے پاس آ کر اسے پیچھے دھکا دیا تھا۔ مجھے نہیں کھانا کچھ بھی مجھے بس یہاں سے جانا ہے تم سے دور جانا ہے۔

وہ چیختے ہوئے بولی تو باران نے اس کا بازو پکڑ کر اسے اپنے قریب کیا تھا ۔تم مجھ پر چیخو چلاؤ چاہو تو مجھے جان سے مار دو مگر دور جانے کی بات نہیں کرو کیونکہ باران خان تمہیں خود سے دور نہیں جانے دے گا۔

کچھ بھی مانگ لو کچھ بھی خواہش کر و وہ چیز میں تمہارے قدموں میں لا کر رکھ دوں گا مگر تمہاری یہ خواہش چھوڑ کر۔

وہ اس کے چہرے پر آئی زلفوں کو ایک ہاتھ سے کان کے پیچھے کرتا آہستہ آہستہ بول رہا تھا جبکہ زحلے اپنا آپ اس سے دور کر رہی تھی آخر میں اس نے زور سے باران کے بازو پر دانت گاڑ دیے تھے۔اس کے کاٹنے سے باران کو درد تو ہوا مگر اس نے اسے چھوڑا نہیں۔

وہ دور ہٹی تو باران کے بازو پر اس کے دانتوں کے نشان چھپ گئے تھے اور وہاں سے باقاعدہ خون بھی نکل رہا تھا۔آہ شکر کاٹنے کے بہانے سے ہی سہی مگر تمہارے ان ہونٹوں نے میرے جسم کو چھوا تو۔

وہ اس کو چھوڑ کر اپنا بازو دیکھتا بولا اور پھر جہاں زحلے نے کاٹا تھا وہاں پر وہ لب رکھ چکا تھا۔اس کی حرکت پر زحلے نے مٹھیاں مینچ لی تھیں۔

آہ دیکھو جانم یہ تو ہماری ان ڈائریکٹ کس ہو گئی۔وہ ہستے ہوئے شرارتی انداز میں بولا تو زحلے اسے گھور کر سائیڈ پر دھکہ دیتی کمرے سے نکلی تھی جبکہ باران بھی اس کے پیچھے ہی تھا۔

##############################

بابا آپ تہاں تھے میں نے آپ تو دیتھا بی نئ شبح شے۔(بابا آپ کہاں تھے؟؟میں نے آپ کو دیکھا بھی نہیں صبح سے)وہ گھر آیا تو نورے

بھاگ کر اس کے پاس جاتی بولی تو اس نے مسکراتے ہوئے اسے گود میں اٹھایا تھا۔ میری جان میں آفس گیا تھا کام بھی تو کرنا ہے نہ۔

وہ نورے کے دونوں گال چومتا بولا تو صوفے پر بیٹھی ہمیرہ اور سوزین نے منہ بگاڑا تھا۔ ہنہ آفس گیا تھا سچ کہو نہ کہ بیٹا کسی کے گھر کا ایک چراغ بجھا کر آیا ہوں۔ وہ آہستہ آواز میں بولی مگر سوزین نے باآسانی اس کی آواز سن لی تھی۔ چپ کرو بچے سن لیں گے۔ وہ اس کو کہنی مارتی بولی تو ہمیرہ نے سر جھٹکا۔

آہ بابا کا شہر بیٹا آگئی بابا کی یاد تمہیں۔ رحمان بھی جا کر اس کی ٹانگ سے چپکا تو دوسرے بازو میں اس نے اسے اٹھاتے پیار کرتے کہا اور

دوسرے صوفے پر بیٹھنے کے لیے آگے بڑھا۔ لکو بابا اب مماتی باری مما توبی کشی دو۔ (رکو بابا اب مما کی باری مما کو بھی کس دو)

نورے اور رحمان ایک ساتھ بولے تو داور اور ہمیرہ نے ایک ہی وقت میں ایک دوسرے کو دیکھا تھا جبکہ سوزین اپنی ہسی چھپاتی فوراً وہاں سے نو دو گیارہ ہوئی تھی۔ نورے رحمان بری بات ایسے نہیں کہتے آپ دونوں جاؤ کھیلو جا کر۔ وہ فوراً صوفے سے کھڑی ہوتی سخت لہجے میں بولی تو اس کے سخت لہجے پر داور نے اسے گھورا تھا۔

اسے کہاں برداشت تھا اس کے بچوں کو کوئی ڈانٹے پھر چاہے وہ ان کی ماں ہی کیوں نہ ہو۔ کیا غلط کہہ رہے ہیں بچے ؟؟ جب بچوں کو ویلکم کس دے سکتا ہوں تو تمہیں کیوں نہیں ؟؟ وہ ترچھی مسکراہٹ سے بولا تو

ہمیرہ نے اسے گھورا تھا۔ ماما ایدھر اونہ بابا سے کشی لو۔ (مما ادھر اونہ بابا سے کس لو)

وہ دونوں داور کی گود سے اتر کر ہمیرہ کو داور کے پاس کھینچ کر لاتے بولے جبکہ ہمیرہ بیچاری سہی پھسی تھی۔ داور کو اس کی حالت مزہ دے رہی تھی۔ وہ دو قدم آگے ہو کر ہمیرہ کے بے حد قریب ہوتا اس کی گال کی جانب جھکا تو ہمیرہ نے جلدی سے گھبرا کر آنکھیں بند کر لیں تھیں مگر اگلے ہی پل اسے ہونٹوں کا لمس گال پر نہیں بلکہ اپنی گردن پر محسوس ہوا تھا اور اس کے پورے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے۔

چلو بچو دے دی تمہاری مما کو بھی کس اب او بابا کے ساتھ بابا آپ کو باہر گھمانے لے کر جاتے ہیں۔ وہ ہمیرہ سے دور ہو کر بچوں سے بولا جبکہ

ہمیرہ تو ابھی بھی اسی حالت میں سٹیچو بنی کھڑی تھی۔ مما بھی ساتھ جائیں دی نہ ؟؟؟ (مما بھی ساتھ جائیں گیں نہ ؟؟؟) نورے نے ہمیرہ کو دیکھتے داور سے پوچھا تو داور نے ایک نظر ہمیرہ کو دیکھا جو سرخ چہرہ لیے اپنے دائیں ہاتھ سے گردن کو رگڑ رہی تھی۔

اس کے ایسا کرنے پر داور نے اپنی ہسی چھپائی تھی کیونکہ اسے مزہ آیا تھا ہمیرہ کو ٹیس کر کے۔ نہیں میری جان مما ہمارے آنے تک مزے مزے کا کھانا بنا کر رکھے گی ہم تینوں تب تک پارک سے ہو کر آتے ہیں ۔وہ مسکرا کہتا واپس سے ان دونوں کو گود میں اٹھا کر باہر بڑھ گیا اور پیچھے ہمیرہ صوفے پر گرنے والے انداز میں بیٹھی تھی۔

##########################№##########

وہ کمرے سے نکل کر جلدی سے سیڑھیاں اترتی لاؤنج میں پہنچی تو وہاں پر مولوی کو بیٹھا دیکھ اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی تھی۔ اچھا ہوا تم خود ہی یہاں آگئی تو چلو پھر نکاح شروع کرتے ہیں۔ مولوی صاحب بھی چار گھنٹوں سے بیٹھے تھک گئے ہوں گے۔

وہ اس کے پیچھے ہی سیڑھیاں اتر کر آتا بولا جبکہ مولوی صاحب کی آپنی حالت ایسی تھی کہ ابھی بھاگ جائیں۔ تمہارے خواب میں ہو گی تمہاری یہ خواہش پوری۔ میں نہیں کروں گی تم سے نکاح۔ وہ غصے سے اسے گھور کر بولتی دروازے کی جانب بڑھی مگر جیسے ہی اس نے دروازے کو کھولنا چاہا اسے علم ہوا کہ دروازہ لاک ہے۔

یہ رہی دروازے کی چابی جانم اس سے کھلے گا دروازہ۔ وہ اپنے ٹراؤزر کی جیب سے ایک چابی نکال کر ٹیبل پر پھینکتا بولا تو زحلے فوراً بھاگ کر اس چابی کے پاس پہنچ کر اسے اٹھا چکی تھی۔ ارے اتنی جلدی مت دیکھاو یار پہلے اس طرف تو دیکھو۔ باران نے اس کا دیہان دائیں جانب دیوار پر لگی بڑی سے ایل سی ڈی پر کیا تھا۔

زحلے نے جیسے ہی ایک ای ڈی پر نظر اتے منظر کو دیکھا تو اس کا سانس رک گیا تھا۔ اسے یقین نہیں آیا تھا کہ باران خان اتنا گر سکتا ہے۔ ایل ای ڈی پر کسی پرائمری سکول کے حال کا منظر تھا جہاں پر سارے بچوں کو جمع کیے باران کے آدمی ان پر گن تانے کھڑے تھے۔

ی۔۔یہ سب کیا ہے باران خان ؟؟ وہ حیرانگی اور پریشانی سے اس کو دیکھتی پوچھنے لگی۔کچھ نہیں بس ایک چوائس رکھی ہے تمہارے سامنے ۔چابی تمہارے ہاتھ میں ہے اور سکول کا منظر بھی تمہارے سامنے ہے ۔

اب یہ تم پر ہے کہ تم اپنی آزادی چنتی ہو یاں ان بچوں کی زندگی۔وہ بڑے شاہانہ انداز صوفے پر بیٹھتا بولا تو زحلے نے ٹیبل پر رکھا پھولوں کا واس غصے سے اٹھا کر پھینکا تھا۔

بند کرو یہ سب کچھ ۔ابھی کے ابھی ان بچوں کو آزاد کرو باران خان۔وہ اس کے پاس آتی چیخ کر بولی تو باران نے اپنی چھوٹی انگلی کو کان میں ڈالا

تھا۔بس کردو یاد اتنا چیخو گی تو گلہ خراب ہو جائے گا اور دوسری بات میں کچھ نہیں کر سکتا اس معاملے میں۔

ان بچوں کی زندگی تمہارے فیصلے پر ٹکی ہے میرا کوئی ہاتھ نہیں اس میں ۔وہ صوفے کے ساتھ پڑے چھوٹے ٹیبل سے شراب کی کین اٹھاتا بولا تو زحلے نے بے بسی سے سکرین پر روتے ہوئے بچوں کو دیکھا۔اسے بے حد افسوس ہو رہا تھا اس وقت کا جب اس نے باران خان کو بتایا کہ اسے بچے پسند ہیں۔

کیوں کر رہے ہو ایسے باران خان ؟؟مت کرو اس طرح۔تمہارا تو اصول تھا کہ تم بچوں اور عورتوں کو نقصان نہیں پہنچاتے۔وہ دھیمے لہجے میں بولی تو باران نے کین سے شراب کا گھونٹ بھرتے اسے مسکرا کر

دیکھا۔ محبت اور جنگ میں سب جائز ہے میری جان پھر کوئی اصول اور کوئی وعدہ نہیں رہتا۔

وہ اسے کہتا سکرین کی جانب دیکھنے لگا۔ پلیز انہیں چھوڑ دو اور مجھے بھی۔ میں غزین سے پیار کرتی ہوں بہت زیادہ پیار میں اس سے ہی شادی کرنا چاہتی ہوں تم سے نہیں کر سکتی۔

وہ اس کے پاس نیچے بیٹھتی اس کے سامنے ہاتھ جوڑ کر آہستہ آواز میں روتے ہوئے بولی تو باران نے ہاتھ میں پکڑی کین کو غصے سے مٹھی میں دبایا تھا اور پھر اس سے دگنے غصے سے سائیڈ پر پھینکا تھا۔

رونا بند کروز حلے عمر ورنہ اچھا نہیں ہوگا۔ میں نے کہا تھا نہ مجھے تمہاری آنکھوں میں آنسوں نہیں دیکھنے۔ اگر تم روئی تو جتنے تمہارے انسوں گریں گے اتنی وہاں بچوں کی لاشیں گریں گیں۔ وہ اسے چپ ہونے کا کہتے دھمکی دیتا بولا۔ تمہاری وجہ سے ہی ہیں یہ انسوں باران خان تم ہی ہوان انسوں کی وجہ۔

تم نے یہ کہا تھا کہ تم کبھی میری آنکھوں میں آنسوں نہیں آنے دوگے تو پھر کیوں کر رہے ہو یہ سب ؟؟ وہ تھوڑی اونچی آواز کرتی بولی جبکہ رونا ابھی بھی جاری تھا۔ میں نے کہا رونا بند کروز حلے۔ اور یہ انسوں میری وجہ سے نہیں ہیں بلکہ مجھ سے دور جانے کی خواہش پوری نہ ہونے پر نکل رہے ہیں۔

لہذہ اگر تم نہیں چاہتی میں ان بچوں کے ساتھ کچھ برا کروں تو رونا بند کرو اور نکاح نامے پر دستخط کرو۔ وہ اسے کندھوں سے تھام کر کھڑا کرتا بولا تو زحلے جلدی سے انسوں صاف کرتے ایل ای ڈی پر دیکھا تھا۔

ا۔۔ گرمیں تم سے ن۔۔ نکاح کرلوں گی تو ت۔۔ تم انہیں جانے دو گے ؟؟اس نے اٹکتے اٹکتے پوچھا۔

اس وقت اسے سمجھ ارہی تھی کہ بے بسی کسے کہتے ہیں۔ہاں بلکل تمہاری قسم چھوڑ دوں گا۔وہ مسکرا کر بولا تو زحلے مرے مرے قدم اٹھاتی صوفے پر جا کر بیٹھ گئی تھی جبکہ باران کی خوشی کی انتہا نہ رہی تھی آخراب زحلے ہمیشہ کے لیے اس کی ہونے والی تھی۔

######################

وہ اندر سے اٹھ کر سیدھا لان میں آئی تھی مگر ڈیوڈ وہاں پہلے سے موجود تھا۔ اسے دیکھ کر سوزین نے منہ چڑھایا تھا۔ پتا نہیں کیوں اسے ڈیوڈ سے اتنی چڑھ تھی۔ وہ وہیں سے واپس جانے لگی کہ ڈیوڈ کی اس پر نظر پڑی تھی۔

رکو لڑکی جو بھی نام ہے تمہارا بات سنو۔ وہ اسے روکتا اس کے پاس آیا تھا۔ کیوں سنوں تمہاری بات ؟؟ وہ اسے کاٹ کھانے کو دوڑی۔ کیونکہ بہت گہری اور ضروری ہو سکتی ہے جو صرف تم سے ہی کرنی ہے مجھے۔ وہ معنی خیز انداز میں بولا تو سوزین نے ناسمجھی سے آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھا۔ کیا مطلب ؟؟

اس نے ناسمجھی سے پوچھا تو ڈیوڈ کے چہرے پر حسین مسکراہٹ چھائی تھی۔وہ مغربی حسن اور شہد رنگ آنکھوں والا نوجوان جب مسکرایا تو سوزین جیسے اس کی مسکراہٹ میں کھو گئی تھی۔

دیکھو میں کھڑا سا بندہ ہوں مجھے بات کو گول مول کرنا نہیں آتا اس لیے سیدھے اور صاف الفاظ میں کہتا ہوں مجھے تم پسند آنے لگی ہو۔آج تک کوئی لڑکی میرا دل نہیں دھڑکا سکی مگر تم نے تو دھڑکنوں کو بڑھانے کے ساتھ خیالوں پر بھی قبضہ کر لیا۔

ویسے تو ہمارے کلچر میں گرل فرینڈ بننے کا پوچھتے ہیں مگر میں تم سے پوچھتا ہوں کیا تم میری بیوی بن کر ہمیشہ میرے ساتھ رہنا پسند کرو گی

؟؟وہ صاف الفاظ میں اس سے اپنی فیلنگ کہہ گیا تھا جبکہ سوزین تو اسے حیرانگی سے دیکھتی رہ گئی تھی۔

ت۔۔ت۔تم پاگل ہو گئے ہو کیا؟؟تم نے یہ سوچ بھی کیسے لیا کہ میں تم سے شادی کروں گی؟؟وہ حیرانگی کے مقبرے سے نکل کر اس پر چیخی تو ڈیوڈ کندھے اچکائے۔بس سوچ لیا میں نے اب تم سوچو اور سوچ کر مجھے جواب دو۔

ویسے تمہارا یہی غصہ اچھا لگتا ہے مجھے۔وہ اسے کہتا واپس پلٹ گیا جبکہ سوزین اس کو گھور کر دیکھ کر رہ گئی تھی۔

##################################

ذزان کہاں تھے تم ؟؟ کب سے تمہیں کال کر رہی تھی میں مگر تمہارا فون آف جا رہا تھا۔ وہ جیسے ہی آفس سے گھر آیا تو کمرے میں پہنچتے ہی دار یہ اس کے پاس آتی بولی۔ وہ کچھ پریشان اور جلدی میں لگ رہی تھی ۔ کیا ہوا ہے وائفی ایسے اتنی ہڑ بڑی میں کیوں ہو ؟؟ وہ اس کو کندھوں سے تھام کر پوچھنے لگا۔

ارے ذزان تمہیں کیا بتاؤں میرے جو دو دو بھائی ہیں نہ ان دونوں نے اتنے بڑے دو دو نہیں بلکے تین تین دھماکے پھوڑے ہیں میرے سر پر ۔ ایک نے نکاح کر لیا اور دوسرا اپنی بیوی کو واپس کے آیا اور سب سے بڑی بات کہ رحمان کی جوڑواں بہن بھی آئی ہے اس بیوی کے ساتھ۔

وہ ذزان کو فکر مندی سے اونچی آواز میں بتاتی بولی تو ذزان کو اس کے انداز پر ہسی آئی تھی۔ تو اب تم کیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہو؟؟ اس نے داریہ کا چہرہ ٹھوڑی سے پکڑ کر پوچھا۔ کرنا کیا ہے تیاری کرو اپنا سامان پیک کرو ہم پہلے اٹلی جائیں گے اور پھر وہاں سے لندن جائیں گے باران بھائی کے ساتھ۔

بھئی لڑنا ہے مجھے جا کر ان سے۔ چلو تم بھی جلدی سے اپنی پیکنگ کرو میری مکمل ہے پیکنگ بس میں نے چینج کرنا ہے۔ وہ اس سے دور ہو کر بولی تو اس کی بات پر ذزان حیران ہوا۔ تم مجھے کیوں ساتھ لے جا رہی ہو ؟؟

اس نے پوچھا تو داریہ جو واش روم میں جانے والی تھی اس کی بات پر رکی ۔کیونکہ تم میرے شوہر ہو اور اب ہماری فیملی کا حصہ ہو۔وہ ہلکی سی مسکراہٹ سجائے بولی تو ذزان اس کی بات پر حیران ہوا۔

مگر ہماری تو کونٹریک میرج تھی نہ تو اس حساب سے تو میں تمہاری فیملی کا ممبر نہ ہوا۔ذزان نے اسے کونٹریک یاد کروایا تو داریہ کے چہرے کی مسکراہٹ غائب ہوئی تھی۔جانتی ہوں مگر ان کے لیے یہ ریل میرج ہے اور جب تک ہمارا یہ کونٹریک ہے تم ہماری فیملی کا حصہ ہو۔

اب جلدی سے اپنے کپڑے رکھو بیگ میں۔وہ سنجیدگی سے کہتے واش روم میں گھس گئی پیچھے ذزان بھی کندھے آچکا کر اپنے حصے والے کمرے میں گیا تھا تا کہ پیکنگ کر سکے۔

##############################

دوپہر سے رات اور رات سے صبح ہو گئی تھی مگر وہ جب سے نکاح ہوا تھا تب سے خود کو اپنے پرانے کمرے میں بند کیے تھی۔ کل دوپہر سے وہ نیچے زمین پر بیٹھی بیڈ کے ساتھ ٹیک لگائے گھٹنوں میں سر دیے سوگ منا رہی تھی۔اب تو اس کے انسوں بھی خشک ہو گئے تھے۔

غزین کا مسکراتا چہرہ پھر سے اس کی آنکھوں کے پردے پر لہرایا تو اس نے تکلیف سے آنکھیں میچ لیں تھیں۔ تم مر جاؤ باران خان تم مر جاؤ۔ میری زندگی کے آخری لمحے میں غزین کے ساتھ گزارنا چاہتی تھی مگر تم نے میری ہر خوشی ہر خواہش تباہ کر دی۔

وہ اپنے بالوں کو مٹھیوں میں دبوچ کر ہلکی آواز میں چیخی تھی۔ میری بد عا ہے اللہ کرے تمہیں بری سے بری موت آئے۔ مر جاؤ تم کسی کار ایکسیڈنٹ میں کسی ٹرک کے نیچے آ جاؤ یاں زندہ جل کر مر جاؤ۔ وہ زمین پر نظریں جمائے غصے سے باران کو بد عائیں دے رہی تھی یہ جانے بغیر کہ وہ مسکراتے ہوئے اس کی بد عائیں سن رہا ہے۔

وہ ڈوپلیکیٹ کی سے اس کے کمرے کا دروازہ کھول چکا تھا اور تھوڑا سا دروازہ کھول کر اس کی چوکاٹھ سے ٹیک لگائے مسکراتے ہوئے اس کی بد عائیں سن رہا تھا۔ بد عائیں کیوں رہی ہو جانم یہ لو گن اور خود ہی اپنی خواہش کو پورا کر لو۔

وہ اندر آ کر اپنے کورٹ کی جیب سے گن نکال کر اس کے سامنے کرتا بولا توز حلے نے نفرت بھری نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا تھا اور پھر اس کے ہاتھ میں پکڑی گن کو۔ دیکھ کیا رہی ہو جانم پکڑو گن اور کر لو اپنی خواہش پوری۔ فکر نہ کرو کوئی تمہیں کچھ نہیں کہے گا تم پر میرا قتل بھی معاف۔

وہ اسے گن اٹھانے کا کہتے بولا توز حلے نے اگلے ہی پل کھڑے ہو کر گن اٹھاتے اسے لوڈ کرتے باران پر تانی تھی۔ اس کے گن تاننے پر باران نے مسکرا کر دل پر ہاتھ رکھتے سر جھکایا تھا۔ تمہارے ہاتھوں سے تو میں مرنا بھی اپنی خوش قسمتی سمجھوں گا۔

وہ واپس سہی سے کھڑا ہوتا آنکھ مار کر بولا توز حلے نے گن پر پکڑ اور مضبوط کی تھی۔ ارے کرو بھی فائیر میں انتظار کر رہا ہوں۔ وہ اسے یوں

ہی کھڑا دیکھ بولا تو اگلے ہی پل کمرے میں فائیر کی آواز گونجی تھی اور باران نے بازو میں اٹھتے درد پر وہاں ہاتھ رکھا تو اس کا ہاتھ خون سے بھر گیا تھا۔

خوش مت ہونا کہ نشانہ چوک گیا میرا۔ در حقیقت ابھی تمہیں نہیں مار سکتی میں باران خان کیونکہ مجھے تمہاری بربادی کو دیکھنا ہے اپنی آنکھوں سے۔ مجھے انتظار ہے اس دن کا جب غزین تمہارے خلاف سارے ثبوت ڈھونڈ کر تمہیں جیل کی سلاخوں کے پیچھے ڈالے گا۔

مجھے انتظار رہے گا اس دن کا میری دعا ہے وہ دن دیکھے بغیر میری آنکھیں بند نہ ہوں باقی میں نے ابھی یہ گولی تمہارے بازو پر تمہیں یہ

بتانے کے لیے ماری ہے کہ میں کوئی کمزور لڑکی نہیں ہوں جو تم سے ڈرتی ہے۔ لہذہ مجھے کمزور سمجھنے کی کوشش مت کرنا۔

مجھے بس اس دن کا انتظار ہے جس دن تمہاری بربادی میں اپنی آنکھوں سے دیکھوں گی۔ تمہیں کمزور ہوتے دیکھوں گی۔ وہ گن پھینک کر اس کے پاس آکر اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مضبوط لہجے میں بولی تو باران نے اپنے بازو کے درد کو بھلائے اس کی کمر کے گرد دوسرا بازو ڈال کر اسے آپنے ساتھ لگایا تھا۔

اگر تمہاری یہ خواہش ہے تو میں خود دعا کروں گا کہ تمہاری دعا جلد ہی قبول ہو جائے۔ وہ اس کی بے خوف آنکھوں میں دیکھتا خمار بھرے لہجے

بولتااس کے ماتھے پر لب رکھ گیا جبکہ زحلے کے لیے اس کا بوسہ بچھو کے ڈنگ کی مانند تھا۔

وہ اسے خود سے دور دھکا دیتی اپنا ماتھا رگڑنے لگی حتہ کہ اس کا ماتھا لال ہو گیا تھا اور اسے جلن ہونے لگ گئی تھی مگر وہ جلن اس کے لیے باران کے بوسے کی حدت سے بہتر تھی۔

اس کا یوں کرنا باران کو برا تو لگا مگر وہ خاموش رہا اور پھر اسی خاموشی سے کمرے سے نکل گیا جبکہ جہاں وہ کھڑا تھا اس جگہ اس کے بازو پر لگی گولی کی وجہ سے کافی خون گرا ہوا تھا اور وہ جہاں سے گزر رہا تھا وہاں پر بھی خون گر رہا تھا۔

##################################

باران کے نکاح کی خبر داور کے لیے بھی کسی جھٹکے سے کم نہ تھی مگر وہ جانتا تھا کہ ایک نہ ایک دن ایسا ضرور ہونا تھا۔ نکاح کی خبر سن کر اس نے بھی باران والے الفاظ دہرائے تھے۔

" لگتا ہے قسمت ایک بار پھر خان اور خانم کو ملا رہی ہے پر کاش اس بار خانم کی زندگی خوشیوں سے بھری ہو اور اس بار خان خانم کو کوئی تکلیف نہ پہنچائے "اسے پتا تھا داریہ جب زحلے کو دیکھے گی اس کو پتا لگ جائے گا کہ آخر اچانک باران نے شادی کیوں کی۔ بابا دیتھو بائز بالش اور ئی اے

۔

(بابا دیکھو باہر بارش ہو رہی ہے) وہ اپنے کمرے میں بیٹھا کچھ پرانی یادوں میں گم تھا کہ رحمان نے آکر اس کی ٹانگ پر ہاتھ رکھتے اسے حال میں کھینچا تھا۔ بیٹا بارش تو آئے روز ہوتی ہے۔ پھر میرا بیٹا آج اتنا خوش کیوں ہے؟؟ اس نے رحمان کو گود میں اٹھا کر اس کی گال پر پیار کرتے پوچھا۔ تیونتہ مماپاش اے اش بار اول اس بار ام مل تر بالش اندوائے تریں دے۔

(کیونکہ مما پاس ہے اس بار اور ہم مل کر بارش انجوائے کریں گے) وہ خوشی سے کلیپ کرتا بولا تو داور نے اسے اپنے سینے سے لگا تھا اور پھر بیڈ سے اٹھ کر ونڈو کے پاس جا کر باہر ہوتی ہلکی ہلکی بارش کو دیکھنے لگا۔

اچانک اس نے نظر نیچے لان پر ڈالی تو اس کی آنکھوں میں حیرانگی ابھری تھی کیونکہ نیچے کوئی لڑکا کھڑا ہمیرہ سے بات کر رہا تھا اور اس سے بات کرتے ہمیرہ کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ دونوں نے اپنے اوپر چھتری لے رکھی تھی۔

اس نے ونڈو کا شیشہ سائیڈ پر کرتے اپنا سارا دیہان ان کی جانب کیا تھا اور پھر اس کی آنکھوں میں اچانک خون اترا تھا کیونکہ اس لڑکے نے ہمیرہ کا ہاتھ تھاما تھا اور ہمیرہ نے اپنا ہاتھ چھڑایا بھی نہیں تھا۔

اب وہ لڑکا اسے ہاتھ ہلاتا وہاں سے چلا گیا تھا اور ہمیرہ بھی اندر آگئی تھی۔ مگر داور کی آنکھیں ابھی لال انگارہ بنی تھیں۔اس کے غصے سے انجان رحمان اس کی گردن میں بازو ڈالے اس کے گال پر لب رکھتا نا جانے کیا

بول رہا تھا مگر داور کو تو کچھ سنائی ہی نہیں رہا تھا اسے تو وہ منظر ہی نہیں بھول رہا تھا۔

###############################

کون تھا وہ جس سے تم تھوڑی دیر پہلے لان میں کھڑی ہس ہس کر باتیں کر رہی تھی ؟؟ رحمان نورے کے ساتھ کھیلنے میں مگن ہوا تو اس نے نیچے آکر صوفے پر بیٹھی ہمیرہ کے بازو کو سختی سے پکڑ کر اسے کھڑا کرتے اپنی خون آشام نگاہوں سے گھورتے پوچھا تو اس کے سرد لہجے پر ہمیرہ کی روح تک کانپ گئی تھی۔

س۔۔سوزین کاب۔۔بھائی تھا۔اسے لینے آیا تھا۔کیوں کیا ہوا؟؟اس نے ڈرتے ڈرتے بتایا جبکہ داور کی نظریں تو اس کے دائیں ہاتھ کو گھور رہی تھیں۔اور پھر اچانک ہی اس نے ہمیرہ کا دائیاں ہاتھ زور سے پکڑ کر دبایا تو ہمیرہ کی چیخ بلند ہوئی تھی۔

یہی ہاتھ ہے نہ وہ جسے تم نے اس کے ہاتھ میں بڑے شوق سے تھمایا تھا؟؟یہی ہاتھ ہے نہ؟؟؟وہ اس کے نازک ہاتھ کو اپنے مضبوط فولادی ہاتھ کی گرفت میں قید کرتا زور سے دباتا غصے سے پوچھ رہا تھا جبکہ ہمیرہ درد کے مارے چیختی اپنا ہاتھ چھڑانے کی کوشش کر رہی تھی۔

چھوڑدیں داور پلیز مجھے درد ہو رہی ہے۔وہ آنکھوں میں آنسوں لیے روتے ہوئے بولی مگر داور نے اس کے ہاتھ کو چھوڑنے کی بجائے اسے

اور زور سے دبایا تھا۔اگر دوبارہ تم نے میری امانت میں خیانت کرتے کسی کو خود کو چھونے دیا تو یاد رکھنا ہمیرہ داور خان تمہارے جسم کے ٹکرے ٹکرے کر کے انہیں آگ لگا دے گا اور یہ تم بھی جانتی ہو داور خان کبھی اپنی کہی بات سے پیچھے نہیں ہٹتا۔

م۔۔میں کوئی خیانت نہیں کر رہی تھی و۔۔ہ بس س۔۔۔وزین کا بھائی تھا اور میرا اچھ۔۔۔ا دوست۔صرف ہات۔تھ ہی تو پکڑا تھا اس نے میرا۔اپ بے ف۔۔۔۔ضول غص۔۔ہ نہ کر۔۔۔۔۔۔۔۔وہ ابھی بول رہی تھی کہ اچانک داور نے اس کا ہاتھ چھوڑ اس کی گردن کے پیچھے ہاتھ رکھ کر اس کا چہرہ اپنے قریب کیا تھا اور پھر اس کے ہونٹوں پر ہی بات اچک لی تھی۔

اس کے یوں اچانک کس کرنے پر ہمیرہ پوری کانپ گئی تھی۔ وہ اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے دور کرنے کی کوشش کرنے لگی مگر داور نے دوسرا ہاتھ اس کی کمر میں ڈال کر اسے اور قریب کیا تھا۔ وہ پوری شدت سے اس کے ہونٹوں کو چومتا جیسے اس پر بیان کرنا چاہتا تھا کہ اس پر صرف داور خان کا حق ہے۔

کس کا دورانیہ جیسے جیسے بڑھ رہا تھا ہمیرہ کو لگ رہا تھا کہ اس کا سانس بند ہو جائے گا وہیں داور ہر چیز سے بیگانہ اس میں کھویا تھا۔ آخر اس پر ترس کھاتے وہ اس سے دور ہوا تھا۔ اگلی بار کوئی تمہارے بال تک کو نہ چھوئے ہمیرہ ورنہ وہ شخص تو جان سے جائے گا ہی تمہارے پورے جسم کو بھی آگ لگا دے گا داور خان۔

وہ اس کی تھوڑی کو تھام کر ایک ایک لفظ چبا کر بولتا وہاں سے چلا گیا تھا جبکہ ہمیرہ دل کے مقام پر ہاتھ رکھتی اپنی سانسوں کو سہی کرنے کی کوشش کر رہی تھی مگر داور کی دھمکی بھرے الفاظ اس کے اندر ایک ڈر بیٹھا گئے تھے جو اس کے پورے جسم کو کانپنے پر مجبور کر رہا تھا۔

#############################

یہ پہن لو تمہیں کسی سے ملوانا ہے آج۔ وہ اس کے سامنے ساڑھی رکھتا بولا جبکہ بیڈ پر بیٹھی زحلے نے اسے نفرت سے دیکھا جس کی بازو پر صبح لگی گولی کی وجہ سے پٹی بندھی تھی اور اس نے ہاف بازو والی ٹی شرٹ ہی پہن رکھی تھی۔

نہیں پہننی مجھے یہ ساڑھی اور نہ کسی سے ملنا ہے مجھے۔ وہ اپنے سامنے پڑی گرے رنگ کی ساڑھی کو نیچے پھینک کر بولی تو باران نے اپنی مٹھیاں میچ کر اپنا غصہ ضبط کیا تھا۔ ایک سخت نظر زحلے پر ڈال کر اس نے جھک کر ساڑھی کو اٹھا کر واپس بیڈ پر رکھا اور خود بھی ساتھ بیڈ پر بیٹھا تھا۔ دیکھو زحلے آج تو یہ غلطی کر دی تم نے دوبارہ مت کرنا۔

یہ ساڑھی بہت اہم ہے میرے لیے۔ اس لیے میں برداشت نہیں کروں گا کہ تم اسے یوں نیچے پھینکو۔ خیر اٹھو اسے پہنو تمہیں کسی سے ملوانا ہے مجھے۔

وہ اس کے ہاتھ میں زبردستی ساڑھی تھماتا نرمی سے سمجھاتا بولا تو زحلے نے اس بار نیچے تو نہیں پھینکی ساڑھی مگر اسے سائیڈ پر رکھ دیا تھا۔ نہیں پہننی سنا نہیں تم نے۔

وہ غصے سے بولی تو باران نے لمبا سانس کھینچ کر اپنا غصہ کنٹرول کیا۔ مجھے سختی نہیں کرنی تم پر زحلے اس لیے پیار سے کہہ رہا ہوں تو مان لو۔ وہ اسے دیکھتا بولا تو زحلے نے اس کی بات کو اگنور کرتے منہ دوسری جانب کر لیا۔

اگر اگلے دو منٹ میں تم اٹھ کر چینج کرنے نہ گئی تو میں قسم کھا کر کہتا ہوں زحلے باران خان کہ میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے چینج کرواں گا۔

امید ہے تمہیں یہ دھمکی بلکل نہیں لگے گی کیونکہ میں واقع ایسا کر گزوروں گا۔

وہ اب کی بار سختی سے اسے دھمکی دیتا بولا تو زحلے اسے نفرت سے دیکھتی ساڑھی اٹھا کر غصے سے واش روم میں جا کر بند ہو گئی۔ پیچھے باران کے چہرے پر خوبصورت مسکراہٹ پھیلی تھی۔

################################

داور رکو مجھے بات کرنی تھی تم سے۔ وہ تیار ہو کر اپنے آفس جانے والا تھا مگر دروازے پر ہی ہمیرہ نے آواز دیے اسے روکا۔ ہاں بولو کیا ہے؟؟ وہ

وہیں سے پلٹ کر اسے دیکھتا بولا۔ وہ مجھے آج شاپنگ پر جانا ہے تو جلدی آجانا گھر۔ وہ ادھر اُدھر دیکھتی لاپرواہی سے بولی۔

دراصل اسے بہت ہچکچاہٹ ہو رہی تھی داور سے شاپنگ کا کہتے مگر اسے ضرورت بھی تھی شاپنگ کی اس لیے مجبوری میں اس سے بول رہی تھی۔ شاپنگ پر کیوں ؟؟ کیا لانا ہے مجھے بتا دو میں ڈیوڈ سے کہہ کر منگوا دوں گا۔ وہ اپنی برینڈ گھڑی پر ٹائم دیکھتا بولا۔ شاید اسے دیر ہو رہی تھی۔ نہیں اسے مت کہنا مجھے خود جانا ہے۔

و۔۔ وہ دراصل مجھے کچھ اپنا ضروری سامان لینا ہے اور پھر نورے کے لیے بھی کپڑے لینے ہیں۔ میں صرف چار پانچ سوٹ ہی لائی تھی اس کے اور اپنے۔ ساتھ ہی مجھے رحمان کے لیے بھی کچھ شاپنگ کرنی ہے۔

اس لیے مجھے خود جانا ہے۔ تم نہیں آ سکتے تو کوئی بات نہیں مجھے اپنی کسی ایک گاڑی کی چابی دے دو میں خود چلی جاؤں گی۔

وہ ہاتھوں کی انگلیاں مڑورتی بولی تو داور نے آئی برو آچکا کر اسے دیکھا۔ کوئی گاڑی کی چابی نہیں ملے گی تمہیں۔ تم اور بچے تیار رہنا میں چار بجے تک آجاؤں گا۔ وہ اسے بولتا کمرے سے نکل گیا جبکہ اس کے جاتے ہی ہمیرہ نے کھل کر سانس لیا تھا جو داور سے بات کرتے وہ روک کر کھڑی تھی۔

وہ اس کے سامنے بنتی تو بہت بہادر تھی مگر یہ وہی جانتی تھی کہ اندر سے وہ اس سے کتنا ڈرتی تھی۔ داور کی ایک گھوری سے ہی اسے اپنی جان جاتی محسوس ہوتی تھی۔

##############################

وہ ساڑھی باندھ کر واش روم سے نکلی تو کمرے میں ایک فیشن ایبل سی لڑکی موجود تھی جس نے شورٹ شرٹ جس سے اس کا تھوڑا تھوڑا پیٹ نظر آرہا تھا اور باکس ٹروزار پہن رکھا تھا۔ تم کون ہو؟؟ زحلے نے حیرانگی سے پوچھا۔ ہائے میم میں آپ کی بیوٹیشن ہوں۔

آپ کو تیار کرنے کے لیے بلایا گیا ہے مجھے۔ وہ مسکرا کر بولی تو زحلے کا دماغ اس کی بات پر گھوما تھا۔ مجھے کوئی تیار ویار نہیں ہونا اس لیے چلی جاؤ یہاں سے۔ وہ ساڑھی کے پلو سے بلوز پورا نہ ہونے کی وجہ سے نظر

آتے پیٹ کو چھپانے کی کوشش کرتے بڑی مشکل سے اپنے غصے کو قابو کرتی بولی۔

میم سر کا آڈر ہے کہ آپ کو تیار کر کے ہی کمرے سے نکلوں۔ وہ لڑکی پریشانی سے بولی۔ تمہیں سنائی نہیں دے رہا میں نے کیا کہا ہے ؟؟ مجھے تیار نہیں ہونا۔ اپنے سر کو بھی جا کر بتا دو کہ زحلے عمر اس کے اشاروں پر چلنے والی نہیں۔ وہ رہا دروازہ اور خاموشی سے یہاں سے نکل جاؤ ورنہ اگر میرا دماغ اور خراب ہوا تو میں خود دھکے دے کر نکالوں گی تمہیں کمرے سے۔

وہ پلو کو چھوڑ کر شہادت کی انگلی سے اسے کمرے سے نکلنے کا بولی جبکہ اس کا لہجہ اس لڑکی کو ڈرا گیا تھا اس لیے مرتے کیا نہ کرتے کے مترادف

وہ کمرے سے نکل گئی۔ ہنہ سمجھتا پتا نہیں کیا ہے خود کو؟ غلیظ بیہودہ کمینہ انسان۔ وہ بیڈ پر بیٹھ کر غصے سے اسے کوستی بول رہی تھی کہ تبھی کمرے کا دروازہ ایک جھٹکے سے کھول وہ اندر آیا تھا۔

اس کے چہرے پر بلکل بھی غصہ کا کوئی آثار نہیں تھا مگر اس کے ہاتھوں کی ابھری نسیں اس کے غصے کو ظاہر کر رہی تھیں۔ مگر وہ زحلے پر وہ غصہ دیکھا نہیں سکتا تھا کیونکہ اپنا سارا غصہ وہ زحلے کے سامنے آنے سے پہلے اپنے اندر کہیں دفن کر کے آتا تھا۔

کیا مسلہ ہے زحلے تمہارے ساتھ ؟؟ کیا مسلہ ہے تمہیں تیار ہونے میں ؟؟ وہ کہنا تو غصے سے چاہتا تھا مگر یہ کہاں ممکن تھا کہ باران خان اپنی زحلے پر غصہ کرتا۔ مسلہ میرے ساتھ نہیں تمہارے ساتھ ہے جو تم حد

سے بڑھتے جارہے ہو۔اگر میں نے یہ ساڑھی پہن لی تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ تم کچھ بھی کہو گے اور میں کروں گی۔مجھے نہیں ماننی تمہاری کوئی بات۔

وہ بیڈ پر بیٹھی اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولی۔تو تم میری بات نہیں مانو گی؟؟اس نے ایک آئی برو اچکاتے پوچھا۔ہاں میری تمہاری غلام نہیں ہوں جو تمہاری بات مانوں۔وہ ترخ انداز میں بولی۔تمہیں غلام بنانا بھی کون چاہتا ہے میری جان تمہیں تو باران خان اپنے دل اور اپنی سلطنت کی ملکہ بنانا چاہتا ہے۔

پر تم سمجھتی نہیں خیر میرے خیال سے کچھ باتیں آج ہم تہہ کر ہی لیتے ہیں۔کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ بعد میں تمہیں دکھ یاں پریشانی ہو۔وہ

اس کے پاس بیڈ پر بیٹھتا بولا تو زحلے فاصلہ اور بڑھاتے اس سے دور ہو کر بیٹھی جس پر باران کے چہرے پر مسکراہٹ پھیلی۔ بڑھالو دوریاں جب تک تم چاہتی ہو بے فکر رہو میں کبھی تمہارے زبردستی قریب نہیں آوں گا۔

ابھی کی بات کریں تو کیا تم جانتی ہو کہ مجھے تمہاری انفورمیشن کہاں سے ملیں؟؟ وہ اپنا چہرہ ٹیڑھا کر کے اس کو دیکھتا پوچھنے لگا تو زحلے نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔ اوہو تمہیں کیسے پتا ہو گا۔ چلو یہ بتاؤ کیا تم یہ جانتی ہو کہ ہم جیسے مافیا ڈون اتنی آسانی سے کیسے رہ لیتے ہیں؟؟

اس نے ایک اور سوال پوچھا تو اس بار بھی زحلے کو کچھ سمجھ نہیں آئی۔ کہنا کیا چاہتے ہو سہی سے بولو۔ وہ چڑ کر بولی۔ سہی سے کہوں تو میری

جان بات یہ ہے کہ اگر ہم مافیا سسٹم کو چلانے کے قابل بنتے ہیں تو اس میں بہت بڑا ہاتھ تمہاری ایجنسیوں کے بڑے بڑے افسروں کا ہوتا ہے ۔پیسہ کسے نہیں پیارا ہوتا؟؟

ان لوگوں کو بھی پیسہ چاہیے۔ ہم پیسہ پھینکتے ہیں اور وہ پھر ہم جیسے لوگوں کو خود پروٹیکٹ کرتے ہیں۔ تمہاری ساری انفورمیشن تمہاری اٹلی ایجنسی کے بڑے افسر نے ہی دی تھی مجھے۔وہ تو اس غزین اسد کی بھی انفورمیشن دینے کو تیار ہے مگر میں ہی ابھی تک اس کے بارے میں جاننے کے لیے بے چین نہیں ہوں۔

اب بس تمہارے رویے پر ہے سب کچھ کہ تم اپنا رویہ کیسا رکھتی ہو۔ جتنا تم میرے ساتھ اچھے سے رہو گی بنا کوئی مشکل پیدا کیے تو غزین اسد

کی زندگی اتنی ہی لمبی ہوگی ورنہ باران خان کو دیر بلکل نہیں لگے گی اسے چونٹی کی طرح مسلنے میں۔ وہ اسے صاف لفظوں میں دھمکا رہا تھا جبکہ زحلے تو اس کی باتوں پر پریشان اور حیران تھی۔

اسے سمجھ نہیں آیا تھا کہ اسے کیسے ری ایکٹ کرنا چاہیے۔ نہیں تم جھوٹ بول رہے ہو۔ ایجنسی کبھی بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ برا نہیں کرتی۔ وہ کبھی اپنے ساتھیوں کی انفورمیشن لیک نہیں کرتی۔ وہ بیڈ سے کھڑی ہو غصے سے بولی تو باران اس کے غصے پر سر جھٹک کر مسکراتے کھڑا ہوا۔

سہی کہا ایجنسی برا نہیں کرتی مگر ایجنسی میں موجود برے لوگ برا کرتے ہیں۔ خیر تمہیں یقین کرنے کے لیے اتنا ٹریلر کافی ہونا چاہیے کہ

تمہاری انفورمیشن مجھے مل گئیں تو سوچا اس غزین کی بھی مل سکتی ہیں مگر پہلی بار دل کر رہا ہے کسی کو چھوٹ دینے کا تا کہ دیکھ سکوں کہ وہ شخص کتنا ہوشیار اور پرفیکٹ ہے کہ تم اس پر بھروسہ کر کے شیر کی کچھار میں گھس گئی۔

وہ اس کے سلکی بالوں کو ہاتھ لگاتا بولا تو زحلے کا بس نہ چلا کہ وہ اس کا منہ نوچ لے۔ منہ تو نہ نوچ سکی وہ مگر اس کا گریبان پکڑ چکی تھی۔ کیوں کر رہے ہو ایسے ؟؟ تمہیں زرا برابر احساس نہیں کہ تم لوگوں کی زندگی تباہ کرتے ہو لوگوں کی خوشیاں چھین لیتے ہو ان سے۔

تمہیں ترس نہیں آتا لوگوں پر ؟؟ تمہارے اندر کی انسانیت کو کیا تم نے اس قدر خود سے نکال دیا ہے کہ لوگوں کی آہیں بھی تمہاری روح کو

جھنجھوڑتی نہیں۔ کیوں ہو تم ایسے ؟؟ کسی کو مارنے بعد تمہیں سکون کی نید کیسے آتی ہے ؟؟

وہ اس کا گریبان پکرتی غصے سے سرخ ہوتی اس پر چیخ رہی تھی جبکہ باران خان جس نے چار دن پہلے ہی ایک آدمی کو صرف اس لیے مار دیا تھا کیونکہ اس نے اس کے گریبان تک آنے کی کوشش کی تھی وہی باران خان اب زحلے کے گریبان پکڑنے پر مسکرا رہا تھا۔ اس نے غصے سے لال ہوئی زحلے کو مسکرا کر دیکھتے اپنے دونوں ہاتھ زحلے کی برہنہ کمر میں ڈالے اسے ایک جھٹکے سے قریب کیا تھا۔

تم جو مرضی کہو جانم مگر ہاں مجھے کوئی پچھتاوا نہیں ہوتا کسی چیز کا۔ میں برا ہوں اور مجھے اس پر کوئی شرمندگی نہیں ہے۔ رہی بات سکون کی تو

کسی کے پاس نہیں ہوتا سکون پھر چاہے وہ انسان اچھا ہو یاں برا۔ لیکن اب مجھے مل گیا ہے میرا سکون اور مجھے میرا سکون تم میں ملتا ہے اس لیے تو تمہیں اپنے پاس رکھنا چاہتا ہوں اپنے قریب۔

وہ اس کے خوبصورت چہرے کو دیکھتا خوبصورت لہجے میں بولا تو زحلے نے اس کا گریبان چھوڑ اس کے سینے پر پورا زور لگا کر اسے خود سے دور کیا تھا۔ باران خان خود ابھی اسے ٹیس کرنے کے موڈ میں نہیں تھا اس لیے آسانی سے پیچھے ہو گیا ورنہ اگر وہ زحلے سے دور نہ ہونا چاہتا تو زحلے کبھی بھی اسے دور نہ کر پاتی۔ میں تم جیسے شخص کا سکون کبھی نہیں بنوں گی۔

ایک دن ایسا ضرور آئے گا جس دن یہی سکون تمہاری بربادی بنے گا یاد رکھنا تم۔ بہت محبت کا دم بھرتے ہو نہ دیکھ لینا ایک دن اسی محبت پر پچھتاؤ گے کیونکہ زحلے عمر کبھی ہار نہیں مانتی۔ وہ اسے چیلنجنگ انداز میں بولی تو باران نے اس بار سنجیدگی سے ماتھے پر بکھرے بالوں کو ہاتھ سے پیچھے کرتے اسے دیکھا۔

تمہارا ساتھ پانے کی چاہت مجھے ان سب باتوں سے بڑھ کر ہے جانم۔ مجھے تمہارے ہاتھوں سے اگر تباہ بھی ہونا پڑے گا تو میں ماتھے پر ایک بل اور زبان پر ایک بھی شکوہ نہیں لاؤں گا۔

مجھے قسم ہے کائنات میں موجود ہر شے کی مجھے قسم ہے اپنی محبت کی مجھے قسم ہے اس ہستی کی جس کی موت نے مجھے سنگ دل بنایا مجھے قسم ہے

تمہاری جس نے مجھے پھر سے جینا سیکھایا، مجھے ہر اس چیز کی قسم جو میری زندگی میں اہمیت رکھتی ہے ہاں مجھے قسم ہے زحلے کہ میں تمہارے ہاتھوں اپنی تباہی بھی اپنی خوش قسمتی سمجھوں گا۔

مجھے خود انتظار رہے گا اس دن کا جس دن تم مجھے ہر طرح سے ناکام بنا کر اپنے چہرے پر خوبصورت مسکان سجائے مجھے دیکھو گی پھر چاہے وہ مسکان میری بربادی پر ہی ہو۔ وہ سچی اور خوبصورت مسکراہٹ میرے ہر گھاٹے اور نقصان کو پورا کر دے گی۔

وہ اس کو کندھوں سے تھام کر ایک ایک لفظ اس قدر سچائی اور خوبصورتی سے بولا کہ ایک پل کے لیے زحلے کے بھی رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے اس کی سچائی پر۔ وہ اپنی کرسٹل گرین آئیز سے اس کی بلیک

آئیز میں دیکھتا زحلے عمر کو نظریں جھکانے پر مجبور کر گیا تھا۔ میں بیوٹیشن کو بھیج رہا ہوں تیار ہو جاؤ پھر تمہارے لیے ایک بہت بڑا سرپرائز ہے میرے پاس۔

وہ اس کے سر کے بالوں پر ہاتھ رکھ کر انہیں سہلاتا کمرے سے نکل گیا جبکہ زحلے بیڈ پر گرنے کے انداز میں بیٹھی تھی۔ تم واقع پچھتاؤ گے باران خان تم واقع پچھتاؤ گے ایک دن۔ وہ ہلکی آواز میں بڑبڑائی۔

####№#####################

بیوٹیشن اسے تیار کر کے جا چکی تھی جبکہ وہ ڈریسنگ سٹول پر بیٹھی شیشے میں اپنا عکس بڑے دیہان سے دیکھ رہی تھی کہ تبھی باران اندر کمرے

میں آیا تھا۔اس نے بھی گرے کلر کا تھری پیس پہن رکھا تھا یعنی اس کی اور زحلے کی میچنگ ڈریسنگ تھی۔

وہ جا کر زحلے کے پیچھے کھڑا ہو کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھے آئنے میں دونوں کے عکس کو دیکھنے لگا جبکہ زحلے بھی شیشے میں ہی دیکھ رہی تھی اور پھر اس کا ہاتھ کندھے سے جھٹک کر اٹھ کھڑی ہوئی۔اس کا میک اپ بلکل سمپل تھا نہ ہونے کے برابر اور سلکی بالوں کو آدھا آگے دائیں کندھے پر ڈال رکھا تھا اور باقی پیچھے کمر پر بکھرے تھے۔

وہ شیشے کے سامنے سے ہٹ کر بیڈ کی جانب جانے لگی مگر باران نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے روکا تھا۔چلو تمہیں کسی سے ملوانا ہے۔وہ سنجید گی سے بولتا اسے اپنے ساتھ لے کر کمرے سے نکلا تھا جبکہ زحلے بس خاموشی

سے اس کے ساتھ چل رہی تھی۔اسے سمجھ نہیں آرہی تھی آخر باران اسے کس سے ملوانا چاہتا ہے۔

وہ بس خاموشی سے اس کے پیچھے کھینچی چلی جارہی تھی کہ اچانک باران ایک کمرے کے سامنے جاکر رکا۔وہ کمرہ وہی تھا جس کو کھولنے کے پیچھے وہ ہلکان تھی۔زحلے کی آنکھیں اس کمرے کو دیکھ کر پوری کھلی تھیں۔ بھلااس کمرے میں اس نے اسے کس سے ملوانا تھا۔

اس نے باران کی جانب دیکھا کہ ابھی وہ چابی نکالے گا کمرے کی مگر باران نے اس کا ہاتھ چھوڑ کر دروازے کے ہینڈل پر اپنا انگوٹھا رکھا تو دروازہ فوراً کھل گیا یعنی باقی سارے کمروں کی طرح وہ کمرہ بھی فنگر پرنٹ پر تھا۔اواندر چلو میرے ساتھ۔

وہ اس کا واپس سے ہاتھ پکڑ کر بولتا اسے اندر لے گیا۔ اندر جاتے ہی اندھیرے نے اس کا استقبال کیا تھا۔ لائیٹس اون کرو۔ باران ایک دم بولا تو اسے لگا وہ اسے کہہ رہا ہے مگر اگلے ہی پل کمرہ روشنی میں نہا گیا تھا ۔اسے سمجھ آ گئی کہ وہاں اے آئی سسٹم تھا۔

اچانک روشنی ہونے پر اس نے اپنی آنکھوں کو بند کر لیا تھا کیونکہ اچانک آنکھوں میں روشنی پڑنے سے اس کے سر میں درد کی ٹیس اٹھی تھی۔ ان سے ملو زحلے یہ ہیں میری موم۔ باران کی آواز پر اس نے فوراً آنکھیں کھول کر سامنے دیکھا تو سامنے دیوار پر باران کی موم کی بے تحاشہ تصویریں موجود تھیں مگر ان تصویروں کو دیکھ کر زحلے کا سانس بند ہوا تھا کیونکہ ان تصویروں میں تو وہ موجود تھی۔

ہاں تصویر میں نظر آنے والی لڑکی سیم اس کی شکل کی تھی۔ ی۔۔۔یہ ؟؟اس نے حیرانگی سے تصویروں کو دیکھتے باران سے کچھ پوچھنا چاہا مگر الفاظوں نے ساتھ نہ دیا۔ تمہیں کہا تھا نہ تمہاری شکل کسی ایسی ہستی سے ملتی ہے جو مجھے بے حد عزیز تھی تو وہ ہستی میری ماں ہے زحلے۔

تم دیکھ سکتی ہو تم ہو بہو ان کے جیسی ہو۔ وہ مسکرا کر اسے بتا رہا تھا مگر زحلے کو اپنا سر چکراتا محسوس ہو رہا تھا۔ ایسے کیسے ممکن ہو سکتا تھا کوئی کیسے کسی سے بے حد مشابہت رکھ سکتا ہے ؟؟ ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ اس کی تصویریں ہوں مگر وہ جانتی تھی وہ اس کی تصویریں نہیں تھیں اور پھر تصویر والی لڑکی کی انکھ کے نیچے تل بھی نہیں تھا۔

ن۔۔ہ۔۔۔ نہیں یہ جھوٹ ہے تم مجھے بیو قوف بنانا چاہتے ہو مگر میں تمہاری باتوں میں نہیں اوں گی۔ تم یہ سب تصویریں فیک بھی تو بنوا سکتے ہو مجھے بھٹکانے کے لیے۔ وہ نہ میں سر ہلاتی باران سے بولی۔ مجھے پتا تھا تم یقین نہیں کرو گی مگر یہ ہی سچ ہے۔

تمہیں یاد ہے داور بھی تمہیں دیکھ کر چونک گیا تھا کیونکہ تم ہماری موم جیسی ہو۔ وہ موم جو ہمیں بہت جلد چھوڑ گئیں۔ میں چھ سال کا تھا اور داور سات سال کا جب وہ ایک سالہ داریہ ہم دونوں کے سپرد کرتیں موت کو گلے لگا گئی تھیں۔

اور جانتی ہو میں نے تم سے نکاح کیوں کیا؟؟ اس نے دکھ سے اپنی ماں کے بارے میں بتاتے اچانک سے زحلے سے پوچھا تو اس نے بے ساختہ

نہ میں سر ہلا یا۔ آ و تمہیں وجہ دیکھاتا ہوں۔ وہ اسے کہتا کمرے کے ایک کونے کی جانب چل پڑا جہاں دیوار پر لگی ایک تصویر پر سفید کپڑا ڈال رکھا تھا۔

زاحلے بھی تجسس سے اس کے پیچھے چل پڑی تھی۔ یہ وہ وجہ کہ تم آج میرے نکاح میں ہو۔ وہ اسے کہتا اس تصویر سے پردہ ہٹا چکا تھا جبکہ تصویر دیکھتے ہی زاحلے کی آنکھیں اور منہ دونوں حیرت سے کھل گئے تھے۔

اس نے بے یقینی سے اپنے کھلے منہ پر ہاتھ رکھا تھا۔ تصویر میں موجود باران کی ماں نے وہی ساڑھی پہن رکھی تھی جو اس وقت زحلے کے تن پر تھی یعنی وہ ساڑھی باران کی ماں کی تھی اور اس تصویر میں وہ

مسکراتے ہوئے کرسی پر بیٹھی کیمرے کی آنکھ میں دیکھ رہی بلکل ویسے جیسے وہ تھوڑی دیر پہلے ڈریسنگ سٹول پر بیٹھی شیشے میں دیکھ رہی تھی مگر اس کے چہرے پر مسکراہٹ نہیں تھی اور شوک کی وجہ تصویر میں ان کے پیچھے کھڑا مرد تھا جو ہو بہو باران خان جیسا تھا۔

اور اس نے بھی تصویر میں گرے تھری پیس پہن رکھا تھا ویسے جیسے باران نے پہن رکھا تھا۔ تصویر بلکل تھوڑی دیر پہلے کے منظر کی کاپی تھی۔ جیسے باران نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا ویسے ہی تصویر میں موجود مرد نے بھی اس لڑکی کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔ زحلے کو لگ رہا تھا وہ شیشے میں نظر آتے عکس کی تصویر دیکھ رہی ہے۔

یہ جو مرد ہے وہ میرا باپ ہے وہ باپ جس سے ہم تینوں بہن بھائیوں کو نفرت ہے۔ مگر میری ماں کو اس سے بے تحاشہ محبت تھی۔ اور اس کی اسی محبت نے اسے موت کے منہ میں دھکیل دیا تھا۔ اگر آج میری ماں زندہ نہیں تو اس کی وجہ یہ شخص ہے۔ مجھے نفرت ہوتی ہے یہ سوچ کر کہ یہ میرا باپ ہے اور اس سے زیادہ نفرت خود سے ہوتی تھی کہ میری شکل بھی اس شخص کی کاپی ہے۔

پر تمہیں دیکھ کر میں سمجھا کہ یہ وجہ تھی میری میرے باپ سے ہم شکل ہونے کی کہ مجھے تم ملنی تھی۔ قسمت دہرائی جانی تھی مگر مختلف انداز میں۔ پچھلی بار خان نے خانم کو دکھ دیے اس کی خوشیاں چھین کر اسے انسوں دیے مگر اس بار مجھے اس چہرے کو مسکراہٹ اور خوشیاں دینی ہیں۔ وہ اس تصویر کو دیکھتا بول رہا۔ اس کے لہجے میں ماں کے زکر

پر جتنی محبت اور مٹھاس تھی باپ کے ذکر پر اتنی ہی نفرت اور کڑواہٹ تھی۔

زحلے کا تو پورا دماغ ماؤف ہو گیا تھا۔ یہ حقیقت بہت تلخ اور عجیب تھی۔ اسے تو ابھی بھی لگ رہا تھا کہ یہ سب جھوٹ ہے بھلا کیسے ہو سکتا ہے کہ اس کا چہرہ باران کی ماں جیسا ہے اور باران کا اپنے باپ جیسا۔ کیا واقع قسمت نے انہیں ملایا تھا؟؟ یہ ساری باتیں اس کا سر چکرانے کا سبب بن رہی تھیں اور وہ اگلے ہی پل بے ہوش ہوتی گرنے لگی مگر باران نے اسے فوراً سنبھال لیا تھا۔

####################

(ماضی)

خانم بس کردو بیٹھ جاؤ آرام سے۔پتا نہیں تمہیں کون سی خوشیاں چڑھی ہیں؟؟وہ اور اس کی دوست دونوں باغ میں آئی ہوئی تھیں اور وہ کافی دیر خوشی سے ڈوپٹہ ہوا میں لہراتی جھوم رہی تھی جبکہ اس کی دوست جو اسے کب سے دیکھ رہی تھی آخر اس سے پوچھ ہی بیٹھی تھی۔میں آج بہت خوش ہوں فرشتے کیونکہ آج میری زندگی کا سب سے اہم دن ہے ۔

وہ اپنا ڈوپٹہ گلے میں ڈال کر درخت کے نیچے بیٹھی اپنی دوست کے پاس جاکر خوشی سے بولی۔وہی تو پوچھ رہی ہوں کہ بات کیا ہے آخر؟؟

اس کی دوست نے پوچھا۔خان آرہا ہے آج رات کو واپس۔وہ شرما کر بتاتی چہرہ ہاتھوں میں چھپا گئی جبکہ اس کی بات سن فرشتے کے چہرے پر بھی مسکراہٹ پھیلی تھی۔اسے اچھے سے پتا تھا خانم خان کو کتنا پسند کرتی تھی۔

خان اور خانم کا بچپن سے نکاح ہوا تھا اور دونوں ہی اس نکاح سے خوش تھے مگر خانم تو کچھ زیادہ ہی خان سے محبت کرتی تھی۔سات سال پہلے وہ پیرس گیا تھا بزنس اور پڑھائی کے سلسلے میں اور آج رات سات سال بعد واپس آرہا تھا تو فرشتے اچھے سے خانم کی خوشی کو محسوس کر سکتی تھی کیونکہ وہ اس کی دوست تھی اور خانم کے دل کی ایک ایک بات جانتی تھی۔

اوہو میں بھی کہوں آخر میری دوست اتنی خوش کیوں ہے۔ فرشتے اسے چھیڑتی بولی تو خانم نے اس کے کندھے پر مکہ مارتے اسے باز رہنے کو کہا۔

پتا ہے اماں بتا رہی تھیں کہ دادا جان کہہ رہے تھے اگلے ماہ کی پہلی کو مجھے خان کے ساتھ رخصت کر دیں گے۔ وہ اپنے دوپٹے کا پلو مڑوتی اسے منہ میں ڈال کر بولی تو اس کے شرمانے کے انداز پر فرشتے نے قہقہہ لگایا تھا۔

مطلب کہ بنورانی اب شادی شدہ کہلوائے گی۔ وہ اس کے منہ سے ڈوپٹے کا پلو نکال کر بولی تو خانم نے شرم سے لال چہرے سے ہاں میں سر ہلایا اور پھر اگلے ہی پل فرشتے کے گلے لگ گئی۔ اس کی خوشی اور

شرماہٹ دیکھ فرشتے نے اسے خوش رہنے کی دعا دی تھی مگر ہر دعا قبول بھی تو نہیں ہوتی۔

#########################$$$######

کہاں تھی تم خانم ؟؟ کب سے بڑے صاحب تمہارا انتظار کر رہے ہیں آپنے کمرے میں۔ وہ گھر واپس آئی تو اماں (پرانی ملازمہ جنھوں نے اسے پالا تھا) خانم سے بولیں۔ اوہ اماں میں داداجان کو بتانا بھول گئی جاتے ہوئے میں ابھی ان کے پاس جاتی ہوں۔

وہ سر پر ہاتھ مارتی بھاگتے ہوئے اپنے داداجان کے کمرے کی جانب بڑھی تھی۔ داداجان میں اندر آجاؤں ؟اس نے دروازے کو تھوڑا سا

کھول کر اپنا چہرہ اندر کرتے پوچھا تو بیڈ کی بیک سے ٹیک لگا کر کتاب پڑھتے محسن خان نے اپنی چشمہ لگی آنکھوں سے اسے دیکھا تھا اور پھر مسکرا کر اسے اندر آنے کو کہا۔

سوری تایا جان میں آپ کو بتانا بھول گئی تھی۔ میں آج باغ گئی تھی فرشتے کے ساتھ اس لیے دیر ہو گئی واپس آتے۔ وہ ان کے ساتھ بیڈ پر جا کر بیٹھتی ان کے سینے پر سر رکھے بولی تو محسن خان نے مسکرا کر اس کے سر پر بوسہ دیا۔

ہاں جی بلکل سمجھ سکتا ہوں دیر تو لگنی تھی آخر میری بیٹی نے اپنی دوست سے اپنی خوشی بھی تو بانٹنی تھی۔ وہ شرارتی انداز میں بولے تو خانم نے ان کی بات پر دانتوں تلے لب دبائے تھے۔ دادا جان آپ کو

کیسے سب پتا ہوتا ہے؟؟ وہ ان کے سینے سے سر ہٹا کر بولی تو محسن خان نے قہقہہ لگایا۔

بیٹا جی تمہارے باپ کا بھی باپ ہوں میں اس لیے سب پتا ہوتا ہے مجھے۔ وہ اس کے سر پر ہاتھ رکھتے بولے تو خانم نے اپنی سیاہ آنکھوں کو پلکوں کی اوٹ میں چھپاتے آنکھیں چھوٹی کیے انہیں دیکھا۔ غلط بات ہے نہ یہ تو۔ ایسے تو آپ سے ہم کچھ چھپا بھی نہیں سکتے۔

وہ ناراضگی سے چہرے کا رخ بدل کر بولی تو محسن خان نے مسکرا کر اس کا چہرہ اپنی جانب کیا۔ میں کبھی کچھ کہتا ہوں اپنی جان کو؟؟ نہیں نہ؟؟ تو پھر کیوں ناراض ہو رہی ہے میری گڑیا۔ رہی بات خان کے آنے کی خوشی منانے کی تو میری بچی اس میں برا کیا ہے؟؟

نکاح میں ہو تم خان کے اگر تمہیں اس سے محبت ہے تو اس میں برائی کیا ہے؟؟؟ میں کیوں کچھ کہوں گا اس بات پر تمہیں؟؟؟ وہ اسے سمجھاتے بولے تو وہ شرما کر ان کے واپس سے سینے سے لگی۔ آپ دنیا کے بیسٹ دادا ہو۔ وہ خوشی سے بولی تو محسن خان اس کی بات پر ہسے تھے۔

انہوں نے خان اور خانم کو بہت لاڈ سے پالا تھا مگر خانم سے کچھ زیادہ ہی محبت تھی انہیں۔ خان اور خانم کے والدین خاندانی دشمنی میں مارے گئے تھے جبکہ یہ صدمہ برداشت نہ کرتے محسن خان کی اہلیہ بھی دنیا سے رخصت ہو گئی تھیں۔

ٹوٹ تو وہ بھی گئے تھے اتنے بڑے حادثے کے بعد مگر انہیں اپنے جوان بیٹوں اور بہوں کا بدلہ بھی لینا تھا۔انہوں نے اپنے بچوں کا بدلہ لینے کے ساتھ بارہ سالہ خان اور تین سالہ خانم کو بھی سنبھالا تھا اور ان کے بچپن میں ہی ان کا نکاح کر دیا تھا۔

جیسے ہی خان اکیس کا ہوا وہ پڑھنے کے لیے پیرس چلا گیا اور ساتھ ساتھ اپنا بزنس بھی دیکھنے لگا۔اور اب سات سال بعد وہ ایک کامیاب انسان بن کر واپس آرہا تھا جس پر دادا پوتی دونوں بہت خوش تھے۔

##################################

دن دیکھتے دیکھتے گزر گئے خان کے آنے کے بعد خانم کو اس کے ساتھ رخصت بھی کر دیا گیا اور وہ دونوں اب ہسی خوشی رہ رہے تھے اب تو ایک نیا ننھا مہمان بھی ان کی زندگی میں آنے والا تھا۔ محسن خان پہلے سے بیمار رہنے لگے تھے جس پر خانم بھی پریشان رہتی تھی۔

داداجان بس تھوڑا سا اور کھالیں پھر دوائی بھی تو کھانی ہے آپ نے۔ وہ ان کے منہ کے پاس دلیے سے بھرا چمچہ کرتی بولی تو محسن خان نے نہ میں سر ہلاتے منہ سائیڈ پر کیا تھا۔ بس اور بھوک نہیں ہے مجھے۔ وہ برا سا منہ بناتے بولے۔ اچھا چلیں بعد میں کھالینا آپ جب بھوک ہو۔ ابھی دوائی تو کھالیں۔

وہ دلیے کا باؤل سائیڈ ٹیبل پر رکھتی بولی اور پھر اسی ٹیبل کے ڈرار سے ان کی دوائی نکالنے لگی۔ دادا جان ویسے خان کی آنکھیں کس پر گئی ہیں؟ کرسٹل گرین کلر کی۔ آپ کی بابا کی دادو کی تایا جان تائی جان کی سب کی آنکھیں گرین ہیں مگر خان کی کرسٹل گرین ہیں۔

میری تو امی پر ہیں نہ بلیک پر ہماری فیملی میں کون تھا ایسا جس کی کرسٹل گرین آنکھیں تھیں۔ وہ ان کی دوائی نکالتی ان سے پوچھ رہی تھی جبکہ اس کے سوال پر محسن خان کے چہرے پر مسکراہٹ پھیلی تھی۔ تمہاری پردادی پر گیا ہے اس کی آنکھوں کا رنگ۔ پتا ہے اس کا نام بھی تمہاری پردادی نے رکھا تھا۔

محمد خان! وہ مسکرا کر بولے تو خانم نے حیرت سے منہ کھولے انہیں دیکھا۔ واہ پر دادی جان کی آنکھیں تو بہت پیاری تھیں۔ وہ خوشی اور پر جوشی سے بولی تو محسن خان نے مسکراتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا۔ پر تمہارا شوہر ہے کہاں؟؟ اسے کہا کرو دادے کے پاس بھی آ جایا کرے۔ ایک سال ہونے والا ہے اسے واپس آئے مگر مجال ہے جو وہ کبھی میرے پاس دو گھڑی بیٹھا ہو۔

بہت بدل گیا ہے وہ۔ تمہارے ساتھ تو اچھا ہے نہ؟؟ پہلے شکوہ بھرے لہجے میں وہ خانم سے بولتے آخر میں اس سے فکر مندی سے پوچھنے لگے تو وہ مسکرا پڑی۔ دادا جان وہ بہت اچھے ہیں میرا بہت خیال رکھتے ہیں۔ آپ دیکھتے تو ہیں کہ وہ کتنی کیئر کرتے ہیں میری۔

وہ مسکراکران کے کندھے پرہاتھ رکھتی انہیں اپنی جانب سے بے فکر کرتی بولی۔اچھی بات ہے ویسے ہے کہاں وہ ابھی؟؟خانم کے سر پر ہاتھ رکھ کرانہوں نے پوچھا۔کمرے میں ہیں کہہ رہے تھے سر درد کر رہا ہے۔وہ ڈرار میں واپس سے دوائیاں رکھتی بتانے لگی۔اچھاتم میرے لیے اوراس کے لیے چائے بنالاؤ اپنے کمرے میں۔

بلکہ تم ملازمہ سے کہہ دینا خود نہ بنانا۔زیادہ دیر کھڑے ہونا اچھا نہیں تمہارے لیے۔وہ اسے فکرمندی سے ہدایت دیتے بولے تو خانم نے کھڑے ہوتے ان کے ماتھے پر لب رکھے۔کچھ نہیں ہوتا دادا جان میں بلکل ٹھیک ہوں۔اپنے دادا کے لیے چائے بناتے مجھے کچھ نہیں ہو گا۔

وہ مسکرا کر کہتی اپنے ڈوپٹے سے اپنے بڑھے ہوئے پیٹ کو کور کرتی چھوٹے چھوٹے قدم اٹھا کر کمرے سے نکل گئی جبکہ اس کے جاتے ہی محسن خان بھی اپنا چشمہ لگا کر سائیڈ پر رکھی اپنی لاٹھی اٹھا کر کمرے سے نکلے تھے۔

################################

بس یار جلد ہی آنے والا ہوں میں واپس۔ ہر جگہ پر کام بکھیر رکھا ہے کام چوروں نے۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ ان سے آخر بندوبست کیوں نہیں ہورہا سولڑکیوں کا۔ کالجز اور یونیورسٹی کی لڑکیوں کو اغواہ کرلیں۔

ہمیں تو بس سو لڑکیاں سمگل کرنی ہیں پھر چاہے جیسے مرضی کریں۔ لندن اور پیرس میں لڑکیاں اگر نہیں مل رہیں تو پھر نا جانے کہاں سے ملیں گیں۔ وہ فون پر کسی سے بہت غصے میں بات کر رہا تھا یہ جانے بنا کہ باہر دروازے پر کھڑے بوڑھے شخص پر اس کی باتوں کو سن کر کیا گزر رہا ہے۔

ہاں ہاں آجاؤں گا میں واپس ایک دو ہفتوں میں۔ فکر نہ کرو۔ ہاں ڈوڑا سے کہنا میں نے بھی اسے بہت مس کیا۔ جلد ہی آؤں گا اس کے پاس بس وہ اپنے آپ کو تیار رکھے مجھے جھیلنے کے لیے۔

اس کی یہ بات آخری وار ثابت ہوئی تھی محسن خان کے دل پر اور وہ اپنا دل تھامتے وہیں نیچے گر گئے تھے۔ ان کی لاٹھی گرنے کی آواز پر خان

فوراً بھاگ کر کمرے سے نکلا تو سامنے ہی محسن خان کے بے جان وجود کو دیکھ اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئی تھیں۔

##########################

محسن خان کی موت کا صدمہ خانم کے لیے بہت برا ثابت ہوا تھا۔اس کی طبیعت اتنی خراب ہو گئی تھی کہ اسے فوراً ہاسپٹل ایڈمٹ کروایا گیا تھا۔ داور کی پیدائش کی خوشی تو بہت تھی اسے مگر اپنے جان عزیز دادا جان کی موت اسے کسی بھی خوشی کو منانے کی اجازت نہیں دے رہی تھی۔

اسے تو ابھی بھی یقین نہیں آرہا تھا کہ اس کے دادا جان اسے چھوڑ کر چلے گئے مگر کون جانتا تھا کہ بس ان کے جانے کی دیر تھی اور اس کی

زندگی کی ساری خوشیاں بھی جانے والی تھیں۔ محسن خان کی موت کے تین ہفتے بعد وہ خانم اور داور کو لے کر پیرس چلا گیا تھا۔

خانم بھی اب کچھ نارمل ہونا شروع ہوئی تھی۔اس کا سارا وقت داور کے ساتھ گزر جاتا تھا۔ایک ہفتہ ہو گیا تھا انہیں پیرس آئے مگر خان اس ایک ہفتے میں گھر نہیں آیا تھا۔اسے فکر تو بہت ہوتی اس کی مگر اس کے پاس فون نہیں تھا کہ وہ اس کا پتا کر لیتی۔

آج وہ آٹھ دن بعد گھر آیا تو خانم اسے دیکھ کر کھل اٹھی تھی۔خان آپ کے لیے چائے لاؤں ؟؟ وہ بیڈ پر آ کر تھکا ہارا لیٹا تو خانم نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔نہیں مجھے چائے نہیں چاہیے تم میرے لیے فریش جوس بنا لاؤ۔وہ اپنے سر کو اپنی انگلیوں سے مسلتا بولا تو خانم سر

ہلاتی کمرے سے نکل گئی۔اگلے دس منٹ میں وہ جوس بنا کر لے آئی تھی۔

خان نے جوس کا گلاس خالی کرتے سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور پھر سے بیڈ پر گرنے کے انداز میں لیٹتا اپنا سر دبانے لگا۔خان کیا سر میں درد ہو رہی ہے آپ کے ؟؟میں دبا دوں ؟؟وہ اس کے پاس بیٹھ کر فکر مندی سے پوچھنے لگی۔اس کے پوچھنے پر خان نے اپنی بند آنکھوں کو کھول کر اسے دیکھا اور پھر اٹھ کر بیٹھ گیا۔فکر ہو رہی ہے میری ؟؟خان نے پوچھا تو اس نے ہاں میں سر ہلایا۔

بہت زیادہ فکر ہو رہی ہے۔آپ آٹھ دن گھر بھی نہیں آئے مجھے اتنی فکر تھی اور پھر میرے پاس فون بھی نہیں تھا۔وہ معصومیت سے اپنی

سیاہ آنکھوں میں آنسوں جما کیے اسے بتانے لگی تو خان نے اس کی مکمل بات سن کر اس کے بازو کو پکڑ اسے کھینچتے اپنے قریب کیا اور اس کے ہونٹوں پر اپنے ہونٹ رکھے تھے۔

اپنا دوسرا ہاتھ خانم کے کھلے بالوں میں الجھائے اس نے پوری شدت سے خانم کے لبوں کا جام پینے میں خود کو مگن گیا تھا دوسری طرف خان کی اتنے دنوں بعد قربت پا کر خانم کے اندر بھی سکون اترا تھا۔ کافی دیر بعد وہ اس سے الگ ہوا تو خانم نے لمبے سانس لیتے اپنا سرخ چہرہ خان کے سینے میں چھپایا تھا۔ داور کیسا ہے ٹھیک ہے نہ ؟؟

خان نے داور کا پوچھا تو وہ فوراً اٹھ کر بیڈ کی دوسری جانب پڑے جھولے کی جانب گئی اور سوئے ہوئے داور کو نکال کر لائی تھی۔ دیکھیں کتنا پیارا الگ رہا ہے سوتے ہوئے۔ دادا جان اور تایا جان پر گیا ہے سارا۔

وہ مسکراتے ہوئے کہتی بڑے آرام سے داور کو خان کی گود میں ڈال گئی۔ داور کے گود میں آتے ہی خان نے آہستہ سے اس کے گال چومے تھے۔ میرا وارث۔ وہ بس یہی بولا تھا جبکہ خانم کو اس کی بات کی سمجھ نہیں آئی تھی۔

####################################

داور کے ایک سال بعد ہی باران پیدا ہوا تھا جو سیم ٹو سیم خان کی کاپی تھا ۔اس ایک سال میں خانم کو محسوس ہوا جیسے خان کا رویہ بہت زیادہ بدل رہا ہو۔پہلے تو اس سے بہت پیار سے بات کرتا تھا مگر اب بات بات پر ڈانٹنا اور زیادہ تو گھر ہی نہ آنا۔

باران چھ ماہ کا ہو گیا تھا جبکہ داور بھی ڈیڑھ سال کا ہو گیا تھا۔آج خان تین ماہ بعد گھر آیا تھا۔خانم نے سوچ لیا تھا وہ اس سے بات کرے گی کہ آخر وہ کیوں اتنے دن اور ماہ گھر سے دور رہتا ہے انہیں گھر پر اکیلا چھوڑ کر۔اس سے بات کرنے کے لیے وہ پول سائیڈ پر آئی جہاں پر خان موجود تھا۔

وہ پول آئیریا میں انٹر ہونے لگی تھی مگر اسے وہاں کسی اور کی بھی آواز سنائی دی شاید خان کسی کے ساتھ بات کر رہا تھا۔ اس نے تھوڑا سا آگے ہو کر دیکھا تو خان کے ساتھ ایک اور آدمی کھڑا تھا۔ بعد میں بات کرنے کا سوچ کر وہ واپس پلٹنے لگی مگر خان کے بولے گئے الفاظوں نے اس کے قدم روک دیے تھے۔

بس یار دل بھر گیا ہے میرا اس سے۔ میرے بچوں کی ماں نہ ہوتی نہ تو کب کا واپس پاکستان بھیج دیتا میں۔ مجھے اب اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ خان نے اپنے دوست سے کہا اور سائیڈ ٹیبل پر رکھی شراب کی بوتل سے گلاس میں شراب ڈالی تھی۔ ہاں تجھے کیوں ضرورت ہو گی تجھے ویسے ہی بہت لڑکیاں میسر ہیں راتیں رنگین بنانے کو۔

اس کا دوست ہستے ہوئے بولا تو خان نے بھی قہقہہ لگایا تھا۔ تو دن کہنا بھول گیا۔ خان نے اس کی بات میں اضافہ کیا تو دونوں دوست کھل کر ہسے تھے۔ جبکہ وہ معصوم ان کی باتیں سن کر اپنے منہ پر ہاتھ رکھتی بے آواز رو رہی تھی۔ تو یہ وجہ تھی خان کے گھر نہ آنے کی؟؟

مگر ابھی تو اور جھٹکا ملنا تھا اسے۔ ویسے یار مجھے لگا نہیں تھا تو اتنی جلدی دس دنوں میں تیس کلوڈر گز کے ساتھ دو سو لڑکیوں کی سمگلنگ کر لے گا۔ اس کے دوست کی اگلی بات پر خانم کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئی تھیں جبکہ قدموں پر کھڑا ہونا محال ہوا تھا اس لیے اس نے فوراً دیوار کا سہارا لیتے خود کو گرنے سے بچایا تھا۔

بس یار ایسے ہی نہیں تیرا بھائی ڈان بنا پھرتا۔مافیا کی دنیا میں پیر مضبوط ایسے ہی نہیں کیے میں نے۔وہ شراب کا گھونٹ بھرتا بولا۔تیری بیوی کو پتا ہے کیا تیرے مافیا ڈان ہونے کے بارے میں ؟؟اس کے دوست نے بھی دوسرے گلاس میں شراب ڈالتے پوچھا۔ارے میں اس کو اتنی اہمیت نہیں دیتا کہ کچھ بتاؤں۔

بتایا نہ کہ مجھے کوئی انٹرسٹ نہیں اس میں۔وہ گلاس واپس ٹیبل پر رکھتا بولا جبکہ خانم کا دل بند ہونے پر آیا تھا۔اتنی بری حقیقت تھی اس کے شوہر کی؟؟اس شوہر کی جو اس کو جان سے زیادہ عزیز تھا جسے وہ اس قدر چاہتی تھی کہ خود کو اس پر قربان تک کر جاتی مگر وہی شوہر اتنا گھٹیا اور برا نکلے گا اسے نہیں پتا تھا۔

جان نکلتے قدموں سے لڑکھڑاتے ہوئے چلتے وہ اپنے کمرے میں آئے تھی اور ایک نظر سوئے ہوئے داور اور باران کو دیکھتی خود بھی بیڈ پر لیٹ کر کمفرٹر اوڑھ کر اپنا چہرہ اس میں چھپائے بے آواز جی بھر کر رونے لگی۔

خان کی سب باتیں ایک طرف مگر اس کا اسے دھوکہ دینا اور دوسری عورتوں سے تعلق بنانے والی بات نے اسے اندر تک توڑ دیا تھا۔اسے ایسے لگ رہا تھا جیسے اس کا دل پھٹ جائے گا اس دھوکے پر۔

#####################

کیا منحوسیت پھیلا رکھی ہے تم نے ؟؟ کیا مسلہ ہے تمہارے ساتھ ؟؟ اٹھو رونا دھونا چھوڑو اور جا کر میرے لیے کافی بنا کر لاؤ۔ وہ کمرے میں آیا تو خانم کو کمفرٹر اوڑھ کر لیٹا دیکھ اس کے منہ سے کمفرٹر اتارتا بولا۔

اسے کوئی مطلب نہیں تھا کہ وہ کیوں رو رہی تھی۔ مسلہ میرے ساتھ نہیں آپ کے ساتھ ہے خان۔ مجھے بلکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ آپ ایسے نکلیں گے۔ وہ بیڈ سے اٹھ کر اپنے آنسوں صاف کرتی بولی تو خان نے تعجب سے اسے دیکھا۔

کیا بول رہی ہو کھل کر بولو۔ خان نے اس کی بات نہ سمجھتے کہا۔ کھل کر کیا کہوں آپ سے میں ؟؟ کھل کر تو آپ میرے سامنے آئے ہیں آج۔ میں آپ کو کیا سمجھتی رہی اور آپ کیا نکلے۔ محبت کرتی تھی آپ سے

بے تحاشہ مگر اب نفرت کرنے کو دل کر رہا ہے مگر میرے دل کی بے بسی دیکھیں وہ آپ سے نفرت کرنے کی چاہت رکھتے بھی نفرت نہیں کر پا رہا۔

میں نے ساری باتیں سنی آپ کی اور آپ کے دوست کی۔ کیوں خان کیوں؟؟ کیوں آپ اس گندی اور کالی دنیا میں گھس گئے؟؟ کیوں دوسروں کی بیٹیوں کو بیچ کر آپ کو سکون ملنا شروع ہوا؟؟ ایسے کیوں بن گئے آپ؟؟ اور میرا اس سب میں کیا قصور کہ مجھے دھوکہ دیا آپ نے۔

میں نے آپ سے ہر ایک چیز میں وفا کی۔ آپ سے محبت کی، آپ کی عزت کی، آپ کے بچے پیدا کیے، آپ کا گھر سنبھالا۔ پھر کیوں مجھے

دھوکہ دیا؟؟ کیوں دوسری عورتوں کے پاس گئے کیوں مجھ سے دل بھر گیا آپ کا؟؟ کیا یہ ہی محبت تھی آپ کی؟؟

وہ ایک دم پھٹ پڑی تھی خان پر۔اسے اپنے سارے سوالوں کے جواب چاہیے تھے۔اوہ تو تم نے سن لی تھیں باتیں۔ چلو اچھی بات ہے ویسے بھی تمہیں ایک نہ ایک دن تو پتہ لگنا ہی تھا۔ خیر مجھے کوئی ڈر یا فکر نہیں کہ تمہیں سب پتا چل گیا کیونکہ میں ڈرتا نہیں تم سے۔

میری زندگی ہے میں جو مرضی کروں تم مجھ سے سوال کرنے والی کوئی نہیں۔ زیادہ خود کو ہوائوں میں مت لیجاو نیچے او۔ میرے نزدیک تمہاری کوئی اہمیت نہیں ہے۔رہی بات محبت کی تو خانم بی بی میں نے تم سے کب کہا کہ مجھے تم سے محبت ہے؟؟

وہ لاپرواہی سے ایک ایک بات کہتا آخر میں اپنا چہرہ خانم کے چہرے کے نزدیک کرتے اس کی انکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا تو خانم کے چہرے کا رنگ اڑا تھا اس کی بات پر۔ہاں واقع اس نے کبھی نہیں کہا تھا کہ اسے خانم سے محبت ہے۔میں نے تم سے کبھی نہیں کہا کہ مجھے تم سے محبت ہے۔

تم بس ایک کھلونا ہو میرے لیے بس اس سے زیادہ کچھ نہیں۔وہ ترچھی مسکراہٹ سے بولا تو خانم کے قدم لڑکھڑائے تھے۔ت۔۔تو ش۔۔شادی کیوں کی؟؟اس نے انسوں سے بھری آنکھوں سے اسے دیکھتے پوچھا۔سہی سوال شادی کیوں کی؟؟

کیا ہے نہ بچپن سے نکاح میں تھی تم میرے اور دادا کو جلدی تھی رخصتی کی تو میں نے سوچا کر لیتا ہوں رخصتی بھی آخر تمہاری خوبصورتی پر دل بھی تو للچایا تھا۔اور دوسری بات میری نسل کو آگے بڑھا سکتی تھی تم۔ بس یہی وجہ تھی شادی کی مگر سچ کہوں اب تو دل بھر گیا ہے تم سے۔

بچوں کا سوال نہ ہوتا تو تین بول بول کر گھر سے نکال باہر کرتا تمہیں۔ وہ بڑے مزے سے خانم کے دل پر چھڑیاں چلاتا بول رہا تھا یہ جانتے ہوئے بھی کہ سامنے والی کے لیے اس کی باتیں اس کے الفاظ موت کے پروانے کے برابر تھے۔

آپ کو شرم نہیں آئی یہ سب کرتے اور بولتے ہوئے ؟؟ میں اپ کے چچا کی بیٹی ہوں میرے ساتھ آپ کیسے اتنا برا کر سکتے ہیں ؟؟

وہ ایک دم سے اس کے گریبان کو پکڑ کر غصے سے چیختی پوچھنے لگی تو خان کا چہرہ غصے سے لال ہوا اور اگلے ہی پل اس نے خانم کے چہرے پر زور دار تھپڑ مارا تھا۔ تھپڑ اتنا شدید تھا کہ خانم نیچے گری تھی اور اس کے گال پر انگلیوں کے نشان بھی چھپ گئے تھے۔

خانم کو تو یقین نہیں آیا تھا کہ خان نے اس کو تھپڑ مارا ہے۔ پہلی بار خان نے اس پر ہاتھ اٹھایا تھا نہیں بلکہ یہ تھپڑ تو اس کی زندگی کا پہلا تھپڑ تھا کیونکہ اس کے دادا جان نے تو کبھی اسے پھول سے بھی نہیں مارا تھا۔ مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا تم کون ہو اور کون نہیں۔

میری زندگی میں مجھے کسی کی ضرورت نہیں اور مجھے نہ کسی پر ترس آتا ہے۔سنا تم نے ؟؟؟مل گئے نہ جواب تمہیں اپنے سوالوں کے ؟؟؟چلو اب دفع ہو جاؤ میری نظروں کے سامنے سے میرا موڈ خراب کرنے کی ضرورت نہیں تمہیں۔

وہ زمین پر گری خانم کا بازو پکڑ کر اسے اٹھا کر کمرے سے باہر دھکا دے کر بولتا کمرے کا دروازہ بند کر گیا جبکہ اس کے دھکا دینے پر خانم بری طرح سے نیچے گری تھی اور اس کا سر زور سے زمین پر لگا تھا۔اس کے سر پر گہری چوٹ لگی تھی مگر جسمانی چوٹ اس کی روح پر لگی چوٹ کے آگے کچھ نہیں تھی۔

##############################

پہلے جو خان کچھ حد تک ٹھیک رہتا تھا خانم کے ساتھ اب اس کا رویہ اور زیادہ برا ہو گیا تھا اس کے ساتھ۔ بات بات پر اسے ڈانٹنا اور مارنا تو جیسے اس کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔پہلے جو وہ کھلے گلاب کی مانند تھی اب مرجھایا ہوا گلاب بن گئی تھی۔

اس کے چہرے پر ہر وقت نیل کے نشان رہتے تھے۔ہاتھوں اور بازوں پر جلنے کے نشان الگ تھے۔پہلے جو خان لڑکیوں کے ساتھ اپنے ریلیشنز کو اس سے چھپا کر رکھتا تھا اب سرے عام نت نئی لڑکیوں کو گھر لے کر آتا اور راتیں ان کے ساتھ گزارتا۔

اس نے تو اپنے کمرے میں لگی خانم کی اور اس کی تصویر جس میں خانم نے گرے ساڑھی اور اس نے گرے تھری پیس پہن رکھا تھا وہ بھی ہٹا کر سٹور میں پھینکوا دی تھی۔ دن بدن خانم کا جسم سوکھا کانٹا بن رہا تھا۔ اسے خان سے زیادہ خود پر غصہ آتا تھا کیونکہ اس سب کے باوجود اسے خان سے محبت تھی۔

دن گزرتے گئے اور داور پانچ سال کا ہو گیا اور باران چار سال کا۔ پچھلے دو سال اس کے لیے آرام دہ تھے کیونکہ خان دو سال سے گھر نہیں آیا تھا نہ اس نے کبھی خانم یا بچوں کی خبر لی۔ مما آپ میرے سے زیادہ باران سے کیوں پیار کرتی ہو؟؟ پانچ سالہ داور نے ناراضگی سے پوچھا کیونکہ یہ حقیقت تھی وہ باران سے زیادہ پیار کرتی تھی۔

لاڈلہ تو داور بھی بہت تھا اس کا اس کی جان تھی دونوں میں مگر اگر کبھی داور اور باران لڑتے تو وہ ہمیشہ داور کو ڈانٹتی تھی۔ باران کو وہ ہر وقت اپنے ساتھ رکھتی اسی لیے باران بھی اس سے بہت زیادہ اٹیچ تھا۔

آج بھی باران نے داور کی گاڑی توڑ دی تو وہ اپنی شکایت لے کر خانم کے پاس آیا تو خانم نے باران کو ڈانٹنے کی بجائے داور کو سمجھانا شروع کر دیا تو آگے سے داور نے بھی اسے اپنے سوال سے چپ کروایا تھا۔ آپ کو جاننا ہے کہ میں باران سے کیوں پیار کرتی ہوں؟؟

اس نے لمبا سانس کھینچ کر داور کو اپنے ساتھ بیڈ پر بیٹھاتے پوچھا تو وہ فوراً ہاں میں سر ہلانے لگا۔ میں باران سے اس لیے تھوڑا زیادہ پیار کرتی

یوں کیونکہ وہ بلکل آپ کے بابا جیسا ہے۔ جیسے مجھے آپ کے بابا سے محبت ہے بلکل ویسے ہی مجھے بار ان سے بھی محبت ہے۔

کیونکہ اس میں مجھے آپ کے بابا نظر آتے ہیں۔ وہ مسکرا کر کسی خیالی دنیا میں گم بولی تو داور نے اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے اس کا بازو ہلاتے اسے خیالی دنیا سے نکالا۔ مما بابا بہت گندے ہیں ان سے پیار مت کرو۔ وہ آپ کو ہرٹ کرتے ہیں مجھے بلکل اچھے نہیں لگتے وہ۔ وہ چھوٹا بچہ بھی سب کچھ سمجھتا تھا۔

ہلانکہ وہ تین سال کا تھا جب خان یہاں تھا اب تو خان کو گئے دو سال ہو گئے تھے مگر اسے آج بھی دو سال پہلے اپنی ماں پر کیے اپنے باپ کے ظلم

یاد تھے۔ بری بات میری جان ایسے نہیں کہتے۔ بابا ہیں نہ وہ آپ کے۔ پیار کرتے ہیں آپ سے دوبارہ ایسا نہیں کہنا۔

وہ داور کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ کر اسے منع کرتی بولی تو داور نے اپنے چھوٹے سے ہاتھ سے اس کا ہاتھ اپنے ہونٹوں سے ہٹایا۔ نہیں میں کہوں گا کہ وہ بلکل اچھے نہیں ہیں کیونکہ وہ میری مما سے پیار نہیں کرتے۔ وہ میری مما کو ہرٹ کرتے ہیں وہ دنیا کے سب سے گندے بابا ہیں۔

آپ فکر نہیں کرو مما میں جب بڑا ہو جاوں گا تو آپ کو بابا سے دور لے جاوں گا۔ پھر آپ کو کبھی رونے نہیں دوں گا۔ خان کے لیے داور کے لہجے میں نفرت ہی نفرت تھی جبکہ اپنی ماں کے لیے محبت ہی محبت۔

داور کے بولے گئے آخری فکرے پر خانم نے اسے سینے سے لگایا تھا۔

مجھے انتظار رہے گا اس دن کا میری جان۔ وہ اس کے سر پر بوسہ دیتی بولی

۔

##################################$$$

خان کے واپس آتے ہی اس کی زندگی پھر سے بدتر ہو گئی تھی۔ خان کے اس کے ساتھ برے رویے پر داور اور باران دونوں ہی خان سے دور رہتے تھے اور ہر وقت ماں کے پلو سے چپکے رہتے تھے۔

داور اور باران دونوں میں خان کی جان تھی مگر وہ دونوں اس سے دور بھاگتے تھے۔ باران کو دیکھ دیکھ کر تو وہ جیتا تھا کیونکہ وہ ہو بہو اس کے

جیسا جو تھا۔ بچوں کے خود سے دور ہونے کا غصہ کا بھی وہ خانم پر نکالتا تھا ۔داور چھ سال کا اور باران پانچ سال کا تھا جب داریہ بھی ان کی زندگی کا حصہ بنی۔

باران اور داور کو تو جیسے گڑیا مل گئی تھی کھیلنے کے لیے مگر خان بلکل بھی خوش نہیں تھا داریہ کی پیدائش پر۔اس نے اپنا ٹورچر اور بڑھا دیا تھا خانم پر کیونکہ اسے بیٹی نہیں چاہیے تھی۔

موم آپ کیوں رو رہی ہیں؟؟ خانم کمرے میں بیٹھی رو رہی تھی جبکہ باران ہمیشہ کی طرح اس کے ساتھ چپک کر بیٹھا تھا اور خانم کو روتا دیکھ پوچھنے لگا ساتھ ہی آگے ہو کر اس نے خانم کے انسوں صاف کیے تھے۔

اپ کی موم بہت زیادہ ہرٹ ہوتی ہیں روز اس لیے وہ رو رہی ہیں۔ وہ باران کو اپنی گود میں بیٹھاتی بولی۔

موم مت رو آپ میں ہو نا۔ آپ کو کبھی رونے نہیں دوں گا۔ آپ کو خوش رکھوں گا میں۔ آپ رو مت کیونکہ آپ روتے ہو تو باران کو بھی برا لگتا ہے۔ وہ خانم کے چہرے پر اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھ رکھتا بولا تو وہ روتے روتے مسکرا دی اس کی بات پر۔ کیسے خوش کرے گا میرا بیٹا مجھے؟؟ اس نے اپنی آنکھوں کو صاف کرتے پوچھا۔

میں آپ کو ہرٹ نہیں ہونے دوں گا آپ کو ہمیشہ پروٹیکٹ کروں گا بابا سے اور بڑا ہو کر آپ کے لیے ایک اچھا اور پیارا گھر لوں گا جہاں آپ میں داور اور دارا یہ رہیں گے۔ بابا نہیں ہوں گے ہمارے ساتھ۔ وہ پہلے

جوش سے اسے خان سے بچانے کا کہتا بعد میں معصومیت سے اپنی فیوچر پلاننگ بتانے لگا جس پر خانم ہس پڑی۔

وعدہ؟؟اس نے اپنی ہتھیلی آگے کرتے پوچھا تو باران نے فوراً اپنا چھوٹا سا ہاتھ اس کی ہتھیلی پر رکھ دیا۔پکا والا وعدہ۔ باران آپ کو بہت خوش رکھے گا آپ کو کبھی رونے نہیں دے گا۔

باران نے پر جوشی سے کہا تو خانم نے اس کا ماتھا چوم کر اسے گلے لگا یا۔ وہ اور داور ہی تو تھے خانم کا حوصلہ ورنہ وہ کب کی زندگی سے ہار چکی ہوتی مگر اپنے بیٹوں کے سہارے پر وہ زندہ تھی۔

##############################

خان کا بزنس پاٹنر آیا ہوا تھا اور باہر لاؤنج میں خان کے ساتھ بیٹھ کر باتیں کر رہا تھا جبکہ وہ کچن میں چائے بنا رہی تھی ان کے لیے۔ یار مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ آخر بزنس میں اتنا نقصان کیوں ہو رہا ہے مجھے ؟؟ کوئی بھی اچھی انویسٹمنٹ نہیں کر رہا۔

مجھے اس وقت اچھی انویسٹمنٹ کی بے حد ضرورت ہے۔ وہ چائے کے کپ رکھنے آئی تو خان کی پریشانی سے بھری آواز پر اس نے ایک نظر خان کو دیکھا اور پھر کپ رکھ کر واپس پلٹ گئی جبکہ دوسرے آدمی کی نظریں اس کے وجود پر جم گئی تھیں۔

یہ تمہاری ملازمہ تھی یاں بیوی؟؟اس کے پاٹنر نے اسی رستے پر نظریں جمائے پوچھا جہاں سے خانم گزر کر گئی تھی۔ہاں میری ملازمہ جیسی بیوی ہے۔خان نے لاپرواہی سے کہتے چائے کا کپ اٹھایا۔تجھے انویسٹمنٹ کی ضرورت ہے نہ؟؟

میں کرنے کو تیار ہوں انویسٹمنٹ مگر بدلے میں تجھے کچھ دینا ہو گا۔اس کا دوست چہرے پر عجیب سی مسکراہٹ لیے بولا تو خان نے حیرانگی سے اسے دیکھا۔کیا واقع تو انویسٹمنٹ کرے گا؟؟اس نے خوشی سے پوچھا ۔ہاں بلکل بس تجھے ایک رات کے لیے اپنی بیوی مجھے دینی ہو گی۔

اس کے دوست نے شرط رکھی تو خان چپ ہو گیا۔کچن میں کھڑی خانم جس تک ان کی آوازیں آرہی تھیں اس آدمی کی بات پر کانپ گئی تھی۔

اسے پورا یقین تھا کہ خان اس آدمی کا منہ توڑ دے گا آخر جو بھی ہو وہ اس کی بیوی تھی اس کی عزت تھی مگر خان کے جواب نے اسے سو موت مارا تھا۔ تم چاہو تو دوراتوں کے لیے لے لو ویسے بھی میں اسے طلاق دے کر دس تاریخ کو جو لڑکیوں کی سمگلنگ ہونی ہے ان میں اسے بھی سمگل کرنے والا ہوں کیونکہ اور برداشت نہیں کر سکتا میں اسے۔

خان نے چائے کا گھونٹ بھرتے ایسے کہا جیسے وہ اپنی بیوی کے بارے میں نہیں بلکہ کسی بے جان چیز کے بارے میں بات کر رہا ہو۔ چلو پھر ایگریمنٹ سائین کرتے ہیں آفس جا کر آور واپسی پر تم اپنی بیوی مجھے دو گے۔ وہ آدمی کھڑا ہوتا بولا تو خان بھی خوشی سے کھڑا ہوتا اس کے پیچھے چل پڑا۔

###############@####################

وہ وہیں کچن میں صدمے سے زمین پر بیٹھتی ابھی بھی خان کے الفاظوں پر حیران تھی۔ کیا واقع وہ شخص اس قدر گھٹیا اور غلیظ ہو سکتا تھا کہ اپنی عزت کی بولی لگا گیا تھا۔ اس پل اسے پہلی بار خان سے نفرت محسوس ہوئی تھی اور شدید نفرت محسوس ہوئی تھی۔

تم مر جاؤ خان اللہ کرے تم مر جاؤ۔ ایسی بری موت مرو کہ نہ تمہیں کفن نصیب ہو نہ ہی دفن ہونے کو زمین۔ وہ روتے ہوئے بلند آواز میں خان کو بد عائیں دے رہی تھی۔ کون جانتا تھا کہ وہ وقت قبولیت کا ہو گا۔

کافی دیر رونے اور سوگ منانے کے بعد وہ ایک دم کھڑی ہوتی سلف پر پڑی چھڑی اٹھا چکی تھی۔ مجھے اب اور اس زندگی کو نہیں جھیلنا میرے اللہ۔ پلیز پلیز مجھے معاف کر دینا آپ۔ میں اب اور نہیں سہہ سکتی خان کے ستم۔

میں بے بس ہوں یا اللہ مجھے کوئی اور رستہ نہیں نظر آ رہا ابھی۔ پلیز ز میرے بچوں کی حفاظت کرنا آپ۔ مجھے معاف کر دینا اللہ جی مجھے معاف کر دینا۔ وہ ہچکیوں سے روتے ہوئے اللہ جی مخاطب تھی اور پھر اگلے ہی اپنی نس پر چھڑی چلا چکی تھی۔

باران اور داور جو خانم کے تھوڑی دیر پہلے چیخنے کی آواز پر بھاگ کر آئے تھے ابھی کچن کے دروازے پر پہنچے تھے خانم کا وجود زمین پر گرا تھا ۔وہ دونوں بھاگ کر اپنی ماں کے پاس پہنچے تھے۔

مما مما کیا ہوا آپ کو؟؟؟اٹھو کیا ہوا؟؟داور خانم کی بند ہوتی آنکھوں والا چہرہ تھپتھپاتا روتے ہوئے بول رہا تھا جبکہ باران تو وہیں جامد کھڑا بس خانم کی کلائی سے نکلتا بے تحاشہ خون دیکھ رہا تھا۔

د۔۔د۔اور ب۔۔با۔۔۔باران مم۔۔مجھے معا۔۔ف کر دی۔۔نا بیٹا۔ م۔۔ماتھ۔۔ک گئی ہی۔۔ں اب۔ا۔۔آپ دون۔۔۔نوں نے ب۔۔ہ۔۔بہن کا خ۔۔۔خ۔۔یال رکھ۔۔نا ہے۔مم۔۔ما کو م۔۔عاف کر د۔۔دی۔۔نا بچے۔

وہ تکلیف کو برداشت کرتی بند ہوتی آنکھوں کو بمشکل کھولے اٹک اٹک کر بولتی آخر میں ان کو ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر چلی گئی تھی جبکہ اس کے یوں انہیں چھوڑ کر جانے پر داور بہت زیادہ رویا تھا مگر باران صرف اپنی ماں کے مردہ موجود کے پاس بیٹھ کر اس کے سینے پر سر رکھے لیٹ گیا تھا

۔داور مت رو مما سو رہی ہیں۔

اٹھ جائیں گی مت رو وہ تھکی ہوئی ہیں۔وہ روتے ہوئے داور کو چپ کرواتا بولا مگر داور خانم کا بازو ہلاتے اسے اٹھنے کو کہتا روتا جا رہا تھا۔

داور کو چپ نہ کرتا دیکھ باران نے تھوڑا اوپر ہو کر خانم کے کانوں پر ہاتھ رکھے تھے جیسے اسے شور سے بچا رہا ہوتا کہ ماں کی نیند خراب نہ ہو

اور پھر ویسے ہی کانوں پر ہاتھ رکھے خانم کے چہرے پر اپنا چہرہ رکھ سکون سے آنکھیں بند کر کے لیٹ گیا مگر آنکھ سے نکلتا ایک انسوں اس کے اندر کے غم کو بیان کر گیا تھا۔

################################

خانم کی بدعا قبول ہوئی تھی۔آفس سے ڈیل سائین کرنے کے بعد گھر واپسی کے سفر پر خان اور اس کے دوست کی گاڑی کا بہت ہی بڑا ایکسیڈنٹ ہوا تھا جس کی وجہ سے دونوں موقع پر ہی مر گئے تھے جبکہ بچوں کے رونے کی آواز پر ملازموں نے آ کر خانم کے مردہ وجود کو اٹھایا تھا۔

خانم کے جنازے کے وقت چھوٹی سے داریہ کو گود میں اٹھائے کھڑا داور تو رو رہا تھا مگر باران جنازہ اٹھانے والوں سے لڑ رہا تھا کہ آخر وہ اس کی موم کو کہاں لے کر جا رہے ہیں۔ خان کی باڈی تو گاڑی میں ہی جل گئی تھی اسے واقع کفن اور دفن ہونے کو زمین کچھ بھی نصیب نہ ہوا تھا۔

ماں اور باپ دونوں کے مرنے پر وہاں کی حکومت نے داور باران اور داریہ کو یتیم خانے بھیج کر ان کی پراپرٹی کو اپنے امان میں لے لیا تھا جبکہ داور کے اٹھارہ کے ہوتے ہی وہ باران اور داریہ کے ساتھ واپس اپنے گھر آگیا تھا اور ان کی پراپرٹی ان کو واپس مل گئی تھی۔

پھر ان تینوں نے خود کو اسی راہ پر چلا لیا تھا جس پر ان کا باپ چل پڑا تھا مگر ان تینوں نے سب سے پہلے عورتوں کی سمگلنگ روکی تھی اور اپنے کام میں بچوں اور عورتوں کو نقصان نہ پہچانا اصول بنایا تھا۔

تینوں کو شادی نام سے ہی نفرت ہو گئی تھی مگر قسمت کی کرنی ایسی تھی کہ تینوں ہی شادی کے بندھن میں بندھ گئے تھے اور وہ جو محبت سے ہی نفرت کرتا تھا اور خود پر ہر خوشی اور سکھ حرام کر بیٹھا تھا اپنی ماں کی ہم شکل کو پا کر پھر سے جی اٹھا تھا اور اس لڑکی سے محبت تو کیا عشق کر بیٹھا تھا۔اب دیکھنا تھا کہ آگے ان کی کہانی کیا رخ لینے والی تھی۔

##########################

(حال)

تمہیں کہا بھی تھا چار بجے تیار رہنا میں آجاؤں گا۔ کیا تم نے سنا نہیں تھا ؟؟ وہ گھر آیا تو ہمیرہ کو رف سے حلیے میں دیکھ غصے سے بولا جس پر ہمیرہ نے آنکھیں گھماتے اسے دیکھا۔ کہاں سے تیار ہوتی میں ؟؟

رحمان اور نورے کو تیار کرنے کے بعد ہی تیار ہونا تھا نہ میں نے۔
رحمان کو تو کردیا تیار میں نے مگر جا کر دیکھو آپنی لاڈلی کو جس کو تین دن میں تم نے اتنا بیگاڑ دیا ہے کہ میری بات ہی نہیں سنتی اب۔

صبح سے پیچھے پڑی ہوں اس کے کہ بیٹا او تیار کر دوں بابا آنے والے ہیں مگر نواب زادی کی ایک ہی ضد ہے کہ بابا آئیں گے تو وہ تیار کریں گے۔ میں کہاں سے تیار ہو جاتی اسے تیار کیے بغیر۔

ہمیرہ نے بھی صبح کا بھرا غصہ اس پر نکالا تھا۔ تو فون کر دیتی مجھے میں آ کر تیار کر دیتا اسے۔ مسلہ کس بات پر ہے تمہیں؟؟ میری بیٹی ہے میں اگر اس کے لاڈ نہیں اٹھاوں گا اس کی ضد پوری نہیں کروں گا تو کون کرے گا۔

ویسے مجھے خوشی ہوئی سن کر کہ میری بیٹی میری وجہ سے بگڑ رہی ہے۔ داور کی بات پر ہمیرہ نے حیران ہوتے اسے دیکھا تھا۔ تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ تمہیں خوشی ہے اسے بیگاڑ کر؟؟

اسے ضدی بنا کر تمہیں کون سا سکون ملے گا؟؟ ہمیرہ نے غصے سے پوچھا مگر داور اسے اگنور کرتا اوپر کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ داور کے اگنور کرنے پر اسے اور غصہ آیا تھا اس لیے منہ پھلائے وہ بھی داور کے پیچھے سیڑھیاں چڑھی تھی۔

##################################

اپنے کمرے میں آ کر وہ ڈریسنگ روم میں پڑے اپنے بیگ سے اپنا سوٹ نکال کر واش روم میں گھس گئی۔ جب چینج کر کے باہر نکلی تو بچوں کے کمرے سے رحمان اور نورے کی کھلکھلاہٹ سن کر اسے تعجب ہوا۔

بال بعد میں کنگھی کرنے کا سوچ کر وہ تجسس سے بچوں کے کمرے کی جانب بڑھی تھی۔ابھی وہ دروازے پر ہی پہنچی تھی کہ سامنے کا منظر دیکھ کر اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئی تھیں۔

سامنے ہی داور نورے کو ان کے روم میں رکھے گئے چھوٹے سائز کے ڈریسنگ مرر کے سامنے بیٹھائے مسکراتے ہوئے اس کا میک اپ کر رہا تھا جبکہ نورے اپنا میک اپ ہونے کی خوشی میں ہس رہی تھی اور رحمان اپنے باپ کے نورے کو میک اپ کرنے پر ہس رہا تھا۔

یہ کیا ہو رہا ہے ؟؟ہمیرہ غصے سے پوچھتی اندر آئی تو نورے کی ہسی کو بریک لگی تھی۔داور نے اس کے غصے پر اپنی دائیں آئی برو آچکا کر اسے دیکھا تھا جبکہ رحمان مسکراتے ہوئے بھاگ کر اس کی ٹانگ سے لپٹا تھا۔

مما با با نورے تامیت آپ تر رئے ایں۔(مما با با نورے کا میک اپ کر رہے ہیں) رحمان نے ہستے ہوئے اسے بتایا تو ہمیرہ نے ایک سخت گھوری سے نورے کو نوازہ تھا کیونکہ داور کو گھورنے کی جرت وہ کر نہیں سکتی تھی۔ کیا گھوریاں نکال رہی ہو تم میری بیٹی کو؟؟

آنکھیں سنبھال کر رکھو اپنی ورنہ میں نکال دوں گا انہیں اگر میرے بچوں کو گھورنے کے لیے استعمال کیں تو۔ لیپ سٹک واپس مرر کے سامنے رکھتا وہ اس سے تھوڑے سخت لہجے میں بولا۔ تم پاگل ہو گئے ہو داور؟؟ بچوں کی سکن اتنی سینسٹیو ہوتی ہے اور تم یہ کیمیکل سے بنا میک اپ اس کے منہ پر لگا رہے ہو۔

وہ اب کہ داور کو دیکھتی بولی۔ تمہیں لگتا ہے مجھے نہیں پتا ان چیزوں کا ؟؟ تم سے زیادہ فکر ہے مجھے میری بیٹی کی۔ سنا تم نے ؟؟ یہ میک اپ سپیشل بچوں کے لیے بنا ہے۔ اس سے ان کی سکن کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ وہ اس کے پاس آتا بولا۔ رحمان اور نورے چپ چاپ ماں باپ کو دیکھ رہے تھے۔

داور بچوں کو نظر لگ جاتی ہے ایسے۔ دیکھو نہ اب اسے ایسے پبلک پلیس پر لے کر جائیں گے تو سب اس کی جانب متوجہ ہوں گے اور اسے نظر لگ جائے گی۔ وہ اسے سمجھانے والے انداز میں بولی مگر داور کا کچھ سمجھنے کا موڈ نہیں تھا۔

نہیں لگے گی نظر میں کالا ٹیکا لگا کر یجاوں گا اسے اور تم زیادہ فضول مت بولو چپ چاپ جا کر تیار ہو اور باہر آؤ میں بچوں کے ساتھ گاڑی میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔ وہ نورے کو گود میں اٹھا کر رحمان کی انگلی پکڑ بولا اور پھر کمرے سے نکل گیا جبکہ ہمیرہ نے لمبا سانس کھینچ کر اپنے غصے کو کنٹرول کیا تھا۔

####################################

کچھ تو کھالو یار کل سے کچھ نہیں کھایا تم نے اور رات سے تم مجھے بلا بھی نہیں رہی۔ وہ داریہ کے سامنے مجرموں کی طرح کھڑا بولا۔ دفع ہو جاؤ میری نظروں کے سامنے سے۔ مجھے تم پر کل سے بہت غصہ ارہا ہے ذزان مجھے مت چھیڑو۔

وہ غصے سے بھری بولی۔یار میرا تھوڑی قصور ہے اس میں کہ عین وقت پر میٹنگ آگئی۔میں نے تو کہا تھا کہ چلو ہم چلے جاتے ہیں سیکرٹری دیکھ لے گا میٹنگ مگر تم نے ہی کہا کہ نہیں میں ہی اٹینڈ کروں میٹنگ۔اب مجھ سے کیوں غصہ ہو؟؟

تم تو ساتھ گئی تھی میرے آفس دیکھانہ میں نے میٹنگ بھی جلدی ختم کی تاکہ ہم جلدی جا سکیں پھر بھی تم غصہ ہو۔ذزان اس سے بولتا بیڈ پر بیٹھنے لگا مگر داریہ کی زبردست گھوری نے اسے واپس سے کھڑا کر دیا تھا ۔جس طرح سے تم نے کہا تھانہ کہ رہنے دو ہم چلتے ہیں صاف پتا لگ رہا تھا اوپر اوپر سے کہہ رہے ہو۔

میں داریہ خان ہوں لہجے سے بات کی اصلیت کو جان لیتی ہوں۔اور یہ معصوم منہ بنا کر مت دیکھو مجھے۔اس طرح سے زہر سے بھی برے لگ رہے ہو۔وہ غصے سے اس پر تنز کرتے بولی تو ذزان نے دانت نکالے۔

سوری یار میں بھی کیا کرتا اچانک سے سب ممبرز نے میٹنگ کا کہہ دیا اور پھر اوپر سے میٹنگ ضروری بھی بہت تھی میرے لیے۔معاف کر دو نہ پلیز اور ویسے بھی دیکھو نہ کل رات تمہارے جانو کی کتنی طبعیت خراب ہوئی تھی اگر ہم چلے جاتے تو پیچھے سے اسے کون اتنے اچھے سے سنبھالتا جتنے اچھے سے تم نے کیئر کی اس کی۔

وہ اس بار داریہ کی گھوریوں کو اگنور کرتا اس کے ساتھ بیٹھ کر بولا تو داریہ نے اس کی بات پر اتفاق کیا۔کل رات اچانک ہی جانو کو بخار ہو گیا تھا اور

ساری رات داریہ اس کے پاس اس کی کیئر کرتی رہی تھی۔ویسے اب کیسی ہے اس کی طبعیت ؟؟ذزان نے جانو کے بارے میں پوچھا۔ٹھیک ہے وہ اب۔

آؤ تم بھی مل لو اس سے۔میں اسی کے پاس جا رہی ہوں۔داریہ کھڑی ہوتی بولی تو وہ بھی کھڑا ہو گیا۔جانو سے مل کر ہم فورا نکلیں گے لندن کے لیے۔وہ کمرے سے نکلتی بولی۔لندن کیوں ؟؟ہم تو اٹلی جا رہے تھے نہ پہلے ؟؟ذزان اس کے ساتھ چلتا حیرانگی سے پوچھنے لگا۔

ہاں جانا تو اٹلی تھا مگر داور بھائی کی کال آئی ہے انہوں نے کہا ہے پہلے ان کے پاس آؤں۔شادی کے بعد پہلی بار جاؤں گی تو کہتے پہلے میرے

گھر آؤ۔اس نے مسکرا کر بتایا تو اس کے چہرے کی مسکراہٹ دیکھ ذزان کے چہرے پر بھی مسکراہٹ پھیلی تھی۔

####################################

وہ اور داور بچوں کے کلیکشن والی شوپ میں تھے اور بچوں کے لیے سوٹ پسند کر رہے تھے۔نورے داور کی گود میں تھی اور رحمان کو ہمیرہ نے اٹھا رکھا تھا۔وہ جہاں جہاں سے گزر رہے تھے لوگ پلٹ پلٹ کر ان کی خوبصورت فیملی کو دیکھ رہے تھے۔

کچھ تو چوری چوری پک بھی بنارہے تھے۔ کئی لڑکیاں داور کو دیکھ کر آہیں بھر رہی تھیں اور اس سے بات کرنے کی کوشش میں تھیں مگر داور نے انہیں منہ بھی نہیں لگایا تھا۔ ایکسکیوزمی کیا یہ آپ کا بیٹا ہے ؟؟

وہ رحمان کے لیے ہائی نیک دیکھ رہی تھی کہ تبھی ایک لڑکی نے آکر مسکراتے ہوئے پوچھا۔ ظاہر سی بات ہے جب میں نے اٹھایا ہے تو میرا ہی بیٹا ہوگا۔ ہمیرہ نے تنزیہ انداز میں کہا۔ کیا میں اس کے چیکس پر کس کرلوں ؟؟ مجھے بہت پیارا لگ رہا ہے یہ۔

وہ انگریز لڑکی رحمان کو دیکھتی ایکسائیٹڈ سی پوچھنے لگی تو ہمیرہ نے دل میں ہی ائت الکرسی پڑھ کر رحمان پر جلدی سے پھونک ماری تھی۔

اسے ڈر لاحق ہوا تھا کہ کہیں اس کے بچے کو نظر نہ لگ جائے ایک تو کلموہے انگریز ماشاللہ بھی نہیں بولتے۔

جی کر لیں مجھے کوئی ایشو نہیں۔اس کا دل تو نہیں تھا مگر اس لڑکی کا دل بھی تو نہیں توڑ سکتی تھی اس لیے مسکراتے ہوئے اجازت دے گئی۔

اجازت ملتے ہی اس لڑکی نے فٹ سے رحمان کے دونوں گالوں پر شدت بھری کس کی تھی جس کے سبب اس کے گالوں پر اس لڑکی کی لیپ سٹک کا نشان چھپ گیا تھا۔

لڑکی کے ایسے کس کرنے پر ہمیرہ کو لگا کہ رحمان روئے گا مگر وہ تو شرما کر ہمیرہ کی گردن میں منہ چھپا گیا۔اپنے بیٹے کی اس ٹھرکی پن والی حرکت پر ہمیرہ کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا تھا۔پلیز ایک پک لے لوں؟؟

اس لڑکی کی ڈیمانڈ بڑھی تھی۔ جبکہ حیران سی ہمیرہ نے سر ہلاتے اجازت دی تو اس لڑکی نے فون کا کیمرہ ان کرتے اپنا ہاتھ آگے کرتے رحمان کا ہاتھ مانگا تو ہمیرہ کی گردن میں منہ چھپا کر چوری چوری اس لڑکی کو دیکھتے رحمان نے شرماتے ہوئے اپنا ہاتھ اس لڑکی کے ہاتھ میں دے دیا تھا اور پھر ایسے ہی شرماتے ہوئے اس کی گود میں چلا گیا۔

اس لڑکی نے ابھی دو تین تصویریں بنائی تھیں کہ داور اور نورے وہاں آئے تھے۔ کرلی شاپنگ تو آجاؤ بل پے کریں اور پھر تمہارے اور نورے کے جوتے لے کر گھر جائیں۔

داور ہمیرہ کے پاس آتا بولا مگر جیسے ہی نظر اپنے بیٹے پر گئی اس کی آنکھیں بھی کھلی رہ گئی تھیں۔ کون ہے یہ لڑکی ؟۔اور رحمان کس خوشی میں شرما رہا ہے ؟؟

یہ لیپ سٹک کے نشان کیسے آئے اس کے گال پر ؟؟اس نے ہمیرہ سے ایک ساتھ کئی سوال پوچھے۔اس سے پہلے ہمیرہ جواب دیتی وہ لڑکی خود ہی بول پڑی۔ آپ ان کے شوہر ہیں ؟؟اور یہ کیا ٹوئنز ہیں ؟؟

اب اس کی نظر نورے پر تھی۔ ہمیرہ نے جلدی سے رحمان کو پکڑا تھا جبکہ داور حیران سا اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا جو فری میں ہی فری ہو رہی تھی ۔جی میں ہی ان کا شوہر ہوں اور دونوں ٹوئنز ہیں۔ مگر آپ کون ؟؟اس نے اس لڑکی کو جواب دیتے سوال پوچھا۔

میں تو بس اس بے بی کو دیکھ کر یہاں آئی تھی مگر مجھے نہیں پتا تھا ایک اور کیوٹ سی اور پیاری سی بے بی ملے گی یہاں۔ پلیز اس کو بھی کس کر لوں اور ایک پک بنالوں اس کے ساتھ۔

اب وہ داور سے منتیں کرنے لگی تو داور نے نورے کو دیکھا جس پر اس نے نہ میں سر ہلایا۔ سوری پر میری بیٹی انٹرسٹڈ نہیں ہے۔ وہ اسے کہتا ہمیرہ کا ہاتھ پکڑ کر وہاں سے آگے بڑھ گیا۔ جبکہ پیچھے وہ لڑکی افسوس سے انہیں جاتا دیکھتی رہ گئی تھی۔

##################################

گھر آکر داور کہیں جا چکا گیا تھا جبکہ ہمیرہ نے سب سے پہلے بچوں کو سلایا تھا۔اور پھر ساری شاپنگ کو اپنی اور بچوں کی کبڈ میں سیٹ کر کے رکھا تھا۔تب تک داور بھی واپس آگیا تھا۔

سنو اگر چائے بنانے جا رہی ہو تو میرے لیے بھی چائے بنا لانا۔وہ کمرے سے باہر جانے لگی تو لیپ ٹاپ یوز کرتے داور نے اس سے کہا۔ میں نہیں جا رہی اپنے لیے چائے بنانے۔وہ ناک چڑھا کر بولی۔تو میرے لیے بنا لاؤ۔

وہ ویسے ہی لیپ ٹاپ یوز کرتا بولا تو ہمیرہ غصے سے اسے دیکھتی کچن کی جانب چل پڑی۔اس کے جاتے ہی داور بھی اٹھ کر اس کے پیچھے گیا تھا ۔اس نے دودھ میں پتی اور چینی ڈال کر ابھی چلہا آن کیا تھا کہ تبھی داور

نے کچن میں اکر سلف پر رکھی چھڑی اٹھا کر چولہے کی آگ کے آگے کی تھی۔ کیا کر رہے ہو تم ؟؟

اس کے عمل پر ہمیرہ نے حیرانگی سے پوچھا مگر داور نے کوئی جواب نہ دیا تھا۔ چھڑی اچھے سے گرم کر کے اس نے عجیب نظروں سے ہمیرہ کو دیکھا تو ہمیرہ کو اس سے خوف آیا تھا۔ یہ ک۔۔ کیا کر رہے ہیں آپ داور ؟؟

وہ چھڑی پکڑے ایک ایک قدم اس کی جانب بڑھانے لگا تو ہمیرہ ڈر کر قدم پیچھے لیتی بولی مگر اگلے ہی پل داور نے اس کا دائیاں ہاتھ پکڑ کر اس کی پشت پر گرم چھڑی رکھ دی تھی جس سے ہمیرہ کی چیخیں عروج پر پہنچی تھیں۔

تین سیکنڈ کے بعد اس نے چھڑی کو ہٹایا تو ہمیرہ کے ہاتھ پر بری طرح جلنے کا نشان پڑا تھا۔ آہ میرا ہاتھ میرے اللہ میرا ہاتھ۔

وہ زار و قطار روتے ہوئے اپنے ہاتھ پر پھونکیں مارتی بولی تو داور نے اس کے اسی ہاتھ کی کلائی پکڑ کر اسے سینک کے پاس لیجاتے نل کھول کر اس کا ہاتھ تیز دھار کی صورت میں آتے پانی کے نیچے کر دیا تھا۔

د۔۔دا۔۔داور چھوڑیں۔۔پ۔۔پلیز۔ وہ تکلیف سے بے حال ہوتی اپنا ہاتھ چھڑانے کی کوشش کرتی بولی تو داور نے ایک جھٹکے سے اس کا ہاتھ چھوڑ کر اسے کمر سے پکڑ کر قریب کیا تھا۔ کہا تھا نہ کسی بھی مرد کو چھونے نہیں دینا خود کو ورنہ تمہارا پورا وجود جلا دوں گا۔

کہا تھا نہ تم سے ؟؟ وہ غصے سے ہوئی لال آنکھوں سے اسے گھورتا بولا تو ہمیرہ نے اپنے درد کو بھلائے اس کی بات پر اسے دیکھا۔م۔۔میں نے کب کسی کو چھونے دیا خود کو ؟؟اس نے حیرانگی سے پوچھا۔سہی سے چلنا نہیں سیکھا کیا تم نے ؟؟

اندھوں کی طرح چلتے غیر مرد سے تمہارا ہاتھ ٹکرایا تو ٹکرایا کیسے ؟؟ داور نے غصے سے چیختے پوچھا تو ہمیرہ کانپ گئی۔اس نے اچھے سے دماغ پر زور ڈالتے یاد کرنا چاہا کہ آخر کب اس کا ہاتھ کسی سے ٹچ ہوا تو اسے یاد آیا کہ واپسی پر مال سے نکلتے ہوئے انٹرنس میں اس کا ہاتھ ایک آدمی کے ہاتھ سے ٹکرایا تھا۔

اس نے غور بھی نہیں کیا تھا مگر داور کی تیز آنکھوں سے بچا نہیں تھا وہ منظر۔رغ۔۔ غلطی سے لگ گ۔۔یا تھا اس۔۔س کے ہ۔۔اتھ کے ساتھ۔وہ ہاتھ میں اٹھتی درد کو برداشت کرتی روتے ہوئے بولی۔

غلطی تھی یاں جان بوجھ کر سزا تو ملنی تھی تم دونوں کو۔داور نے اسے چھوڑ کر دور ہٹتے کہا تو اس کی بات پر ہمیرہ کی آنکھیں کھلی رہ گئی تھیں۔

ک۔۔ک۔۔کیا مطلب ؟؟ت۔۔م ا۔۔۔۔اس آدمی کے س۔۔س۔۔ساتھ ک۔۔کچھ نہی۔۔۔نہیں کروگے۔

وہ پریشانی سے اسے باز رہنے کا بولی تو داور نے ترچھی مسکراہٹ سے اسے دیکھا۔اس کا ہاتھ تو میں پہلے کاٹ کر آیا ہوں تمہیں بعد میں سزا دے رہا ہوں۔داور کی بات پر ہمیرہ نے دل پر ہاتھ رکھا تھا۔

یہ سزا ابھی ٹریلر تھی تمہارے لیے اگلی بار وہی کروں گا جو کہا تھا۔ وہ اسے وارن کرتا کچن سے نکل گیا جبکہ ہمیرہ ابھی بھی صدمے میں کھڑی تھی۔ چلھے پر رکھی چائے ابل ابل کر سارا چلھا گندہ کر گئی تھی جبکہ چائے گرنے سے جلتا چلھا بھی بند ہو گیا تھا۔

######################

کیا ہوا ہے انہیں؟؟ وہ کچن سے نکل کر گھر سے باہر چلا گیا تھا اور دو تین گھنٹوں بعد گھر واپس آیا تھا مگر کمرے میں داخل ہوتے ہی اس کی نظر سامنے بیڈ پر پریشان سی بیٹھی ہمیرہ پر گئی جو رحمان اور نورے دونوں کو

گود میں لیے ان کو تھپکتے ہوئے سلانے کی کوشش کر رہی تھی جبکہ وہ دونوں بہت زیادہ رو رہے تھے۔

دونوں کو روتا دیکھ داور نے پریشانی سے پوچھا۔ نظر لگ گئی ہے شاید۔ اچھلے بھلے سوئے ہوئے تھے اچانک ڈر کر اٹھ گئے۔ گھنٹہ ہونے والا ہے مگر تب سے رو رہے ہیں نہ ہی سو رہے ہیں نہ چپ کر رہے۔

اس نے نم آواز میں کہا۔ صاف پتا لگ رہا تھا وہ رو کر ہٹی ہے۔اس کے جواب پر داور بھی پریشان ہو کر اس کے پاس بیڈ پر آ کر بیٹھا تھا۔ ہمیرہ اپنے جلے ہاتھ کی پرواہ کیے بغیر درد کو سہتے دونوں ہاتھوں سے نورے اور رحمان کو تھپک رہی تھی۔ داور کو اس کا ہاتھ دیکھ کر شرمندگی ہوئی جس پر اس نے پٹی باندھ رکھی تھی۔

لاؤ مجھے دو میں سلا دیتا ہوں انہیں۔ تمہارا ہاتھ درد کر رہا ہو گا۔ داور بچوں کو لینے کے لیے ہاتھ آگے کرتا بولا تو ہمیرہ نے اسے ایسی نظروں سے دیکھا تھا کہ داور شرمندہ ہو گیا تھا۔

زیادہ ہمدردی دیکھانے کی ضرورت نہیں ہے تمہیں۔ زخم دے کر ہمدردی دیکھانا تمہارا کام ہو گا داور خان مگر ہمیرہ کو عادت نہیں اسی شخص کو ہمدرد بنانے کی۔ وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مضبوط لہجے میں بولی۔

میں صرف اس لیے کہہ رہا ہوں کہ تمہارے لیے مشکل ہو گا بچوں کو اس زخمی ہاتھ سے سنبھالنا ورنہ مجھے کوئی شرمندگی نہیں ہے کہ میں نے

تمہارا ہاتھ کیوں جلایا۔ وہ بھی آگے سے اسی کے لہجے میں بولتا خود ہی آگے ہو کر نورے کو اس سے پکڑ چکا تھا۔

اور پھر اسے کندھے سے لگائے کھڑے ہو کر کمرے میں ادھر اُدھر ٹہلتا اس کی کمر تھپکنے لگا۔ ہمیرہ بھی کھڑی ہو کر رحمان کو کندھے سے لگائے ٹہلنے لگی۔ نظر اتاری ہے تم نے ان کی ؟؟ داور نے اچانک پوچھا۔ آیات پڑھ کر پھونکیں تھیں۔ ویسے کوئی چیز نہیں واری۔

اس نے رحمان کو دوسرے کندھے سے لگاتے جواب دیا جس پر داور نے سر ہلایا۔ تقریباً گوئی آدھا گھنٹہ ایسے ہی انہیں لے کر وہ ٹہلتے رہے اور پھر جا کر وہ دونوں سوئے تھے۔ ان کے سونے پر داور اور ہمیرہ نے

انہیں بیڈ پر ہی درمیان میں لٹادیا تھا اور خود ان کی دونوں سائیڈ پر لیٹ گئے تھے۔

ہمیرہ تو سارا دن کی تھکی لیٹتے ہی سو گئی تھی جبکہ داور جو پہلے آنکھیں بند کر کے لیٹا تھا ہمیرہ کے سوتے ہی آنکھیں کھول کر اس کی جانب کروٹ لیتا اس کے چہرے کو دیکھنے لگا۔ اسے اچھا لگا تھا آج ہمیرہ کے ساتھ مل کر بچوں کو سنبھالنا۔

ایک مکمل فیملی کا فیل آیا تھا اسے اور سب سے بڑی بات اسے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی تھی کہ اس کے بچوں کی ماں اپنے بچوں کے لیے اپنی تکلیف بھی نظر انداز کر گئی۔

ہمیرہ کے رحمان کے سینے پر رکھے پٹی والے ہاتھ کو دیکھ داور کو خود پر غصہ آیا تھا کہ آخر کیوں اس نے غصے میں ہمیرہ کا ہاتھ جلایا مگر اب تو کچھ نہیں ہو سکتا تھا اب تو جل گیا ہاتھ۔

تھوڑا سا اٹھ کر بیٹھتے اس نے آگے ہوتے جھک کر ہمیرہ کے اس ہاتھ پر لب رکھے تھے اور واپس سے لیٹ گیا۔ اسے نہیں پتا تھا اس نے ایسا کیوں کیا بس اسے اتنا پتا تھا کہ ایسا کرنے کو اس کے دل نے کہا تھا۔

################№##################

زحلے کے بے ہوش ہونے کے بعد باران اسے اپنے کمرے میں لے آیا تھا اور پھر ڈاکٹر کو بلا کر اس کا چیک اپ کروایا تھا۔ ڈاکٹر آخر کیا بات ہے

وہ کیوں یوں اچانک بے ہوش ہو جاتی ہے ؟؟ڈاکٹر کو باہر چھوڑنے وہ خود جارہا تھااور اسی دوران اس نے سوال پوچھا۔

دیکھیں مسٹر باران آپ کی وائف ویسے تو بلکل ٹھیک ہیں مگر سمجھ نہیں آرہی کہ وہ بار بار بے ہوش کیوں ہوتی ہیں۔شاید کسی بات کا گہرہ صدمہ لگاہوا نہیں اسی لیے بے ہوش ہوئی ہوں باقی آپ خود ایک بار ہاسپٹل آکران کے مکمل ٹیسٹ کروالیں۔

ڈاکٹر نے اپنے پروفیشنل انداز میں اس سے بات کی تھی۔اوکے ٹھیک ہے شکریہ میں کسی روزاسے ہاسپٹل لے کرآؤں گا۔وہ سنجیدگی سے بولا توڈاکٹر مسکرا کر سر ہلاتے داخلہ گیٹ سے باہر نکل گئی جبکہ وہ وہیں سے واپس پلٹ کر کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

##############################

دیکھو میں آگئی۔ کہاں گئے گھر کے مکین ؟؟؟اوئے سب باہر نکلو داریہ آئی ہے۔ داریہ داور کے گھر پہنچتے ہی اونچی اونچی آواز میں بولتی ادھر اُدھر دیکھنے لگی جبکہ ذزان اس کے بعد اندر آیا تھااور اس کے پیچھے ایک ملازم اس کے اور داریہ کے ٹیچی کو گھسٹ کر لا رہا تھا۔

پو پو مان تو جہاں اے اول مان تی بئینابی جہاں ہے (پھوپھو رحمان تو یہاں ہے اور رحمان کی بہنا بھی یہاں ہے)اس کی آوازوں پر اپنے پلے روم سے نکلتا رحمان بولا جس کے پیچھے ہی نورے بھی نکلی تھی۔

نورے کو دیکھ کر داریہ نے اپنے دونوں گالوں پر ہاتھ رکھے تھے۔ میں صدقے جاؤں یہ تو وہی بچی ہے جو ہمیں پلے گراونڈ میں ملی تھی۔

اچھا اسی لیے ہمیں اتنی پیاری لگی تھی کیونکہ یہ ہمارا خون تھی۔ وہ رحمان لوگوں کے پاس جاتی بولی تو رحمان نے سیانی عورتوں کی طرح سر ہلاتے اس کی بات کی تعید کی تھی جبکہ نورے بھی حیرت اور خوشی سے داریہ کو دیکھ رہی تھی۔

ذزان تو ان کو آپس میں مگن دیکھ وہاں پڑے صوفے پر جا کر لیٹا وہیں سونے کی تیاری پکر گیا تھا۔ کیا نام ہے چھوٹی گڑیا کا؟؟ اور کیا تم مجھے جانتی ہو؟؟ میں تمہاری پھوپھو ہوں۔

داریہ نے نورے کے چھوٹے چھوٹے ہاتھ پکڑ کر مسکرا کر اسے پہلے سوال پوچھتے خود ہی جواب بتایا تو نورے نے آگے ہو کر اس کے گال پر لب رکھے تھے۔ میلا نام نورے اے۔ مودھے بابا نے آپ تی پک دیتھا تر بایا تاتہ آپ میلی پوپو او۔ (میرا نام نورے ہے۔

مجھے بابا نے آپ کی پک دیکھا کر بتایا تھا کہ آپ میری پھپھو ہو) وہ مسکراتے ہوئے بولی تو داریہ اور زیادہ اس پر نثار ہوئی تھی۔ میں صدقے میری گڑیا بہت پیارا نام ہے تمہارا تو۔ وہ اسے گلے لگاتی بولی اور پھر سائیڈ پر کھڑے رحمان کو بھی اشارے سے پاس بلاتے گلے لگایا تھا۔

بڑی محبتوں کے مظاہرے ہو رہے ہیں یہاں کیا بات ہے بھئی۔ اوپر سے آتے داور نے انہیں دیکھتے مسکرا کر کہا تو داریہ نورے اور رحمان کو

دور کرتی کھڑی ہوئی۔ بھائی یہ کتنی پیاری ہے۔ وہ داور کے پاس جاتی اس سے بولی تو داور نے ہستے ہوئے اسے گلے لگایا۔

تمہارا بچپن لگتی ہے مجھے۔ وہ ہس کر بولا تو داریہ بھی مسکرائی۔ کیسی ہو داریہ ؟؟ ہمیرہ کی مسکرائی آواز پر اس نے داور کے سینے سے سر ہٹائے اس کے پیچھے دیکھا تو ہمیرہ اسے ہی مسکراتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔ میں بلکل ٹھیک ہوں تم سناؤ تم کیسی ہو ؟؟

دوبارہ مل کر اچھا لگا مجھے۔ داریہ اس کے آگے ہاتھ کرتی بولی تو ہمیرہ نے مسکرا کر اپنا جلا ہوا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیا تھا۔ مجھے بھی خوشی ہوئی ۔ وہ مسکرا کر بولی مگر داریہ کی نظریں تو اس کے ہاتھ پر تھیں۔ ارے یہ کیا ہوا تمہارے ہاتھ کو؟؟ اتنے برے طریقے سے کیسے جلا؟؟

وہ اس کے ہاتھ کو دیکھتی فکر مندی سے پوچھنے لگی تو ہمیرہ نے جلدی سے ہاتھ پیچھے کھینچ لیا جبکہ جیسے ہی بچوں کے کانوں میں ماں کو چوٹ لگنے کی آواز پڑی تو وہ بھاگ کر ہمیرہ کے پاس آئے تھے۔

تیا آوا مما؟؟ تہاں ہوئی اے آپ تو ہائی (کیا ہوا مما؟؟ کہاں ہوئی ہے آپ کو ہائی؟؟) رحمان نے فکر مندی سے پوچھا تو ہمیرہ اس کے پریشان ہونے پر مسکرائی۔ مما ہشو نئی باو نہ تہاں ہائی اوئی اے۔ (مما ہسو نہیں بتاؤ نہ کہاں ہائی ہوئی ہے) نورے نے اس کے ہسنے پر اسے ڈانٹتے ہوئے کہا تو ہمیرہ نے دوسرے ہاتھ کی انگلی اپنے ہونٹوں پر رکھی تھی۔

داور تو ادھر اُدھر دیکھتا خود کو لاپرواہ دیکھانے لگا مگر داریہ بھی اسی کی بہن تھی سمجھ گئی تھی اس کے بھائی نے ہی کچھ کیا ہے۔ کچھ نہیں ہوا میری جان بس کل کام کرتے ہوئے لگ گئی چوٹ مجھے مگر میں ٹھیک ہوں۔ ہمیرہ نیچے بیٹھ کر رحمان اور نورے کے گال چوم کر بولی اور پھر کھڑی ہو کر داریہ کی جانب متوجہ ہوئی۔

تم فریش ہو جاؤ میں تمہارے لیے ناشتہ بناتی ہوں۔ ویسے کیا لو گی ناشتے میں ؟؟ وہ مسکرا کر بولی تو داریہ نے اس کا بائیاں ہاتھ پکڑا۔ نہیں تمہیں چوٹ لگی ہے تم رہنے دو اور ویسے بھی مجھے بھوک نہیں ہے۔ وہ اسے منع کرتی بولی۔ تم اکیلی ائی ہو تمہارا شوہر کہاں ہے ؟؟

داور نے ادھر اُدھر دیکھتے داریہ سے پوچھا تو داریہ نے حیرانگی سے اسے دیکھا اور پھر پیچھے پورے لاؤنج میں نظر دوڑاتے دیکھا۔ یہیں تو تھا ابھی ۔کہاں گیا؟؟ وہ حیرانگی سے بولی تو داور آگے بڑھ کر صوفے کی جانب گیا کیونکہ اسے ذزان کے پاؤں نظر آ گئے تھے۔

یہ رہا تمہارا شوہر۔ وہ سوتے ہوئے ذزان کو دیکھتا تاسف سے بولا تو داریہ فوراً اس کی جانب آئی تھی اور ہمیرہ بھی پیچھے تھی۔ یااللہ یہ پوستی عوام۔ سارے سفر میں بھی سوتا آیا ہے یہ اور ابھی بھی دیکھو کیسے سو رہا ہے جیسے کتنے دنوں سے سویا نہ ہو۔ وہ ذزان کو دیکھتی غصے سے بولی جو منہ کھولے گہری نیند میں سو رہا تھا۔ تمہاری ہی چوائس ہے مجھے کیا بتا رہی ہو۔

داور دوسرے صوفے پر جا کر بیٹھتا بولا جبکہ ہمیرہ کو بھی ہسی آرہی تھی
۔اوئے بدتمیز انسان اٹھو جلدی پوستی لڑکے اٹھو ابھی کے ابھی ورنہ
ہمیشہ کے لیے سلا دوں گی۔وہ ذزان کے سینے پر زور سے ہاتھ مارتی اسے
اٹھاتے ہوئے بولی تو وہ ہڑبڑا کر اٹھا۔کیا ہوا؟؟

کیا ہوا؟؟وہ پریشانی سے ادھر اُدھر دیکھا بولا تو داریہ نے اسے گھورا۔
ابھی تو کچھ نہیں ہوا لیکن اگر تم ابھی اٹھ کر منہ دھو کر اپنی نید بھگا کر نہ
آئے تو تمہارا قتل ضرور ہو جائے گا وہ بھی میرے ہاتھوں۔وہ اسے
گھورتی دھمکی دے کر بولی تو ذزان فورا کھڑا ہوا تھا۔نہیں مجھے نید نہیں
آرہی میری نید تو بھاگ گئی۔

وہ اپنی آنکھیں مسلتا اس سے بولا تو داور نے قہقہہ لگایا جبکہ ہمیرہ کو بھی اس کو دیکھ ہسی آئی تھی۔ بیٹھو چپ کر کے یہاں خبر دار جو تمہارے چہرے پر ایک جھلک بھی نظر آئی مجھے نید کی۔

وہ اسے وارن کرتی خود بھی صوفے پر بیٹھی تھی۔ مجھے بھوک لگی ہے۔ ذزان اس کے ساتھ صوفے پر بیٹھتا بولا تو داریہ نے ضبط سے مٹھیاں میچ کر اسے ایسے دیکھا جیسے اسے کچا چبا جائے گی۔ ہاں میں ابھی جا کر ناشتہ بناتی ہوں۔ بس تھوڑی دیر ویٹ کریں۔ ہمیرہ جلدی سے بولتی کچن میں جانے لگی تو داریہ نے اسے روکا۔

رکو ہمیرہ میں بھی آتی ہوں تمہارے ساتھ۔ تمہارا ہاتھ جلا ہوا ہے میں مدد کرتی ہوں تمہاری۔ وہ صوفے سے کھڑی ہوتی اس کے پاس جاتی بولی تو ہمیرہ مسکرا کر ہاں میں سر ہلاتی آگے بڑھی اور وہ اس کے پیچھے۔

رحمان اور نور ے واپس سے اپنے پلے روم میں چلے گئے تھے اور پیچھے ذزان اب داور کی ایکسرے کرتی نظروں سے بچنے کی کوشش میں تھا مگر وہ اٹھ کر کہیں جا بھی نہیں سکتا تھا۔

##########################

باران کب سے صوفے پر بیٹھا زحلے کو دیکھ رہا تھا جو جب سے ہوش میں آئی تھی تب سے بس خاموش بیٹھی تھی۔ کیا بات ہے اتنی چپ کیوں ہو

؟؟آخر باران نے اس سے پوچھ ہی لیا۔اس کے پوچھنے پر زحلے نے اس کی جانب دیکھا تھا۔تم اب بھی پوچھ رہے ہو میں چپ کیوں ہوں ؟؟اور کتنی میری زندگی مشکل بناؤ گئے ؟؟

آئے دن مجھے نئ ٹینشن دیتے رہتے ہو مجھے زہنی مریض بنانے پر تلے ہو ۔وہ جو کب سے چپ تھی اب اس کے بلانے پر اس پر بھرکی۔میں نے کیا کیا ہے یار ؟؟میں تو بس تمہیں حقیقت دیکھا رہا تھا۔وہ بولا تو زحلے بیڈ سے کھڑی ہو کر اس کے پاس آئی تھی۔

باران خان تم کہتے ہو نہ تمہیں مجھ سے محبت ہے ؟؟ کہتے ہو ؟؟وہ اچانک اپنا غصے والا موڈ بدلتی ادادم دہ لہجے میں اس سے پوچھنے لگی تو باران نے فوراًہاں میں سر ہلایا۔ہاں بلکل بے تحاشہ محبت ہے بلکے عشق

ہے تم سے۔ وہ کھڑا ہوتا مسکرا کر بولا تو ایک دم سے زحلے نے اس کے سامنے ہاتھ جوڑ دیے۔

اس کے ہاتھ جوڑنے پر باران بے حد حیران ہوا تھا۔ تو پلیز تمہیں اس محبت کا واسطہ ہے مجھے بخش دو چھوڑ دو مجھے۔ میری زندگی کو عذاب نہ بناؤ میں تمہارے ساتھ نہیں رہ سکتی۔ اس میں میرا کیا قصور اگر میری شکل تمہاری ماں سے ملتی ہے تو؟؟

میں تم سے محبت نہیں کرتی میں غزین سے پیار کرتی ہوں۔ مجھے جانے دو مجھے نہیں رہنا اس قید میں۔ وہ روتے ہوئے اس کے آگے ہاتھ جوڑ کر بولی تو باران اس کے الفاظوں پر حیران ہوا تھا جبکہ اسے روتا دیکھ اسے تکلیف ہوئی تھی۔

پلیز زرو مت زحلے پلیز زحلے رو نہیں مجھے تکلیف دے رہے ہیں تمہارے انسوں مجھ پر ظلم مت کرو یوں رو کر۔ وہ اس کے انسوں صاف کرنے کے لیے ہاتھ آگے کرتا بولا تو زحلے نے اس کے ہاتھ جھٹک دیے ۔تو طلاق دے دو مجھے آزاد کر دو مجھے۔ کیونکہ ان انسوں کی وجہ تم ہی ہو ۔

تم جب تک میرے قریب ہو یاں مجھ پر مسلط ہو میرے یہ انسوں ختم نہیں ہوں گے۔ وہ دو قدم دور ہوتی بولی تو باران نے نہ میں سر ہلایا۔ نہیں میں یہ نہیں کر سکتا۔ مجھ سے کچھ بھی مانگ لو مگر یہ مت مانگو کیونکہ میں یہ نہیں کر سکتا۔

میری کل کائنات ہو تم زحلے۔ لوگوں کے محبوب ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہوتے ہیں مگر میرے لیے تم میری آنکھوں کی بینائی ہو تمہارے علاوہ مجھے کچھ نظر نہیں آتا اور جس دن تم مجھ سے دور چلی گئی اس دن میں مکمل اندھا ہو جاؤں گا۔

وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر بے چارگی بھرے لہجے میں بولا تو زحلے نے بنا اس کے لفظوں کی سچائی کو سمجھے اپنے ہاتھ ایک جھٹکے سے چھڑائے تھے۔

اگر ایسی بات ہے نہ باران خان تو پھر تیار ہو جاؤ ہمیشہ کے لیے اندھے ہونے کو۔ وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مضبوط لہجے میں بولتی کمرے سے نکل گئی جبکہ پیچھے باران اس کے لفظوں کو سمجھنے کی کوشش کرتا رہ گیا۔

########################

تین چار دن یونہی گزر گئے مگر زحلے کے رویے میں کوئی بدلاؤ نہ آیا۔ باران نے اس سے بہت مرتبہ بات کرنی چاہی مگر وہ خود کو تین دن سے کمرے میں بند کرے ہوئے تھی۔

اور کمرہ بھی باران خان کا تھا اور بیچارہ باران خان اپنا کمرہ ہوتے دوسرے کمرے میں سوتا تھا اب زحلے کو کچھ کہہ بھی تو نہیں سکتا تھا۔ اسے آج جلدی آفس جانا تھا کیونکہ آج کل ان کی کمپنی نیا اور کچھ خاص پرفیوم بنانے کی کوشش میں تھی اس لیے آفس میں کام بہت زیادہ تھا۔

سب کولیگز کو آفس ٹائم سے پہلے بلا لیا جاتا تھا اور اسے خود بھی جلدی جانا تھا۔ وہ بیچارہ تو اپنے پہننے کے لیے کپڑے بھی نئے لے کر آیا تھا کیونکہ زحلے میڈم نے اسے کمرے سے کپڑے بھی نہیں لینے دیے تھے۔

وہ تیار ہو کر کمرے سے نکلا تو سیڑھیاں اترتے ہی اس کی نظر لاؤنج کے صوفے پر بیٹھی زحلے پر گئی۔ اس کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی تھی زحلے کو تین دن بعد دیکھ کر۔ زہے نصیب آج صبح صبح ہی مجھے میرے چاند کا دیدار ہو گیا۔

وہ اس کے پاس آتا بولا تو زحلے اس خوبرو نوجوان کو اپنی خونخوار گھوری سے نوازہ تھا۔ بکواس بند کرو اپنی ایسے بے حودہ جملے مجھ پر کسے تو یہ چاند سورج بن کر آگ بھی برسادے گا۔

وہ وہیں صوفے پر بیٹھی ایک ایک لفظ چبا کر بولی تو باران نے قہقہ لگایا تھا جبکہ باران کا سیکرٹری جو ابھی آیا تھا باران کی اس کی بیوی کے منہ سے عزت افزائی سن کر دنگ رہ گیا تھا جبکہ اس سے بڑا جھٹکا اسے باران کے قہقہ پر لگا تھا اور بیچارہ منی ہارٹ اٹیک ہونے کے سبب وہیں زمین پر بے ہوش ہوتے گرا تھا۔

باران کچھ بولنے ہی لگا تھا مگر کچھ گرنے کی آواز پر اس نے پیچھے مڑ کر دروازے کی جانب دیکھا تو اپنے سیکرٹری اور ریلیو کو بے ہوش گرا دیکھ

بھاگ کراس کے پاس پہنچا تھا۔ زحلے بھی تجسس سے اٹھ کر اس کے پیچھے گئی تھی۔ تم یہاں کیسے آئے؟؟

اوئے اور یلیو اٹھو! اٹھو بدتمیز انسان ہوا کیا ہے تمہیں آخر؟؟ وہ اور یلیو کے منہ پر تھپڑ مارتا اسے جگانے کی کوشش کرتا بولا جبکہ زحلے بے زاری سے یہ منظر دیکھ رہی تھی۔ آخر کافی محنت کے بعد اور یلیو واپس سے اپنے ہوش و ہواس میں لوٹ کر آیا تھا مگر آنکھیں ابھی بھی بے یقینی سے باران کو دیکھ رہی تھیں۔

سر سر جو ابھی میں نے دیکھا وہ میری آنکھوں کا دھوکہ تھا نہ؟؟ کوئی آپ پر چیخے اور آگے سے آپ کا ہسنا مطلب کہ ناممکن ہے نہ سر؟؟؟ وہ باران کے کندھے پکر کر بولا تو باران نے اپنی مسکراہٹ چھپاتے پہلے تو

اسے دیکھا اور پھر پیچھے چہرہ موڑ کر زحلے کو دیکھا جو سر نفی میں ہلاتی واپس سے صوفے کی جانب بڑھ گئی۔

بس کر دو اتنا حیران ہونے کی ضرورت نہیں ہے تمہیں۔بیوی ہے وہ میری مجھ پر بھڑک سکتی ہے اور اگر میں آگے سے ہستا نہ تو کیا کرتا؟؟ اگر زرا سا اپنا غصہ دیکھاتا تو پھر آج تمہیں میرے چہرے پر نیل کے نشان پڑے ملتے کیونکہ میری بیوی بہت خطرناک ہے اور مجھے اس سے ڈر لگتا ہے۔

باران خان شرارت سے اپنا لہجہ سنجیدہ کرتا اونچی آواز میں بولا تاکہ زحلے تک اس کی آواز باآسانی جا سکے۔اگر شادی کے بعد یہ حال ہوتا ہے تو

مجھے شادی کرنی ہی نہیں ہے سر۔ کیونکہ اگر آپ کا یہ حال ہو سکتا ہے تو میرا پھر اس سے بھی برا حال ہو گا۔

وہ کھڑا ہو کر باران کو ترس بھری نگاہوں سے دیکھتا بولا تو باران نے معصوم بنتے اسے دیکھا۔ میں چلتا ہوں سر آپ سنیں میم کی ڈانٹ اور ریلیو باران کے کندھے پر تھپکی دیتا بولا اور پھر بنا اگلی بات کیے وہاں سے چلا گیا جبکہ اس کے جاتے ہی باران کا کب سے رکا جاندار قہقہہ چھوٹا تھا۔
ہسنا بند کرو اور میری بات سنو۔

اس کی ہسی کو زحلے کی اواز نے بریک لگائی تھی۔ ہاں ہاں بولو میری ظالم بیوی۔ وہ شرارت سے کہتا اس کے پاس جا کر صوفے بیٹھا۔ مجھے فون چاہیے۔ وہ سیدھا اپنے مطلب کی بات پر آئی۔

اس کے پاس موبائیل نہیں تھا کیونکہ وہ جب غزین کے پاس سے آئی تھی تب وہ اپنا سامان جو غزین نے اسے لے کر دیا اپنے فلیٹ پر رکھنے گئی تو اپنا موبائیل بھی سوئیچ آف کر کے اپنے فلیٹ پر ہی رکھ آئی تھی اور اب اسے کسی بھی طرح غزین سے رابطہ کرنا تھا۔

اوکے کوئی مسلہ نہیں ہے مل جائے گا تمہیں فون میں آج آتے ہوئے لے آؤں گا۔ سوری کہ تمہیں خود کہنا پڑا مجھے خود اس کا خیال رکھنا چاہیے تھا۔ وہ ہلکی سی مسکراہٹ چہرے پر سجائے بولا تو زحلے کو یقین نہ آیا کہ وہ اتنی جلدی مان گیا۔ مجھے میری پڑھائی بھی کنٹینیو کرنی ہے۔

وہ اپنی اگلی بات پر آئی تو اس کی بڑھتی ڈیمانڈز پر باران کے چہرے کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔ سیدھی طرح سے کہو نہ کہ گھر سے نکلنا چاہتی ہو اور خاص کر اپنے اس عاشق سے بات کرنا یا ملنا چاہتی ہو۔

باران خان نے یونہی مسکراتے ہوئے کہا مگر اس کے لہجے میں کچھ ایسا تھا کہ زحلے کو ڈر لگا تھا۔ آسے حیرت بھی ہوئی تھی باران کے سہی اندازے پر۔ تمہیں لگتا ہو گا کہ میں تمہیں گھر سے نکلنے نہیں دوں گا تمہیں قید کر کے رکھوں گا۔

پر سچ کہوں تو میں تم سے پیار کرتا ہوں جانم اور جن سے پیار کیا جاتا ہے ان کو قید نہیں کیا جاتا۔ تمہیں کھلی چھوٹ ہے تم جہاں چاہو وہاں جاؤ چاہے تو اپنے اس عاشق سے ملو مجھے کوئی مسلہ نہیں کیونکہ میں جانتا ہوں

کہ تم چاہے جہاں مرضی چلی جاؤ آخر تمہیں لوٹ کر آنا تو میرے پاس ہے۔

تم جس کو مرضی چاہو مگر تم کہلاؤ گی میری ہی۔وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر بولتا جیسے اسے ہیپنوٹائز کر چکا تھا۔مگر میری بس ایک شرط ہے ۔وہ اچانک شرط کے بارے میں بولا تو زحلے نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

شرط یہ ہے میری کہ آج رات کو داریہ اور داور سب لوگ آرہے ہیں تو تمہیں ان کے ساتھ اچھے سے پیش آنا ہو گا۔جیسے تم میرے ساتھ رویہ رکھتی ہو ویسا رویہ ان کے ساتھ نہ ہو۔اس کی شرط سن کر زحلے

ایک دم کھڑی ہوئی۔ میں کبھی بھی تمہاری فیملی کی خدمت نہیں کروں گی۔

تم سے نفرت کی وجہ تمہارا ایک بے حس ظالم گینگسٹر ہونا ہے اور میں یہ اچھے سے جانتی ہوں تمہاری بہن اور بھائی بھی ایسے ہی ہیں۔ وہ غصے سے بولی تو باران نے کھڑے ہوتے اس کی کمر کے گرد بازو ڈال کر اسے اپنے ساتھ لگایا تھا۔ وہ جیسے بھی ہیں مگر وہ میری فیملی ہیں۔

بس اتنا کرنا کہ انہیں ہرٹ نہ کرنا کیونکہ داور کا تو پتا نہیں مگر داریہ تم سے بہت زیادہ اٹیچ ہونے والی ہے اس بات کا اندازہ ہے مجھے اور میں اپنی بہن کو ہرٹ ہوتے نہیں دیکھ سکتا۔ مجھے بس اتنا کہنا تھا باقی تم جب چاہو گھر سے باہر جاؤ جہاں مرضی جاؤ۔

کوئی تمہارا پیچھا نہیں کرے گا کوئی تم پر نظر نہیں رکھے گا یہ میری زبان ہے مگر اگر تم واپس گھر آنے کی بجائے کہیں اور جاؤ گی تو مجھے بھی اپنی نرمی میں تھوڑی سختی لانی پڑے گی۔

وہ اسے ایک ایک بات سمجھاتا آخر میں اس کے ماتھے پر بوسہ دے کر وہاں سے نکل گیا جبکہ پیچھے زحلے اسے اونچی آواز میں کوستی اپنا ماتھا مسلنے لگی۔

################№###################

ذزان یہ لو یہ تمہارے لیے۔ وہ دونوں اس وقت داریہ کے داور کے گھر والے کمرے میں تھے اور ذزان صاحب کو پھر سے نیند کا دورہ اٹھا تھا مگر داریہ کے پاس ہوتے وہ سو بھی نہیں سکتا تھا۔ جب سے بیچارہ آفس جانے لگا تھا نیند پوری ہی نہیں ہو رہی تھی اس کی۔

یہ کیا ہے ؟؟ اس نے داریہ کے ایک باکس سامنے کرنے پر پوچھا۔ خود دیکھ لو۔ وہ مسکراتے ہوئے بولتی اس کے ساتھ بیڈ پر بیٹھی تھی۔ ذزان نے اس کے ہاتھ سے وہ باکس لے کر تجسس سے کھولا تو اس بلیو کلر کی واچ تھی جس کے شیشے کے ارد گرد چھ بلیک کلر کچھ ڈائمنڈ شیپ کے بیٹس لگے تھے۔

واؤ یار یہ کتنی پیاری ہے۔ وہ واچ کو باکس سے نکال کر خوشی سے بولا تو اس کے چہرے کی خوشی کو دیکھ داریہ کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔ کیا یہ ڈائمنڈ ہے ؟؟ ذزان نے ان بیٹس کو چھوتے پوچھا تو داریہ نے سر ہلایا۔ ہاں یہ بلیک ڈائمنڈ ہے۔

داریہ کی بات پر ذزان کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا تھا۔ ب۔۔ ب۔۔ بل۔۔ بلیک ڈا۔۔ ڈائ۔۔۔ منڈ ؟؟ وہ حیرت سے کبھی گھڑی کو دیکھتا تو کبھی داریہ کو جو اس کی حیرت پر مسکرا رہی تھی۔ ہاں بلیک ڈائمنڈ ہے یہ۔

میں نے داور بھائی اور باران بھائی کو بھی ایسی ہی گھڑیاں گفٹ کی تھیں اور میرے پاس بھی سیم ہے تو میں نے تمہارے لیے بھی یہ بنوائی ہے

سپیشل۔ وہ اس کے ہاتھ سے گھڑی پکڑ کر خود ہی اس کی کلائی پر باندھنے لگی۔ واؤ یار وانئفی تم بیسٹ ہو تھینک یو سو مچ اس تحفے کے لیے۔

وہ خوشی سے بولتا اس کے گلے لگا تو داریہ کی ہارٹ بیٹ تیز ہوئی تھی۔ کوئی بات نہیں تم نے بھی تو دیا تھا تحفہ۔ خیر یہ بتاؤ میکرونی کھاؤ گے؟؟ میں اپنے لیے اور بچوں کے لیے بنانے جانے والی تھی تم کھاؤ گے؟؟

وہ ذزان کے دور ہٹتے ہی بیڈ سے فوراً کھڑی ہوتی بولی جبکہ اس کا انداز گھبرایا گھبرایا تھا۔ ہاں بلکل کھاؤں گا تمہیں تو پتا ہے نہ مجھے بھوک بہت لگتی ہے۔ وہ ہاں میں سر ہلاتا بولا تو داریہ اوکے کہتی کمرے سے نکل گئی جبکہ ذزان پیچھے گھڑی کا معائنہ کرنے لگا۔

##############################

داور آپ کے اور رحمان کے کپڑے میں نے ایک ہی ٹیچی میں رکھ دیے ہیں اور نورے کے اپنے ٹیچی میں۔ وہ بیڈ پر بیٹھے داور سے آکر بولی تو اس کی بات پر داور نے اسے غصے سے گھورا۔ میں نے کہا تھا نہ کہ کام مت کرو۔ تمہارے ہاتھ کا زخم اور خراب ہو جائے گا۔

وہ بیڈ سے اٹھ کر اس کے پاس آکر بولا۔ جب قسمت ہی خراب ہو تو ہاتھ کو کیا رونا۔ وہ منہ میں بڑ بڑائی مگر داور کو اس کی بات سن گئی تھی۔ کیا ہوا ہے تمہاری قسمت کو؟؟ ارے تمہیں تو خوش ہونا چاہیے کہ تمہیں داور خان ملا ہے۔ اپنے بالوں میں ہاتھ چلاتا مغرور انداز میں بولا تو ہمیرہ نے آنکھیں گھمائیں۔

اسی بات کا تو دکھ ہے کہ مجھے شوہر ملا بھی تو داور خان جو ایک گینگسٹر اور سفاک انسان ہے۔ وہ اس کو ایک نظر دیکھ نظریں پھیر کر بولی تو داور اس کی بات پر حیران ہوا مگر اگلے ہی پل اس کا بازو پکڑ کر اسے اپنے قرب کرتا دوسرا ہاتھ اس کے کمر کے گرد باندھ گیا۔

میں ایک گینگسٹر اور سفاک انسان ہونے کے ساتھ ایک رومینٹک ہسبینڈ بھی ہوں مگر تم نے وہ نہیں گنوایا۔ مجھے لگتا ہے تمہیں ٹریلر کی ضرورت ہے۔ وہ ترچھی مسکراہٹ سے کہتا ہمیرہ کی گردن پر جھک گیا تھا اور وہاں پر لو بائیٹ کرتا اس کی چیخ نکلوا گیا۔

ایسے ہی اس کی گردن کی دونوں طرف جگہ جگہ لو بائیٹ کرتے بعد میں وہ اوپر آہستہ سے اپنے ہونٹ رکھتا جبکہ ہمیرہ اسے خود سے دور کرنے کی جدوجہد میں تھی۔اب کیوں بن اب مچھلی کی طرح ترپ رہی ہو؟؟ابھی تو میں نے ٹریلر کا بھی ٹریلر دیا ہے۔

وہ ہمیرہ کے خود کو آزاد کروانے کی جدوجہد پر تنز کرتا اس کے ہونٹوں پر جھک گیا اور کمر کے گرد لپٹے بازو سے اسے اور نزدیک کرتے اپنا دوسرا ہاتھ اس کے دائیں گال پر رکھتے اسے آہستہ آہستہ اوپر سرکاتے بالوں تک لے گیا اور ایسے ہی اس کے ہونٹوں کو چومتے اس کے بالوں میں اپنی انگلیاں پھسا گیا۔

ہمیرہ تواس کے ہر عمل پر حیران پریشان بے ہوش ہونے کو تھی بلکہ نہیں ہو بے ہوش ہو گئی تھی۔اس کے وجود کو ڈھیلا محسوس کرتے ہی داوراس سے دور ہوا تھا مگر اسے بے ہوش دیکھ داور کا سر چکرا یا تھا۔ کیا واقع وہ اس کے اتنے سے عمل سے بے ہوش گئی تھی۔ آہ داور کون مانے گا کہ یہ جو تمہارے اتنے سے عمل پر بے ہوش ہو گئی وہ تمہارے دو بچوں کی ماں ہے۔

وہ ہمیرہ کو گود میں اٹھا کر بیڈ پر لٹاتا خود سے بڑ بڑایا اور پھر اسے یوں ہی بے ہوش چھوڑ کمرے سے نکل گیا کیونکہ وہ جانتا تھا ہوش میں آ کر وہ پھر کسی نہ کسی کام میں لگ جائے گی کم سے کم بے ہوش ہو کر تھوڑی دیر سکون سے لیٹی تو رہے گی۔

##################################

داور اور داریہ لوگ سب باران کے گھر پہنچ چکے تھے اور اس وقت باران کے مینشن میں رونق لگی ہوئی تھی۔زحلے کمرے سے باہر نہیں آئی تھی جبکہ داریہ کو اس سے ملنے کی بے چینی تھی۔

باران کو غصہ کو بہت آرہا تھا مگر وہ زحلے کے اوپر وہ غصہ اتار بھی نہیں سکتا تھا۔وہ جو طے کر کے بیٹھی تھی کہ باہر نہیں جائے گی مگر باہر سے آتی بچوں کی آوازیں اسے باہر جانے پر مجبور کر رہی تھیں۔آخر وہ خود سے کہا عہد توڑ کر کمرے سے باہر نکل ہی گئی۔

بھائی میں بتا رہی ہوں اب اگر آپ کی بیوی باہر نہ نکلی تو میں اپنے شوہر کے ساتھ ابھی واپس پیرس چلی جاؤں گی۔ داریہ نے آخر انتظار سے تنگ آکر کہا جبکہ داریہ کے ساتھ بیٹھی ہمیرہ کو بھی حیرت تھی کہ آخر کون ہے وہ جس کے آگے باران خان بھی بے بس ہے۔

اسلام و علیکم! اچانک سے ابھرنے والی آواز نے سب کو متوجہ کیا تھا اور سب نے بیک وقت سیڑھیوں کی جانب دیکھا جہاں پر زحلے کھڑی ان سب کو دیکھ رہی تھی۔ اسے دیکھ داریہ کی تو حالت ایسے تھی جیسے اس کو کسی نے سٹیچو بنا دیا ہو۔ موم! اس کے ہونٹ آہستہ سے ہلے تھے۔

اس نے دیکھیں تھیں اپنی ماں کی تصویریں اسی لیے زحلے کو دیکھ اس کے منہ سے موم نکلا تھا۔ ہمیرہ نے حیران ہوتے داریہ کو دیکھا جو آپنی

ہم عمر کو موم کہہ رہی تھی۔داریہ یہ موم نہیں بلکہ موم کی ہم شکل ہے

۔

داور نے داریہ کے پاس جا کر اسے اپنے ساتھ لگاتے بتایا مگر وہ اپنا آپ اس سے دور کرتی بھاگ کر زحلے کے گلے لگی تھی۔داریہ کے یوں اچانک گلے لگنے پر زحلے ساکت ہوئی تھی۔

میں جانتی ہوں یہ میری موم نہیں ہے بلکہ ان کی ہم شکل ہے مگر شکریہ تمہارا بہت شکریہ تمہاری وجہ سے مجھے لگ رہا ہے میں نے اپنی ماں کو روبرو دیکھ لیا۔وہ زحلے سے دور ہو کر بولی تو اس کی آنکھوں میں آئی نمی کو دیکھ زحلے کو یقین نہ آیا کہ اس کے سامنے کھڑی لڑکی ایک گینگسٹر کوئین تھی۔

اسے نہیں پتا کیسے مگر اس کے چہرے پر خود بخود مسکراہٹ آئی تھی اور اس نے آگے ہو کر خود سے داریہ کو گلے لگایا تھا۔ ہمیرہ حیران پریشان سی انہیں دیکھ رہی تھی جبکہ داور اور باران کے چہرے پر مسکراہٹ تھی انہیں دیکھ کر۔ باران کو بلکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ زحلے داریہ کے ساتھ ایسا رویہ رکھے گی مگر وہ خوش تھا اسے ایسے دیکھ کر۔

#######################

آسمان کتنا پیارا لگ رہا ہے نہ ستاروں سے بھرا ہوا۔ ایسا لگ رہا ہے جیسے کڑوروں ہیرے چمک رہے ہوں۔ سب لوگ رات کے وقت لان میں بیٹھے باربی کیو پارٹی کر رہے تھے۔

باران ذزان اور داور باربی کیو بنا رہے تھے جبکہ وہ تینوں آپس میں باتوں میں مصروف تھیں۔ بچوں کو ٹائم سے سلا دیا تھا اس لیے وہ اپنے کمرے میں آرام سے سو رہے تھے۔ داریہ اور ہمیرہ کسی بات پر سوچ وچار کر رہی تھیں کہ اچانک زحلے آسمان کی جانب دیکھتی بولی۔

اس کا باہران سب کے ساتھ بیٹھنے کا موڈ بلکل نہیں تھا مگر داریہ اور ہمیرہ اسے زبردستی ساتھ لے آئی تھیں اور اب وہ فریش محسوس کر رہی تھی

۔ہاں واقع مجھے خود بہت پسند ہے رات کے وقت آسمان پر چمکتے تاروں کو دیکھنا۔ داریہ نے زحلے کی بات پر آسمان کی جانب دیکھتے مسکرا کر کہا۔

ان کی باتوں کی اوازیں باران لوگوں تک بھی جارہی تھیں۔وائفی تمہاری بات پر مجھے ایک گانا یاد آیا۔سناؤں؟؟

ذزان کوئلوں کو پنکھے سے ہوا دیتا بولا تو داریہ نے سر ہلاتے اسے گانے کی اجازت دی۔اسے بے چینی ہوئی تھی ذزان کا گانا سننے کے لیے کیونکہ وہ جانتی تھی کہ ذزان کی آواز کس قدر خوبصورت تھی۔

ابھی دیکھنا میرا شوہر کتنا خوبصورت گائے گا۔داریہ زجلے اور ہمیرہ کو مسکرا کر کہتی ذزان کو دیکھنے لگی۔چلو سناؤ گانا۔وہ ایکسائیٹڈ سی بولی۔
ارے نہیں پورا گانا نہیں گانا بس ایک فقرہ بتانا تھا تمہیں تمہاری بات پر یاد آگیا مجھے۔

وہ کوئلوں کو ہوا دینا چھوڑ کر دونوں ہاتھو کونہ میں ہلاتا بولا تو داریہ کا منہ بنا۔اچھا اب وہ فقرہ بھی بتاؤگے کہ نہیں؟؟ داور جو کب سے اسے دیکھ رہا تھا بولا۔

ہاں تو داریہ کہہ رہی تھی کہ اسے چمکتے تارے پسند ہیں تو مجھے پاکستانی پنجابی گانا یاد آیا وہ ہے کہ

! جدرات نوں نکلن تارے

! میرا بدن پٹا کے مارے

ذزان نے دانت نکالتے گانے کے لفظ بولے تو داریہ کے منہ کھلنے کے ساتھ باقی سب کے بھی منہ کھل گئے تھے۔ہاہاہاہاہاہاہاہاواہ داریہ بہت

چن کر شوہر پسند کیا ہے تم نے۔اچانک سے فضا میں داور کا قہقہہ گونجا تھا اور وہ داریہ پر ٹونٹ کرتا بولا۔

اس کی ہسی رک ہی نہیں رہی تھی ذزان کے گانے کے بول سن کر۔ ہس تو زحلے اور ہمیرہ بھی رہی تھیں۔زحلے کو ہستا دیکھ باران کی نظریں تو بس اسی پر جم گئی تھیں۔جبکہ داریہ تو بس ذزان کو گھور رہی تھی۔

کیا وائفی گھور کیوں رہی ہو؟؟پتا ہے یہ گانا پاکستان کی مشہور، خوبصورت، دل نشین آواز رکھنے والی سنگر دا لیجنڈ نصیبو لال نے گایا ہے۔ذزان داریہ کے گھورنے پر اسے گانے کی انفورمیشن دینے لگا۔

اگر تم نہیں چاہتے کہ میں تمہارا قتل کر کے اس کا باربی کیو بنادوں تو میرے پیارے ہسبنڈ تم خاموش رہو۔داریہ نے ذزان کو گھور کر دیکھتے ایک ایک لفظ چبا کر کہا تو ذزان کی حالت اس کی دھمکی پر پتلی ہوئی تھی۔

میں کچھ نہیں بولوں گا اب ویسے بھی تم بولنے ہی کہاں دیتی ہو۔وہ منہ بنا کر بولتا اپنے کام میں مگن ہوا جب اچانک اس کی گردن پر داور نے چپٹ لگائی تھی۔کیا داور بھائی آپ کے ہاتھ مصالحے والے تھے۔وہ اپنی گردن پر ہاتھ رکھ کر عجیب وغریب منہ بناتا بولا۔

میرے بہن کی باتوں کو چپ چاپ مانا کرو زیادہ بحث نہ کیا کرو۔داور نے اسے اپنی مصالحے بھری انگلی سے وارن کرتے کہا تو ذزان نے نچلے ہونٹ کو باہر نکال کر داریہ کی جانب دیکھا جیسے اسے داور کی شکایت کر

رہا ہو لیکن اس کی شکایت پر داریہ نے نظروں کا زاویہ ہی بدل لیا مطلب صاف اگنور۔

او بھائی بس کر تیری ہی بیوی ہے۔ بعد میں دیکھ لینا ابھی ادھر دیہان کر ساری بوٹیاں جلادی تو نے۔ چل نا ادھر دیہان دے اپنا۔ داور اب کی بار باران سے مخاطب تھا جو زحلے کو دیکھتا ہر چیز سے بیگانہ ہوئے کھڑا تھا اور اسی بیگانگی میں اس نے ساری بوٹیاں جلادی تھیں۔

تو بھی دیکھ لے اپنی والی کو میں نے منع کیا کیا؟؟ باران بھی اس کا بھائی تھا اس لیے بنا شرمندہ ہوئے اسے بھی نصیحت کرتا جلی بوٹیوں کو ہٹانے لگا۔ جبکہ داور بس تاسف سے سر ہلا کر رہ گیا۔

##################################

کیا بھائی ایسے نہیں میں بتاتی ہوں پہلے نہ اس کے پاؤں کاٹو جن سے چل کر یہ اس جگہ پر آیا تھا جہاں اسے نہیں آنا چاہیے تھا۔ پھر نکالو اس کی آنکھیں جن سے اس نے آپ کو قتل کرتے دیکھا اور پھر کاٹو اس کی زبان جس سے یہ آپ کے خلاف گواہی دینے والا تھا۔

صبح صبح منہ اندھیرے ہی اور یلیو ایک آدمی کو ٹارچر روم میں لایا تھا اور داور باران کب سے اس آدمی کو دیکھتے اپنی سوچ وچار کر رہے تھے کہ اسے کس طرح سے تڑپا تڑپا کر ماریں کہ تبھی دار یہ وہاں آتی اپنا مشورہ دینے لگی ساتھ ہی اس نے ٹیبل سے ایک نوکیلی چیز اٹھا کر اس آدمی کے

کرسی سے بندھے ہاتھوں کے آر پار کی تھی جس سے اس آدمی کی چیخیں پورے ٹورچر روم میں گونجیں تھیں۔

ویسے مشورہ تو اچھا ہے داریہ کا۔ داور نے داریہ کے مشورے سے امپریس ہوتے کہا تو باران نے بھی سر ہلایا۔ چلو ایسے ہی کرتے ہیں۔ اب بتاؤ کون پاؤں کاٹے گا کون انکھیں نکالے گا اور کون زبان کو کاٹے گا۔

باران گلے میں پہنے بلیڈ والے لاکٹ کو دو انگلیوں کی مدد سے گردن کے گرد گھماتے داریہ اور داور سے پوچھنے لگا۔ میں آنکھیں نکالوں گی۔ داریہ فوراً بولی۔ اوکے تو میں پاؤں کاٹوں گا اور باران تم اس کی زبان کاٹنا جس سے یہ تمہارے خلاف گواہی دینے والا تھا۔

داور وہاں رکھے ٹیبل جس پر ہر طرح کے تیز دھار نوکیلے اوزار پڑے تھے ان میں سے ایک نوکیلا چاکو اٹھاتا بولا۔ وہ تینوں بہن بھائی ایسے بات کر رہے تھے جیسے کہ گھر کے کام بانٹ کر کرنے کی بات کر رہے ہوں۔

نہ۔۔ن۔۔ نہیں پ۔۔ پلیز م۔۔مجھے چ۔۔ھ۔۔و۔۔۔ چھوڑ دو م۔۔ میں کسی کو ک۔ کچھ نہیں ب۔۔ب۔۔بتاوں گا۔پ۔۔پلیز میرے چ۔۔ چھوٹےچ۔۔ چھوٹے بچے ہیں۔ک۔۔کوئی نہ۔۔ نہیں۔۔م۔۔میرے۔۔بیو۔۔ی بچ۔۔۔ بچوں ک۔۔ کا می۔۔ میرے عل۔۔ علاوہ۔پل۔۔۔ پلیز چ۔۔ چھوڑ دو۔

وہ آدمی ان کے خطرناک ارادے سن اپنی موت کو دیکھتا ان کے سامنے گڑا گراتے ہوئے چھوڑنے کی التجا کرنے لگا۔ یہ سب تمہیں تب سوچنا چاہیے جب میرے خلاف گواہی دینے کا سوچ رہے تھے۔ اب مجھے نہیں پرواہ کہ تمہارے بیوی بچوں کا تمہارے بغیر کیا ہو گا۔ چلو آنکھیں بند کر کے آخری باران کا یاد کر لو۔

باران اس آدمی کے سامنے جھک کر اس کی آنکھوں میں سفاکیت سے دیکھتا بولا تو وہ آدمی پورا کا پورا کانپ گیا۔ پل۔۔ پلیز! اس نے ایک بار پھر سے روتے ہوئے التجا کی مگر سامنے کھڑے تینوں ڈیمنز کے دل میں رحم نہیں تھا۔

اگلے پانچ منٹ پورے ٹارچر روم میں اس آدمی کی تکلیف سے بھری دردناک چیخیں گونجیں تھیں اور پھر ہر طرف خاموشی چھا گئی کیونکہ وہ آدمی اپنی زندگی کی جنگ ہار گیا تھا اور ان تینوں بہن بھائیوں کی سفاکیت اور بے رحمی جیت گئی تھی۔

################################

ٹورچر روم مینشن کے پچھلی جانب بنایا گیا تھا اس کا رستہ بھی خوفیا طریقے سے بنا تھا کہ کوئی بھی آسانی سے وہاں نہیں جا سکتا تھا۔ پورے ٹارچر روم کو ساؤنڈ پروف بنایا گیا تھا تاکہ کسی کی چیخوں کی آواز باہر نہ نکلے۔

اور ٹارچر روم کے ساتھ ایک اور روم تھا جہاں سے اپنے خون سے بھرے کپڑوں کو بدل کر وہ باہر نکل گئے تھے اور گھر میں بیٹھی جاسوسن زحلے کو اس سب کے بارے میں علم بھی نہیں ہوا تھا۔پتا تو ہمیرہ اور ذزان کو بھی نہیں لگا تھا۔

##############################

مجھے میرا جانو یاد آرہا ہے۔دار یہ صوفے پر بیٹھی اداسی سے بولی تو زحلے نے حیران ہو کر اسے دیکھا۔جانو ؟؟ تمہارا شوہر تو تمہارے ساتھ ہے نہ پھر یہ جانو کون ہے ؟؟ زحلے نے حیرانگی سے پوچھا۔

ارے وہ میرا اپٹ ہے۔ تمہیں اس کی پک دیکھاوں؟؟ داریہ اپنا فون اٹھاتی بولی تو زحلے نے ہاں میں سر ہلایا۔ یہ دیکھو یہ ہے میرا اپٹ۔ داریہ نے اس کے سامنے فون کی سکرین کرتے کہا تو زحلے نے فون کی جانب دیکھا جہاں پر داریہ کے ساتھ ایک بلیک کلر کا بھیڑیا کھڑا تھا۔

فوٹو سے پتا لگ رہا تھا کہ داریہ نے خود سیلفی لی ہے۔ اوہ تو بھیڑیا پال رکھا ہے تم نے۔ زحلے نے امپریس ہوتے کہا۔ ہاں مجھے پسند ہیں بھیڑیے اب تو سوچ رہی ہوں اس کے لیے ایک بیوی لے کر آؤں وہ اکیلا ہے بہت۔ داریہ اپنے جانو کے اکیلے پن کو سوچ کر دکھی ہوتی بولی۔

مجھے بھی بھیڑیے پسند ہیں مگر میں نے کبھی انہیں پالنے کا نہیں سوچا۔ زحلے کی بات پر وہاں آتی ہمیرہ نے کانوں کو ہاتھ لگائے۔ توبہ ہے تم

دونوں کی پسند کتنی خطرناک ہے۔وہ ان کے ساتھ بیٹھتی بولی توز حلے اور داریہ مسکرائیں۔بچے کہاں ہیں؟؟

داریہ نے پوچھا۔وہ باہر لان میں کھیل رہے ہیں۔باہر جانے کی ضد کر رہے تھے مگر داور اور باران گھر نہیں ہیں اور ذزان سو رہا ہے۔ہمیرہ نے صوفے کی بیک سے ٹیک لگاتے بتایا۔اچھا چلو پھر میں جا رہی ہوں۔

میں خود ان کو باہر لے کر جاتی ہوں۔داریہ فوراً صوفے سے کھڑی ہوتی بولی اور باہر نکل گئی جبکہ پیچھے ہمیرہ اور زحلے رہ گئیں۔

###################################

تمہاری اور باران کی لو میرج ہے کیا؟؟ہمیرہ اور زحلے دونوں پہلی بار اکیلیں ساتھ بیٹھیں تھیں اس لیے ہمیرہ نے دل میں چلتا سوال پوچھا۔ تمہیں لگتا ہے میں اس شخص سے محبت کروں گی؟؟زحلے کے چہرے پر باران کا نام سن کر دنیا جہان کی نفرت آگئی تھی۔

اور وہ چہرے پر سنجید گی لیے ہمیرہ سے ہی سوال پوچھنے لگی۔ نہیں مجھے نہیں لگتا مگر ایسا لگ رہا ہے جیسے باران کی جانب سے لو میرج ہے اور وہ تم سے بے حد محبت کرتا ہے۔ہمیرہ نے اس کے چہرے کو دیکھتے کہا وہ ساتھ ساتھ زحلے کے فیس ایکسپریشن بھی دیکھ رہی تھی۔

میری بلا سے محبت کرے یاں نفرت کرے مجھے بس اس سے نفرت ہے۔اس نے مجھ سے زبردستی شادی تو کرلی مگر وہ کبھی بھی میرے دل

میں اپنے لیے جگہ نہیں بنا پائے گا۔ اور انشاللہ میں بہت جلد اسے چھوڑ دوں گی کیونکہ میں کسی اور کو پسند کرتی ہوں۔

زحلے کی باتوں پر ہمیرہ کی آنکھیں کھلی تھیں۔ کیا تم پاگل ہو جو یہ سب بول رہی ہو؟؟ میرا نہیں خیال کہ تم قسمت کو بدل سکتی ہو۔ اگر تمہاری قسمت میں وہ شخص ہوتا جسے تم چاہتی ہو تو آج تم باران کے نکاح میں ہونے کی بجائے اس شخص کے نکاح میں ہوتی۔

ہمیرہ نے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔ اس میں قسمت کہاں سے آگئی ؟؟ اور اگر ایسا ہے بھی تو میں قسمت بدل دوں گی مگر باران خان کے ساتھ نہیں رہوں گی۔ زحلے نے ایک غظم سے کہا۔ تم نے فیری ٹیل سٹوری دیکھی ہیں؟؟

دیکھی نہیں تو پڑھی تو ہوں گی؟؟اچانک سے ہمیرہ نے عجیب سوال نے زحلے کو حیران کیا۔ہاں دیکھی ہیں اور پڑھی بھی ہیں۔ مگر اس بات کا یہاں کیا ذکر؟؟زحلے نے ناسمجھی سے پوچھا۔

تم نے ساری فیری ٹیل کو لو سٹوری یاں اچھائی کی جیت سمجھ کر پڑھا ہو گا ۔مگر کیا تم نے دیہان دیا کہ ان کہانیوں میں ایک سبق اور بھی ہے اور وہ یہ کہ قسمت کبھی نہیں بدلتی۔

ہم جتنا مرضی قسمت کو بدلنا چاہیں اس سے لڑنا چاہیں اس سے دور بھاگنا چاہیں مگر ہماری قسمت ایک نہ ایک دن ہمارے منہ پر زوردار تماچہ مار کر ہمیں بتاتی ہے کہ تم مجھے بدلنے کا حق نہیں رکھتے۔ہمیرہ کسی پروفیسر

کی طرح اسے سمجھا رہی تھی مگر زحلے کو اس کی باتیں سمجھ نہیں ارہی تھیں۔

میں سمجھی نہیں کچھ۔ سہی سے بتاؤ۔ زحلے نے کہا تو ہمیرہ نے لمبا سانس کھینچا۔ کیا تم نے سلیپنگ بیوٹی دیکھی ہے ؟؟ ہمیرہ نے پوچھا تو زحلے نے سر ہلاتے ہاں میں جواب دیا۔

سلیپنگ بیوٹی میں دیکھایا جاتا ہے کہ ایک ڈائن شہزادی کو شراپ دیتی ہے کہ جب وہ سولہ کی ہو جائے گی تو اسے ایک چرخے کی سوئی چبھے گی اور وہ اس کے چبھنے سے ساری عمر کی نیند سو جائے گی۔

اس شراپ پر بادشاہ ساری سلطنت کے چرخے جلادیتا ہے اور کسی بھی چرخے کو بنانے یاں لانے پر پابندی لگادیتا ہے اور اپنی بیٹی کو بھی محل سے دور بھیج دیتا ہے ایک جنگل میں جہاں پر کوئی لوہا کوئی چرخا کوئی سوئی نہ ہو مگر کیا ہوتا ہے آخر میں اس کی بیٹی واپس محل آتی ہے سولہ سال کی ہو کر اور اسی ڈائن کے جادوئی چرخے کی سوئی کو چھو لیتی ہے اور اپنی نید میں ڈوب جاتی ہے۔

اس کے باپ نے قسمت بدلنی چاہی مگر وہ نہ بدل سکا اور پھر سنو وائٹ کی کہانی دیکھ لو سات بونے سنو وائٹ چڑیل کے جادو سے بچانے کی کتنی کوشش کرتے ہیں مگر چڑیل پھر بھی سنو وائٹ کو زہریلا سیب کھلا دیتی ہے اور اسے بھی ساری عمر کی نید میں سلا دیتی ہے۔

تم سب سے مشہور سنڈریلا کی کہانی دیکھو اس میں اس کی سوتیلی ماں کتنی کوشش کرتی ہے کہ سنڈریلا راجکمار سے شادی نہ کرسکے مگر کیا ہوتا ہے آخر میں؟؟ کیا قسمت بدل پاتی ہے وہ؟؟ نہیں نہ کیونکہ ہم کوئی نہیں ہوتے قسمت کو بدلنے والے۔

ہماری قسمت ہمارا اللہ خود لکھتا ہے اور ایک معمولی انسان اسے بدل نہیں سکتا۔ یہ حقیقت ہے یہاں پر تو کوئی شہزادہ آکر بھی ہمیں نہیں بچا سکتا۔ بس دعا کر کے ہم قسمت کو بدلنے کی امید کر سکتے ہیں۔

مجھے دیکھ لو میں بھی تو اپنی قسمت کو مان کر داور کے ساتھ رہ رہی ہوں۔ حلانکہ وہ مجھ سے پیار بھی نہیں کرتا مگر باران تو تم سے بہت پیار کرتا ہے نہ۔ شاید تمہیں اللہ نے چنا ہو اسے برائی سے ہٹانے کے لیے۔

ایک بار کوشش تو کرو رشتہ نبھانے کی۔اگر وہ بدل سکتا ہے تو تم اسے بدلو تاکہ کل کو قیامت کے دن پچھتاؤ نہ کہ تم نے اللہ کے بندے کو سیدھی راہ پر لانے کی ہمت نہ کی۔اگر کوشش ناکام رہی تو چاہے اسے چھوڑ دینا۔

ہمیرہ بڑے خوبصورت انداز میں اسے سمجھا رہی تھی جبکہ زحلے بس خاموشی سے اس کی ساری باتیں سن رہی تھی۔تم کیوں نہیں کوشش کرتی داور کو بدلنے کی؟؟زحلے کے سوال پر ہمیرہ درد بھرا مسکرائی۔

کہانہ وہ مجھ سے محبت نہیں کرتا اگر کرتا تو میں خود یہ کوشش کرتی۔
ہمیرہ نے آنکھوں میں نمی لیے اس کی بات کا جواب دیا تو زحلے کو اس کے لیے برا لگا۔

میم جلدی باہر چلیں داریہ میڈم دو لڑکوں کو باہر بری طرح پیٹ رہی ہیں کیونکہ اُنھوں نے بچوں کو تنگ کیا تھا۔ایک ملازم بھاگ کر اندر آتا ہانپتے ہوئے بولا تو زحلے اور ہمیرہ دنوں بھاگ کر باہر کی جانب گئیں۔

######################

زرہ کوئی خیال ہے تمہیں داریہ ؟؟ بچوں کے سامنے کیوں لڑ رہی تھی تم ؟؟ ہمیرہ اور زحلے بڑی مشکل سے داریہ سے ان لڑکوں کو چھڑا کر اسے

گھر لے کر آئی تھیں اور اب ہمیرہ اس کے سر پر کھڑی سختی سے پوچھ رہی تھی۔

داریہ اس کی اتنی عزت کرتی تھی کہ وہ بڑے دھڑلے سے اسے ڈانٹ رہی تھی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ داریہ اس کے ڈانٹنے پر برا نہیں منائے گی۔بس کر دو یار ہمیرہ کچھ غلط نہیں کیا میں نے۔

وہ دونوں لفنٹر میری بھتیجی کو حوس بھری نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔ اور تمہیں کیا لگتا ہے میں سب کچھ دیکھتے ہوئے بس بچوں کو لے کر گھر آجاتی؟؟ ارے آج میری بھتیجی کو دیکھ رہا تھا کل کسی دوسرے کی بھتیجی اور بیٹی کو دیکھے گا۔

میں تو جان سے مار کر آنے والی تھی اسے مگر تم لوگ آ گئے بیچ میں۔ لیکن خیر اچھا سبق سیکھا کر آئی ہوں ان کو۔اب دیکھنا دوبارہ کبھی کسی بھی عورت یا بچی پر نظر پڑتے ہی نظریں جھکا لیں گے۔

داریہ اپنے لمبے بالوں کی ایک لٹ کو انگلیوں پر گھوماتی بولی تو اس کی بات پر زحلے نے اس کے کندھے پر تھپکی دی۔ ویسے تو مجھے تم تینوں بہن بھائیوں کے کام سے نفرت ہے پر ابھی جو تم نے کیا میں اس میں تمہارے ساتھ ہوں۔

اچھا کیا ان جیسوں کو سبق سیکھانا چاہیے۔ زحلے نے مسکراتے ہوئے اسے داد دی تو داریہ بھی مسکرا کر اسے دیکھتی اس کی گود میں سر رکھ کر

لیٹ گئی۔ تم دونوں ہی پاگل ہو۔ زحلے تمہیں نہ اس کی طرح گینگسٹر ہی ہونا چاہیے تھا۔

ہمیرہ چڑتے ہوئے کہتی وہاں سے چلی گئی جبکہ گینگسٹر والی بات پر جہاں داریہ نے قہقہہ لگایا تھا وہیں زحلے کے چہرے کی مسکراہٹ غائب ہوئی تھی اور دل سے استغفار نکلا تھا۔

باران نے انہیں زحلے کے سیکرٹ ایجنٹ ہونے کا نہیں بتایا تھا اور زحلے کو بھی اس نے یہ بات بتانے سے منع کیا تھا۔ چھوڑو اسے وہ تو ہے ہی ڈرپوک چلو تم میرے سر میں انگلیاں پھیرو مجھے سونا ہے۔ داریہ اس کے بازو کو ہلاتی بولی تو زحلے نے نظریں جھکا کر اپنی گود میں سر رکھے لیٹی داریہ کو دیکھا جو اسے مسکرا کر دیکھ رہی تھی۔

میں تمہارا شوہر نہیں ہوں جا کر اس سے یہ کام کرواو۔زحلے اس کا سر اٹھانے کی کوشش کرتی بولی مگر دار یہ اپنی جگہ سے ہلنے کو تیار نہ تھی۔
نہیں تمہارے پاس سونا ہے اور تم ہی انگلیاں پھیرو گی میرے بالوں میں۔پتا ہے مجھے بہت شوق تھا کہ میری ماں ہوتی تو میں ایسے ان کی گود میں سر رکھ کر سوتی۔

اب ماں تو نہیں ہیں پر ان کی ہمشکل بھابھی ماں ضرور ہے۔دار یہ پہلے دکھی لہجے میں بولتی آخر میں لہجے کو شرارتی بنا گئی جبکہ اس کی بات سن کر زحلے کی انگلیاں خود بخود اس کے بالوں پر گئی تھیں۔

اچھا ٹھیک ہے سو جاؤ پھر۔ وہ مسکرا کر کہتی خود صوفے کی بیک سے ٹیک لگا گئی اور داریہ سکون سے آنکھیں بند کر کے لیٹ گئی۔

##############################

ہم لوگ گھومنے پھرنے چلیں ؟؟ سب لوگ ڈائنگ ٹیبل کے گرد بیٹھے ڈنر کر رہے تھے کہ اچانک داریہ پر جوش سے بولی۔ ہاں آئیڈیا تو اچھا ہے وائفی مجھے بھی روم کی سیر کرنی ہے۔ ذزان داریہ کی بات پر اس کا ساتھ دیتا بولا۔

نہیں روم نہیں کہیں اور چلتے ہیں۔ روم تو دیکھا ہوا ہے۔ داریہ ذزان کی بات پر منہ چڑھاتی بولی۔ کہاں جانا ہے تم نے ؟؟ باران نے اپنی

پلیٹ کو سائیڈ پر سرکاتے اپنے دونوں ہاتھوں کو آپس میں الجھائے ٹیبل پر انہیں رکھتے داریہ کو دیکھتے پوچھا تو وہ سوچ میں پڑ گئی۔

ہمیرہ اور زحلے تم بتاؤ کہاں چلیں؟؟ اسے جب کچھ سمجھ نہ آیا تو زحلے اور ہمیرہ سے پوچھنے لگی۔ مجھے تو وینس شہر کی سیر کرنی ہے کیونکہ میں نے انٹرنیٹ پر دیکھا ہے وہ شہر نہروں پر بنا ہے۔ ہمیرہ نے ایکسائیٹڈ ہوتے کہا تو اس کے چہرے کی مسکراہٹ کو داور دیکھ کر رہ گیا۔ اور زحلے تم؟؟ تمہیں کہاں جانا ہے؟؟

اب داریہ زحلے سے مخاطب تھی۔ مجھے لیک کومو دیکھنا ہے۔ وہ بلکل ایسے ہے جیسے پرستان کا کوئی علاقہ ہو۔ زحلے نے اپنی پسند بتائی۔ چلو تہہ

ہوا ہم وینس اور کومو شہر چلتے ہیں۔ باران نے فیصلہ سنایا۔ اگر برا نہ لگے تو میری بھی پسند کی ایک جگہ کو ڈال لیں۔

ذزان نے بڑے ادب سے سر جھکائے باران سے کہا تو اس کی نوٹنکی پر داریہ نے سر جھٹکا۔ ہاں بولو کیوں نہیں۔ باران نے خوش دلی سے کہا۔ ہم کوموسٹی میں سٹے کرنے کی بجائے میلان میں سٹے کرتے ہیں اور میلان بھی گھومیں گے۔

وہ تاریخی شہر ہے مجھے شوق ہے تاریخی چیزوں کو دیکھنے کا۔ ذزان کی بات پر باران نے سر ہلایا۔ ٹھیک ہے ہم میلان میں سٹے کریں گے مگر تمہیں ایک بات بتاؤں اگر تم تاریخ کو پسند کرتے ہو تو پورا اٹلی گھومو کیونکہ پورا اٹلی تاریخ سے بھرا پڑا ہے۔

باران کی بات پر ذزان کے چہرے پر خوشی چھائی۔بس پھر کبھی اوں گا وقت نکال کر اور پھر آپ کا اٹلی بھی دیکھوں گا اور داور بھائی کا لندن بھی ۔کیونکہ دونوں ہی تاریخ سے جڑے ہیں۔ذزان نے مسکرا کر کہا تو اس کے پاس بیٹھے داور نے اس کے کندھے پر تھپکی دی۔

####################################

بس کر دوز حلے کم سے کم گھر آئے ہوئے لوگوں کا ہی خیال کر کے مجھ سے اچھے سے پیش آجایا کرو۔انہیں لگے تو سہی کہ تم میری بیوی ہو۔ہر وقت تم مجھ سے دور بھاگتی ہو۔اور تو اور کمرے میں بھی مجھے داخل نہیں ہونے دیتی۔

وہ پیکنگ کرنے کمرے میں آیا تو زحلے بھی کمرے میں بیڈ پر لیٹی تھی۔ مگر باران کو دیکھتے ہی اس نے اپنی چہرہ دوسری جانب موڑ لیا تھا۔اس کے یوں خود سے رخ موڑنے پر باران اس کے پاس جاتا بولا تو وہ اٹھ بیٹھی۔مسلہ کیا ہے باران تمہارے ساتھ ؟؟

مجھے نہیں نبھانا رشتہ تو دیکھاوا کیوں کروں ؟؟وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی بولی تو باران نے اس کی بازو پکڑ کر اسے کھڑا کیا۔زحلے میں اچھا ہوں تو مجھے اچھا ہی رہنے دو۔

میں تمہیں تو واقع کچھ نہیں کہہ سکتا تمہاری بد تمیزی پر مگر یاد رکھو میرے پاس ایک ایسا مہرہ ہے جس کو تکلیف دینے پر تمہیں تکلیف ہو گی

وہ اسے ڈھکے چھپے الفاظوں میں دھمکی دے رہا تھا جبکہ زحلے نے غصے سے اسے گھورتے اوپر ہو کر اس کی گردن پر دانت گاڑ دیے تھے۔

اس نے اتنی زور سے باران کی گردن پر کاٹا تھا کہ باران نے درد سے آنکھیں زور سے بند کر لیں۔مجھے غزین کے نام سے بلیک میل کرنا بند کرو باران خان ورنہ تمہارا خون پی جاؤں گی میں۔

وہ پیچھے ہو کر اس سے دور ہوتی بولی تو باران نے اپنی گردن پر جہاں زحلے نے کاٹا تھا وہاں اس جگہ کو انگلی کی پوروں سے چھوا۔یار تم تو پوری جنگلی بلی ہو۔اللہ اللہ تمہارے تو ناخن بھی بہت لمبے ہیں۔

اللہ رحم کرے مجھ پر مستقبل میں۔وہ زحلے کی بات کو اگنور کرتا اپنی ہی بات شرارتی انداز میں بولا تو اس کی بات کا مطلب سمجھ زحلے کے گال لال ہوئے۔بے ہودہ انسان دفع ہو جاؤ کمرے سے۔وہ اسے دھکہ دیتی بولی تو باران نے ہستے ہوئے زبردستی اسے گلے لگایا۔

اچھا نہ سوری سوری اب نہیں تنگ کرتا۔اچھا نہ پلیز یار میں نہیں دیتا تمہیں دھمکی نہ کسی کو نقصان پہنچاؤں گا بس تم میری بات مان لو۔
میرے ساتھ اچھے سے رہو نہ پلیز ززز۔جب تک سب لوگ یہاں ہیں ایک کپل کی طرح رہ لو پلیز یار۔

میں وعدہ کرتا ہوں تمہیں بلکل بھی تنگ نہیں کروں گا۔ وہ اسے گلے لگائے بڑے پیار سے التجا کر رہا تھا جبکہ زحلے اس کی بات پر سوچ میں پر گئی۔ اچھا ٹھیک ہے پر دور ہٹو مجھ سے۔

وہ اس پر احسان کرنے والے انداز میں بولی تو باران کے چہرے پر اس کے ماننے پر مسکراہٹ پھیلی جبکہ کرسٹل گرین آنکھیں خوشی سے چمکیں تھیں۔ چلو آؤ تمہیں شوپنگ پر لے کر چلوں۔ تمہارے پاس زیادہ کپڑے نہیں ہیں نہ۔ وہ اس سے دور ہوتا بولا۔

نہیں مجھے نہیں چاہیے کچھ بھی۔ وہ واپس بیڈ کی جناب جاتی بولی۔ ارے چلو نہ اب۔ کہاں ہیں تمہارے پاس زیادہ کپڑے وہی چار پانچ سوٹ ہیں جو تم لے کر آئی تھی۔ چلو آؤ میرے ساتھ۔

وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے ساتھ زبردستی لے جاتا بولا تو زحلے نے بھی ضد نہیں کی اور چپ چاپ اس کے ساتھ چل پڑی۔

################################

واؤ یار یہ کس قدر خوبصورت ہے۔ وہ لوگ سب سے پہلے میلان آئے تھے اور وہاں سے سیدھا لیک کومو پر گئے تھے۔ میلان شہر سے لیک کومو کا فاصلہ کوئی پچاس کلومیٹر کا ہے۔ یہ لیک کومو شہر میں ہے اور اس قدر خوبصورت ہے کہ دیکھنے والی کی آنکھیں اس لیک اور اس کے ارد گرد کی خوبصورتی کو دیکھ کر دنگ رہ جائیں۔

اس لیک کے پانی کا رنگ کبھی نیوی بلو کلر کا لگتا ہے تو کبھی گرین کلر کا۔ اس لیک کے ہر طرف ہریالی اور خوبصورت راستے ہیں۔اس کے پاس کے ہوٹلز کی بالکنی سے اس لیک کا نظارہ انسان کی صبح کو خوشگوار بناتا ہے ۔وہاں پر لیک کے ارد گرد گھنے لمبے ہرے درخت پھول اور خوبصورت رنگ برنگی عمارتیں ہیں۔

اگر یہ کہا جائے کہ وہ جگہ پرستان کی جگہ ہے تو غلط نہ ہو گا۔وہاں جا کر انسان کو واقع ایسا لگتا ہے جیسے وہ پریوں اور شہزادیوں کی دنیا میں آگیا ہو ۔لیک کومو کے پاس کی عمارتوں کے درمیان رستے ہموار نہیں ہوتے بلکے وہاں پر رستے ڈھلوان زدہ ہوتے ہیں اور بہت سے رستوں پر تو سیڑھیاں بنی ہیں جو نا جانے کتنی تعداد میں ہوتی ہیں۔

لیک کومو پہنچتے ہی وہ سب بھی اس کی خوبصورتی میں کھو گئے تھے۔ اور ذزان تو اس کو دیکھتا کب سے اس کی خوبصورتی کو سراہے جا رہا تھا۔ واؤ ایسے لگ رہا ہے جیسے میں کسی خواب میں ہوں۔ زحلے لیک کے ارد گرد کی خوبصورتی کو دیکھتی بولی تو باران نے اس کی آنکھوں کے سامنے چٹکی بجائی۔

ہوش کرو بیگم یہ خواب نہیں حقیقت ہے۔ وہ مسکرا کر بولا تو زحلے نے اسے دیکھ منہ بنایا۔ ہم لیک کے گیٹ پر چلیں؟؟ داریہ نے خوشی سے پوچھا تو سب لوگ اس کے پیچھے لیک کومو کے خوبصورت گیٹ کی جانب بڑھ گئے۔

اگر آپ لیک کومو گھومنے گئے ہوں اور آپ نے لیک کومو کے گیٹ پر جانا مس کر دیا تو مطلب آپ کا ٹرپ فضول رہا۔ دار یہ آگے آگے بڑھتی بولی تو سب اس کی گائیڈنس پر مسکرائے۔ وہ واقع سہی کہہ رہی تھی۔

وہ گیٹ ہے تو سمپل مگر وہاں کا نظارہ ہی اس کی اہمیت کو بڑھاتا ہے۔ کھلے گیٹ کے آگے نیچے اترنے پر کچھ سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں اور ان کے آگے کچھ بھی نہیں سوائے پانی اور بس پانی کے۔ اس گیٹ کو بہت سے لوگ دا گیٹ آف ہیون بھی کہتے ہیں۔

دار یہ تمہارے گیٹ کا تو پتا نہیں مگر یہ راہ داری بہت خوبصورت ہے۔ مجھے تو ایسا لگ رہا ہے جیسے ان اٹلی کے لوگوں نے جنت کی ایک ہلکی سی جھلک دیکھانے کی کوشش کر رکھی ہو۔

ہمیرہ گیٹ کی جانب جانے والے راستے پر چلتی سائیڈ پر بنی خوبصورت چھوٹی سی دیواروں جنہیں ڈیزائننگ کر کے بنایا گیا ہے اور اس کے اوپر خوبصورت پھولوں کے لیے گملے بنا کر انہیں اگایا گیا ہے جو اس راہ داری کے حسن کو بڑھاتے ہیں ان پھولوں کو پیار سے چھوتی بولی تو اس کی گود میں چڑھے رحمان نے اس کا ہاتھ سائیڈ پر کیا۔

نئ ترو مما میں آپ تو نئے پھول لاڈوں داپل اپ ان تو مت چھونا تھراب او جائیں دے (نئ کرو مما میں آپ کو نئے پھول لادوں گا پر

آپ ان کو مت چھو یہ خراب ہو جائیں گے)۔ رحمان اس کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر بولا تو ہمیرہ نے اس کے گال پر لب رکھے۔

ٹھیک ہے میں نہیں چھوتی ان کو مجھے میرا بیٹا میرے اپنے پھول لا کر دے گا۔ وہ مسکرا کر بولی تو داور نے ان دونوں ماں بیٹے کو دیکھا۔ بابا ام بھی مماتے لیے پھول لیں دے۔ (بابا ہم بھی مما کے لیے پھول لیں گے۔)

نورے جو داور کی گود میں تھی اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں بھر کر اپنی جانب کرتی بولی تو داور نے مسکرا کر ہاں میں سر ہلایا۔ اوکے ہم مما کے لیے پھول لائیں گے۔ وہ نورے سے بولا تو نورے نے اس کے گال پر لب رکھے۔

داریہ اور ذزان سب سے آگے تھے ہمیرہ ان سے پیچھے اور اس سے پیچھے داور تھا جبکہ باران زحلے ان سے پیچھے تھے۔ داور لمبے قدم اٹھاتا ہمیرہ تک پہنچ کر اپنے دوسرے ہاتھ سے ہمیرہ کا ہاتھ پکڑ چکا تھا۔

ہمیرہ نے حیران ہوتے اسے دیکھا تو آگے سے داور نے آنکھ ونک کی تو وہ گھبرا کر سامنے دیکھنے لگی۔ کتنے پیارے لگ رہے ہیں نہ وہ ساتھ میں۔ ایک مکمل فیملی۔ باران نے ساتھ چلتی زحلے سے کہا تو زحلے جو خود مسکرا کر انہیں دیکھ رہی تھی اس کی بات پر سر ہلانے لگی۔

اسے انہیں دیکھ کر غزین کی فیوچر پلانگ یاد آئی۔ اسے لگا جیسے سامنے وہ اور غزین چل رہے ہوں۔ کاش ایک دن ایسے ہی ہم بھی مکمل فیملی

لگیں۔ باران زحلے کی جانب چہرہ کرتے بولا تو وہ جو اپنے ہی دیہان میں تھی اس کی بات پر آمین بول گئ۔

اس کے امیں بولنے باران حیران ہو مگر اسے سمجھ آگئ کی زحلے ابھی اپنی ہی خیالی دنیا میں ہے اس لیے اسی بات کا فائیدہ اٹھاتے اس نے بھی زحلے کا ہاتھ پکر لیا۔اس کے ہاتھ پکرتے ہی زحلے ہوش میں آئی۔ یہ کیا بد تمیز ہے۔

وہ ہاتھ چھڑانے کی کوشش کرتی بولی مگر باران نے نہ چھوڑا بلکہ اسے ساتھ لیے بھاگنے لگا۔ چلو جلدی چلو ہم بہت پیچھے ہیں۔ باران اسے اپنے ساتھ بھگاتا بولا تو زحلے اسے گھور کر رہ گئ۔ تمہیں تو میں آج وہاں گیٹ سے نیچے پانی میں دھکیل کر آؤں گی۔

وہ باران سے غصے میں بولی تو اس کی بات پر باران نے قہقہ لگایا۔ تم بھی میرے ساتھ کودنا کیونکہ میں تمہارے بغیر پانی میں بھی نہیں رہ سکتا۔ وہ ہستے ہوئے بولا توز حلے نے بھاگتے ہوئے ہی اپنے دوسرے ہاتھ سے باران کے بازو پر چوٹی کاٹی۔

اللہ جنگلی عورت۔ وہ اس کے چوٹی کاٹنے پر بولا توز حلے نے اس کے کندھے پر زور سے مکہ مارا جس پر باران نے قہقہ لگایا۔

##################################

داور آپ کی شرٹ پر مجھ سے چوکلیٹ گر گئی۔ وہ ہوٹل کے روم کی بالکنی میں کھڑا باہر کا خوبصورت منظر دیکھ رہا تھا کہ تبھی پیچھے سے ہیمرہ کی شرمندہ اور ڈری ڈری سی آواز سنائی دی۔

اس نے پیچھے پلٹ کر دیکھا تو وہ اس کی شرٹ اپنے چہرے کے سامنے کیے کھڑی تھی۔ تمہاری عمر ہے چاکلیٹ کھانے کی؟؟ داور نے اس کے پاس جا کر اپنی سفید شرٹ کو جھپٹنے کے انداز میں اس کے ہاتھوں سے پکڑ کر سائیڈ پر پھینکا۔ سوری! وہ اداسی سے بولی۔

سوری بولنے سے میری شرٹ کے اوپر لگا داغ سہی ہو جائے گا کیا؟؟ وہ اسے ڈانٹتے بولا۔ اسے غصہ بلکل نہیں آیا تھا بس جان بوجھ کر ہمیرہ کو

ڈرا رہا تھا۔ بابا میلی مما کو تیوں ڈانٹ رئے او؟؟ (بابا میری مما کو کیوں ڈانٹ رہے ہو؟؟)

اس کی ڈانٹ کی آواز پر رحمان اور نورے بھاگ کر وہاں آئے تھے اور رحمان نے ہمیرہ اور داور کے درمیان میں جا کر کھڑے ہوتے اپنی چھوٹی چھوٹی آنکھوں سے داور کو گھورتے پوچھا تو اس کے یوں آنکھیں دیکھانے پر داور حیران ہوا جبکہ ہمیرہ جو پہلے ڈر رہی تھی اب نڈر انداز میں داور کو دیکھنے لگی۔

اچھا بچو اب تم باپ کو آنکھیں دیکھاو گے؟؟ لو میں صرف ڈانٹوں گا نہیں تمہاری ماں کو بلکہ ماروں گا بھی لو یہ دیکھو اب کیا کرو گے؟؟ داور پہلے چہرہ نیچے کرتے رحمان کو مصنوعی گھوری سے دیکھ کر بولتا بعد میں

دو قدم آگے ہو کر ہمیرہ کے بازو پر جان بوجھ کر ہلکے ہلکے تھپڑ مارنے لگا

۔

اس کے مارنے پر رحمان نے بنا دیر کیے اس کی ٹانگوں پر اپنے چھوٹے چھوٹے مکوں کی برسات کر دی تھی جبکہ پیچھے کھڑی نورے ہمیرہ کے پاس کھڑی ہو کر ان دونوں کو حیرانگی سے دیکھنے لگی۔ داور رحمان کی مار کھانے کے ساتھ ہمیرہ کو ویسے ہی جان بوجھ کر مارتا اور رحمان اپنے مکوں میں اور تیزی لاتے اس کو ہمیرہ سے دور کرنے کی کوشش کرتا۔

ہمیرہ محبت سے رحمان کو دیکھ رہی تھی جو اس کی خاطر داور سے لڑ رہا تھا جبکہ داور اسے اور چڑاتے ہستے ہوئے اس کی مار کھا رہا تھا۔ اچھا اچھا میرے باپ اب نہیں کچھ کہوں گا تمہاری ماں کو معاف کر دو مجھے۔

ہس ہس کر پاگل ہوتے داور نے اپنے دونوں ہاتھ کھڑے کرتے خود کو سرینڈر کیا۔ پکا؟؟

رحمان نے اپنی غصے بھری آنکھوں سے اسے گھورتے کنفرم کرنا چاہا۔ ہاں پکا۔ وہ ہس کر کہتا ایک دم ہمیرہ کے گال کھینچ کر ان کی سائیڈ سے بھاگ کر کمرے میں چلا گیا جبکہ اس کے پیچھے ہی رحمان بھاگا تھا۔

ہمیرہ تو پہلے اپنے گالوں پر ہاتھ رکھتی حیران ہوئی مگر جب نظر رحمان اور داور پر گئی تو اسے وہ منظر دنیا کا سب سے خوبصورت منظر لگا۔ وہ مسکراتے ہوئے ان دونوں کو دیکھنے لگی جو اب بیڈ پر چڑھے تھے۔

داور نیچے لیٹا خود کو بچا رہا تھا جبکہ رحمان اس کے اوپر بیٹھا اس کے سینے پر مکے مار رہا تھا۔ لکو میلے بابا تو مت مارو۔ (رکو میرے بابا کو مت مارو) نورے بھی بھاگ کر بولتی بیڈ پر چڑھی اور رحمان کو کھینچ کر داور کے اوپر سے اتارنے لگی۔

مما ہیلپ! رحمان نے ہمیرہ کو دیکھتے مدد مانگی تو وہ بھی ان کے ساتھ جا کر اس فائٹ کا حصہ بن گئی۔ اب رحمان اور ہمیرہ ایک ٹیم تھے جبکہ نورے اور داور ایک ٹیم۔

چاروں ایک دوسرے پر کشن پھینکتے ہستے کھلکھلاتے اپنی زندگی کے لمحوں کو خوبصورت بنا رہے تھے جبکہ داور کو لگ رہا تھا اس نے پچھلے پانچ سال ہمیرہ اور نورے سے دور رہ کر اپنی زندگی کو خود بے رنگ کر

رکھا تھا مگر ابھی وہ ان میسر حسین پلوں کو کھل کر جی رہا تھا جن میں صرف خوشی تھی کوئی دکھ نہ تھا مگر کون جانتا تھا کہ تکلیفیں دور کھڑی انہیں دیکھ کر مسکرا رہی تھیں۔

#############################

وہ سب صبح کے دس بجے میلان کی سیر کو نکلے تھے۔ میلان کی ثقافت اور اس کی خوبصورتی کو دیکھ کر ان کا دن خوشگوار ہو گیا تھا۔

وہ لوگ میلان کی تاریخی عمارتیں، مشہور ڈیزائنرز کے بنائے کے مجسمے، لا سکالا اوپیرا ہاؤس، گیر جا ہاؤس سب کچھ دیکھ چکے تھے اور اب فوڈ سٹریٹ میں گھومتے کوئی اچھا اور حلال کھانے والا ریسٹورنٹ دیکھ رہے

تھے۔رات کے آٹھ بج رہے تھے جبکہ ذزان کا بھوک بھوک کا شور بلند تھا۔پوری سٹریٹ آتے جاتے لوگوں سے بھری ہوئی تھی۔

سٹریٹ میں جلتی روشنی میں بوڑھے جوان بچے ہر عمر کے لوگ چلتے بہت خوبصورت منظر بنا رہے تھے جبکہ وہیں پر بہت سے سٹریٹ فنکار اپنا ہنر دیکھا رہے تھے۔توبہ ہے یہاں تو ہر جگہ شراب خانے اور کلب ہیں چلو ہم کسی دوسری فوڈ سٹریٹ میں چلتے ہیں۔

ہمیرہ جو کب سے ادھر اُدھر دیکھتی چل رہی تھی کانوں کو ہاتھ لگاتی بولی۔ارے ہمیرہ یہ تو کچھ نہیں تم کبھی روسیا آؤ گی تو تمہیں دیکھاوں گی وہاں پر ریسٹورنٹ کم اور کلب زیادہ ہیں۔

داریہ اس کی بات پر ہستے بولی تو ذزان نے سر پر جوشی سے ہلاتے اس کی بات کی تاعید کی۔ شکر ہے میرے بچے سو گئے ہیں ورنہ اتنا خراب ماحول دیکھ کر خراب ہو جاتے۔ ہمیرہ زچلے اور باران کے بازو میں سوئے رحمان اور نورے کو دیکھتے بولی۔

کہہ تو ایسے رہی ہو جیسے تمہارا شوہر اور دیور تو شراب پیتے ہی نہیں۔ داور نے ہمیرہ کے توبہ توبہ کی رٹ پر کہا تو آگے سے اس نے ناک چڑھائی۔ میں کیا کہہ سکتی ہوں ان کو اگر وہ دونوں خود کو خود برباد کر رہے ہیں تو۔

مجھے تو میرے بچوں کی فکر ہے نہ کہ وہ نہ اپنے چچا اور باپ پر چلے جائیں۔ ہمیرہ نے بھی کرارا سا جواب دیا تو جہاں داور اور باران نے ایک

دوسرے کو دیکھا وہیں داریہ اور ذزان نے قہقہہ لگایا جبکہ زحلے بس مسکرائی تھی۔ مل گیا ریسٹورنٹ چلو اب اندر اور فضول بولنا بند کرو۔

داور ہمیرہ کو گھوریاں نکالتا بولا تو وہ منہ چڑھاتی داریہ اور ذزان کے ساتھ ریسٹورنٹ کے اندر چلی گئی۔ چلو اب تم کیا میرا منہ دیکھ رہے ہو اچھی بات ہے بیوی سے کلاس لگنی چاہیے تمہاری تم بہت خراب ہو رہے ہو۔

داور نے ہمیرہ کے منہ چڑھانے پر باران کی جانب دیکھا تو وہ بھی آگے سے اسے ٹیز کرتا زحلے کے ساتھ ریسٹورنٹ کے اندر چلا گیا اور پیچھے وہ بھی سر جھٹک کر دروازہ کھول کر اندر گیا۔

###########################

میں زرا ہاتھ دھو کر آتی ہوں تم لوگ آڈر کرو۔زحلے رحمان کو ہمیرہ کی گود میں دیتی بولی اور واشروم کی جانب بڑھ گئی۔بس کردو باران کیا تم میری بیٹی کھا جانے کا ارادہ رکھتے ہو؟؟چلو مجھے میری بیٹی واپس پکڑاو۔

باران کی گود میں نورے بڑے سکون سے سو رہی تھی جبکہ باران کو اس پر اتنا پیار آرہا تھا کہ وہ کبھی جھک کر اس کے گال چومتا تو کبھی اسکے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں کو اپنے بڑے فولادی ہاتھ میں پکڑ کر چومتا۔

داور جو کب سے باران کو دیکھ رہا تھا جیلس ہوتا بولا۔اسے کہاں برداشت ہوا تھا کہ اس کے علاوہ اس کی بیٹی سے کوئی اتنا پیار کرے۔

کیوں تمہیں کوئی مسلہ ہے میرے پیار کرنے سے ؟؟ میری بھی بھتیجی ہے صرف تمہاری بیٹی نہیں ہے نورے۔

باران نے داور کو گھورتے کہاتو آگے سے وہ بھی اسے گھورتا کھڑا ہوا اور اس کی چیئر کے پاس جا کر اس کی گود سے نورے کو اٹھا چکا تھا۔ آہ اندھے ہو کیا؟؟ وہ ابھی داور کو بولتا کہ تبھی پیچھے سے زحلے کی ابھرتی آواز پر سب نے پلٹ کر زحلے کی جانب دیکھا جس کے سامنے دو لڑکے کھڑے تھے جن کے ہاتھ میں شراب کے کین تھے اور زحلے کے کپڑوں پر شراب گری ہوئی تھی۔

باران فوراً اپنی جگہ سے کھڑا ہوتا ان کی طرف بڑھا تھا۔ ارے جانے من تم جیسی سیکسی لڑکی کو دیکھ کر ہماری آنکھوں نے کام کرنا ہی بند کر

دیاان میں سے ایک لڑکا آوارہ پن کی حد کرتا ز حلے کو گھٹیا الفاظوں سے پکارتا ہستے ہوئے اپنے دوست کے ہاتھ پر ہاتھ مارتا بولا مگر اگلے ہی پل کسی نے اس کو پیچھے گردن سے پکڑ کر سائیڈ پر اچھالا تو وہ سائیڈ پر کھانا کھلاتے ایک کپل کے ٹیبل پر گرا۔

باران کے اس لڑکے کو مارنے پر اس کا دوست جلدی سے باران پر حملہ کرنے لگا تو اس کے بڑھے بازو کو پکڑ کر باران نے ایک جھٹکے سے مڑورا تو کڑک کی آواز کے ساتھ اس لڑکے کی چیخیں پورے ریسٹورنٹ میں گونجیں تھیں۔پہلے جو ریسٹورنٹ ایک پر سکون ماحول پیش کر رہا تھا ایک ہی پل میں وہ ماحول بگڑا تھا۔

ٹیبل پر گرا لڑکا پھر سے کھڑا ہوتا باران کی جانب بڑھا تو باران نے سائیڈ ٹیبل جہاں پر ایک کورین کپل بیٹھا تھا ان کے ٹیبل پر رکھی مرچیں اٹھا کر اس لڑکے کی انہوں میں ڈالیں تھیں اور باقی بچی ہوئیں اس کے دوسرے دوست کی جانب پھینکیں۔

اٹلی کے لوگ تیکھی چیزیں نہیں کھاتے اور یہاں تو باران نے ان کی آنکھوں میں مرچیں ڈال دی تھیں اس لیے دونوں ہی لڑکے درد اور جلن سے بے حال ہوتے چیخیں مارنے لگے۔ پورے ریسٹورنٹ میں موجود لوگ ڈر کر ایک کونے میں کھڑے ہو گئے تھے جبکہ ان لڑکوں کی چیخوں پر بچے بھی اٹھ کر رونے لگ گئے۔

دار یہ لوگ بس خاموشی سے کھڑے مسکراتے ہوئے باران کو لڑتا دیکھ رہے تھے جبکہ ہمیرہ تو رحمان کو تھپکتے ہوئے چپ کروا رہی تھی اور داور بھی نورے کو چپ کروانے کے ساتھ مسکرا کر باران کو لڑتا دیکھ رہا تھا۔
کیوں اب نظر آرہا ہے یاں نہیں ؟؟

ان دونوں تڑپتے لڑکوں کے پاس نیچے بیٹھتے باران نے سفاکیت سے پوچھا اور پھر اپنے لونگ کورٹ کو سائیڈ پر کرتے اپنی پینٹ کی بیک سے پسٹل نکالا تھا۔ چلو اب تمہاری آنکھیں ہمیشہ کے لیے بند کرتا ہوں میں

۔

وہ غصے سے لال آنکھوں سے اسے گھورتا بولا اور پسٹل کو لوڈ کرنے لگا۔
زحلے جو حیران پریشان سی کھڑی تھی پسٹل کے لوڈ ہونے کی آواز پر

ایک دم ہوش میں آئی اور بھاگ کر باران کے پاس جاتی نیچے بیٹھ کر اسے پیچھے سے ہگ کر گئی۔ نہیں باران پلیز نہیں چھوڑ دو انہیں۔

وہ پریشانی سے التجا کرتی بولی تو باران جس کے اندر کا جانور جاگ چکا تھا زحلے کے قریب آنے پر ایک دم اس کی آنکھوں کا غصہ مدھم ہوا تھا۔ دور ہٹو زحلے میں ان کو چھوڑوں گا نہیں آخر ان کی ہمت کیسے ہوئی میری زحلے پر گندی نظر ڈالنے کی اور اسے گھٹیا لفظوں سے بلانے کی۔

باران نے لہجے کو نرم کرتے زحلے سے کہا تو وہ اس کی کمر سے دور ہوتی اس کے سامنے آئی اور اس کے اور ان لڑکوں کے درمیان آکر بیٹھ گئی۔ نہیں تم۔کچھ نہیں کہو گے انہیں۔میں کہہ رہی ہوں نہ کہ کچھ نہیں کہو گے تم انہیں۔جانے دو انہیں۔

وہ باران کی آنکھوں میں دیکھتی جیسے اسے آڈر دے رہی تھی اور اس کے آڈر دینے پر باران نے اپنے پسٹل والا ہاتھ نیچے کیا تھا۔اٹھو اور چلو یہاں سے۔وہ دوسرے ہاتھ میں زحلے کا ہاتھ پکڑ کر بولا تو زحلے چپ چاپ کھڑی ہو گئی۔

میں جا رہا ہوں زحلے کو لے کر تم لوگ کھانا کھا کر آجانا۔وہ داور لوگوں سے کہتا زحلے کو لے کر وہاں سے نکل گیا جبکہ پیچھے داریہ جو کب سے خود کو کنٹرول کیے کھڑی تھی فوراً ان لڑکوں کے پاس جاتی ان کو دو تین زوردار ٹھوکریں رسید کر گئی۔

چلو اٹھو نکلو یہاں سے ورنہ میں ضرور تم دونوں کو دنیا سے رخصت کر دوں گی۔ وہ ان لڑکوں کو وارن کرتی بولی تو وہ اپنی جلن سے بے حال ہوتی آنکھوں کو زور سے بند کیے ادھر اُدھر گرتے پڑتے وہاں سے بھاگ گئے جبکہ وہ واپس سے اپنے ٹیبل پر آئی۔

سنو مینیجر جلدی سے ہمارا کھانا لے کر آؤ اور جس ٹیبل پر وہ لڑکا گرا تھا اس کپل کو ہماری طرف سے ٹریٹ جو مانگیں ان کو دے دو۔

وہ وہاں پریشان کھڑے مینیجر سے بولتی اس کپل کو آنکھ ونک کر گئی جبکہ داور نے اور ہمیرہ نے باران اور زحلے کی خالی ہوئی کرسیوں پر مشکل سے دوبارہ سوئے رحمان اور نورے کو لٹا دیا تھا۔

##################################

کیوں روکا تم نے مجھے؟؟ ریسٹورنٹ سے نکل کر سٹریٹ میں تھوڑا آگے جا کر وہ ایک دم رک کر پوچھنے لگا۔ پاس ہی ایک سائیڈ پر ایک لڑکا گٹار بجاتا اٹیلین زبان میں کوئی سونگ گا رہا تھا۔

تو کیا تمہیں مارنے دیتی ان لڑکوں کو؟؟ کیا تمہیں یہ کوئی کھیل لگتا ہے کہ تم کسی کی بھی زندگی کو ختم کر دو؟؟ زحلے نے جواب میں غصے سے الٹا اسی سے سوال پوچھا تو باران نے ماتھے کو انگلیوں سے مسلتے لمبے لمبے سانس لیے۔

میری بات سنو زحلے میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں اسی لیے تمہاری ہر بات مانتا ہوں مگر اگلی بار میرے کام میں دخل اندازی مت کرنا۔ وہ اسے غصے سے وارن کرنا چاہتا تھا مگر ہائے رے یہ دل۔ وہ چاہ کر بھی غصہ نہ کر پایا تھا اسی لیے نرمی سے ہی سمجھانے لگا۔

زحلے کو اب الجھن ہونے لگ گئی تھی اس کی نرمی پر۔ کیوں وہ اس کی ہر بات کو سہہ جاتا تھا کیوں اس پر غصہ نہیں کرتا تھا۔ میرے سامنے یہ سب تماشے نہ کیا کرو۔ اپنے غصے کو میرے سامنے دبانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اچھے بن کر دیکھاوگے تو اور نفرت کروں گی تم سے۔

کیونکہ دیکھاوے سے نفرت ہے مجھے۔ وہ اس کے سینے پر زور سے ہاتھ مارتی بولی تو باران جو سائیڈ پر گٹار بجاتے لڑکے کو دیکھ رہا تھا اس کے چیخنے اور خود کو ہٹ کرنے پر حیران ہو کر اسے دیکھنے لگا۔

میں دیکھاوا نہیں کرتا۔ اس نے زحلے کو سنجیدگی سے دیکھتے کہا تو زحلے نے اسے گھورا۔ اس سے پہلے وہ اسے کچھ کہتی باران نے اس ایک دم سے اس کا ایک ہاتھ پکڑ کر اپنے کندھے پر رکھا اور دوسرا ہاتھ اپنے ایک ہاتھ میں پکڑ کر اپنا دوسرا ہاتھ اس کی کمر کے گرد لپیٹا۔

ڈانس کرو گی میرے ساتھ ؟؟ وہ اس کی آنکھوں میں محبت سے دیکھتا اس سے پوچھنے لگا۔ دیکھو انکار مت کرنا میں نے بھی تو تمہاری بات مانی

تھی نہ ابھی تو تم بھی میری مان لو۔ وہ اس کے جواب کو سننے سے پہلے ہی بولا تو زحلے نے اسے گھور کر دیکھا۔

تمہیں رات کے ساڑھے آٹھ بجے گلی میں ڈانس کرنے کا دورہ کیوں پڑا ہے؟؟ زحلے نے اپنا ہاتھ اس کے کندھے سے اٹھاتے کہا تو باران نے اس کا پکرا ہاتھ چھوڑ کر واپس سے اس کا ہاتھ کندھے پر رکھا اور پھر سے دوسرا ہاتھ پکر لیا۔

پلیز اب بولنا نہیں بس اس گانے کی دھن کو سنو اور محسوس کرو۔ وہ اس کے کان کے پاس ہونٹ کرتا بولا اور اپنے قدم آگے پیچھے کرتا اس کے ساتھ رقص کرنے لگا۔ زحلے نے گانے پر غور کیا تو وہ کوئی رومینٹک سونگ تھا۔

وہ لڑکا اس قدر خوبصورت آواز وہ گانا گا رہا تھا کہ زحلے بھی اس کی آواز میں کھوتی باران کے ساتھ اپنے قدم آگے پیچھے کرنے لگی۔ سٹریٹ سے گزرتے لوگ رک کر ان کے خوبصورت کپل کو دیکھنے لگے اور ساتھ ہی کلیپنگ اور ہوٹنگ کرتے ان کو چیئر اپ کرنے لگے۔

ڈانس کرتے ہوئے باران کے چہرے پر خوبصورت مسکراہٹ اور آنکھوں میں زحلے کے لیے محبت تھی جسے دیکھ کر زحلے کا دل پہلی بار الگ انداز میں دھڑکا تھا۔

سونگ ختم ہوتے ہی باران اور زحلے کے قدم بھی رکے تھے اور باران نے زحلے کا پکڑ رکھا ہاتھ بھی اپنے دوسرے کندھے پر رکھتے اپنا دوسرا

ہاتھ بھی زحلے کی کمر کے گرد باندھا اور اسے اپنے بے حد قریب کرتے اس کے ماتھے پر لب رکھے۔اس کے بوسہ دیتے ہی زحلے نے آنکھیں بند لیں تھیں۔ناجانے کیوں آج وہ بوسہ برا نہیں لگا تھا بلکہ اپنے اندر سکون محسوس کیا تھا اس نے۔

#################################

وہ سب اج اٹلی کے شہر وینس کی سیر کر رہے تھے۔وینس جسے دنیا کا آٹھواں عجوبہ کہا جاتا ہے وجہ وہاں پر سڑکوں کا نام ونشان بھی نہ ہونا ہے
۔

پورا شہر پانی کی نہروں پر بنا ہے لوگ سڑکوں پر گاڑیاں چلانے اور پیدل چلنے کی بجائے کشتیوں میں سفر کرتے ہیں۔

وہاں کا پانی دیکھنے میں بے حد شفاف اور خوبصورت لگتا ہے مگر در حقیقت وہ پانی صاف نہیں ہوتا کیونکہ وینس میں گھروں کے پانی کی نکاسی کے لیے نالیاں وغیرہ نہیں بنی ہوئیں اس لیے گھروں دکانوں فیکٹریوں اور ریسٹورنٹ وغیرہ سے ویسٹ کیا گیا گندہ پانی بھی اس پانی میں شامل ہوتا ہے۔

مگر جو بھی ہو وینس شہر کی خوبصورتی اور مقبولیت کی وجہ بھی وہی پانی ہے۔وینس کی سیر ان سب کے لیے بہت مزے کی تھی۔بچے تو اتنے

سارے پانی کو دیکھ اور کشتی کی سیر کر کے بہت زیادہ خوش ہو گئے تھے۔

وینس سے وہ لوگ سیدھا واپس روم آ گئے تھے۔

وہ لوگ اس قدر سیر و تفریح سے تھک گئے تھے کہ گھر آتے ہی اپنے اپنے کمروں میں جا کر سو گئے تھے۔اب یقیناً وہ لوگ دوپہر کے سوئے اگلی صبح اٹھنے والے تھے۔

####################################

ہم لوگ کل واپس جا رہے ہیں روسیا۔ناشتے کی ٹیبل پر داریہ اچانک بولی تو سب نے اسے حیران ہوتے دیکھا۔کیوں؟؟اتنی جلدی کیوں واپس جا رہے ہو تم دونوں؟؟باران نے حیرانگی سے پوچھا۔

بھائی ذزان کے بزنس کا مسلہ ہے اور پھر میرے بھی بہت سے کام پڑے ہیں۔ جینی اور راجر سب کچھ نہیں سنبھال سکتے۔ داریہ نے جانے کی وجہ بتائی۔ ابھی کوئی کہیں نہیں جا رہا۔ تم بھی نہیں جا رہی کیونکہ کل صبح ہم لوگ پیرس کے لیے نکلیں گے تم بھی تین چار دن اور رک جاؤ۔

داور نے جیسے فیصلہ سنایا۔ ہمیرہ اور زحلے دونوں بس خاموشی سے تینوں بہن بھائیوں کو دیکھ رہی تھیں جبکہ ذزان اپنے پسندیدہ کام یعنی کھانے میں مگن تھا۔ بھائی چار دن بعد بھی جانا ہے اور کل بھی واپس ہی جانا ہے تو پھر اتنے دن رک کر کیا کریں گے۔

داریہ کو واپس جانے کا بھوت سوار تھا اس لیے داور سے بولی۔بیٹا جی کل ہم پیرس جائیں گے اور وہاں پر پرسوں تمہارے اور ذزان کے ساتھ زحلے اور باران کا ولیمہ کریں گے۔

داور کی بات پر جہاں باران کے چہرے پر مسکراہٹ پھیلی وہیں پانی پیتی زحلے کو بری طرح سے کھانسی کا دورہ پڑا تھا جس پر ہمیرہ نے اس کی پیٹھ تھپتھپائی تھی۔

بھائی پھر کبھی کرلیں گے ولیمہ ابھی ضروری تھوڑی ہے۔داریہ نے داور کی بات پر پہلے تو اپنے ساتھ حیران بیٹھے ذزان کو دیکھا پھر داور سے کہا۔میں انکار نہیں سن رہا۔بعد میں بھی تو کرنا ہے نہ ولیمہ تو ابھی کیوں نہیں۔

داور نے جیسے بات ختم کرنا چاہی۔زحلے کا بس نہیں چلا تھا وہ اپنے سامنے پڑے برتن اٹھا اٹھا کر زمین پر پٹختی۔اپنا غصہ دباتی وہ اٹھ کر وہاں سے چلی گئی تھی۔اس کا جانا سب کو عجیب ضرور لگا مگر سب جانتے تھے کہ وہ ابھی اپنے اور باران کے رشتے کو اپنا نہیں رہی۔میرا ایک سوال ہے داور بھائی۔

ذزان اچانک بولا تو سب اس کو دیکھنے لگے۔ہاں پوچھو۔داور نے جوس کا گلاس اٹھاتے کہا۔داور بھائی ولیمہ لڑکے کی جانب سے ہوتا ہے تو پھر میرا اور داریہ کا ولیمہ آپ لوگ کیوں کریں گے؟؟نہیں آپ رہنے دیں ہم پھر کبھی کر لیں گے۔ذزان کے سوال اور بات پر داور اور باران مسکرائے۔

کوئی بات نہیں تم اسے ہماری جانب سے بارات سمجھ لینا اور خود بعد میں ولیمے کے طور پر یاں تو الگ سے فنگشن رکھ لینا یاں پھر غریبوں میں کھانا بانٹ دینا۔ داور کی بجائے باران نے جواب دیا۔ مگر یہ سب کیوں ضروری ہے ؟؟

اس نے احتجاج کیا تو داریہ نے سائیڈ سے اس کے بازو پر چٹکی کاٹی تو وہ تڑپ کر اپنا بازو مسلتا اسے دیکھنے لگا۔ ٹھیک ہے بھائی جیسے آپ کو سہی لگے۔ داریہ نے اسے چپ رہنے کا آنکھوں سے اشارہ کرتے خود مسکرا کر کہا تو ذزان اسے دیکھ کر رہ گیا۔

####################################

وہ کمرے میں آیا تو پورے کمرے کی حالت بگڑی ہوئی تھی۔بیڈ شیٹ تکیے کمفرٹر کچھ بھی اپنی جگہ پر نہیں تھا ہر چیز زمین پر بے ترتیبی سے پڑی اپنی بے قدری پر رو رہی تھی۔

ڈریسنگ ٹیبل پر رکھے اس کے مہنگے مہنگے برینڈ کے پرفیوم اور گھڑیاں سب کچھ زمین پر ٹوٹا پڑا تھا جبکہ پورے کمرے کی حالت بگاڑنے والی بیڈ پر گھٹنوں میں سر دیے بیٹھی تھی۔یہ کیا حالت بنا رکھی ہے تم نے کمرے کی؟؟ باران اس کے پاس جا کر پوچھنے لگا۔

اس کا لہجہ بے حد نرم تھا غصے نام کی ہلکی سی جھلک بھی نہیں تھی اس کے لہجے میں۔اس کی آواز پر زحلے نے سر اٹھا کر اپنی لال ہوئی آنکھوں سے

اسے دیکھا۔اس کے سر میں درد کی اس قدر تیز ٹیسیں اٹھ رہی تھیں کہ اسے لگ رہا تھا جیسے ابھی اس کا دماغ پھٹ جائے گا۔

اسی سر درد کے سبب اس کی آنکھیں بھی لال ہوئی پڑی تھیں۔کیا ہوا ہے تمہیں؟؟تمہاری آنکھوں کو کیا ہوا ہے؟؟طبعت ٹھیک ہے تمہاری ؟؟بولو نہ کچھ۔وہ زحلے کی آنکھوں کو دیکھ کر پریشانی سے اس کا چہرہ ہاتھوں میں بھرتا پوچھنے لگا۔

اس کا پورا وجود زحلے کے لیے فکر مند ہوا تھا۔بند کرو یہ فکر مندی کا ڈرامہ اگر اتنی ہی میری پرواہ ہے تو جا کر اپنے بھائی کو ولیمے کے لیے منع کرو۔وہ اس کے ہاتھوں کو اپنے چہرے سے ہٹاتی بولی تو باران نے لمبا

سانس کھینچا۔ صرف ایک ولیمہ ہی تو ہے زحلے۔ نکاح تو ہو گیا ہمارا پھر ولیمے میں کیا مسلہ ہے تمہیں ؟؟

اگر تمہیں یہ ڈر ہے کہ میں تم سے اپنا حق مانگوں گا تو میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ تمہاری مرضی کے بغیر تمہارے قریب نہیں آوں گا۔ وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کی آنکھوں میں دیکھتا بولا تو زحلے نے اپنا ہاتھ ایک جھٹکے سے چھوڑایا۔ مجھے تم سے بات ہی نہیں کرنی۔ پاگل تھی جو تم سے کہہ رہی تھی۔

وہ غصے سے بڑ بڑاتی بیڈ سے کھڑی ہوتی اپنی جوتی پہن کر دروازے کی جانب بڑھی۔ کہاں جا رہی ہو ؟؟ باران نے اس کو صوفے پر رکھا فون اور سٹالر اٹھاتے دیکھا تو پوچھا۔ باہر جا رہی ہوں تم نے کہا تھا نہ کہ کوئی

بھی پابندی نہیں مجھ پر تو بس دو گھڑی سکون سے گزارنے کے لیے باہر جا رہی ہوں۔

وہ باران کی جانب دیکھ کر بولتی کمرے سے نکل گئی جبکہ پیچھے باران کے چہرے پر مسکراہٹ بکھری تھی۔ تم سیدھے الفاظ میں بھی کہہ سکتی تھی جانم کہ تم اس کمینے سے ملنے جا رہی ہو۔ وہ ہلکی آواز میں بڑبڑایا جبکہ غزین کو کمینے لفظ سے پکارتے اسے جیسے خود ہی سکون ملا تھا۔

##############################

دار یہ کیا کہہ رہی تھی تم باہر ؟؟ تم نے ہی تو ایک سال کی کنٹریکٹ میرج کی تھی پھر اب یہ ولیمہ ؟؟ کیا ہے یہ سب ؟؟ وہ اور دار یہ کمرے

میں آئے تو اس نے فوراً داریہ سے پریشانی اور ناسمجھی بھرے لہجے میں پوچھا۔ کیا کہہ رہی تھی میں ؟؟

میں نے تو کچھ نہیں کہا کہہ تو داور بھائی رہے تھے وہ بھی ویسے کا میں نے تو بس ہامی بھری ہے۔ وہ اپنے لمبے خوبصورت گرے کلر کی نیل پینٹ میں رنگے ناخنوں کو دیکھتی لاپرواہی سے بولی۔ داریہ میں وہی پوچھ رہا ہوں کہ تم نے ہاں کیوں کی ؟؟

ذزان نے اپنی بات پر زور دیا۔ ذزان شاہ چلو نیا کنٹریکٹ کرتے ہیں۔ وہ دونوں بازو سینے پر باندھ کر اچانک بولی تو ذزان کو اس کی بات پر اور حیرانگی ہوئی۔ کس طرح کا کونٹریک ؟؟ اس نے پوچھا۔ ایک سال کا ہمارا کونٹریک کینسل کر کے اسے ساری زندگی کا کنٹریکٹ بناتے ہیں۔

اس نے ذزان کی آنکھوں میں دیکھتے سیریس انداز میں سیدھی بات کی اسے پسند نہیں تھا بات گھمانا۔اس کی بات پر تو ذزان کے قدم لڑکھڑائے۔ی۔۔یہ کا بول ر۔۔رہی ہو؟؟مزاق کا وقت نہیں ہے یہ۔ وہ اس کی بات کو مزاق کا رخ دیتا بولا تو داریہ نے یونہی اسے سیریس انداز میں دیکھتے اس کے اور اپنے درمیان کا تین قدم کا فاصلہ ختم کیا اور اس کا کالر پکر کر اس کا چہرہ اپنے چہرے کے قریب کرتے اس کے ہونٹوں پر ہونٹ رکھ دیے۔

داریہ کی اس حرکت پر ذزان کی آنکھیں بے یقینی سے پھیلی تھیں جبکہ وہ اپنا کام کر کے پیچھے ہو چکی تھی۔مطلب صاف ہے بس تم سمجھ نہیں رہے۔وہ اس سے دور ہو کر بولی۔ذزان تو ابھی تک اس کے کیے گئے

عمل پر شاکڈ تھا۔ی۔۔یہ ک۔۔یا تھا؟؟ وہ اپنے ہونٹ پر ہاتھ رکھتا حیرانگی سے پوچھنے لگا جبکہ اس کے گال لال ہوئے تھے۔

اوہ پلیز یار تم۔لڑکے ہو کر کیسے شرما سکتے ہو؟؟ وہ اس کی بازو پر مکہ مارتی بولی۔اگر تم لڑکی ہو کر ایسا کر سکتی ہو تو میں شرما بھی سکتا ہوں۔وہ فوراً اپنی ٹون میں لوٹا۔ہاں تو اس میں ایسا کیا ہے؟؟ لڑکیوں میں بھی فیلنگ ہوتی ہیں۔وہ ناک چڑھاتی بولی تو ذزان مسکرایا۔

ویسے ایک بات تو بتاؤ کیا واقع تمہارا وہ مطلب ہے جو میں سوچ رہا ہوں ؟؟ وہ داریہ کو کندھوں سے تھامتا مسکراتے ہوئے پوچھنے لگا تو داریہ نے اپنی مسکراہٹ چھپائی۔اب مجھے کیا پتا تم کیا سوچ رہے ہو۔وہ نظریں گھماتی بولی تو ذزان نے قہقہہ لگایا۔

ابھی بتاتا ہوں میں کہ میں کیا سوچ رہا ہوں۔ وہ ایک دم سیریس ہو کر کہتا اس بار خود اس کے ہونٹوں پر جھکا تھا۔ اس کے انداز میں شدت تھی دار یہ پہلے تو اس کے اس اچانک عمل پر حیران ہوئی مگر پھر خود بھی اس کے عمل میں اس کا ساتھ دیتی اس کی گردن کے گرد بازو ہائیل کر گئی۔

کافی دیر بعد وہ دونوں ایک دوسرے سے الگ ہوئے تو پہلے وہ جو خود اسے کس کر کے بڑی بے شرمی سے اسے دیکھ رہی تھی اب شرم سے لال چہرہ جھکا گئی۔ اس کے شرمانے پر ذزان نے اپنی مسکراہٹ چھپائے اس کی ٹھوڈی کے نیچے انگلی رکھتے اس کا چہرہ اوپر کیا تو دار یہ کی پلکوں نے جھکنے اور اٹھنے کا رقص شروع کیا۔

اب تو میری بیوی کو بڑی شرم آرہی ہے۔وہ مسکرا کر بولا تو داریہ بھی شرم بھری ہسی ہستی اس کے سینے میں چہرہ چھپا گئی اور اس کے ایسے کرنے پر ذزان کا قہقہ بے ساختہ تھا۔اس نے کس کر داریہ کے گرد بازو باندھے اور اس کے سر پر اپنی تھوڈی اٹکائی۔شاید ان کی زندگی میں اب ہمیشہ کے لیے خوشیاں ہی تھیں۔لیکن شاید لفظ قابل غور ہے۔

##################################

وہ اپنے فلیٹ کا دروازہ گھول کر اندر آیا تو پورے فلیٹ کی لائٹس آن دیکھ اسے حیرت ہوئی مگر پھر اگلے ہی پل اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیلی۔زحلے کیا تم ہو؟؟اس نے اونچی آواز میں پوچھتے اپنے بوٹ اتار کر سلیپر پہنی اور پھر فلیٹ کے اندرونی حصے کی جانب بڑھا۔

لاؤنج کے ایریا میں پہنچتے ہی اس کی نظر صوفے پر بیٹھی زحلے پر گئی جو کسی گہر سوچ میں گم تھی۔اس کا چہرہ زرد پڑا ہوا تھا جبکہ وہ پہلے سے کمزور بھی لگی اسے۔زحلے میری جان کیا ہوا؟؟

طبعیت ٹھیک ہے تمہاری؟؟وہ فوراًاس کے پاس پہنچ کراس کے سامنے نیچے زمین پر بیٹھتا پوچھنے لگا۔اس کی پریشانی اور محبت سے چور آواز سن کر زحلے نے زور سے آنکھیں میچ لیں۔کیا ہوا ہے زحلے بتاونہ کچھ؟؟ کیوں رو رہی ہو؟؟کیا کچھ ہوا ہے تمہارے ساتھ؟؟

پلیز بتاؤیار مجھے فکر ہو رہی ہے۔وہ زمین سے اٹھ کراس کے ساتھ بیٹھتا پریشانی سے پوچھنے لگا جبکہ زحلے جو بےاواز رو رہی تھی ایک دم سے اس

کے گلے لگتی دھاریں مار مار کر رونے لگی۔اس کے یوں رونے پر غزین کے زہن میں نا جانے کیسے کیسے خیال آرہے تھے۔

پلیز زحلے ایسے مت رو پلیز مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے ؟؟ کہیں اس باران نے تمہارے ساتھ کچھ غلط تو نہیں کیا ؟؟ غزین نے زہن میں چلتا سوال ڈرتے ڈرتے پوچھا۔اس کے سوال پر زحلے اس سے دور ہوئی اور اپنی انسوں سے بھری آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی۔

اس نے صرف میرے ساتھ نہیں بلکہ ہم دونوں کے ساتھ برا کر دیا غزین اس نے سب تباہ کر دیا سب کچھ بکھیر دیا۔وہ ہچکیوں سے روتے ہوئے اسے بتانے لگی۔کیا کہہ رہی ہو سہی سے بتاؤ نہ۔مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہی۔پلیز زحلے میرا دل ہول رہا ہے۔

وہ زحلے کے ہاتھ تھام کر پوچھنے لگا۔اس کے چہرے اور آنکھوں سے صاف پریشانی جھلک رہی تھی۔غ۔۔ غزین ب۔۔ باران نے م۔۔ مج۔ مجھ سے ن۔۔ نک۔۔ نکاح کرلیا۔زحلے کی بات تھی یاں پھر کوئی دھماکہ جو غزین اسد کی سماعتوں پر ہوا تھا۔

بے یقینی کے سبب اس کے ہاتھوں سے زحلے ہاتھ خود بخود چھوٹ گئے تھے جبکہ آنکھیں جن میں پہلے پریشانی تھی اب بے یقینی کا سمندر تھا۔

ی۔۔ یہ کی۔۔ کیا کہہ رہی ہو؟؟ج۔۔ جھوٹ ہے نہ یہ سب؟؟ مز۔۔ مزاق کر رہی ہو نہ مجھ سے؟؟

اس نے اٹکتے اٹکتے پوچھا ایسے جیسے اسے پوری امید تھی کہ ابھی زحلے ہسے گی اور کہے گی کہ میں تو مزاق کر رہی تھی۔ نہیں غزین یہ سچ ہے سب سچ ہے باران خان نے تم سے تمہاری زحلے کو چھین لیا۔ چھین لیا اس نے تمہاری زحلے کو تم سے اور ہمارے سارے خوابوں کو اپنے قدموں تلے روند کر وہ میرا حاکم بن کر بیٹھ گیا۔

وہ ایک دم چیختے ہوئے بولی اور پھر سر ہاتھوں میں گراتی رونے لگی۔ غزین تو کچھ بھی بولنے کے قابل بھی نہ رہا تھا۔ زحلے کافی دیر اس کے بولنے کا انتظار کرتی رہی مگر جب وہ نہ بولا تو اس نے سر اٹھا کر اسے دیکھا جو سامنے دیوار پر نظریں جمائے سٹیچو کی طرح بیٹھا تھا۔

غزین کچھ بولو نہ پلیز کچھ تو بولو ایسے چپ رہ کر مجھے اور تکلیف کی کھائی میں مت دھکیلو۔ میں پہلے ہی بہت پریشان ہوں۔ وہ اس کو کندھوں سے ہلاتی روتے ہوئے بولی تو غزین نے اپنی ساکت ہوئی نظروں سے اسے دیکھا۔ کیسے ہوا یہ سب ؟؟ اس نے کافی دیر اسے دیکھنے کے بعد پوچھا۔ حالت ابھی بھی پرانی والی تھی۔

اس کے پوچھنے پر زحلے نے سب کچھ بتا دیا اسے جسے سن کر غزین نے تکلیف سے آنکھیں بند کیں تھی۔ میں تب کچھ نہیں کر سکتی تھی غزین پلیز مجھے معاف کر دو۔ زحلے نے روتے ہوئے اس کے سامنے اپنے ہاتھ جوڑے تو غزین نے اس کے ہاتھوں کو اپنے مضبوط ہاتھوں میں قید کیا۔

ن۔۔نہیں معافی مت مانگو زحلے میں تمہیں قصوروار نہیں کہوں گا۔ لیکن اب بس تم کہیں نہیں جاؤ گی۔ ہم خلاع کا کیس کریں گے اور تمہیں باران خان سے آزادی دلوائیں گے۔اور میں وعدہ کرتا ہوں تم سے کہ باران خان کو تباہ کر کے ہم دونوں کی ازیت کا بدلہ لوں گا۔

پہلے تو یہ صرف ایک نارمل کیس تھا مگر اب یہ زاتی معملہ ہو گیا ہے اور غزین اسد کو قسم ہے اپنی محبت کی کہ وہ اس باران خان کو تباہ کر کے چھوڑے گا۔وہ نفرت سے باران کے بارے میں سوچتا بولا تو زحلے نے نہ میں سر ہلایا۔

نہیں غزین وہ بہت برا ہے اور تم جانتے ہو ہماری ایجنسی کے بڑے بڑے آفیسر اس کے ساتھ ملے ہیں۔ میری ساری انفورمیشن اس کو ان

آفیسر سے ہی ملی تھیں۔ وہ تمہیں نقصان نہ پہنچائے اس لیے میں وہاں ہوں۔

اس نے وعدہ کیا ہے کہ جب تک میں وہاں ہوں وہ تمہیں کچھ نہیں کہے گا۔ تم بس اپنا کیس پورا کرو تا کہ ہمارے درمیان سے باران خان ہمیشہ کے لیے نکل جائے۔ وہ اس کا ہاتھ پکڑ سمجھاتے ہوئے بولی تو غزین نے نہ میں سر ہلاتے اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرا۔

نہیں زحلے تم وہاں نہیں جاؤ گی میں نے کہہ دیا تو مطلب بات ختم رہی بات ایجنسی کے آفیسرز کی تو ان پر میں نے کبھی بھروسہ کیا ہی نہیں اور دوسرا مجھے ڈر نہیں کہ وہ مجھے ڈھونڈ کر مجھے نقصان پہنچائے گا۔ نہیں زحلے میں غزین اسد ہوں میں نڈر ہوں ڈرپوک نہیں۔

مجھے تمہاری حفاظت کرنی آتی ہے۔اور ہمارا مشن بھی پورا ہو گا تم دیکھ لینا میں بہت نزدیک ہوں اپنی منزل کے۔میں نے بہت سے ثبوت ڈھونڈ لیے ہیں اس کے خلاف اور جانتی ہو اس کے گودام میں آگ لگا کر اس میں موجود سارے ڈرگز بھی جلا دیے تھے میں نے۔

میں بہت قریب ہوں اپنی جیت اور باران کی ہار کے۔تم بس اب میرا ساتھ دو اور کہیں نے جاؤ میں تمہیں کہیں نہیں جانے دوں گا۔وہ کچھ غلط نہ کر دے یہی ڈر ہے مجھے۔وہ زحلے منانے کی پوری کوشش کر رہا تھا مگر زحلے ماننے کو تیار نہ تھی۔نہیں غزین میں نہیں رہ سکتی تمہارے پاس۔

پلیز سمجھو مجھے۔ تم بس جلدی سے باران خان کے خلاف اور زیادہ ثبوت ڈھونڈو تاکہ وہ جیل کی سلاخوں کی قید میں جائے اور مجھے اس کی قید سے رہائی ملے۔یوں اس کے ازاد ہوتے ہم آزاد نہیں رہ سکتے۔

وہ اپنا چہرہ اس کے ہاتھوں سے نکال کر ابھی بھی انکار کر رہی تھی جبکہ غزین ہی جانتا تھا کہ وہ کس قدر مشکل سے اپنے اندر اٹھتے غم اور درد کو قابو کیے اس کے سامنے مضبوط بنا تھا کیونکہ وہ پہلے ہی پریشان تھی اور ایسے میں وہ بھی کمزور بن جاتا توز حلے اور پریشان ہو جاتی۔

تم کیوں میری بات نہیں سمجھ رہی زحلے ؟؟اس کے نا ماننے پر غزین ایک دم غصے سے چیخا توز حلے کے سر کا درد پھر شروع ہوا تھا اور وہ اپنا سر

دونوں ہاتھوں میں تھام کر رہ گئی۔اس کے ایسے ایک دم سر پکڑنے پر غزین کو خود پر غصہ آیا اور زحلے کی فکر ہوئی۔

ایم سوری ایم ریلی سوری زحلے تمہیں ڈرا دیا میں نے۔پر کیا تم ٹھیک ہو ؟؟اس نے پہلے شرمندہ ہوتے معافی مانگی اور پھر پریشانی سے پوچھنے لگا

۔م۔۔میں ٹھ۔۔ٹھیک ہوں بس اب میں چلتی ہوں۔تم بس اپنا خیال رکھنا اور باران خان سے بچ کر رہنا۔

وہ کھڑی ہوتی درد کرتے اور گھومتے سر کو سنبھالتی اس سے جلدی جلدی میں بولتی وہاں سے بھاگتے ہوئے نکلی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ غزین ویسے تو اسے جانے نہیں دے گا۔اس کے بھاگنے پر غزین اس کے پیچھے ہی بھاگا تھا۔تم ایسے نہیں جا سکتی زحلے۔

میں تمہیں اس جہنم میں نہیں جانے دوں گا۔ بھاڑ میں گیا میشن۔ تم سب سے زیادہ اہم ہو میرے لیے۔ وہ اس کے پیچھے بھاگتا بولا تو زحلے ایک دم رک کر اس کی جانب پلٹی۔ تمہیں زحلے عمر اپنی قسم دیتی ہے غزین اسد۔

تم مجھے نہیں روکو گے۔ بس پلیز اتنا سن لو کہ زحلے کو تمہارا انتظار رہے باران خان کی تباہی کے پروانے کے ساتھ۔ وہ اس کو دیکھ کر بولتی آگے بڑھ گئی جبکہ اس کی قسم پر غزین وہیں کھڑا رہ گیا تھا۔ وہ اس وقت فلیٹ کے دروازے کے باہر کھڑا تھا اور وہیں پر وہ زمین پر گرنے کے انداز میں بیٹھتا چلا گیا تھا۔

اپنا سر ہاتھوں میں گرائے اس کا دل کیا وہ باران خان کو ابھی جا کر ختم کر دے مگر وہ جانتا تھا کہ اسے جوش سے نہیں ہوش سے کام لینا ہے۔

ویسے بھی اسے اب اپنی زحلے کو واپس لانا تھا اب یہ مشن بس ایک مشن نہیں رہا تھا بلکہ محبت کی جنگ بن گیا تھا۔اور اسے یہ جنگ جیتنی تھی ہر قیمت جیتنی تھی صرف اپنی زحلے کے لیے۔

###############################

مل آئی تم اس کمینے سے ؟؟ ویسے بہت جلدی نہیں آگئی تم ؟؟ کیا تمہارے عاشق نے تمہاری شادی کی خبر سن کر منہ تو نہیں موڑ لیا تھا تم سے جو جلدی آگئی ؟؟

اس نے جیسے ہی گھر کے داخلی بڑے گیٹ کو عبور کیا تو باران خان کی مسکائی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔ باران خان کے الفاظوں نے اس کا سانس روک دیا تھا۔

اس نے پریشانی سے لان کی جانب دیکھا جہاں وہ اپنے لونگ کورٹ کی پاکٹ میں ہاتھ ڈالے کھڑا مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا۔ ت۔۔ تم نے م۔۔ مجھ پر نظر رکھوائی تھی؟؟ تم نے وعدہ کیا تھا کہ تم مجھ پر نظر نہیں رکھواؤ گے۔

وہ غصے سے باران کے پاس جا کر پوچھنے لگی تو باران کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔ تمہیں لگتا ہے میں نے تمہارے پیچھے اپنے آدمی چھوڑ رکھے تھے جنہوں نے مجھے بتایا کہ تم کس سے ملنے گئی تھی؟؟

تمہیں مجھ پر یقین نہیں نہ؟؟ زحلے جانم میں باران خان ہوں میں وعدہ خلافی نہیں کرتا اور یہاں تو وعدہ بھی تم سے کیا ہے اور تم سے وعدہ خلافی کرنا تو دور اس بارے میں سوچنے سے پہلے ہی باران خان خود کو آگ لگانا پسند کرے گا۔

باران نے زحلے کے چہرے پر لہراتی بالوں کی لٹ کو کان کے پیچھے کرتے ہوئے کہتے اپنا چہرہ اس کے چہرے کے قریب کیا اور اس کے

غصے سے ہوئے لال چہرے کو غور سے دیکھنے لگا۔ تو تم کیسے جانتے ہو میں کہاں گئی تھی ؟؟؟

زحلے نے شک بھری نگاہوں سے دیکھتے پوچھا تو باران ایک دم سنجیدہ ہوتا پیچھے ہوا۔ مجھے معلوم ہے یہاں اٹلی میں تم صرف اس میجر کو ہی جانتی ہو اور تمہیں گھر سے نکلنے کی بے چینی بھی اس سے ملنے کے لیے ہی تھی۔

مجھے یہ بات جاننے کے لیے کسی جاسوس کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہ تو تمہاری آنکھیں ہی بتا دیتی ہیں۔ وہ سنجیدگی سے کہتا آخر میں اس کی آنکھوں پر پھونک مار گیا جس پر زحلے نے اپنی پلکوں کی جھالر کو گراتے آنکھیں بند کیں تھیں۔

ہاں سہی کہا تم نے وہ ہی ہے جس سے ملنے میں گئی تھی اور ملنے جاتی رہوں گی۔ تم روک بھی نہیں سکو گے مجھے۔ سن لیا تم نے ؟؟ وہ ڈر تو گئی تھی کہ کہیں باران غزین کو نقصان نہ پہنچائے مگر پھر بہادر بنتی اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولی تو اس کی بہادری پر باران کی آنکھوں میں داد ابھری۔

واہ میری شیرنی تو بڑی بہادر ہے۔ لیکن شیرنی تب ہی بہادر بنتی ہے جب وہ جانتی ہو کہ شیر اس کی بہادری اپنے سامنے چلنے دے گا۔ سہی کہا نہ ؟؟ تم جہاں چاہے جاؤ جس سے مرضی ملو مجھے واقع کوئی مسلہ نہیں۔

تم۔ میرے نکاح میں ہو مطلب میری ہو تو مجھے ڈرنے یاں تم پر روک ٹوک کرنے کی ضرورت نہیں۔ باران خان ایسے کہہ رہا تھا جیسے اسے کوئی فرق نہ پڑا ہو اس کے غزین سے ملنے سے مگر در حقیقت اسے فرق پڑا تھا اسی لیے تو جب سے زحلے گئی تھی تب سے لان میں ٹہلتے اس نے زحلے کے واپس آنے کا انتظار کیا تھا۔

مگر وہ زحلے پر روک ٹوک کرتے اس پر پابندیاں لگا کر اسے اور زیادہ خود سے دور نہیں کر سکتا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا ریت کو سختی سے پکڑنے پر وہ ہاتھ سے نکل جاتی ہے۔ ہو گئی تمہاری بکواس؟؟

تم نے کہہ دیا اور میں نے سن لیا اب جاؤ جا کر اپنا کام کرو۔ وہ بے پرواہی سے کہتی وہاں سے اندر کی جانب بڑھ گئی جبکہ باران بس اس کی پشت کو

دیکھتارہ گیا۔آہ کب زحلے کب آخر تم میری محبت کو سمجھو گی؟؟وہ ٹھنڈی آہ بھر کر کہتا اپنی گاڑی کی جانب بڑھ گیا۔

###################################

ہمیرہ یہ لو میرا کریڈٹ کارڈ اور کل جب پیرس پہنچیں گے تو تم دار یہ اور زحلے کے ساتھ شوپنگ پر چلی جانا اور ان کو ان کی پسند کے برائیڈل ڈریسز لے دینا۔وہ اپنا کارڈ ہمیرہ کے سامنے کرتا بولا تو ہمیرہ نے حیرانگی سے پہلے اسے دیکھا اور پھر اسی حیرانگی سے اس کے ہاتھ سے کارڈ پکڑا۔

اچھا ٹھیک ہے میں لے جاؤں گی۔

وہ کارڈ کو پکڑ کر اسے ایک نظر دیکھ کر بولی۔ہاں پلیز مجھے اور بھی کام ہیں ورنہ میں لے جاتا ان کو۔اور ہاں ساتھ میں تمہاری زمہداری ہے کہ تم نے میرے لیے بھی کوئی اچھا سا بلیک کلر کا سوٹ لے کر آنا ہے۔بچوں کے لیے بھی شاپنگ کر لینا۔وہ اسے اور ہدایات کرنے لگا۔

ہمیرہ بس چپ چاپ اس کی باتوں پر سر ہلا رہی تھی۔باران اور ذزان کے سوٹ؟؟اس نے پوچھا۔وہ اپنی شوپنگ خود کریں گے۔داور بیڈ کی جانب جاتا بولا۔

او کے ٹھیک ہے۔وہ سر ہلا کر کہتی ڈریسنگ ٹیبل کے سائیڈ والے ڈرار سے اپنا پاوچ نکال کر اس میں کارڈ رکھنے لگی جبکہ اس دوران اس کی آنکھوں میں نمی تھی۔

داور نے سب کے نام لیے شاپنگ کے لیے کہ کس کس کے کے لیے شاپنگ کرنی ہے مگر اس کا تو نام بھی نہیں لیا کہ تم بھی کر لینا شاپنگ۔ کیا وہ تھوڑی سی بھی اہمیت نہیں رکھتی تھی اس کے لیے؟؟

یہی بات اسے تکلیف دے رہی تھی جبکہ بیڈ پر لیٹا داور بڑے غور سے شیشے میں نظر آتے ہمیرہ کے اداس چہرے کو دیکھ رہا تھا۔

#################################

نورے گر جاؤ گی سو نے اتار دو میری ہیل۔ نورے اور رحمان دار یہ اور ذزان کے کمرے میں کھیل رہے تھے۔ رحمان نے ذزان کو گھوڑا بنا

رکھا تھا جبکہ نورے داریہ کی ساری ہیل نکال کر ایک ایک کر کے انہیں اپنے چھوٹے چھوٹے پاؤں میں ڈال کر چل رہی تھی جبکہ داریہ کو اس کے گرنے کی فکر لگی تھی۔

نئ درتی پوپو۔(نہیں گرتی پھپھو) وہ مسکرا کر اسے دیکھتی بولی اور پھر سے چلنا شروع کر گئ۔ میری جان کو ہیل پسند ہے؟؟ داریہ نے بیڈ سے اتر کر نورے کے پاس جا کر نیچے بیٹھتے اسے کندھوں سے تھام کر پوچھا تو نورے نے پورے جوش سے سر ہلا یا۔

ارے بس کر دو مان بیٹا تمہارا پھوپھا تھک گیا ہے۔ وہ کچھ بولنے ہی لگی تھی کہ گھوڑا بنے ذزان کی بیچار گی بھری آواز پر اس نے چہرہ موڑے

اسے دیکھا جو رحمان کو اپنی پیٹھ سے اتار کر سیدھا ہو کر بیٹھا تھا۔ ذزان یہ پھوپھا کیا ہوتا ہے ؟؟ کتنا عجیب لفظ ہے۔

اسے یہ بولنا مت سیکھاو۔ داریہ نے منہ کے زاویے بگارتے کہا تو ذزان نے اپنے بتیس دانتوں کی نمائش کی تھی۔ پھوپھو کے شوہر کو پھوپھا ہی کہا جاتا ہے۔ میں تو بس اسی لحاظ سے کہہ رہا تھا۔ ذزان نے مسکرا کر کہا تو داریہ نے نہ میں سر ہلایا۔ تم اور تمہاری باتیں۔

وہ سر جھٹک کر پھر سے نورے کی جانب متوجہ ہوئی جو مسکرا کر اپنے پاؤں کو دیکھ رہی تھی۔ نورے میرے بچے کو ہیل چاہیے ؟؟ اس نے مسکرا کر پوچھا تو نورے کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔ چلو پھر پھوپھو اپنی جان کے لیے اگلی بار ڈھیر ساری ہیلز لے کر آئیں گی۔

وہ اس کے گال چوم کر بولی تو نورے کی آنکھیں خوشی سے پھیلیں۔ شچی پوپو؟؟ (سچی پھوپھو؟؟) نورے نے پوچھا تو داریہ نے سر ہلایا۔ ہاں میری جان۔ اس نے نورے کے گال کھینچ کر کہا تو نورے خوش ہو کر اس کے گلے لگی۔

آپ بوت اتھی او پوپو۔ (آپ بہت اچھی ہو پھپھو) وہ خوش ہو کر بولی۔ پوپو مودھے کالا تر دو دی؟؟ (پھوپھو مجھے کیا لا کر دو گی؟؟) رحمان بھاگ کر داریہ کے پاس جا کر پوچھنے لگا۔ اوہ میں اپنے بیٹے کے لیے بہت سارے کھیلونے لاؤں گی۔

وہ چونکڑی مار کر بیٹھتی ایک ٹانگ پر نورے اور دوسری پر رحمان کو بیٹھاتی رحمان کو پیار کرتی بولی۔گاریاں پشٹل اور پارے پارے بوت (گاڑیاں پسٹل اور پیارے پیارے بوٹ۔)وہ جلدی سے داریہ کو اپنی خواہشیں بتانے لگا۔اوکے اوکے جو میرا بچہ چاہے گا۔

وہ اس کے کے ماتھے پر پیار کرتی بولی تو ذزان جو ان کو مسکراتے ہوئے دیکھ رہا تھا خود بھی ان کے پاس آ کر بیٹھا۔وائفی تم بچوں سے اتنا پیار کرتی ہو تو ہمارے اپنے بچوں سے کتنا کرو گی؟؟

وہ مسکرا کر بولا تو داریہ کے گال لال ہوئے۔چپ کر کے بیٹھو بے شرم انسان۔بچوں کا تو لحاظ کرو۔وہ اسے گھوری ڈالتی بولی تو ذزان نے برا سا منہ بنایا۔

################################

وہ داور کے کہے کے مطابق پیرس آتے ہی زحلے اور داریہ کے ساتھ شاپنگ پر چلی گئی تھی۔ داریہ نے تو خوشی خوشی ساری شوپنگ کی تھی مگر زحلے جوان کے ساتھ بے دلی سے آئی تھی اسی بے دلی سے مال میں پھرتی ڈریسز کو دیکھ رہی تھی۔

آخر تنگ آکر ہمیرہ نے ہی اسے اپنی پسند کا برائیڈل ڈریس لے کر دیا تھا۔ نورے اور رحمان نے بڑی خوشی سے اپنی شوپنگ کی تھی۔ آخر ان کے چچا اور پھوپھو کی شادی تھی۔ ہمیرہ نے داور اور رحمان کا تھری پیس سوٹ سیم سیم لیا تھا مگر اس نے اپنے لیے کچھ نہیں لیا تھا۔

داور نے کون سا اس سے کہا تھا کہ وہ اپنی شوپنگ بھی کر لے پھر وہ کیسے کر لیتی شاپنگ۔ داریہ نے تو بہت کہا اس سے کہ اپنا بھی ڈریس لے مگر وہ بات ٹال کر کسی دوسری طرف اس کا دیہان کر دیتی۔

شاپنگ سے آکر وہ کافی تھک گئی تھی اور پھر رات بھی ہو گئی تھی ان کو واپسی پر اس لیے بچوں کو سلاتے ہی وہ خود بھی سو گئی۔ داور باران اور ذزان ایک ساتھ ہی گھر واپس آئے تھے۔ آج کا دن ان کے لیے بھی بہت بزی تھا۔ کل کے فنگشن کے لیے میرج ہال کی ساری تیاری وہ لوگ خود اپنے سامنے کر واو کر آئے تھے۔

پھر وہاں سے وہ باران اور ذزان کے لیے ڈریس لینے چلے گئے تھے۔

رات کے تقریباً بارہ بجے وہ لوگ واپس گھر ائے تو تینوں کو اپنی بیویاں سوئی ہوئی ملیں تھیں۔ کل کا دن بھی بہت بزی ہونے والا تھا اس لیے وہ خود بھی سو گئے تھے تاکہ صبح جلدی اٹھ سکیں۔

##################################

صبح اس کی آنکھ کھلی تو ہمیرہ رحمان اور نورے کو تیار کر کے ان کے کان کے پیچھے کالا ٹیکہ لگا رہی تھی۔ میں اتنی دیر کیسے سو گیا؟؟ وہ اٹھ کر بیڈ کی بیک سے ٹیک لگا کر بولا تو ہمیرہ اس کی جانب متوجہ ہوئی جبکہ بچے بھی باپ کو جاگتا دیکھ بھاگ کر بیڈ پر چڑھتے داور سے لپٹ گئے تھے۔

دونوں باپ کی ایک ایک گال پر ہونٹ رکھتے اس کے گلے لگے تو داور کے اندر سکون اترا تھا جبکہ ہمیرہ مسکرا کر انہیں دیکھ رہی تھی۔ارے مجھے نہیں پتا تھا میرے بچے اتنے اداس ہو گئے تھے بابا سے ؟؟ وہ دونوں کی پیٹھ تھپتھپاتا مسکرا کر بولا تو دونوں نے اس کی گردن سے منہ نکال کر اسے دیکھا۔

بابا آپ تہاں تھے تل ؟؟ (بابا آپ کہاں تھے کل) رحمان نے داور کی بئرڈ پر اپنے ہاتھ رکھتے پوچھا۔بابا بزی تھے میری جان مگر کیا آپ کو پتا ہے ڈیوڈ چاچو آئے ہیں باہر ہوں گے جاؤ جا کر مل کر آو۔

وہ پہلے رحمان کی بات کا جواب دیتا بعد ڈیوڈ کے بارے میں بتانے لگا جبکہ ڈیوڈ کا سن کر نورے اور رحمان دونوں کی خوشی کی انتہا نہ رہی تھی۔

رحمان تو شروع سے ڈیوڈ سے اٹیچ تھا مگر ان کچھ دنوں میں ڈیوڈ کے پیار نے نورے کو بھی اس سے اٹیچ کر دیا تھا۔ام ابھی مل ترآئے ان شے (ہم ابھی مل کر آئے ان سے۔) نورے اور رحمان خوشی سے کہتے بیڈ سے اتر کر کمرے سے بھاگ گئے اور داور بھی بیڈ سے اترا جبکہ ہمیرہ جو ان تینوں کو آپس میں مگن دیکھ کمرے میں بچوں کے بکھرے کھیلونے اٹھانے لگ گئی تھی اچانک سے داور کو اپنی جانب آتا دیکھ پریشان ہوئی۔

ایک تو آج کل داور اچانک ہی ایسا روپ دیکھاتا تھا کہ وہ کانپ جاتی تھی پھر چاہے وہ روپ رومینٹک ہو یاں پھر پوزیسیونس والا۔شاپنگ کر لی تھی کل؟؟؟ وہ اس کے پاس جا کر پوچھنے لگا۔جی داریہ نے اپنی پسند سے

لے لیا تھا ڈریس مگر زحلے کو میں نے اپنی پسند سے لے کر دیا تھا کیونکہ وہ خود لے نہیں رہی تھی۔

آپ کا اور رحمان کا سوٹ سیم لیا اور نورے نے بھی اپنی پسند سے فراک لے لی تھی۔آپ کا کارڈ میرے پاس ہے میں ابھی دیتی ہوں آپ کو۔ وہ اسے ساری ڈیٹیل بتاتی اپنے پاوچ سے کارڈ لانے کے لیے جانے لگی تو داور نے اس کا بازو پکر کر اسے روکا۔

رکو پہلے یہ بتاؤ کہ تم نے کیا لیا؟؟ وہ اس کی گرے آنکھوں میں اپنی گرین آنکھیں ڈال کر پوچھنے لگا تو ہمیرہ کی گرے آنکھوں میں شکایت ابھری۔آپ نے کہا ہی نہیں تھا مجھے کہ تم بھی شاپنگ کر لینا۔وہ چاہتی نہیں تھی مگر پھر بھی شکایت کر گئی تھی۔

میرا کہنا ضروری تھا؟؟ اس نے ہمیرہ کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے نرمی سے پوچھا تو ہمیرہ نے حیران ہوتے اسے دیکھا جو آج بڑی نرمی سے بات کر رہا تھا۔ جی ضروری تھا۔ وہ بھی سیدھا بول گئی جبکہ اس کے ایسے کہنے پر داور مسکرایا۔ میں تمہارا شوہر ہوں میری جان۔

میرا سارا پیسہ تمہارا ہے پھر مجھے یہ کہنے کی کیا ضرورت کہ تم خود بھی شاپنگ کر لینا۔ وہ اب بھی نرمی سے ہی بات کر رہا تھا جبکہ اس کی نرمی ہمیرہ کا دل دھڑکا رہی تھی۔ مگر آپ کو کہنا چاہیے تھا۔

وہ نہیں جانتی تھی کیوں مگر اس کا لہجہ خود بخود ایک بیوی کی طرح شکایتی ہو گیا تھا آج شاید وجہ داور کی نرمی تھی۔ اچھا بھئی میری غلطی مجھے کہنا

چاہیے تھا اور معافی کے طور پر میں تمہارے لیے کچھ لایا ہوں بدلے میں تم معاف کر دینا مجھے۔

وہ اس سے کہتا آخر میں اس کے ماتھے کا بوسہ لیتا دور ہٹا جبکہ اس کے ماتھے پر بوسہ لینے سے ہمیرہ کے پہلے سے تیز دھڑکتے دل نے اور زیادہ تیز رفتار پر دھڑکنا شروع کیا تھا۔ یہ دیکھو یہ تمہارے لیے۔

میں جانتا تھا تم اپنے لیے کچھ نہیں لاؤ گی اور سچ کہوں تو میں چاہتا بھی یہی تھا تم کچھ نہ لو اپنے لیے کیونکہ مجھے تمہارے لیے اپنی پسند سے ڈریس لینا تھا۔ دا اور ایک بڑا سا ڈریس کا ڈبہ لاتا اسے بیڈ پر رکھتا بولا تو اس کی باتوں پر ہمیرہ حیران ہوتی اس ڈبے کے پاس پہنچی۔

کھولو اور دیکھ کر بتاؤ کیسا لگا تمہیں ڈریس۔ وہ مسکرا کر بولا تو ہمیرہ نے ڈبے کا ڈھکن اٹھایا۔ جیسے ہی اس کی نظر ڈریس پر رکھے گئے پمفلٹ پر پڑی اس کی آنکھیں حیرت سے کھلی تھیں۔ ی۔۔ یہ تو ب۔۔ بہت ہیوی ہے۔ وہ گرے کلر کے ہوی کام والے ڈریس اور پمفلٹ کو دیکھتی بولی

۔

ہاں یہ ہیوی ہے کیونکہ یہ برائڈل ڈریس ہے۔ وہ مسکرا کر بولا تو ہمیرہ نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔ میں کیوں پہنوں گی برائڈل ڈریس ولیمہ تو دار یہ اور زحلے کا ہے۔ اس نے نا سمجھی سے پوچھا تو داور نے اس کی کمر کے گرد بازو ڈال کر اسے اپنے قریب کیا۔ میری بیگم ولیمہ تو ہمارا ابھی نہیں ہوا تھا نہ تو بس ہمارا ولیمہ بھی ساتھ ہی ہو گا۔

داور کی بات پر ہمیرہ بے ہوش ہونے پر آئی تھی۔ کیا سچ میں ؟؟اس نے حیرانگی سے پوچھا تو داور نے مسکرا کر سر ہلاتے آگے ہو کر آہستہ سے اس کے ہونٹوں کو چھوا جس سے ہمیرہ کے گال لال ہوئے۔ داور آپ اتنے پیار سے کیوں پیش آرہے ہیں مجھ سے اور پھر اچانک ہمارا ولیمہ ؟؟

سب کچھ کنفیوژ کر رہا ہے مجھے۔ ہمیرہ نے دماغ میں چلتا سوال پوچھ ہی لیا جبکہ اس کے سوال پر داور کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔ کیونکہ مجھے میری بیوی سے میرے بچوں کی ماں سے پیار ہو گیا ہے۔ داور کا جواب سن کر ہمیرہ کے قدم لڑکھڑائے مگر داور کے تھامے ہونے کے سبب وہ گرنے سے بچ گئی۔

پ۔۔پیار ہو گیا مجھ سے ؟؟اس کے حیرانگی سے پوچھنے پر داور کو اس پر بے حد پیار آیا جس پر وہ بار بار جھکتے اس کے ہونٹوں کو چھونے لگا۔بہت بہت بہت زیادہ پیار ہو گیا مجھے تم سے اور مجھے پتا بھی نہ چلا۔وہ مسکرا کر بولا تو ہمیرہ کے چہرے پر خود بخود مسکراہٹ پھیلی۔

اور وہ شرما کر سر جھکا گئی۔چلو اب شرمانا بعد میں پہلے ڈریس کو دیکھو ایک اور سرپرائز ہے اس میں۔داور اسے آزاد کرتا بولا تو ہمیرہ نے اس کے کہنے پر ڈریس کو کھولا تو اس کے اندر سے ایک اور ڈریس گرا جو نورے کے سائز کا تھا اور سیم ہمیرہ جیسا تھا۔

یہ ؟؟ہمیرہ اس ڈریس کو اٹھا کر حیران پریشان سی داور کو دیکھنے لگی۔

میں اور رحمان سیم ڈریس پہنے گے اور تم اور نورے۔داور ہمیرہ کی

ناک دباتا بولا تو ہمیرہ نے شرما کر سر جھٹکا۔ کتنا عجیب لگے گا نہ کہ ہم دو بچوں کے ساتھ ولیمہ کریں گے۔

وہ شرماتی بولی تو داور نے قہقہہ لگایا۔ اچھی بات ہے نہ ایسے ہمارے بچے یہ نہیں پوچھیں گے کہ مما بابا آپ کے شادی پر ہم کہاں تھے۔ داور کی بات پر ہمیرہ کو بھی ہسی آئی اور وہ یوں ہی ہستے ہوئے داور کے کندھے سے سر ٹکا گئی۔ وہ ناشکری کرنے والوں میں سے نہیں تھی۔

اس کی خود خواہش تھی کہ داور اس کے ساتھ اچھا ہو جائے اور اب جب وہ اس کے ساتھ ایک نارمل ہسبنڈ کی طرح پیش آ رہا تھا اس سے اپنے پیار کا اظہار کر رہا تھا تو وہ کیوں نکھرے دیکھاتی کیوں اپنے رشتے کو

خراب کرتی۔ وہ تو خوش تھی بہت خوش تھی کیونکہ اب اس کی فیملی واقع ایک رئیل فیملی بن گئی تھی۔

#####################

دوپہر کا وقت ہوتے ہی داریہ زحلے اور ہمیرہ تینوں کے لیے الگ الگ میک اپ آرٹسٹ بلالی گئیں تھیں۔ ہمیرہ اور داریہ کو تو ان کی بیوٹیشن نے تیار کرنا شروع کر دیا تھا مگر زحلے کمرہ بند کر کے بیٹھی تھی اور اس کی بیوٹیشن بیچاری پریشانی سے اس کے کمرے کے دروازے کے باہر کھڑی تھی۔

کیا بات ہے تم ابھی تک اندر کیوں نہیں گئی ؟؟ باران جو اپنا سوٹ وغیرہ کمرے سے لینے آیا تھا میک اپ آرٹسٹ کو باہر کھڑا دیکھ حیرانگی سے پوچھنے لگا۔ سر آپ کی وائف دروازہ نہیں کھول رہیں۔

وہ لڑکی پریشانی سے بولی تو باران نے لمبا سانس کھینچ کر کمرے کے دروازے کی جانب دیکھا۔ تم جاؤ جا کر نیچے لاؤنج میں بیٹھو ابھی۔ میں تھوڑی دیر تک تمہیں بلاتا ہوں۔

وہ اپنا ماتھا مسلتا اس لڑکی سے بولا جبکہ اس کے لہجے میں نرمی نہیں بلکہ سرد پن تھا کیونکہ نرمی تو صرف اس کی زبان میں زحلے یاں پھر اپنے گھر کی عورتوں کے لیے تھی۔اس کے وہاں سے جانے کا کہتے ہی وہ لڑکی جلدی سے اپنا میک اپ باکس اٹھا کر وہاں سے چلی گئی۔

زحلے دروازہ کھولو جلدی۔ زحلے میں نے کہا دروازہ کھولو ورنہ میں ڈوپلیکیٹ کی بھی یوز کر سکتا ہوں۔ وہ کمرے کا دروازہ کھٹکھٹاتا بولا مگر اندر سے نہ تو زحلے کی کوئی آواز آئی نہ ہی دروازہ کھولا گیا۔

تین منٹ انتظار کرنے کے بعد وہ جا کر ڈوپلیکیٹ کی لے آیا تھا۔ کی کی مدد سے دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوا تو سامنے ہی وہ نیچے سر گھٹنوں میں دیے صوفے کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھی تھی۔ باران کے دروازہ کھولنے پر بھی اس نے سر نہیں اٹھایا تو باران کو اس کی فکر ہوئی۔

زحلے میری جان کیا ہوا ہے؟؟ وہ جو ابھی سوچ رہا تھا کہ آج وہ تھوڑی سی سختی کرے گا اس پر مگر اس کا ارادہ دھرے کا دھرا رہ گیا تھا۔ زحلے

بولو نہ کیا ہوا ہے ؟؟اس کے پوچھنے پر بھی زحلے نے جواب نہ دیا تو وہ اس کے پاس گھٹنوں کے بل بیٹھتا اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ پر پوچھنے لگا۔

باران کے دوبارہ پوچھنے اور کندھے پر ہاتھ رکھنے پر زحلے نے گھٹنوں سے چہرہ اٹھایا تھا۔اس کی آنکھوں کے ساتھ ساتھ چہرہ بھی لال ہوا پڑا تھا۔اس کا لال چہرہ دیکھ باران نے فوراً فکر مندی سے اس کے ماتھے پر ہاتھ لگایا تھا۔اللہ زحلے تمہیں تو بہت تیز بخار ہے۔

اس کے ماتھے کی گرمی کو محسوس کرتے وہ پریشانی سے بولا۔کیوں آئے ہو یہاں ؟؟ چلے جاؤ یہاں سے پلیز مجھے اکیلا چھوڑ دو۔مجھے نہیں ہونا تیار نہیں سجنا تمہارے نام سے۔ نہیں کرنا ولیمہ پلیز زز باران پلیز مجھے اکیلا چھوڑ دو۔

وہ سر درد اور بخار کے سبب ہوئی کمزوری کی وجہ سے نکاہت بھری آواز میں بولی جبکہ بات کرتے ہوئے اس کی آنکھوں سے آنسوں گرنے لگے تھے۔اس کے آنسوں گرنے پر باران کو یوں لگا جیسے تیزاب کے قطرے اس کے دل پر گر رہے ہوں۔ٹھیک ہے جو میری جان کہے گی ویسا ہی ہو گا۔

تمہیں تیار نہیں ہونا تو مت ہونا کوئی تمہیں فورس نہیں کرے گا۔میں ابھی جا کر ہمارا ولیمہ بھی کینسل کر دیتا ہوں کسی کی فکر نہیں مجھے سوائے تمہارے۔مجھے صرف تمہاری فکر ہے تمہاری خوشی چاہیے مجھے اور کچھ نہیں۔پلیز تم رو نہیں۔

کیا ضرورت تھی یوں رونے کی اور پریشان ہونے کی؟؟ مجھے رات کو کہہ دیتی نہ میں فوراً ولیمہ کینسل کر دیتا۔ تم پلیز پریشاں نہ ہو جو میری زحلے چاہے گی باران وہی کرے گا۔ وہ زحلے کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرتا فکر مندی اور محبت سے چور لہجے میں بولا تو زحلے نے اچانک ہچکیوں سے رونا شروع کر دیا۔

اس کے رونے پر باران نے اپنے سینے سے لگایا تھا۔ بس نہ رونا بند کرو میں کہہ رہا ہوں نہ کوئی تمہیں کسی چیز کے لیے فورس نہیں کرے گا۔ باران خان تمہارے لیے سب کچھ کرے گا کیونکہ وہ ان آنکھوں میں آنسوں نہیں دیکھ سکتا۔ ان آنکھوں میں آنسوں باران خان کو تکلیف دیتے ہیں۔

وہ اس کی کمر کو تھپکتا آہستہ آواز میں بولا اور پھر اس کے سر کے بالوں پر بوسے دینے لگا جبکہ زحلے کا رونا تو بند ہو گیا تھا مگر اس کا وجود ابھی بھی کانپ رہا تھا۔

################################

اچانک سے باران کے اپنا ولیمہ کینسل کرنے پر سب ہی حیران ہوئے تھے مگر زحلے کی طبیعت کو دیکھ وہ سب لوگ چپ کر گئے تھے۔ وہ سب میرج ہال پہنچ چکے تھے۔ زحلے کی طبیعت کو دیکھتے باران نے اسے ساتھ جانے سے منع کیا تھا مگر وہ اپنا دیہان بھٹکانے کے لیے ان کے ساتھ ہی آگئی تھی۔

ہمیرہ اور داریہ دونوں ہی بہت زیادہ پیاری لگ رہی تھیں۔ ہمیرہ کی میکسی گرے کلر کی تھی جبکہ داریہ نے اپنے گینگسٹر ہونے کا ثبوت دیتے بلیک کلر کی میکسی لی تھی۔ اس کی میکسی بلکل سمپل تھی بس بازوؤں جن کے شروع سے کہنی تک کٹ لگا تھا ان پر بلیک کلر کے موتیوں کا کام کیا گیا تھا۔

باقی ساری میکسی سمپل تھی ہاں بازوں کی طرح نیک لائن پر بھی موتیوں کا کام تھا۔ جیسا کہ داریہ کی میکسی بلیک کلر کی تھی ویسے ہی ذزان کا تھری پیس بھی بلیک کلر کا تھا۔ دوسری طرف ہمیرہ نے تو داور کے لیے اور رحمان کے لیے بھی بلیک ہی تھری پیس لیے تھے مگر جب وہ ہال میں داخل ہوئی تو سامنے سٹیج کے پاس کھڑے داور کو اور بلیو تھری پیس میں کھڑے باران کی گود میں موجود رحمان کو اپنی میکسی کے ہم

رنگ تھری پیس پہنے دیکھ اسے حیرت کے ساتھ خوشی بھی ہوئی اور اور ہونٹ خود بخود مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔

داور کی نظریں بھی سٹیج کی طرف آتی ہمیرہ پر ہی تھیں جس کے ساتھ اس کی انگلی پکڑے تین سالہ نورے بھی اپنی ماں کی طرح سیم میکسی پہنے بڑے شاہانہ انداز میں چل رہی تھی۔رحمان نے اپنی ماں اور بہن کی انٹری پر زور وشور سے تالیاں بجائیں تھیں۔

ہمیرہ کے سٹیج پر پہنچنے سے پہلے ہی داور جلدی سے سٹیج پر چڑھ گیا تھا اور جیسے ہی وہ سٹیج کے پاس آئی داور نے باقاعدہ سر جھکا کر اپنا دائیاں ہاتھ آگے کیا تو پورے ہال میں تالیوں کا شور اٹھا تھا۔اس سے پہلے ہمیرہ شرما کر اپنا ہاتھ داور کے ہاتھ میں دیتی اس کے ساتھ کھڑی نورے نے

جلدی سے سٹیج کی سیڑھی پر چڑھ کر اپنے باپ کے ہاتھ کر اپنا چھوٹا سا ہاتھ رکھ دیا تھا۔

نورے کی اس حرکت پر پورے ہال میں پہلے تو حیرانگی کے سبب خاموشی چھائی اور پھر قہقہوں کی آوازیں گونجی تھیں۔ سٹیج کے پاس بیٹھی زحلے جو نڈھال سی بمشکل آنکھیں کھولے بیٹھی تھی اس کے چہرے بھی مسکراہٹ بکھری تھی۔

باباپئلے مودھے تیونتہ میں آپ تی پلنسز زآؤں نہ۔ (باباپہلے مجھے کیونکہ میں آپ کی پرنسز زہوں نہ) نورے نے معصوم مسکراہٹ چہرے پر سجائے آنکھیں پٹپٹا کر کہا تو داور نے جھک اپنی شہزادی کو گود میں اٹھالیا تھا اور جی بھر کر اس کے گال چومے تھے۔

آج تو اس کی پرنسز واقع پرنسز لگ رہی تھی کیونکہ پالر والی نے نورے کے بالوں کا بھی جوڑا بنا کر بالوں میں چھوٹی چھوٹی تتلیوں والی چٹکیاں لگادی تھیں اور ہونٹوں پر ہلکی ہلکی پنک لپ سٹک لگادی تھی۔ نورے کو پیار کرنے کے بعد اس نے اسے سٹیج پر بٹھایا اور پھر ہمیرہ کو لینے دوبارہ واپس مڑا تھا۔

اس نے پھر سے پرانے انداز میں ہی ہاتھ آگے کیا تھا جس پر ہمیرہ نے مسکراتے ہوئے اس کے ہاتھ پر اپنا کومل ملائم ہاتھ رکھ دیا تھا۔ باران بھائی اب میری وائفی کی انٹری ہو گی نہ؟؟ ذزان جو باران کے ساتھ ہی کھڑا تھا ایکسائیٹڈ سا بولا تو باران نے ہاں میں سر ہلاتے ہال کی انٹرنس کی جانب دیکھا۔

ہمیرہ کا مشورہ تھا کہ داریہ باران اور داور کے ساتھ ہال میں انٹری کرے مگر داریہ نے صاف منع کر دیا تھا کہ اس کا الگ سے پلین ہے۔ اسے کچھ الگ کرنا ہے اپنی انٹری پر کیونکہ وہ ایک گینگسٹر کوئین ہے۔

ابھی داور باران اور ہمیرہ کو بھی تجسس تھا کہ آخر داریہ کی سپیشل انٹری کیسی ہو گی کیونکہ داریہ نے ان کو بھی اپنی انٹری کے پلین کا کچھ نہیں بتایا تھا۔ وہ سب انٹرنس کی جانب دیکھ رہے تھے کہ اچانک سے پورے ہال کی لائیٹس آف ہوئی تھیں اور ایک سپوٹ لائیٹ ان ہوئی تھی جس کا رخ انٹرنس کی جانب تھا۔

اچانک سے پوری انٹرنس کے ارد گرد دھواں پھیلا تھا اور پھر ایک بھیڑیے کی آواز گونجی تھی۔ اگلے ہی لمحے دھوئیں میں سے داریہ بلیک گلاسز لگائے بلیک ڈریس کے ساتھ ڈائمنڈ کی جیولری پہنے بلیک ہیل میں پورے ایٹیٹیوڈ سے واک کرتی نکلی تھی جبکہ اس کے ساتھ اس کا جانو چل رہا تھا۔

جی ہاں بلکل اس نے اپنی انٹری اپنے جانو کے ساتھ کی تھی۔ جہاں پہلے بھیڑیے کی آواز پر پورے ہال میں خوف پھیلا تھا وہیں داریہ کے ساتھ بھیڑیے کو دیکھ کر سب کے منہ کھل گئے تھے ان سب میں ذزان بھی شامل تھا جبکہ داور اور باران کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیلی تھی اپنی بہن کے کارنامے پر۔

داریہ کے سرخ لیپسٹک سے سجے ہونٹوں پر بھی خوبصورت مسکراہٹ تھی۔ ذزان بیچارہ تو اپنی جگہ پر حیران پریشان رہ گیا تھا حتی کہ اسے سٹیج پر چڑھنا یاد ہی نہ رہا۔

داریہ جیسے ہی ذزان کے پاس پہنچی تو اپنے دائیں ہاتھ کی دو انگلیوں کی مدد سے گلاسز کو تھوڑا سا نیچے کرتے وہ ذزان کو مسکرا کر دیکھتی آنکھ ونک کر گئی اور خود ہی سٹیج پر جا کر بیٹھ گئی۔

اس کے صوفے کے ساتھ ہی خانو صاحب بیٹھ گئے تھے۔ جاؤ جا کر بیٹھو سٹیج پر۔ باران نے ذزان کا کندھا ہلاتے کہا تو اس نے معصوم منہ بناتے باران کو دیکھا۔ مجھے مت دیکھو جا کر بیٹھو سٹیج پر۔

وہ ذزان کے چہرے پر بنا ترس کھائے بولا اور اپنی گود میں چڑھے رحمان کے گال چومتا خود بھی سٹیج پر چڑھ گیا کیونکہ رحمان صاحب کو جانو سے ملنا تھا۔

##############################

ان کے ولیمے کے تمام مہمان ان کے بزنس پاٹنر میں سے ہی تھے یاں کچھ ایک دوان کے سمگلنگ پاٹنر تھے۔زحلے تو وہیں صوفے کے سامنے پڑے ٹیبل پر سر رکھے ہر چیز سے بیگانہ بیٹھی تھی۔

باران نے اس سے جا کر کھانے پینے کا پوچھا تھا مگر اس نے بنا سر اٹھائے نہ میں سر ہلا دیا تھا۔ہائے میری جانو آج تو بڑی بجلیاں گرا رہی ہو۔وہ

اکیلی سٹیج پر بیٹھی تھی کیونکہ داور اپنے کچھ بزنس پاٹنر سے بات چیت کرنے کے لیے سٹیج سے اتر گیا تھا اور نورے اور رحمان دونوں ہی ہال میں ادھر ادھر بھاگتے کھیل رہے تھے۔

وہ سامنے ہال میں کھیلتے رحمان اور نورے کو مسکرا کر دیکھ رہی تھی کہ اچانک سے اپنے پاس سے جانی پہچانی آواز سن کر اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلی تھیں۔ سوزین تم؟؟ اس نے چہرہ موڑتے اپنی دائیں جانب دیکھا جہاں پرٹی پنک کلر کے فینسی ڈریس میں تیار سوزین اسے ہی دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔ ہاں میں ہی ہوں۔

تم نے تو بلایا نہیں مجھے بے وفا عورت اپنے ولیمے پر میں خود ہی آ گئی۔ وہ ناراضگی سے کہتی اس کے ساتھ ہی بیٹھ گئی تھی۔ ارے یار وہ سب

اچانک سے پلین کیا داور نے مجھے خود نہیں پتا تھا۔ آج صبح ہی تو داور نے مجھے بتایا ہمارے ولیمے کا۔

وہ جلدی سے سوزین کو صفائی دینے لگی۔ ہاں ہاں جانتی ہوں میری جان مجھے داور بھائی نے بتایا تھا کہ تمہیں نہیں بتایا تھا انھوں نے بلکہ سرپرائز دینا ہے تمہیں۔ وہ ہمیرہ کے بال ٹھیک کرتی مسکرا کر بتانے لگی۔ داور نے انوائیٹ کیا تمہیں؟؟ ہمیرہ نے حیرت سے پوچھا۔

ہاں کل ہی ان کی کال آئی تھی۔ سوزین نے مسکرا کر بتایا تو ہمیرہ کے چہرے پر بھی مسکراہٹ پھیلی۔ اوہو اپنے شوہر کے نام پر شرمایا جا رہا ہے واہ جی دو ہفتوں میں اتنا چینج؟؟ سوزین اسے کندھا مارتی اسے چھیڑتی بولی تو ہمیرہ کے گال لال ہوئے۔

ہاں دو ہفتوں میں اتنا چینج آگیا ہماری لائف میں۔وہ مسکرا کر بولی۔اچھا ویسے ایک بات کا جواب تو دو کہ آخر دو ہفتوں میں ایسا کیا ہوا جو ایک پورے سال میں نہ ہو سکا۔تم ایک سال بھی تو اس کے ساتھ رہی تھی پھر کیوں تم دونوں کو محبت نہ ہوئی؟؟

سوزین کے سوال پر ہمیرہ ایک دم سنجیدہ ہوئی۔مجھے خود نہیں پتا شاید بچوں کی وجہ سے ہم ایک دوسرے کے قریب آگئے۔وہ سنجیدگی سے کہتی آخر میں مسکرا پڑی تو سوزین نے آگے ہو کر اس کے گال پر لب رکھے جس پر ہمیرہ نے اسے گھورا تھا۔اوئے لڑکی اٹھو یہاں سے ابھی کے ابھی اٹھو یہاں سے۔

کس کیسے کی تم نے میری بیوی کو؟؟ وہ میری بیوی ہے اسے کس کرنے کا حق صرف میرا ہے۔ داور جو اسی وقت سٹیج پر آیا تھا پاس پڑے ٹیبل سے ٹشو اٹھا کر ہمیرہ کے گال صاف کرتا سوزین سے بولا جبکہ اس کی بات پر جہاں سوزین نے قہقہہ لگایا تھا وہیں ہمیرہ کے بلش سے رنگے گال اور زیادہ لال ہوئے تھے اور وہ بیچاری اپنا سر جھکا گئی۔

اوہ سوری سوری میں بھول گئی تھی کہ اس پر اب ایک گینگسٹر کا حق ہے۔ وہ دونوں ہاتھ ہوا میں کھڑے کرتی بولی اور پھر ہمیرہ کو سائیڈ ہے کرتی سٹیج سے اتر گئی جبکہ داور نے اسے باقاعدہ ہاتھ ہلاتے بائے بائے کہا تھا۔

#####################################

سارے فنگشن میں ڈیوڈ کی نظریں سوزین پر ہی تھیں جبکہ وہ اس کو آگے سے بس گھور ہی رہی تھی۔ ویسے کے فنگشن ختم ہونے سے پہلے وہاں موجود سب کپلز نے ڈانس کرنا تھا۔ میرے ساتھ ڈانس کرو گی؟؟ ڈیوڈ نے سوزین کے پاس جا کر پوچھا تو اس نے اپنی دائیں آبرو اچکا کر اسے دیکھا۔ کس وجہ سے؟؟

وہ تیکھے لہجے میں پوچھنے لگی۔ میرا پرپوزل ایکسیپٹ کرنے کی خوشی کی وجہ سے۔ ڈیوڈ مسکرا کر بولا تو سوزین کا منہ کھل گیا۔ میں نے کب کیا؟؟ اس نے حیرانگی سے پوچھا۔ تم نے زبان سے نہیں کہا مگر تمہارے دل کی بات آنکھوں میں دیکھ کر جان گیا ہوں میں۔

وہ اس کے کان کے قریب ہونٹ کرتا بولا تو سوزین کانپ گئی۔ ہاں وہ بھی اس کے بارے میں سوچنے لگی تھی اسے پسند کرنے لگی تھی مگر کیا واقع اس کی آنکھوں میں نظر آگئی تھیں اسے اس کی فیلنگ۔ چلو نہ نکھرہ نہ کرو۔ مان بھی جاؤ تمہیں کہیں بھی مجھ جیسا شوہر نہیں ملے گا۔

وہ شرارت سے بولا تو سوزین کے چہرے پر ناچاہتے ہوئے بھی مسکراہٹ پھیلی۔ ٹھرکی انسان۔ اس نے ڈیوڈ کے کندھے پر مکہ مارتے کہا تو اس نے قہقہہ لگایا۔ مسٹر باران کیا آپ میرے ساتھ ڈانس کریں گے ؟؟ آپ کی وائف تو آپ کے ساتھ ڈانس کرنے سے رہی اپنے بخار کے سبب۔

سب لوگ ڈانس کے لیے پوزیشن سنبھال رہے تھے جب وہ سٹیج سے اترا اور تبھی ایک لڑکی اس کے پاس جا کر بولی جو داور کے بزنس پاٹنر کی بیٹی تھی۔ جا کر اپنا کام کرو۔ باران خان کسی بھی ایری غیری سے ہاتھ بھی نہیں ملاتا ڈانس تو دور کی بات ہے۔

میری بیوی بیمار ہے تو کیا کسی کے ساتھ بھی ڈانس کروں گا۔ مرا نہیں جا رہا میں ڈانس کرنے کے لیے۔ وہ سرد لہجے میں اس لڑکی کو سناتا وہاں سے چلا گیا جبکہ اس لڑکی کا منہ ہی اتر گیا تھا اپنی بے عزتی پر۔ اس لڑکی کے پاس سے ہٹ کر وہ زحلے والے ٹیبل پر جا کر بیٹھ گیا تھا۔ زحلے شاید سو گئی تھی اس لیے اس کے آ کر بیٹھنے پر بھی سر نہ اٹھایا تھا۔

ہمیرہ اور داور نے بھی ڈانس نہیں کیا تھا کیونکہ داور کی ہمیرہ سے زیادہ حق دار اس پر قبضہ کر کے بیٹھی تھی اور وہ تھی نورے خان۔ اس نے بڑے ناز و نخرے کے ساتھ اپنے باپ کے ساتھ کپل ڈانس کیا تھا جبکہ داور بھی ہر چیز سے بیگانہ اپنی بیٹی کے ساتھ کپل ڈانس کر رہا تھا۔

ہمیرہ رحمان کے ساتھ سٹیج پر بیٹھی گانا اور اپنے شوہر کا اپنی بیٹی کے ساتھ ڈانس انجوائے کر رہی تھی۔ داریہ اور ذزان تو بڑے مزے سے ایک دوسرے میں گم ڈانس کر رہے تھے۔ سب کچھ پرفیکٹ تھا مگر کون جانتا تھا کہ کچھ ہی لمحوں میں خوشیاں دکھ میں بدلنے والی تھیں۔

##################################

زحلے اٹھو گھر چلیں فنگشن ختم ہو گیا۔راستے سے ڈاکٹر کے پاس سے ہوتے چلیں گے۔سب مہمان چلے گئے تھے اب بس وہ لوگ ہی رہ گئے تھے اور باران زحلے کے پاس آتا اسے اٹھانے لگا مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوئی۔

دو تین بار بلانے پر بھی جب اس میں کوئی جنبش نہ ہوئی تو باران کو فکر ہوئی۔زحلے اٹھو نہ یار آٹھ کیوں نہیں رہی؟؟وہ فکر مندی سے اس کا کندھا ہلاتا بولا۔کیا ہوا؟؟اٹھ نہیں رہی؟؟دار یہ باران کے پاس آتی پوچھنے لگی تو باران نے فکر مندی سے سر ہلایا۔

شاید گہری نیند میں ہو گود میں اٹھالو۔وہ زحلے کے سر کو دیکھتی بولی تو باران نے سر ہلاتے نیچے ہو کر زحلے کو گود میں اٹھالیا مگر جیسے ہی نظر

اس کے چہرے پر گئی اس کا سانس بند ہوا تھا کیونکہ زحلے کے ناک سے خون نکلا ہوا تھا اور دیکھنے میں خون جما ہوا لگ رہا تھا جیسے کافی وقت کا نکلا ہو۔

ز۔۔زحلے ز۔زحلے میری جان ک۔۔کیا ہوا؟؟آج پہلی بار وہ خون دیکھ کر گھبرایا تھا ورنہ وہ تو خون کے رنگ اور خوشبو کا دیوانہ تھا۔بھائی کیا ہوا ہے زحلے کو؟؟ داریہ بھی پریشان ہوئی ان کی پریشانی بھری آوازوں پر داور ہمیرہ اور ذزان بھی وہاں آئے تھے۔

کیا ہوا ہے اسے ؟؟سب کو ہی فکر ہوئی۔پ۔۔پتا نہیں
ب۔۔ب۔۔بھائی مجھے ن۔۔نہیں پ۔۔پتا۔اس کی انکھوں میں نمی

آگئی تھی اور زبان بھی پہلی بار خوف سے کانپی تھی۔ اسے ڈر لاحق ہوا تھا زحلے کو کھونے کا۔ جلدی ہاسپٹل لے کر چلو اسے۔

داور بھی پریشان ہو گیا تھا اس لیے پریشانی سے بولا۔ ہ۔ اں ابھی ہاسپٹل چلتے ہیں ہم زحلے۔ تمہیں کچھ نہیں ہو گا میں ہوں نہ تمہارا یاران تمہیں کچھ نہیں ہونے دے گا۔ وہ جلدی سے باہر کی جانب بھاگتے ہوئے ساتھ ساتھ زحلے کے بے ہوش وجود سے بول رہا تھا جبکہ وہ سب بھی اس کے پیچھے ہی تھے۔

####################

ہاسپٹل تک کا سفر اسے اپنی زندگی کا سب سے بھاری سفر لگا تھا۔پورا رستہ زحلے کو کھو دینے کا ڈر اس کی سانسیں بند کر رہا تھا۔رش ڈرائیونگ کر کے وہ ہاسپٹل پہنچا تھا اور ہاسپٹل پہنچتے ہی اس نے اونچی آواز میں ڈاکٹر کو پکارتے پورا ہاسپٹل سر پر اٹھا لیا تھا۔

اس کی آواز میں جہاں ایک خوف ایک ڈر تھا وہیں ایک رعب بھی تھا جسے محسوس کرتے تمام ڈاکٹرز اور نرسز جلدی سے اس کی جانب آئے تھے۔زحلے کو فوراً ایڈمٹ کر لیا گیا تھا۔ڈاکٹر جیسے ہی زحلے کے کمرے کی جانب جانے لگی باران ایک دم ڈاکٹر اور کمرے کے دروازے کے درمیان آیا تھا۔

سنو ڈاکٹر تمہیں جتنے پیسے چاہیں میں دوں گا جتنے بھی پیسے تم چاہو دوں گا مگر میری بیوی کو کچھ نہیں ہونا چاہیے۔اگر اسے کچھ ہوا تو یاد رکھنا تمہیں اور تمہارے سٹاف کو اسی ہاسپٹل میں آگ لگا کر جلا دوں گا۔

ڈاکٹر کو گھور کر دیکھتا اسے دھمکی دینے لگا جبکہ ڈاکٹر بیچاری کی جان خشک ہوئی تھی اور ڈر کر وہاں میں سرہانے لگی جس پر باران نے سائیڈ پر ہو کر اسے اندر جانے کا رستہ دیا تھا۔کہاں ہے زحلے؟؟کیا وہ ٹھیک ہے؟؟وہ سب بھی وہاں پہنچ گئے تھے اور آتے ہی داریہ نے فکر مندی سے پوچھا۔ابھی اندر ڈاکٹر چیک اپ کر رہی ہے۔

وہ جو کوریڈور کی دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر سر گرائے کھڑا تھا بنا سر اٹھائے بولا تو داریہ نے بھاگ کر اسے ہگ کیا۔ہمیرہ اور بچوں کو داور

نے ڈیوڈ اور جینی کے ساتھ گھر بھیج دیا تھا۔ ٹھیک ہو جائے گی وہ بس بخار کی وجہ سے ایسا ہوا ہو گا فکر نہ کرو۔

داور نے باران کے کندھے پر ہاتھ رکھتے اسے تسلی دیتے کہا۔ انشاللہ انشاللہ! اس کے دل سے یہ آواز نکلی تھی جبکہ اپنے گلے لگی داریہ کے گرد اس کا حصار اور تنگ ہوا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ داریہ بھی بہت ٹینشن میں ہے زحلے کے لیے۔ ذزان بس خاموشی سے سائیڈ پر کھڑا تھا مگر زحلے کی تندرستی کی دعائیں وہ بھی کر رہا تھا۔

##################################

ڈاکٹر کوئی ایک گھنٹے بعد زحلے کا چیک اپ کرنے کے بعد باہر نکلی تو سب اسے پریشانی اور تجسس بھری نظروں سے دیکھنے لگے۔ کیسی ہے زحلے ؟؟ باران نے فکر مندی سے پوچھا اس کا پور پور فکر مندی میں ڈوبا ہوا تھا۔ ابھی تک انہیں ہوش نہیں آیا مگر امید ہے کہ دو سے تین گھنٹوں میں انہیں ہوش اجائے۔

اور آپ کچھ دیر میرے ساتھ چلیں مسٹر باران مجھے کچھ بات کرنی ہے آپ سے۔ ڈاکٹر نے انہیں زحلے کی کنڈیشن بتاتے آخر میں باران کو اپنے ساتھ آنے کو کہا اور وہاں سے چلی گئی جبکہ باران نے ایک پریشان نظر پہلے زحلے کے کمرے کے دروازے پر ڈالی اور پھر ڈاکٹر کے پیچھے چل پڑا۔

ڈاکٹر کے روم میں پہنچ کر وہ ڈاکٹر کے ٹیبل کے سامنے پڑی دو چیئر میں سے ایک پر بیٹھ گیا تھا جبکہ ڈاکٹر جو باران سے ڈری ہوئی تھی مگر خود کو مضبوط ظاہر کر رہی تھی ایک لمبا سانس لے کر پھر سے اپنا کونفیڈنس بحال کرتی اسے دیکھنے لگی۔

مسٹر باران کیا آپ کی وائف کو کبھی سر پر چوٹ لگی تھی یاں کوئی گولی وغیرہ؟؟ڈاکٹر کے سوال پر باران نے حیرانگی سے ڈاکٹر کی جانب دیکھا۔یہ کیسا سوال ہے ڈاکٹر؟؟اس نے حیرانگی سے پوچھا ساتھ ہی اس کے دماغ میں عجیب وغریب خیالات آنے لگے تھے۔سر یہ بہت اہم سوال ہے مجھے اس کا جواب چاہیے؟!

ڈاکٹر کی بات پر باران چپ ہوا کیونکہ اسے تو اس بارے میں کچھ پتا ہی نہیں تھا۔ نہیں میں نہیں جانتا کہ اسے کوئی چوٹ لگی تھی سر پر یاں نہیں مگر ہوا کیا ہے آخر وجہ تو بتائیں کہ آخر آپ یہ سوال پوچھ کیوں رہی ہیں؟؟

باران کو اس قدر زحلے کی فکر ہو رہی تھی کہ اس کا بس نہیں چل رہا تھا وہ کوئی جادو کی چھڑی چلاتا اور زحلے کو ٹھیک کر دیتا۔ دیکھیں میں نے آپ کی وائف کی کنڈیشن دیکھتے اس کے سر کے ایکسرے کیے ہیں اور اس سے پتا چلا ہے کہ آپ کی وائف کے سر کے دائیں جانب خون کا لوتھڑا جما ہوا ہے۔

شاید ان کو کبھی چوٹ لگی ہو سر پر اور سہی سے علاج نہ ہونے کی وجہ سے ایسا ہوا ہو مگر وہ لوتھڑا ان کی جان کے لیے خطرہ ہے۔ان کی بگرتی حالت کی وجہ بھی یہی ہے۔جب تک وہ ان کے سر کے اندر ہے ان کی زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں وہ کبھی بھی اپنی زندگی کی بازی ہار سکتی ہیں۔

ڈاکٹر کی باتیں باران خان کی جان نکال رہی تھیں۔یہ کیا بول رہی ہیں آپ؟؟جانتی بھی ہیں آپ کہ آخر آپ بول کیا رہی ہیں؟؟میری زحلے کے مرنے کی بات کی تو کی کیسے؟؟وہ غصے سے پاگل ہوتا اپنی چیئر سے اٹھ کر ڈاکٹر چیخا مگر ڈاکٹر اس بار نہیں ڈری تھی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ وہ اپنی بیوی کی حالت کی وجہ سے ڈسٹرب ہے۔

میری بات دیھان سے سنیں مسٹر باران۔آپ کی وائف کی زندگی کے لیے ان کا آپریشن بہت ضروری ہے ان کی زندگی دن بدن کم ہو رہی ہے۔اور یقین کریں اس کی وجہ سے ان کے سر میں جس شدت سے درد اٹھتا ہے اسے برداشت کرتے ہوئے وہ خود ہی موت مانگتی ہوں گیں۔

آپ کو دیکھ کر لگتا ہے آپ کو اپنی وائف سے بہت پیار ہے تو پھر یقیناً آپ اپنی بیوی کو تکلیف میں اور مرتے ہوئے بلکل نہیں دیکھ سکتے ہوں گے۔ڈاکٹر نے اسے معاملے کی سنگینی سمجھائی۔کیا واقع وہ بہت درد سہتی ہے؟؟ باران کو یاد آیا کہ کیسے اس کی طبیعت خراب ہوتی تھی کیسے اس کی آنکھیں سرخ ہوتی تھیں جو یقیناً درد کی وجہ سے ہوتی تھیں۔جی بہت زیادہ۔

ڈاکٹر کے جواب پر وہ ہارے ہوئے جواہری کی طرح واپس کرسی پر بیٹھا ۔میری جانم اتنی تکلیف سہتی رہی اور مجھے علم بھی نہ ہوا۔لانت ہو مجھ پر لانت ہو مجھ پر۔وہ دل ہی دل خود کو کوسنے لگا۔آپ بتائیں کب کریں گی آپریشن اس کا؟؟

پلیز کچھ بھی کریں مگر میری زحلے کو کچھ نہ ہو کیونکہ میں اسے کھو نہیں سکتا۔یہ بات کہتے اس کی آنکھوں میں بھی التجا تھی۔ہم دو دن میں ان کا آپریشن کر سکتے ہیں مگر ایک تو اس کے لیے پیشنٹ کا آپریشن کے لیے تیار ہونا بہت ضروری ہے اور دوسرا جس بات کا آپ کو علم ہونا ضروری ہے وہ یہ کہ اس آپریشن کے دوران مریض کے بلکل سہی ہونے کے

چانسز صرف دس پرسنٹ ہوتے ہیں جن میں سے پانچ پرسنٹ چانسز ہیں کہ وہ اپنی یاداشت بھی کھو سکتے ہیں۔

دس پرسنٹ چانس ہوتا ہے کہ وہ کوما میں چلا جائے گا اور باقی کے اسی پرسنٹ چانس ہوتے ہیں کہ وہ بچ نہ پائے۔ڈاکٹر کی ڈیٹیل سن کر باران کا جسم ڈھیلا ہوا تھا۔ک۔۔کیا صرف دس پرسنٹ چانس ہو گا؟؟ باران نے پوچھا تو ڈاکٹر نے ہاں میں سر ہلا دیا۔آپ اپنی وائف سے بات کریں اور دونوں اپنا مائنڈ بنا کر بتا لیں۔

ڈاکٹر اسے کہتی اپنے سامنے پڑی نوٹ بک پر کچھ لکھنے لگی جبکہ وہ مرے ہوئے قدموں سے وہاں سے اٹھ کر چلا گیا تھا۔اس کے زہن میں زحلے کے وہ تمام الفاظ گونج رہے تھے جس میں اس نے اپنے مرنے کا زکر کیا

تھا مگر باران نے غور نہ کیا۔ تو کیا وہ جانتی تھی اپنی کنڈیشن کے بارے میں؟؟ اسے یہ بات بھی بے چین کر رہی تھی۔

#################################

کیا کہہ رہی تھی ڈاکٹر؟؟ وہ واپس آیا تو دارو نے پوچھا جبکہ دار یہ اور ذزان بھی اسے فکر مندی سے دیکھ رہے تھے۔ کیوں میری خوشی مجھے راس نہیں آتی بھائی؟؟ کیوں آخر مجھ پر اتنا ظلم کر رہی ہے وہ؟؟

وہ سب جانتی تھی اپنی کنڈیشن کے بارے میں مگر اس نے مجھے کچھ نہیں بتایا کیونکہ اسے مجھ سے پیار نہیں نفرت ہے اور اسی نفرت کی وجہ سے وہ مجھ سے دور جانا چاہتی ہے پھر چاہے وہ موت کی صورت ہی کیوں نہ

ہو۔ وہ داور کے گلے لگتا بولا اور اس کی آواز بھاری ہونے کے ساتھ آنکھوں سے آنسوں بھی گرے تھے۔

ہوا کیا ہے باران پوری بات بتاؤ۔ داور اس کی باتوں سے پریشان ہوا۔ داور کے پوچھنے پر اس نے اپنی اور ڈاکٹر کی ہوئی ساری بات بتادی جس پر ان سب کی بھی اس جیسی ہی حالت ہوئی تھی۔ مطلب کہ تم کہنا چاہتے ہو کہ زحلے پہلے سے جانتی تھی اس بارے میں؟؟

داور نے پوچھا تو باران نے ہاں میں سر ہلا دیا۔ ہر طرف سے میں پھس گیا ہوں بھائی ہر طرف سے اسے کھونے کا ڈر ہے۔ کاش ایسا ممکن ہوتا میں اپنی سانسوں کو اس کے نام کر سکتا۔ وہ نم لہجے میں بولا تو داور نے اسے گلے لگا یا۔ فکر نہ کرو سب ٹھیک ہو گا۔

تم اسے مناؤ آپریشن کے لیے۔ اسے تکلیف میں بھی تو نہیں چھوڑ سکتے نہ ہم۔ تکلیف برداشت کرنی پڑے گی اسے اگر آپریشن نہ ہوا تو۔ جان کا خطرہ ہر طرف ہے مگر آپریشن میں زندہ رہنے کے چانسز ہیں مگر اگر آپریشن نہ ہوا تو واقع وہ مر جائے گی۔

داور اسے سمجھانے لگا مگر باران بس نہ میں سر ہلا رہا تھا۔ وہ نہیں مانے گی اسے بس مجھ سے دور جانا ہے۔ وہ فکر مندی سے بولا۔ میں اور ہمیرہ سمجھائیں گی اسے وہ مان جائے گی۔

داریہ کی بات پر داور ذزان اور باران نے اسے دیکھا۔ کیا وہ واقع مان جائے گی تمہاری بات؟؟ ذزان نے پوچھا تو اس نے ہاں میں سر ہلایا۔۔

مجھے امید ہے اسے ہوش آجائے پھر میں اور ہمیرہ کل صبح اس سے بات کریں گیں۔

داریہ نے کہا تو باران نے اسے گلے لگایا۔ پلیز داری اسے منالو پلیز ز۔

وہ آج بے حد بے بس ہوا تھا ہر معاملے میں۔ جبکہ داور اور داریہ کو اس کی حالت تکلیف دے رہی تھی مگر اسے تو بس زحلے کو تکلیف میں دیکھنا تکلیف دے رہا تھا۔

##############################

اسے ہوش آیا تو خود کو ہاسپٹل روم میں پا کر وہ حیران ہوئی کہ آخر وہ یہاں کیسے آئی؟؟ اپنے چکراتے سر کو سنبھالتے وہ بڑی مشکل سے اٹھ

کر بیٹھی تھی اور پھر نظریں ادھر اُدھر دہرائیں تو اپنے بیڈ کے ساتھ ہی
چیئر پر بیٹھے بیٹھے سو گئے باران پر نظر گئی۔

ہاتھ پر لگی ڈرپ کو اتار کر اس نے بیڈ سے اترنا چاہا مگر تبھی باران کی
آنکھ بھی کھل گئی۔ تم اٹھ گئی ؟؟ ارے اٹھو نہیں پلیز لیٹی رہو تمہاری
طبیعت نہیں ٹھیک۔ وہ جلدی سے کھڑا ہو کر اسے کندھوں سے پکڑ کر
بولا۔ میں یہاں کیا کر رہی ہوں ؟؟

زحلے نے پوچھا۔ تمہاری طبیعت بہت زیادہ خراب ہو گئی تھی اس لیے
تم یہاں ہو۔ باران نے اپنی پریشانی کو چھپاتے اس کے سامنے نارمل
بیہیو کرتے چہرے پر مسکراہٹ کا لبادہ اوڑھا۔ مجھے نہیں رہنا یہاں۔

وہ پھر سے اٹھنے کی کوشش کرتی بولی۔ نہیں زحلے تمہاری کنڈیشن ایسی نہیں ہے کہ تمہیں گھر لے جاؤں ابھی۔ وہ اسے روکتا بولا تو زحلے ایک دم سے اپنی جگہ تھم گئی۔ کیا اسے پتا چل گیا تھا؟؟ ک۔۔ کیا ہوا ہے مجھے؟؟ اس نے کنفرم کرنا چاہا۔ تم سب جانتی ہو۔ اس نے زحلے کو دیکھتے کہا تو زحلے نے نظریں چرائیں۔

نظریں کیوں چرا رہی ہو اب؟؟ مجھے لگا تھا میں تمہیں ایک دن خود سے محبت کرنے پر مجبور کر ہی دوں گا مگر میں نہیں جانتا تھا کہ تم اس قدر مجھ سے نفرت کرتی ہو کہ تم اپنے مرنے کے دن گن رہی ہو۔ کیوں زحلے آخر کیوں؟؟

تم مجھے بتا سکتی تھی میں تمہارا علاج کرواتا اچھے سے اچھے ہاسپٹل میں لے کر جاتا مگر تم نے مجھ سے چھپایا۔ وہ اسے دیکھتا شکایت کر رہا تھا جبکہ شکوہ بھری انکھوں میں نمی جھلک رہی تھی میں تم سے محبت کر ہی نہیں سکتی باران کیونکہ ایک درندہ میری محبت نہیں ہو سکتا۔ مجھے تم سے نفرت ہے تمہارے اس خوبصورت چہرے سے نفرت ہے جس کے پیچھے ایک درندہ چھپا ہے۔

مجھے تم سے نفرت ہے اور بے تحاشہ نفرت ہے۔ اور کیوں بتاتی تمہیں اپنی کنڈیشن کا؟؟ میں نے آج تک یہ بات غزین کو نہیں بتائی جو میرا سب کچھ ہے تو پھر تمہیں کیوں بتاتی جو میرے لیے کچھ نہیں۔

تمہیں لگا ہو گا کہ میں تمہاری دولت تمہارے سٹیٹس اور تمہاری خوبصورتی سے امپریس ہو کر تمہیں قبول کرلوں گی مگر سچ کہوں تو باران خان میں تم جیسے پر تھوکنا بھی پسند نہ کروں۔ مجھے تمہارے ساتھ جینے سے اچھی موت ہے۔

وہ اپنے کندھوں سے باران کے ہاتھ ہٹاتی غصے اور نفرت سے بولی جبکہ اس کے کہے گئے الفاظ باران کو کسی چاقوں کے وار کی طرح تکلیف دے گئے تھے۔ اسے فوراً اپنے آفس کا منظر یاد آیا تھا جب اس نے حیام کو یہی الفاظ کہے تھے کہ وہ اس جیسی پر تھوکنا بھی پسند نہ کرے اور پھر اس نے آگے سے اسے بد عادی تھی۔

تو کیا اس کی بد عا لگی تھی اسے ؟؟ ہاں اسے لگ گئی تھی اس کی بد عا۔ باران خان کو لگا وہ ابھی گر جائے گا۔ اس نے بے یقینی سے زحلے کو دیکھا اور پھر مشکل سے چلتا اس کے کمرے سے نکل گیا۔ یہ تھی اس کی اوقات اس کی محبت کی نظروں میں۔

ہاں وہ جس پر لڑکیاں مرتی تھیں اس پر وہ لڑکی تھوکنا بھی پسند نہیں کرتی تھی جس پر وہ مرتا تھا۔ ہاں وہ آج اپنے غرور سمیت منہ کے بل گرا تھا۔ اسے حیام کی بد عا لگی تھی اور بہت بری طرح لگی تھی۔

######################

زحلے پلیز یار مان جاؤ نہ آپریشن کے لیے۔ داریہ اور ہمیرہ کب سے زحلے کو آپریشن کے لیے منا رہی تھیں مگر وہ آگے سے کوئی جواب نہیں دے رہی تھی بس خاموشی ہاسپٹل بیڈ پر لیٹی خالی نگاہوں سے چھت کو گھور رہی تھی۔

زحلے کچھ تو بولو نہ آخر تم کیوں ایسے کر رہی ہو؟؟ کیا تمہیں زرہ خیال نہیں ہم سب کا؟؟ ہم سب تم سے اتنا پیار کرتے ہیں مگر تم ہو کہ کوئی پرواہ ہی نہیں۔ باران بھائی کا کیا قصور ہے؟؟ بس اتنا کہ تم سے پیار کرتے ہیں وہ؟؟

کیوں تم ان کو تکلیف پہنچا رہی ہو؟؟ سب سے بڑھ کر خود کو تکلیف پہنچا رہی ہو۔ اس طرح سے تکلیف سہہ کر کیا حاصل ہو گا تمہیں؟؟ خود

کو ہی درد ہو گا تمہیں خود ہی اپنی تکلیف پر آنسو بہاؤ گی تم کوئی اور تمہاری تکلیف محسوس نہیں کر سکتا۔

پلیز اپنے لیے مان جاؤ نہ پلیز زحلے۔ زحلے کو کب سے اپنی باتوں پر خاموشی اختیار کیے دیکھ داریہ جو پہلے آرام سے سمجھا رہی تھی ایک دم آواز اونچی کرتی اسے سختی سے سمجھانے لگی مگر زحلے تو تب بھی ایسے لیٹی رہی جیسے کہ اس کے آس پاس کوئی بھی نہ ہو۔

زحلے تم سوچو اس بارے میں۔ ہم سب تمہاری بہتری کے لیے ہی کہہ رہے ہیں۔ باران پر تھوڑا ترس کھا لو پلیز۔ وہ رات سے تمہاری تکلیف پر خود تڑپ رہا ہے۔ داریہ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے کول ڈاؤن

کرتے ہمیرہ زحلے کا ہاتھ پکڑ کر اسے نرمی سے سمجھانے لگی۔ پلیز مجھے اکیلا چھوڑ دو مجھے کسی سے کوئی بات نہیں کرنی۔

اور ہو سکے تو مجھے میرا فون دے دینا۔ داریہ اور ہمیرہ کو اسے سمجھاتے ہوئے آدھا گھنٹہ ہو گیا تھا اور اس آدھے گھنٹے میں وہ اب پہلی بار بولی بھی تو کیا۔ زحلے تم۔۔۔ چلو داریہ اسے اکیلا چھوڑ دو۔ داریہ ابھی پھر سے زحلے کو کچھ کہتی کہ ہمیرہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے چپ کرواتی بولی اور اسے ساتھ لیے کمرے سے نکل گئی جبکہ ان کے جاتے ہی زحلے کی آنکھ سے آنسوؤں نے گرنا شروع کیا تھا۔

غ۔۔غز۔۔غزین ت۔۔تم ک۔۔کہاں ہو پلیز آ۔۔۔آ جاؤ نہ۔ وہ آنکھیں زور سے بند کرتی ہچکیوں سے روتے ہوئے بولی جبکہ اٹلی میں

باران کے گودام میں بھیس بدل کر کام کرتے غزین کے دل میں ایک دم سے درد اٹھا تھا۔اسے اچانک سے ایسا لگا جیسے ارد گرد اداسی چھا گئی ہو اور کچھ برا ہونے والا ہو۔اللہ جی میری زحلے ٹھیک ہو۔اسے پہلا خیال ہی زحلے کا آیا تھا اسی لیے آسمان کی جانب منہ کرتے وہ اللہ جی سے بولا تھا۔

##########################№#######

کیا کہا اس نے؟؟مان گئی وہ؟؟وہ دونوں کمرے سے نکلیں تو کوریڈور کی کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھا باران جلدی سے ان کے پاس آتا پوچھنے لگا۔نہیں وہ نہیں مانی۔اس نے کہا ہے اسے اکیلا چھوڑ دیں اور اس کا فون مانگ رہی تھی وہ۔

داریہ کی بجائے ہمیرہ نے جواب دیا تو باران نے گہری آہ بھری۔ میں نے کہا تھا وہ نہیں مانے گی۔ وہ سر جھکائے بولا۔ اس کا فون؟؟ ہمیرہ نے فون کا پوچھا تو باران نے اپنے کورٹ کی جیب سے فون نکال کر اسے پکڑا دیا جسے پکڑ کر ہمیرہ واپس کمرے میں جا کر زحلے کو فون دے آئی تھی۔

####################################

آج وہ جلدی واپس گھر آ گیا تھا کیونکہ اچانک سے سمگلنگ کا جو سامان پیک ہو رہا تھا بند کر دیا گیا تھا۔ سب لوگوں کا وہاں کہنا تھا کہ باران کی

جانب سے آڈر ملا ہے سب کام روک دینے کا اور ساتھ ہی کچھ دن کے لیے گودام بند کرنے کو کہا گیا تھا۔

اسے حیرت ہوئی تھی کیونکہ بلاوجہ باران خان ایسا نہیں کر سکتا تھا۔اب اسے یہ جاننا تھا کہ آخر وجہ کیا تھی۔وہ گھر آکر ابھی فریش ہو کر اپنے بیڈ پر آکر لیٹا ہی تھا کہ اس کا فون رنگ ہوا۔فون اٹھا کر دیکھا تو نمبر کوئی ان نون تھا۔اس نے کال پک کی تو دوسری جانب سے زحلے کی آواز سن کر اس کے چہرے پر مسکراہٹ بکھری تھی۔

ساری اداسی غائب ہوئی تھی۔ ہیلو غزین میں زحلے ہوں۔کیسے ہو تم ؟؟ کال پک ہوتے ہی زحلے بولی اور غزین کے جواب کا انتظار کرنے لگی۔ میں بلکل ٹھیک ہوں تم بتاؤ تمہاری آواز کو کیا ہوا ہے ؟؟ کیا طبعیت

ٹھیک ہے تمہاری؟؟ پہلے مسکراتے ہوئے زحلے کے سوال کا جواب دیتے بعد میں وہ فکر مندی سے پوچھنے لگا۔

اس کا پوچھنا ہی تھا کہ زحلے کا اپنے انسوں پر بندھا باندھ ٹوٹا تھا اور وہ ہچکیوں سے رونے لگ گئی۔اس کا رونا دوسری جانب غزین کو بے چین کر گیا تھا۔وہ فوراً بیڈ سے اٹھ کھڑا ہوا۔زحلے میری جان میری پیاری کیا ہوا ہے؟؟ کیوں رو رہی ہو؟؟ بولو نہ؟؟ وہ پریشانی سے پوچھنے لگا جبکہ اس کا بس نہ چلا اڑ کر زحلے کے پاس پہنچ جاتا۔غ۔۔غز۔عزین! زحلے نے روتے ہوئے اس کا نام پکارا۔

جی غزین کی جان؟؟ غزین نے محبت سے اس کے پکارنے پر جواب دیا تو زحلے کی ہچکیوں میں اضافہ ہوا۔غ۔۔غزین میرے سرم۔۔میں

ب۔۔بہ۔۔بہت دردہ۔۔ہو رہی ہے۔وہ درد کی ٹیسوں پر آنکھیں زور سے بند کرتی غزین سے بولی تو غزین اس کی آواز میں درد محسوس کرتا اپنے ہونٹ پھینچ کر رہ گیا۔بہت زیادہ درد ہو رہی ہے؟؟

غزین نے نرمی سے پوچھا تو زحلے نے روتے ہوئے ہاں میں ایسے سر ہلایا جیسے وہ اسے دیکھ رہا ہو۔بہ۔۔بہت بہت ز۔۔ز۔۔زیادہ۔میں کیا کروں؟؟اس نے اپنے انسوں صاف کرتے کہا۔سب سے پہلے رونا بند کرو اور پھر ڈاکٹر کے پاس جاؤ اور اپنا چیک اپ کروا۔

اپنا خیال رکھو نہ زحلے میرے لیے۔اگر باران خان تمہیں تنگ کر رہا ہے تو مجھے بتاؤ میں ابھی وہاں آجاتا ہوں۔وہ اس کی فکر کرتا بولا جبکہ اس کی فکر پر وہ مسکرائی۔کیسی بات تھی نہ باران کی محبت اور فکر اسے

صرف اس لیے نہیں محسوس ہوتی تھی کیونکہ وہ برا انسان تھا اور غزین کی محبت پر وہ خوش ہوتی تھی کیونکہ وہ اچھا انسان تھا۔

باران کچھ نہیں کہتا مجھے۔ مجھے بس تم سے پوچھنا تھا کہ آخراب میں کیا کروں اور مجھے جواب مل گیا۔ مجھے تمہارے لیے جینا ہے۔ وہ مسکرا کر بولی جبکہ اس کی بات غزین کے سر پر سے گزری تھی۔ اس سے پہلے وہ اس بات کا مطلب پوچھتا زحلے نے کال کٹ کر دی تھی۔

فون بند کر کے اس نے اپنے سینے پر رکھتے آنکھیں بند کر دیں جبکہ چہرے پر سکون بھری مسکراہٹ تھی اور اس کے روم کے باہر دروازے کے ساتھ کھڑے باران کی آنکھ سے آنسوں گرا تھا کیونکہ وہ

اس کی باتیں سن رہا تھا۔ہاں وہ جو سفاک بنا پھرتا تھا آج اپنی ہی محبت اپنی ہی بیوی کی کسی اور کے لیے محبت پر انسوں بہا رہا تھا۔

##############################

ذزان اور داور جو دونوں ہمیرہ کے یہاں آنے پر خود گھر چلے گئے تھے تاکہ فریش ہو سکیں اب واپس آگئے تھے ساتھ ہی بچوں کو بھی کے آئے تھے کیونکہ وہ ساتھ انے کی ضد کر رہے تھے۔داریہ کو بہت کہا تھا ان لوگوں نے ساتھ چلنے کا مگر وہ نہیں گئی تھی اور ابھی تک اپنے ولیمے کے ڈریس میں ہی تھی۔

باران خان کو ان سب نے نہیں کہا تھا گھر جانے کا کیونکہ وہ جانتے کہ وہ نہیں جائے گا گھر اس لیے اسے کسی نے کہا بھی نہیں تھا۔داور نے واپس آکر داریہ کو زبردستی گھر بھیج دیا تھا ہمیرہ کے ساتھ جبکہ ان کو چھوڑنے ذزان گیا تھا۔اب ہاسپٹل میں صرف باران اور داور ہی تھے۔ اور دونوں ہی کوریڈور میں رکھی کرسیوں پر بیٹھے تھے۔

باران کب سے نیچے زمین کو گھور رہا تھا جبکہ داور اسے گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا جیسے اس کے اندر کے حال کو جاننا چاہتا ہو۔ باران مجھے ایک بات بتاؤ آخر تم زحلے سے اتنا پیار کیوں کرتے ہو؟؟ اتنا تو مجھے پتا ہے کہ تم اس سے پیار صرف اس لیے تو بلکل نہیں کرتے کیونکہ اس کی شکل مما سے ملتی ہے۔

اب بتاؤ کہ آخر تم کیوں اس سے اتنا پیار کرتے ہو؟؟ داور کے سوال پر باران نے زمین سے نظریں ہٹا کر داور کو دیکھا اور پھر سے اپنی نظریں زمین پر ٹکا لیں۔ میں خود نہیں جانتا میں اس سے کیوں اتنا پیار کرتا ہوں۔ بس اتنا جانتا ہوں مجھے وہ میرے پاس چاہیے اور مجھے اسے دنیا کی ہر خوشی دینی ہے۔

مجھے اپنی ساری زندگی اس کے ساتھ گزارنی ہے۔ وہ زمین کو گھورتا داور سے بولا جبکہ اس کی باتوں پر داور لمبا سانس کھینچ کر رہ گیا۔ تم صرف اور صرف بیوقوفی کر رہے ہو اس سے محبت کر کے۔ وہ ایک ایجنٹ ہے اور ایک ایجنٹ کبھی بھی کسی گینگسٹر سے محبت نہیں کرے گی۔

داور نے باران کو دیکھتے کہا تو اس کی بات پر باران نے حیرانگی سے اس کی جانب دیکھا۔ تمہیں کیسے پتا چلا؟؟ باران نے حیرت سے پوچھا۔ میں داور خان ہوں یار تمہارا بڑا بھائی ہوں تمہیں کیا لگا تھا تم چھپاؤ گے تو مجھے پتا نہیں چلے گا؟؟ وہ مسکراتے ہوئے بولا تو باران چپ ہو گیا۔ سر آپ کی وائف آپ سے بات کرنا چاہتی ہیں۔

وہ ابھی داور سے کچھ کہنے والا تھا کہ زحلے کے کمرے سے نرس باہر آتی اس سے بولی۔ نرس کی بات پر باران حیران ہوا۔ آخر زحلے کو اس سے کیا بات کرنی تھی؟؟ وہ فوراً اٹھ کر کمرے میں گیا جہاں پر زحلے بیڈ کی بیک سے ٹیک لگا کر بیٹھی تھی۔ کیا ہوا ہے؟؟

طبیعت ٹھیک ہے؟؟ سر میں درد تو نہیں ہو رہا؟؟ وہ اندر آتا اس کے پاس جا کر پریشانی سے پوچھنے لگا۔ وہ مغرور انا پرست شخص اس قدر سامنے بیٹھی لڑکی کی محبت میں ڈوب گیا تھا کہ اسے صبح اس کی کہی جانے والی باتیں بھی یاد نہیں رہی تھیں اگر کچھ یاد تھا تو یہ کہ اس کی زحلے ابھی ٹھیک نہیں ہے وہ تکلیف میں ہے۔

باران کی فکر پر وہ تھوڑی دیر خاموش رہی اور اس کے فکر مند چہرے کو دیکھنے لگی۔ کس مٹی کا بنا تھا وہ کیوں اس کی جلی کٹی سن کر بھی اس پر غصہ نہیں کرتا تھا۔ میں ٹھیک ہوں مجھے یہ بتانا ہے کہ میں تیار ہوں سرجری کے لیے۔ زحلے کی بات تھی یاں زندگی کی نوعید۔

باران خان کو یقین نہ ایا کہ اس کے کانوں نے سہی سنا ہے یاں اس کا خواب تھا وہ۔ سچ میں ؟؟ اس نے خوشی سے پوچھا۔ ہاں میں تیار ہوں۔ مگر آپریشن سے پہلے میں ایک وڈیو ریکوڈ کروں گی تا کہ اگر میری یاداشت چلی گئی تو مجھے میرا ماضی یاد ہو۔

زحلے کی شرط پر باران نے فوراً اس کے ہاتھ تھام لیے۔ جیسے تم چاہو ویسا ہی ہو گا۔ وہ خوشی اور شکر گزاری کے جزبات سے جزباتی ہوتا بولا جبکہ زحلے نے اپنے ہاتھ اس کے ہاتھوں سے نکال لیے تھے۔

میں ابھی جا کر بھائی اور ڈاکٹر کو بتاتا ہوں یہ بات۔ وہ بنا زحلے کے ہاتھ چھڑانے کا برا منائے بولتا وہاں سے چلا گیا مگر جانے سے پہلے زحلے کے

سر پر بوسہ دینا نہ بھولا تھا۔اس کے بوسہ دینے پر زحلے ہمیشہ کی طرح ماتھا مسل کر رہ گئی۔

###########################

بکواس مت کرو میرے ساتھ۔ کیا تم لوگ مرے ہوئے تھے جب یہ سب ہوا؟؟ کس کام کے لیے رکھا ہے تم لوگوں کو میں نے؟؟؟ وہ فون پر کسی پر بھڑک رہی تھی جبکہ وہ سب لوگ حیرانگی سے اسے دیکھ رہے تھے۔ بند کرو فون تم لوگوں کو آکر پوچھوں گی میں۔

اپنی قبریں اپنے ہاتھوں سے کھود کر رکھ لینا۔ وہ اگلے بندے پر چیختے ہوئے بولتی فون بند کر گئی۔اس کے چہرے سے صاف پتا لگ رہا تھا کہ

وہ اس وقت بے حد غصے میں ہے۔ کیا ہوا ہے داریہ ؟؟ داور نے پوچھا۔ وہ سب لوگ اس وقت ہاسپٹل میں تھے اور بچے بھی ان کے ساتھ ہی تھے۔

داریہ کے غصے پر بچے بھی سہم گئے تھے۔ پاگل اور کام چور سٹاف ہے میر اسارے کا سارا۔ میرے مال کی آخری منزل پر آگ لگادی کسی نے اور ان سب کمینوں کو علم بھی نہیں۔ وہ غصے سے بتانے لگی۔ اوہ کوئی نقصان تو نہیں ہوا؟؟ ہمیرہ نے پریشانی سے پوچھا۔

نہیں کوئی بھی نقصان نہیں ہوا شکر ہے پر مجھے پورا یقین ہے میرے کسی دشمن نے ایسا کروایا ہے۔ داریہ پر سوچ انداز میں بولی۔ سہی کہہ

رہی ہو تم کہیں اسی پارٹی کا کام تو نہیں جو پہلے بھی مسلے کھڑے کر رہی تھی۔ ذزان نے پوچھا تو داریہ کے چہرے پر ترچھی مسکراہٹ پھیلی۔

وہ گینگ تو کب کا ختم کر چکی میں۔ مجھے پسند نہیں نہ مجھے تنگ کرنے والوں کو زندہ چھوڑ دینا۔ داریہ کی بات پر ذزان کی آنکھیں پھیلیں۔ تمہیں واپس جانا چاہیے داریہ۔ کہیں جن لوگوں کا یہ کام ہے وہ لوگ اور زیادہ مسلے نہ بنائیں۔ داور نے کہا تو اس نے نہ میں سر ہلایا۔

نہیں بھائی یہ سہی نہیں ہے۔ زحلے کو اس حالت میں کیسے چھوڑ جاؤں ۔ وہ نہ کرتی بولی۔ میں اور سب لوگ ہیں زحلے کے پاس۔ تم جاؤ داریہ تمہارا جانا ضروری ھے۔ فکر نہ کرو سب ہوں گے یہاں۔ اب کے تب

سے خاموش بیٹھا باران بولا تھا جبکہ اس کی بات پر داریہ خاموش ہوتی ذزان کو دیکھنے لگی جو کندھے آچکا کر رہ گیا مطلب تمہاری مرضی۔

#######################

سرجری رات کو ہونے والی تھی ابھی صبح کے آٹھ بج رہے تھے۔داریہ اور ذزان روسیارات کو ہی چلے گئے تھے داور اور ہمیرہ کو بھی باران نے گھر بھیج دیا تھا کیونکہ بچے ہاسپٹل میں کمفرٹیبل نہیں تھے اور گھر میں وہ ماں اور باپ دونوں کو چاہتے تھے اس لیے باران نے ان دونوں کو ہی گھر بھیج دیا تھا۔اس وقت وہ اکیلا ہی زحلے کے پاس تھا۔

وہ جو ہر وقت تیار شیار رہتا تھا اٹلی کی سردی کے باوجود دن میں دو بار جب تک نہ نہاتا اسے سکون نہیں ملتا تھا اور جتنی بار نہاتا اتنی بار کپڑے بھی چینج کرتا تھا مگر اج اسے تین دن ہونے والے تھے کپڑے چینج کیے ہوئے۔اسے کوئی ہوش ہی نہ تھا اپنا۔

ابھی اسے داریہ کی کال آئی تھی جو ابھی روسیا پہنچی تھی اور اسے زحلے سے بات کرنی تھی۔زحلے سے بات کروانے کے لیے وہ زحلے کے روم میں داخل ہوا ہی تھا کہ سامنے ہی وہ اسے پنا سر دونوں ہاتھوں میں پکڑے دباتی ہوئی نظر آئی ساتھ ہی اس کی انکھوں سے آنسوں جاری تھے۔

داری میں بعد میں بات کرتا ہوں تم سے۔ وہ داریہ سے کہتا کال کٹ کر کے فوراً زحلے کے پاس پہنچا تھا۔ زحلے کیا ہوا ہے؟؟ سر میں زیادہ درد ہو رہا ہے میری جان کے؟؟

وہ اپنے دونوں مضبوط ہاتھ اس کے نازک ہاتھوں پر رکھتا خود بھی اس کا سر دبانے لگا اور پریشانی سے پوچھنے لگا۔ می۔۔۔ میرا سر۔ وہ درد کی شدت کو برداشت کرتی مشکل سے بولی۔ میں ابھی ڈاکٹر کو بلاتا ہوں۔ وہ اسے کہتا جانے لگا مگر زحلے نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے روکا تھا۔

ن۔۔ نہی۔۔۔ نہیں بس پ۔۔ لیز میرا سر دب۔۔ دبادو۔ وہ درد سے آنکھیں زور سے بند کرتی اس سے بولی تو باران جلدی سے اس کے پاس بیٹھ کر اس کا سر دبانے لگا۔ کوئی پانچ منٹ ہوئے تھے اسے زحلے کا سر

دباتے کہ اچانک سے زحلے نے اپنے دونوں ہاتھ اس کے ہاتھوں پر سختی سے رکھے تھے۔

آہ میرا سر میرا سر۔ میرا سر پھٹ جائے گا باران میرا سر پھٹ جائے گا۔ کچھ کرو پلیز کچھ کرو۔ وہ اپنے سر کو پکرے تکلیف سے بے حال ہوتی روتے ہوئے بولی تو باران خان کے ہاتھ پاؤں پھولے تھے۔ زحلے میری جان بس میں ابھی ڈاکٹر کو بلاتا ہوں۔

وہ اپنے ہاتھ اس کے ہاتھوں کے نیچے سے نکالتا پریشانی سے بولا۔ باران نہیں پلیز م۔۔۔ میرے پاس رہو۔ وہ جانے لگا تھا مگر دروازے تک پہنچتے ہی زحلے کی پکار پر رک گیا تھا۔ اس نے پلٹ کر زحلے کی جانب دیکھا تو اس کی آنکھیں ایک دم پوری کھلی تھیں۔

زحلے! وہ اونچی آواز میں چیختا بھاگ کر زحلے کے بیڈ کی جانب واپس بھاگا تھا جبکہ زحلے نے اپنے ناک سے نکلتے خون کو انگلی کی پوروں سے چھوتے باران کی جانب دیکھا تھا مگر اس کی آنکھوں نے اپنی جانب آتے باران کا دھندلا عکس دیکھا تھا اور پھر ہر طرف اندھیرہ چھا گیا تھا۔ وہ بیڈ پر گرتی کی باران نے اسے اپنی باہوں میں تھاما تھا۔

زحلے میری جان آنکھیں کھولو نہ پلیز ایسے نہ کرو نہ پلیز زا ٹھو نہ آنکھیں کھولو پلیز ز۔ میں مر جاؤں گا ایسے نہ کرو پلیز ز۔ وہ زحلے کو اپنی باہوں میں تھامتا اس کا چہرہ تھپکتا بولا جبکہ زحلے کی ناک سے خون بہتا چلا جا رہا تھا۔

##############################

ڈاکٹر ڈاکٹر کہاں مر گئے سب کے سب پلیز یہاں او میری زحلے کو آ کر چیک کرو۔ دیکھو اسے کیا ہو گیا ہے۔ وہ کوریڈور میں نکل کر اونچی اونچی آواز میں بولتا ڈاکٹر کو پکار رہا تھا۔ آنکھوں سے آنسوں بہنے کو تیار تھے۔ اس کی آوازوں کو سن کر ڈاکٹر جو کوریڈور میں ہی کھڑی تھی بھاگ کر وہاں آئی تھی اور کمرے میں باران کے ساتھ داخل ہوئی۔

اوہ نو ان کو ابھی آئی سی یو میں شفٹ کرنا پڑے گا۔ ابھی ان کی سرجری کرنی پڑے گی۔ ڈاکٹر زحلے کا چیک اپ کرتی فکر مندی سے بولی تو باران کی پریشانی اور بڑھی تھی۔ ک۔۔ کیا ہوا ہے؟؟ وہ ڈاکٹر سے پریشانی سے پوچھنے لگا۔ ان کے سر درد نے گزرتے وقت کے ساتھ شدت اختیار کر

لی ہے جس کی وجہ سے ان کی طبیعت اور زیادہ بگر گئی ہے۔اگر ہم نے اسی وقت آپریشن نہ کیا تو کوئی شک نہیں ان کے دماغ کی نسیں پھٹ سکتی ہیں۔

ڈاکٹر کی بات پر باران کو لگا وہ ابھی گر جائے گا۔می۔۔می۔۔میری ز۔۔زحلے ٹھیک ت۔۔تو ہو جائے گی نہ؟؟ باران نے ڈرتے ڈرتے پوچھا کہ کہیں ڈاکٹر کوئی بری بات نہ کہہ دے۔سوری مگر میں کچھ نہیں کہہ سکتی مسٹر باران۔سچ کہوں تو چانسز بہت کم ہو گئے ہیں ان کے بچنے کے اس طرح سے اچانک طبعیت بگرنے پر۔

آپ بس گوڈ سے پرے کریں۔ڈاکٹر نے اسے بس دعا کی امید لگائی تھی جبکہ کب سے پلکوں کی اوت میں ٹھہرے انسوں نے اپنا بندھ ٹوڑ کر

گرنا شروع کیا تھا اور اگلے ہی پل وہ ڈاکٹر کے سامنے ہاتھ جوڑ گیا تھا۔

پلیز ڈاکٹر پلیز میری زحلے کو بچا لیں۔ پلیز میں آپ کے آگے ہاتھ جوڑتا ہوں کہیں تو پاؤں بھی پکر لوں گا پر پلیز میری زحلے کو کچھ نہ ہو اسے بچا لیں۔

میں نہیں رہ سکوں گا اس کے بغیر۔ ڈاکٹر کے سامنے ہاتھ جوڑ کر باقاعدہ انسوں سے روتے ہوئے وہ ڈاکٹر سے زحلے کو بچانے کی بھیک مانگ رہا تھا۔ ڈاکٹر خود حیران تھی اسے ایسے دیکھ کر کہاں پہلے جب وہ زحلے کو یہاں لایا تھا تو اسے بچانے کے لیے جان کی دھمکی دے رہا تھا اور اب کہاں ان کے سامنے بھیک مانگ رہا تھا۔

اگر ڈاکٹر کو پتا لگ جاتا کہ سامنے والا زندگی میں پہلی بار کسی کے سامنے یوں ہاتھ جوڑ کر گڑگڑا رہا ہے تو وہ حیرت اور صدمے سے بے ہوش ہی ہو جاتی۔ کوئی ان کے مافیا کی دنیا سے باران کو ایسے دیکھتا تو وہ حیرت سے مر ہی جاتا کیونکہ باران خان نے تو کبھی گڑگڑا کر کچھ مانگنا تو دور کسی سے ریکوئسٹ بھی نہیں کی تھی۔

اس وقت ڈاکٹر کے سامنے کھڑا شخص وہ باران خان تو لگ ہی نہیں رہا تھا جسے دنیا جانتی تھی اور وہ ابھی اٹلی کا گینگسٹر باران خان تھا بھی نہیں کیونکہ اس وقت وہاں زحلے عمر کا دیوانہ کھڑا تھا جسے بس اتنا پتا تھا کہ اس وقت اس کی زحلے اس سے دور جا رہی ہے۔

وہ موت اور زندگی کی جنگ لڑنے جارہی ہے ایسے میں اسے اپنی آنا اپنا غرور کچھ یاد نہیں تھا یاد تھا تو بس یہ کہ اسے اپنی زحلے کی زندگی چاہیے۔

مسٹر باران پلیز آپ مجھ سے ایسے اپنی وائف کی زندگی کی بھیک نہ مانگیں بلکہ جاکر گوڈ سے ان کی زندگی کی بھیک مانگیں۔

ڈاکٹر باران کو ترس اور ہمدردی بھری نگاہوں سے دیکھ کر کہتی نرسز اور وارڈ بوائز کو بلانے چلی گئی تاکہ زحلے کو آئی سی یو میں شفٹ کر سکیں

۔

کیسی کایا پلٹ تھی نہ جہاں اسے دیکھ کر پرسوں ڈاکٹر کی آنکھوں میں خوف تھا وہیں آج اسے دیکھ کر انہیں آنکھوں میں ترس اور ہمدردی

تھی۔ڈاکٹر کے وہاں سے جاتے ہی باران تھکے ہارے قدموں سے زحلے کے بیڈ کے قریب پہنچ کر نیچے بیٹھتا اس کا ہاتھ پکڑ چکا تھا۔

مجھے چھوڑ کر مت جاناز حلے ورنہ میں مر جاؤں گا سچ میں باران خان کی زندگی تمہاری سانسوں کی ڈور سے جڑی ہے جس دن ان سانسوں کی ڈور کٹ گئی اس دن باران خان کی زندگی بھی ختم ہو جائے گی۔وہ اپنے آنسوں صاف کرتا زحلے کا ہاتھ پکڑے اس سے بولا اور پھر جھک کر اس کے ہاتھ پر بوسہ دے گیا۔

اتنی دیر میں وارڈ بوائز اور نرسز آ گئیں تھیں تا کہ زحلے کو آئی سی یو میں لے جاسکیں۔اور یہاں سے باران خان کی بے چینی اور ڈر پھر سے بڑھ گیا تھا

###################################

داور آپ کو ہاسٹل رہنا چاہیے تھا۔ باران اکیلا وہاں کیسے مینج کرے گا۔

بچوں کو سلا کر وہ اپنے کمرے میں آئی تو داور صوفے پر بیٹھا کچھ سوچ رہا تھا جبکہ وہ اس کے ساتھ جا کر بیٹھتی اس کے کندھے پر سر رکھتی بولی۔

میں آنا نہیں چاہتا تھا مگر تم جانتی ہو نہ اسے وہ کب مانتا ہے کسی کی بات کو ۔

رات کو سرجری ہے زحلے کی تو میں شام کو چلا جاؤں گا اس کے پاس اور تم گھر میں بچوں کے پاس رہنا۔ وہ نرمی سے اس کی بات کا جواب دیتا آخر

میں اس کے سر پر بوسہ دے گیا۔ ٹھیک ہے مگر مجھے فکر ہو رہی ہے زحلے کی۔ ہمیرہ نے کہا تو داور نے لمبا سانس کھینچا۔

وہ سب کو عزیز ہے ہمیرہ سبھی کو آس کے لیے ٹینشن ہو رہی ہے بس دعا کرو وہ ٹھیک ہو جائے ورنہ میرا بھائی مر جائے گا۔ داور نے کہا تو ہمیرہ چپ ہو گئی۔ ہاں وہ بھی باران کی حالت دیکھ چکی تھی اور یہ بات وہ بھی جان گئی تھی کہ اگر زحلے کو کچھ ہوا تو کوئی شک نہیں باران بھی مر جائے گا۔

وہ دونوں اسی پوزیشن میں بیٹھے تھے کہ تبھی داور کا فون رنگ ہوا۔ کال ڈیوڈ کی تھی۔ اس نے ڈیوڈ کو ہاسپٹل ہی رہنے کو کہا تھا مگر باران کی نظروں سے بچ کر۔ ہاں بولو ڈیوڈ کیا ہوا ہے سب خیر تو ہے نہ؟؟ داور

نے کال پک کرتے ہی پوچھا جبکہ ہمیرہ کے کان کھڑے ہوئے اور فورآ سیدھی ہو کر بیٹھی۔

سر زحلے میم کی طبیعت اچانک بگڑ جانے کے سبب ان کا آپریشن ابھی ہونے والا ہے۔ڈیوڈ کی بات پر وہ فوراً کھڑا ہوا۔میں ابھی آتا ہوں ہاسپٹل۔وہ پریشانی سے کہتا صوفے کی بیک سے اپنا کوٹ اٹھا کر پہنتے اپنا موبائل کوٹ کی جیب میں رکھتا بھاگتے ہوئے کمرے سے نکل گیا جبکہ ہمیرہ بھی اس کے پیچھے ہی بھاگی تھی۔

کیا ہوا ہے داور بتا کر تو جائیں؟؟وہ اس کے پیچھے بھاگتی بولی تو وہ رک گیا۔

زحلے کا ابھی آپریشن ہونے والا ہے اس کی طبیعت اچانک بگر گئی ہے

اس لیے۔ تم اپنا اور بچوں کا خیال رکھنا۔ وہ ہمیرہ کو بتاتا اپنی گاڑی میں جا کر بیٹھا تھا جبکہ گارڈ نے فوراً گیٹ کھولا تھا۔

:::::::::::::::::::::::::::::::::::::::

::::::::::::::

داریہ میں آفس جا رہا ہوں اور شاید آج لیٹ ہو جاؤں۔ کیونکہ بہت کام پینڈنگ پڑا تھا۔ ذزان تیار ہو کر داریہ سے بولا جبکہ داریہ نے ایک بھر پور نظر ذزان پر ڈالی تھی جو تین سے چار سویٹر پہن کر ان پر ڈبل لونگ کورٹ پہنے گردن پر مفرل لپیٹے ڈبل دستانے پہنے اس کے سامنے کھڑا تھا۔

ذزان کچھ رہ گیا ہے تو وہ بھی پہن لو۔ وہ تنزیہ انداز میں بولی تو ذزان پہلے تو اس کی بات پر حیران ہوا پھر جب اس کی بات کی سمجھ آئی تو بتیس دانتوں کی نمائش کرتا اسے دیکھنے لگا۔ ہاں اسے آج بھی ویسے ہی سردی لگتی تھی جیسے پہلے لگتی تھی۔

آف اللہ یہ روسیا کی سردی کہیں ذزان کی جان ہی نہ لے لے کسی دن۔ ہاں سر پر ٹوپی نہیں لی میں نے کیونکہ میرا ہئیر سٹائل خراب ہو جاتا ہے اس سے پر کوئی نہیں میں مینج کر لوں گا۔ وہ بنا تنز کی پرواہ کیے بولا۔ کب آخر تمہیں اس سردی کی عادت پڑے گی؟؟

داریہ نے پوچھا تو ذزان نے کندھے آچکائے۔ بس اب تم جیسا تو بن نہیں سکتا کہ اتنی سردی میں بھی ایک لونگ کورٹ پہن کر گھر سے نکل

جاؤں۔ذزان کی بات کر داریہ نے سر جھٹکا۔ چلو جاؤاپنے کام پر مجھے تو لگتا ہے تمہارے آفس کا سارا اسٹاف بھی کہتا ہو گا کہ کون سا نمونہ کارٹون ہمارا بوس ہے۔

وہ ہس کر بولی تو ذزان نے ناک چڑھایا۔ تم کیا جانو کہ مجھ پر میرے آفس کی کتنی لڑکیاں مرتی ہیں۔وہ فخر سے اتراتے بولا تو داریہ ایک دم سیریس ہوئی۔کون ہیں وہ لڑکیاں ؟؟ بتاؤ مجھے ابھی کے ابھی جا کر ان کی جان نہ نکالی تو میرا نام بھی داریہ خان نہیں۔

وہ اس کے پاس پہنچ کر غصے سے بولی تو ذزان اس کے اس رویے پر حیران ہوا تھا۔ارے جان مزاق تھا۔وہ اسے کول ڈاؤن کرتا اسے گلے لگاتا بولا۔

جھوٹ ہے یاں سچ میں بتا رہی ہوں ذزان لڑکیوں سے دور رہنا اور کوئی اگر تم پر ڈورے ڈالنے کی کوشش کرے تو مجھے بتانا میں اس کی جان نکال دوں گی جو میرے شوہر نظر رکھے گی۔

داریہ اس کے سینے سے لگے اس کے کوٹ کے کالر کو سختی سے مٹھیوں میں دبوچتی شدت بھرے لہجے میں بولی تو ذزان کچھ نہ بولا۔ اچھا بس ٹھیک ہے نہ کول ڈاؤن ہو جاؤ۔ ابھی میں جا رہا ہوں آفس۔

وہ داریہ کے سر پر بوسہ دیتا بولا تو داریہ اس سے دور ہوئی۔ اچھا دیہان سے جانا اور جلدی آنے کی کوشش کرنا۔ وہ مسکرا کر بولتی واپس سے بیڈ پر جا کر بیٹھ گئی جبکہ ذزان اسے بائے بائے کرتا کمرے سے نکل گیا۔

######################

آپریشن شروع ہوئے تقریباً دو گھنٹے سے اوپر ہو گئے تھے اور باران کی جان سولی پر لٹکی تھی۔ داور دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا تھا جبکہ باران جو پریشانی سے کوریڈور میں ادھر اُدھر ٹہل رہا تھا اچانک کچھ یاد آنے پر اس کے قدم رکے تھے۔ میں ابھی آتا ہوں بھائی۔

وہ داور سے بولتا بھاگتے ہوئے وہاں سے چلا گیا تھا جبکہ داور اسے آوازیں دیتا رہ گیا تھا۔ اسے حیرت ہوئی کہ آخر باران کو اچانک کون سا ایسا ضروری کام یاد آگیا تھا جس کی وجہ سے وہ ایسے زحلے کے آپریشن کے ختم ہونے کا انتظار کیے بغیر ہی بھاگ کر چلا گیا تھا۔

##############################

کوئی ایک گھنٹے کے بعد وہ واپس آیا تھا اور ابھی تک زحلے کا آپریشن جاری تھا۔کہاں گئے تھے تم ؟؟ اس کے آتے ہی داور نے پوچھا۔ضروری کام تھا جو کرنا ضروری تھا۔وہ سر جھکائے بولا۔زحلے سے بھی ضروری تھا ؟؟

داور نے اسے دیکھتے پوچھا تو باران کے چہرے پر تکلیف دہ مسکراہٹ آئی۔اس کے لیے یہ کام بہت ضروری تھا۔اس نے کہا تو داور چپ کر گیا۔کوئی دس منٹ اور گزرے تھے اور آئی سی یو کے باہر جلتی لال لائیٹ بند ہوئی تھی اور اس کی جگہ ہری لائیٹ جلی تھی۔

ہری لائیٹ جلتے وہ دونوں دروازے کی جانب بے چینی سے دیکھنے لگے جہاں سے اگلے ہی پل دو لیڈی ڈاکٹر اوران کے پیچھے دو نرسز نکلی تھیں ۔ڈاکٹر کیسی ہے میری وائف ؟؟ باران نے ڈاکٹر سے بے چینی بھرے لہجے میں پوچھا۔

مسٹر باران آپریشن سکسیسفل رہا مگر ابھی ان کو ہوش نہیں آیا۔اگلے چوبیس گھنٹوں تک اگر ان کو ہوش نہ آیا تو وہ کومہ میں جاسکتی ہیں اور باقی ان کے ہوش میں آنے کے بعد پتا چلے گا کہ ان کی یاداشت چلی گئی یاں وہ بلکل ٹھیک ہیں۔

ڈاکٹر اپنے پروفیشنل انداز میں بولتی وہاں سے چلی گئی تھی جبکہ باران نے فکر بھری نظروں سے آئی سی یو کے دروازے کو دیکھا جہاں سے نرسز سٹریچر جس پر زحلے کا بے ہوش وجود پڑا تھا گھسیٹتے ہوئے باہر نکل رہی تھیں تاکہ زحلے کو واپس روم میں شفٹ کر سکیں۔

سٹریچر کے پاس سے گزرتے ہی باران نے درد بھری نظروں سے زحلے کو دیکھا تھا جس کے سر پر سفید پٹی بندھی تھی۔ خوبصورت سیاہ آنکھیں آج بند تھیں اور ان بند آنکھوں کے کونوں پر انسوں کے نشان تھے۔

##############################

بھائی آپ کو مجھے بتانا چاہیے تھا نہ۔ میں بس بتا رہی ہوں آپ کو کہ میں آ رہی ہوں ابھی کے ابھی وہاں۔ وہ ناراضگی بھرے لہجے میں باران سے شکوہ کرتی بول رہی تھی۔ نہیں داری تمہیں آنے کی ضرورت نہیں بس دعا کرو کہ زحلے ٹھیک ہو جائے اور اسے ہوش اجائے۔

تم بس اپنا خیال رکھو اور اگر کوئی مسلہ ہوا تو مجھے بتانا۔ زحلے کو جب ہوش آئے گا میں تمہیں وڈیو کال کر کے تمہاری اس سے بات کروا دوں گا۔ باران نے اسے آنے سے منا کرتے کہا۔ اچھا ٹھیک ہے پر پلیز مجھے بتاتے رہیے گا زحلے کی طبیعت کا۔

اس کا دل نہیں تھا ماننے کا مگر وہ اپنے بھائی کی بات بھی نہیں ٹال سکتی تھی۔ چلو اپنا خیال رکھنا۔ وہ پیار بھرے لہجے میں بولتا فون کٹ کر گیا۔

کیا کہہ رہی تھی ؟؟ داور جو اس کے لیے جوس لے کر آیا اس کے ساتھ چیئر پر بیٹھتا پوچھنے لگا۔ بس زحلے کی فکر ہو رہی ہے اسے۔

باران نے سنجیدگی سے جواب دیا ساتھ ہی داور کا آپنے سامنے کیا گیا جوس سائیڈ پر کیا تھا۔ پی لو یار تم نے تین دن سے ایک گھونٹ پانی بھی نہیں پیا۔ داور نے واپس سے اسے جوس دیتے کہا۔

نہیں جب تک زحلے کو ہوش نہیں آتا میرے حلک سے ایک قطرہ بھی نہیں گزرے گا اور پلیز مجھے دوبارہ فورس نہ کرنا۔

وہ داور سے کہتا وہاں سے اٹھ کر زحلے کے روم کے دروازے کے پاس گیا تھا اور دروازے کے درمیان میں لگے شیشے کے زریعے اندر موجود

زحلے کے وجود کو دیکھنے لگا۔ اسے دیکھ کر داور نے لمبا سانس کھینچا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اب باران ایسے کھڑا زحلے کو دیکھتا رہے گا۔

##############################

چوبیس گھنٹے پورے ہو گئے تھے مگر زحلے کو ہوش نہیں آیا تھا۔ باران اور داور کے ساتھ ساتھ ڈاکٹر کو خود بہت زیادہ فکر ہو رہی تھی زحلے کے ابھی تک ہوش میں نہ آنے پر۔ باران خان کی حالت ایسی تھی کہ جیسے وہ صدیوں کا بیمار ہو۔

وہ کوئی آدھے گھنٹے سے زحلے کے بیڈ کے پاس سٹول رکھ کر اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے دل کے مقام پر رکھے بیٹھا تھا۔اس کی آنکھوں میں قرب فکر اور پریشانی ایک ساتھ تھی جبکہ زبان بلکل خاموش تھی۔

زحلے میری جان اٹھ بھی جاؤنہ اب پلیز ز۔ تم کیوں اتنی سخت دل ہو؟؟ اٹھ جاؤنہ۔ میں مانتا ہوں کہ میں برا ہوں مگر تم مجھ سے بھی زیادہ بری ہو۔ کتنا ظلم کرتی ہو نہ مجھ پر۔ تمہیں مزہ آتا ہے نہ ایسے مجھے تکلیف پہنچا کر۔

تم جانتی ہو اچھے سے کہ باران خان اگر کسی کے سامنے بے بس ہے تو وہ صرف تم ہو اور میری اسی بے بسی کا فائیدہ اٹھا کر تم مجھے یوں تڑپا رہی

ہو۔ پلیز یار اٹھ جاؤ نہ تمہاری تکلیف پر مجھے میری جان قطرہ قطرہ نکلتی محسوس ہوتی ہے۔

میری دلی خواہش ہے کہ تم میری محبت کو اپناؤ مجھے اپناؤ۔ ہم ایک خوبصورت زندگی گزاریں۔ دیکھو نہ زحلے میں جو ضرورت کے وقت بھی کم بولنا پسند کرتا ہوں تم سے ڈھیر ساری باتیں کرنا چاہتا ہوں تم سے اپنی محبت کا کھل کر اظہار کرنا چاہتا ہوں تمہیں اپنی باہوں میں بھر کر سونا چاہتا ہوں تمہارا ہاتھ پکڑ کر خالی سڑک پر دور تک چلنا چاہتا ہوں ۔

میں چاہتا ہوں تم میرے کندھے پر سر رکھ کر مجھے اپنی خواہشیں بتاؤ مجھے بتاؤ تمہیں کیا پسند ہے اور کیا ناپسند۔ ایسے ہی مجھے اپنی پسند کا بتاتے

تم کہو کہ تمہیں میں بھی پسند ہوں۔ دیکھو میں کیا چاہتا ہوں زحلے۔ سن رہی ہو میں چاہتا ہوں کہ تم اپنی محبت کا مجھ سے اظہار کرو۔

میں یہ بھی جانتا ہوں کہ اس سب کی کی بس میں خواہش ہی کر سکتا ہوں مگر کیا کروں اس خواہش میں بھی مجھے سکون ملتا ہے۔ تمہارا میرے ساتھ ہونا ہی میرے لیے سب کچھ ہے۔ بس تم ایک بار اٹھ جاؤ میرے لیے یہی بہت ہے۔ پلیز اتنا احسان کردو مجھ پر۔

وہ زحلے کا ہاتھ دل کے مقام پر رکھے جزبات سے بھرے لہجے میں بولتا آخر میں اس کے ہاتھ کو ہونٹوں کے پاس لاتا اس پر ہونٹ رکھ گیا۔ ہاتھ کو چوم کر اس نے اپنا سر اپنے ہاتھوں کی مٹھی پر ٹکا لیا جس میں زحلے کا

ہاتھ قید تھا۔ وہ ایسے ہی بیٹھا تھا کہ داور کے ساتھ ڈاکٹر اندر آئی تھی۔ کیا ابھی تک ہوش نہیں آیا نہیں؟؟

ڈاکٹر نے آتے ہی پوچھا تو باران نے نرمی سے زحلے کا ہاتھ واپس رکھ دیا اور اپنے ہاتھ کی پشت سے اپنی آنکھوں میں آئی نمی صاف کی تھی۔ اس کا ایسا کرنا داور کی نظروں سے نہ بچ سکا تھا۔ اسے اپنے بھائی کی حالت پر ترس آ رہا تھا۔ اس کا بھائی تو کبھی نہیں رویا تھا۔

وہ تو تینوں بہن بھائیوں میں سے سب سے زیادہ سخت دل تھا اس کے اور داریہ سے زیادہ گینگسٹر ورلڈ کے لوگ باران سے ڈرتے تھے۔ اس نے تو کبھی باران کو دکھی بھی نہیں دیکھا تھا اور ان تین دنوں میں اس نے اپنے بھائی کو صرف دکھی نہیں بلکہ روتے ہوئے بھی دیکھا تھا۔

وہ اٹلی کا پتھر دل گینگسٹر اپنی بیوی کو کھونے کے ڈر سے رویا تھا اور بے تحاشہ رویا تھا۔ وہ نہیں اٹھ رہی ڈاکٹر میں نے اسے اتنا کہا مگر وہ میری بات نہیں مان رہی۔ باران نے سٹول پر بیٹھے ہی زحلے کے چہرے کو دیکھتے کہا جوان تین دنوں میں مرجھا گیا تھا اور زرد پر گیا تھا۔ سائیڈ پر ہوں میں چیک اپ کرتی ہوں۔

ڈاکٹر کے کہنے پر وہ اٹھ کر سائیڈ پر کھڑا ہو گیا جبکہ ڈاکٹر خود سٹول کے پاس کھڑی ہو کر زحلے کا چیک اپ کرنے لگی۔ سکیتھو سکوپ لگا کر زحلے کی ہارٹ بیٹ چیک کرنے کے بعد ڈاکٹر نے زحلے کی آنکھیں انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کی مدد سے کھول کر دیکھیں اور پھر اس کے ماتھے پر بندھی پٹی کو غور سے دیکھنے لگیں۔

سب کچھ ٹھیک ہے مگر مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ آخرا نہیں ہوش کیوں نہیں آرہا۔ڈاکٹر نے پیچھے پلٹ کرا نہیں دیکھتے نا سمجھی اور پریشانی بھرے لہجے میں کہا۔اس نے کہا تھا وہ مجھے تڑپتے ہوئے دیکھنا چاہتی ہے میرا اترپنا اسے سکون دے گا اب وہ جان بوجھ کر مجھے تڑپا رہی ہے اسی لیے ہوش میں نہیں آرہی۔

باران نے تکلیف دہ لہجے میں کہا تو ڈاکٹر کو بھی اس کے لیے برا لگا جبکہ داور نے آگے ہو باران کو گلے لگایا تھا۔دو گھنٹے اور انتظار کرتے ہیں اگر نہ ہوش آیا تو پھر۔۔۔۔ابھی ڈاکٹر زحلے کو دیکھتی بول ہی رہی تھی کہ اچانک سے ان کی نظر زحلے کے ہاتھ پر گئی جس کی انگلیاں آہستہ آہستہ حرکت کر رہی تھیں۔

اوہ وہ حرکت کر رہی ہیں۔ڈاکٹر اپنی بات بیچ میں ہی چھوڑ کر خوشی اور حیرت سے بولتی زحلے کی جانب متوجہ ہوئی تھی جبکہ ڈاکٹر کی بات پر باران کے اندر جیسے زندگی کی رمک دوڑ گئی تھی۔وہ بھاگ کر ڈاکٹر کے ساتھ جا کر کھڑا ہوا تھا اور زحلے کا ہاتھ تھام گیا۔

وہ آہستہ آہستہ آنکھیں کھولنے کی کوشش کر رہی تھی جبکہ وہ تینوں بے چینی سے اس کے ہوش میں آنے کا انتظار کر رہے تھے۔اس نے پوری آنکھیں کھولیں تو سب سے پہلے آنکھوں میں چبھتی روشنی اور سر میں اٹھتی درد کی لہر نے اسے واپس سے آنکھیں بند کرنے پر مجبور کیا تھا

۔

سر کا درد ذرہ ہلکہ ہوا تو اس نے پھر سے آنکھوں کو کھولا مگر اپنے سر پر کھڑے باران داور اور ڈاکٹر کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں خوف اور پریشانی بھرے تاثرات ابھرے تھے۔ م۔۔ میں ک۔۔ کہا۔۔۔ کہاں ہوں ؟؟؟ کون ہوں م۔۔ میں ؟؟؟؟ وہ جو اسے ہوش میں آتے دیکھ خوش تھے اس کے بولے جانے والے الفاظوں نے چہرے کی خوشی پھر سے نوچ لی تھی۔ مس زحلے کیا آپ کو کچھ یاد نہیں ؟؟

ڈاکٹر نے نرمی سے پوچھا تو زحلے نے پریشانی سے نہ میں سر ہلایا جبکہ آنکھوں میں نمی بھری تھی۔ میں کون ہوں ؟؟ آپ لوگ کون ہیں ؟؟ مجھے کچھ یاد نہیں ہے۔ وہ فکر مندی سے بولتی رونا شروع کر چکی تھی۔ باران خان کے قدموں سے جان نکلی تھی اور وہ لڑکھڑا کر پیچھے ہوا تھا۔ وہی ہوا جس کا ڈر تھا۔

اس کی زحلے سب کچھ بھول گئی تھی۔ پلیز رونا بند کریں آپ کے لیے اچھا نہیں ہے رونا۔ اور پھر آپ پریشان نہ ہوں مس زحلے آپ کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے سب کچھ ٹھیک ہے۔ میں آپ کی ڈاکٹر ہوں اور یہ آپ کے شوہر اور ان کے بھائی ہیں۔

آپ کے سر کی سرجری ہوئی ہے جس کی وجہ سے آپ سب کچھ بھول گئی ہیں۔ مگر آپ نے فکر مند نہیں ہونا آپ کی فیملی آپ کے ساتھ ہے آپ کو سب یاد اجائے گا۔ ڈاکٹر اپنے پروفیشنل انداز میں نرمی سے بولتی زحلے کو سمجھانے لگی۔ شوہر کیا ہوتا ہے؟؟

زحلے کے سوال پر باران نے تکلیف کے سبب زور سے آنکھیں بند کی تھیں۔شوہر وہ ہوتا ہے جو آپ کو سنبھالتا ہے آپ کا خیال رکھتا ہے آپ سے محبت کرتا ہے۔ڈاکٹر مسکرا مسکرا کر زحلے کو جواب دے رہی تھی جبکہ داور تو باران کو دیکھ رہا تھا جس کے چہرے سے ہی اس کی تکلیف کا اندازہ لگایا جا سکتا تھا۔

میرا نام زحلے ہے؟؟زحلے نے اگلا سوال پوچھا تو ڈاکٹر نے ہاں میں سر ہلا کر اسے جواب دیا۔مجھے یہاں درد کیوں ہو رہا ہے؟؟اس نے اپنے سر پر ہاتھ رکھتے کہا تو ڈاکٹر نے اس کا ہاتھ سر سے ہٹایا۔چھونا مت زخم دکھ جائے گا۔

تمہیں بتایا ہے نہ کہ تمہارا آپریشن ہوا ہے سر کا اسی لیے درد ہو رہا ہے۔
اب بس تم آرام کرو زیادہ بولنا نہیں نہ کچھ سوچنا ہے ورنہ اور درد ہو گا۔
میں پھر آؤں گی تم سے ملنے۔ڈاکٹر کے بولنے پر وہ ہاں میں سر ہلا کر رہ
گئی۔اسے بہت سے سوال پوچھنے تھے مگر ان سوالوں کو اپنے اندر ہی رکھ
کر اس نے خاموش رہنا بہتر سمجھا۔

#################################

مسٹر باران یہ بہت بڑی بات ہے کہ ان کو ہوش آگیا مگر جیسے کہ ان کی
حالت آپ کے سامنے ہے کہ وہ اپنی یاداشت کھو چکی ہیں۔امید نہیں
تھی مگر ایسا ہونا قسمت میں تھا۔

پر مجھے امید ہے آپ ان کو سب کچھ یاد کروانے میں مدد کریں گے۔
جیسا کہ میں دیکھ چکی ہوں آپ کو اپنی وائف سے بہت محبت ہے تو میں یہ تو بلکل بھی نہیں کہوں گی کہ ان کا خیال رکھیے گا کیونکہ میں جانتی ہوں کہ آپ یہ کام بہت اچھے سے کریں گے۔

مگر ابھی آپ کو کوشش کرنی ہو گی کہ ان کو گزرے لمحے اور یادیں یاد کروانے کی کوشش کریں۔ وہ ڈاکٹر کے روم میں بیٹھا ان کی باتیں چپ چاپ سن رہا تھا اور پھر بنا کچھ بولے وہ وہاں سے اٹھ کر چلا گیا تھا جبکہ ڈاکٹر اس کے لیے افسوس کرتی رہ گئی تھی۔

اپنے پندرہ سال کے تجربے میں پہلی بار اس نے ایسا دیکھا تھا کہ شوہر دیوانہ تھا اپنی بیوی کا۔ مگر ان کی زندگی میں شاید خوشیاں اتنی آسانی سے نہیں آنے والی تھیں۔

##############################

ہمیرہ ہاسپٹل آنے کی ضد کر رہی تھی جس کی وجہ سے داور اسے لینے گھر جا چکا تھا جبکہ باران زحلے کے کمرے میں دیوار کے ساتھ پڑے صوفے پر بیٹھا سوئی ہوئی زحلے کو دیکھ رہا تھا۔

پ۔۔۔پانی! وہ غنودگی میں پانی مانگ رہی تھی شاید اسے بہت زیادہ پیاس لگی تھی جبکہ اس کے ہونٹوں کو حرکت کرتا دیکھ وہ فوراً اس کے

پاس جا کر اس کے ہونٹوں کے قریب اپنے کان کرتا اس کی آواز سننے کی کوشش کرنے لگا۔ پا۔۔پان۔۔ی! زحلے نے دوبارہ سے کہا تو باران نے فوراً سائیڈ ٹیبل سے جگ اٹھا کر پانی کا آدھا گلاس بھرا تھا۔

زحلے اٹھو پانی پیو۔ وہ اس کا کندھا ہلا کر اسے اٹھاتا بولا جبکہ اس کی آواز پر زحلے نے اپنی آنکھیں کھولیں تھیں۔ یہ لو پانی پی لو۔ باران نے مسکرا کر کہا اور پھر گلاس واپس ٹیبل پر رکھ کر اسے سہارا دیتے اٹھا کر بیٹھایا۔ مشکل سے پانی کے دو گھونٹ بھرتے اس نے اپنا چہرہ پیچھا کر لیا۔

اور نہیں پینا کیا؟؟ باران نے نرمی سے پوچھا تو اس نے نہ میں سر ہلا دیا۔ اچھا چلو لیٹ جاؤ آرام سے۔ باران نے گلاس سائیڈ پر رکھتے اسے واپس سے لیٹا دیا۔ سنیں کیا سچ میں آپ میرے شوہر ہیں؟؟

وہ واپس سے صوفے کی جانب جانے لگا کہ زحلے نے اس کا ہاتھ پکڑ اسے روکتے پوچھا۔ تمہیں کیا لگتا ہے ؟؟ تمہیں لگتا ہے کہ سب تم سے جھوٹ بول رہے ہیں ؟؟ باران نے دوسرے ہاتھ سے سائیڈ پر رکھا سٹول کھینچ کر اس پر بیٹھتے اپنے ہاتھ کو پکڑے زحلے کے ہاتھ کو اپنے دوسرے ہاتھ میں قید کرتے مسکرا کر پوچھا۔

نہیں میں یہ تو نہیں کہہ رہی ؟؟ کمزوری کے سبب اس سے بولنا محال ہو رہا تھا۔ جانتی ہو تمہارے لیے کچھ ہے میرے پاس جو میں تمہیں تمہاری طبیعت بہتر ہونے پر دوں گا۔ باران نے اس کا ہاتھ واپس سے بیڈ پر رکھتے اسے نثار ہوتی نظروں سے دیکھتے کہا تو زحلے کی آنکھوں میں تجسس اور حیرت ابھری۔ ایسا کیا ہے ؟؟

کیا وہ میری پرانی زندگی سے جڑا ہے ؟؟ زحلے نے پوچھا تو باران نے ہاں میں سر ہلایا۔ کیا میں ایک اچھی لڑکی تھی ؟؟ زحلے نے پوچھا تو باران کو اس پر جی بھر کر پیار آیا۔ ہاں میری جان تم دنیا کی سب سے اچھی لڑکی تھی بلکہ ہو۔ باران کے جواب پر زحلے کے چہرے پر رونک آئی تھی۔ مجھے سر میں درد ہو رہا ہے۔

زحلے نے ایک دم سے معصوم چہرہ بناتے کہا تو باران کی مسکراہٹ غائب ہوئی۔ تم آرام کرو۔ سو جاؤ پھر درد نہیں ہو گا۔ زیادہ سوچنا نہیں کسی چیز کے بارے میں۔ سو جاؤ میں یہیں ہوں تمہارے پاس کچھ چاہیے ہو تو مجھے آواز لگانا۔

وہ کھڑا ہوتا اس کے پٹی میں لپٹے سر پر بوسہ دیتا بولا تو زحلے نے آنکھوں کو جھپک کر اسے اوکے کہا تھا اور پھر اپنی آنکھیں بند کر گئی جبکہ باران واپس سے صوفے پر جا کر بیٹھ گیا۔

##################################

باران نے اسے فون کر کے زحلے کے ٹھیک ہونے کا بتا دیا تھا جسے سن کر وہ خوش تھی ہاں زحلے کی یاداشت جانے کا سن کر اسے بہت دکھ ہوا تھا مگر اس کا بچ جانا ہی بہت تھا۔ ذزان آفس گیا ہوا تھا اور وہ اپنے مال آئی ہوئی تھی۔

کہیں سے بھی سمجھ نہیں آرہی تھی کہ آخر وہاں آگ لگی کیسے۔
انویسٹیگیشن میں آرہا تھا کہ آگ شورٹ سرکٹ کی وجہ سے لگی مگر وہ اچھے سے جانتی تھی کہ یہ ضرور کسی نہ کسی کی چال تھی۔اس نے اپنے مال کو اتنا انسکیور نہیں ڈیزائن کروایا تھا کہ آسانی سے آگ لگ جاتی۔

مال سے ہو کر وہ سیدھا ذزان کے آفس گئی تھی تاکہ اس کے ساتھ مل کر لنچ کر سکے۔ میم سر میٹنگ روم میں ہیں۔وہ ذزان کے آفس کی جانب جارہی تھی کہ ذزان کا سیکرٹری اس کے پاس آکر بتانے لگا۔
اوکے پھر میں ادھر ہی چلی جاتی ہوں۔

وہ مسکرا کر کہتی میٹنگ روم کی جانب بڑھ گئی۔ میٹنگ روم کا دروازہ کھولتے ہی اس کی نظر سامنے بیٹھے وجود پر گئی تھی جسے دیکھ کر اس کی

آنکھوں میں حیرانگی ابھری تھی۔ تم یہاں ؟؟ داریہ نے حیرانگی سے پوچھا تو اس کی آواز پر ذزان اور اس کے سامنے ٹیبل کے دوسری جانب بیٹھی لڑکی بھی داریہ کی جناب متوجہ ہوئی۔

داریہ کو دیکھ کر جہاں ذزان تو خوشی سے کھڑا ہوا مگر اس لڑکی کے چہرے پر بھی داریہ کی طرح پہلے تو حیرانگی ابھری اور پھر ہونٹوں پر عجیب مسکراہٹ پھیلی۔ کیسی ہو گینگسٹر ؟؟ وہ لڑکی تیکھے لہجے میں بولی تو داریہ غصے سے آگے بڑھتی ذزان کے ساتھ جا کر کھڑی ہوئی جبکہ نظریں اس لڑکی پر تھیں۔

کیا کرنے آئی ہو یہاں ؟؟ ہمت کیسے ہوئی یہاں آنے کی ؟؟ وہ غصے سے چیخی تو وہ لڑکی قہقہ لگا کر ہسی جبکہ ذزان حیران پریشان سا ان دونوں کو

دیکھ رہا تھا۔ میں تو میٹنگ کے سلسلے میں آئی تھی یہاں مگر امید نہیں تھی کہ یہاں تم سے سامنا ہو گا۔ ویسے تم یہاں کیا کر رہی ہو؟؟

وہ لڑکی اپنی کرسی سے اٹھ کر ہیل کی ٹک ٹک سے کمرے کی خاموش فضا میں شور پیدا کرتی ان کی سائیڈ پر آتی چند قدم کے فاصلے پر رک گئی۔ کوئی ڈیل نہیں کرنی تم سے میرے شوہر نے دفع ہو جاؤ یہاں سے اور دوبارہ اس آفس کے آس پاس کہیں نظر نہ آنا۔

داریہ اس کو نفرت بھری نگاہوں سے دیکھتی شیرنی کی طرح دہاڑی تو ذزان نے اسے کندھوں سے پکڑ کر کول ڈاؤن کرنا چاہا مگر اسے سمجھ نہیں ارہی تھی کہ آخر داریہ اور اس لڑکی کے درمیان کیا تعلق تھا کیوں

وہ دونوں ایک دوسرے کو یوں نفرت سے دیکھ رہی تھیں۔اوہ شوہر واہ تو تم نے شادی کرلی۔

واہ بھئی مجھے امید نہیں تھی کہ تم بھی شادی کروگی۔ویسے تمہارا شوہر بڑا ہینڈسم ہے میرا اپنا دل آرہا ہے اس پر۔ایک سوال کا جواب تو دو کیا یہ بھی تمہاری طرح گینگسٹر ہے ؟؟وہ لڑکی داریہ کی جانب دو قدم بڑھاتے ذزان کو دیکھتے پوچھنے لگی تو داریہ نے اپنا بیگ ٹیبل پر پٹخنے والے انداز میں رکھتے اپنے سلکی بالوں میں ہاتھ پھیرے تھے۔

دفع ہو جاؤ یہاں سے کمینی عورت ورنہ تمہارا قتل کردوں گی میں۔
داریہ نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے اسے پیچھے دھکا دیتے چیختے ہوئے کہا تو سامنے والی لڑکی جس کی آنکھوں میں پہلے تنزیہ اور چڑانے والے

تاثرات تھے ان آنکھوں میں ایک دم سنجید گی آئی۔ میرا قتل کردو گی ؟؟ ویسے ہی جیسے میرے بھائی کا قتل کیا تھا؟

ذزان جو داریہ کو اپنے بازؤں کے حلقے میں لیے اس کے غصے کو ٹھنڈا کر رہا تھا اس لڑکی کی بات پر حیران پریشان رہ گیا تھا۔اس نے داریہ کو حیرانگی سے دیکھا جو سامنے کھڑی لڑکی کی بات پر تنزیہ ہسی تھی۔ ہاں انعم اکبر بلکل ویسے ہی جیسے تمہارے بھائی کا قتل کیا تھا۔اب چلی جاؤ یہاں سے اس سے پہلے میں اپنے ضبط کا پلو چھوڑ دوں۔

داریہ نے ذزان سے دور ہو کر سینے پر ہاتھ باندھتے کہا۔ذزان تو ابھی تک حیران پریشان تھا۔تم سے امید بھی یہی کی جا سکتی ہے۔مجھے بھی کوئی شوق نہیں تمہارے شوہر کی کمپنی سے کوئی ڈیل کرنے کا۔ بھاڑ میں

جاؤتم دونوں اور تمہاری یہ کمپنی۔وہ نفرت اور غصے سے بولتی وہاں سے چلی گئی جبکہ اس کے جاتے ہی داریہ نے بھی نفرت سے سر جھٹکا۔

تم کیسے جانتی ہو اس لڑکی کو؟؟اور وہ کس بھائی کے قتل کی بات کر رہی تھی؟؟ذزان جو تب سے حیران پریشان کھڑا تھا نعم کے جاتے ہی داریہ سے پوچھنے لگا۔کوئی نہیں تھی بس ایک ایسی لڑکی تھی جس کی شکل میں زندگی میں کبھی نہیں دیکھنا چاہتی۔اور رہی بات قتل کی تو ہاں میں نے مارا تھا اس کے بھائی کو۔

چھ کی چھ گولیاں اس کے سینے میں اتار کر اس کی آنکھیں اور زبان نکال دی تھی میں نے ہاتھ بھی کاٹ دیے تھے اس کے بھائی کے درد بھری موت دی تھی میں نے اسے اور مجھے کوئی افسوس نہیں اس بات کا۔

داریہ نے بنا ڈرے بنا ہچکچائے ذزان کے سامنے اعتراف کیا تو ذزان نے تھوک نگلا۔

اب چلو میں تمہیں لینے آئی تھی چلو ڈنر ساتھ کرتے ہیں۔ وہ اپنا بیگ اٹھا کر ذزان کی بازو میں اپنا بازو ڈالتی اسے مسکراتے ہوئے دیکھتے بولی تو ذزان نے بھی خود کو نارمل کیا۔ چلو چلتے ہیں میں بس اپنے آفس سے اپنا موبائل اور کوٹ لے لوں۔ وہ مسکراتے ہوئے اس کے ماتھے پر بوسہ دیتا بولا تو داریہ نے گہری مسکراہٹ سے ہاں میں سر ہلایا۔

###################################

زحلے کے سر کے ٹانکے کھلنے تک وہ ہاسپٹل میں ہی رہی تھی اور جس دن اس کے ٹانکے کھلے اسی شام کو باران اسے گھر واپس لے آیا تھا۔ ابھی وہ لوگ پیرس میں ہی تھے۔ ہمیرہ تو ہر وقت اس کی خدمت میں لگی رہتی تھی داور بھی دن میں کئی بار آکر اس سے اس کی طبعیت کا پوچھتا۔

بچوں نے الگ سے اس کا دل لگایا تھا جبکہ باران کی تو پھر وہ جان تھی۔ وہ تو دن رات اس کیا خیال رکھنے میں مگن تھا۔ اسے تو اپنے آفس اپنی سمگلنگ اور دوسرے کاموں کا کوئی ہوش ہی نہ تھا۔ زحلے تو ان سب کی محبت پر حیران تھی۔ اسے حیرت تھی کہ کیا واقع اس کی اس قدر اچھی اور محبت کرنے والی تھی۔

یہاں کیا کر رہی ہو اندر آجاؤ سردی لگ جائے گی تمہیں۔ جلدی اندر چلو پھر تم نے میڈیسن کھانی ہے۔ وہ بالکنی میں کھڑی کانپ دینے پر مجبور کرتی ہوا کے مزے لے رہی تھی کہ پیچھے سے باران آتا اس کے کندھے پر چادر دیتا بولا۔ میں ایک بات پوچھوں آپ سے ؟؟

زحلے باران کو دیکھتی ہچکچاتے ہوئے بولی تو باران نے ہاں میں سر ہلاتے اسے اپنے بازوؤں کے حصار میں لیا۔ پوچھو میری جان تمہیں مجھ سے کچھ بھی پوچھنے کے لیے اجازت کی ضرورت نہیں۔ باران کے محبت سے بولے گئے فکرے پر زحلے کے گال لال ہوئے۔

و۔۔ وہ میں نے پو۔۔ چھنا تھا کہ کیا ایسی کوئی جگہ کوئی واقع کچھ نہیں جس سے مجھے ماضی کے بارے میں کچھ یاد آئے ؟؟ زحلے کے سوال پر باران

کے چہرے کی مسکراہٹ غائب ہوئی۔ہاں ہے کچھ ایسا ہے جو تمہیں تمہارے ماضی کو یاد دلانے میں پوری پوری مدد کرے۔

اگر ماضی یاد نہ بھی آیا تو بھی تم اپنے بارے میں بہت کچھ جان جاؤ گی۔ باران نے اسے اپنے سامنے کھڑا کرتے اس کے کندھوں کو نرمی سے تھام کر کہا تو زحلے کی آنکھوں میں چمک ابھری۔اسے یقین نہ ہوا کہ کیا واقع باران کے پاس ایسا کچھ ہے جو اس کے لیے بہت کارامد ہے۔

آو میرے ساتھ۔وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اندر کمرے میں لے آیا اور اپنا لیپ ٹاپ اٹھا کر اس کے ساتھ ایک یو ایس بی اٹیچ کرنے لگا۔یہ کیا ہے؟ زحلے نے تجسس سے پوچھا۔بس تھوڑی دیر رکو۔باران نے لیپ ٹاپ

کی سکرین پر نظریں جمائے کہا تو زحلے چپ کرتی محو ہو کر اسے دیکھنے لگی

۔یہ لو یہ ہے وہ چیز جو تمہارے لیے بہت اہم ہے۔

وہ مسکرانا چاہتا تھا مگر ناکام رہا اس لیے سنجیدگی سے بولتا اس کے سامنے لیپ ٹاپ رکھ گیا جبکہ زحلے سامنے سکرین پر دیکھ رہی تھی جہاں کوئی وڈیو تھی مگر ابھی سکرین پر خالی کمرہ نظر آرہا تھا اور وڈیو سٹاپ کی گئی تھی

۔میں باہر ہوں تم اندر ارام سے بیٹھ کر یہ وڈیو دیکھو۔

وہ زحلے کے سر کے بال سہلاتا نیچے جھک کر اس کے ماتھے پر جہاں پر زخم کے نشان تھے وہاں لب رکھتا کمرے سے نکل گیا جبکہ زحلے نے اس کے جاتے ہی وڈیو کو چلانے کے لیے کی بورڈ کے سپیس بٹن پر کلک کیا تھا جس سے وڈیو فوراً چل پڑی تھی۔

###############################

بچے سو گئے ؟؟ وہ کام سے واپس آتے سیدھا کمرے میں آیا۔ کمرے میں آتے ہی اسے ہمیرہ سامنے بیڈ پر لیٹی نظر آئی تو داور نے پوچھا کیونکہ بچے باہر بھی نظر نہیں آئے تھے اور اب اسے کمرے میں بھی نظر نہ آئے۔

جی سو گئے ہیں نید آرہی تھی انہیں تو میں نے سلا دیا۔

وہ بیڈ سے کھڑی ہوتی اس کے پاس آکر بولی اور پھر اس کا بیگ لے کر سائیڈ ٹیبل پر رکھتی اس کا کوٹ اتارنے میں مدد کرنے لگی۔ باران کہاں ہے ؟؟ ہمیرہ نے کوٹ اتار کر اپنے بازو پر رکھا تو داور نے اس کی جانب

رخ کرتے اس کے ماتھے پر بوسہ دیتے پوچھا۔ کمرے میں ہے اپنے زحلے کو میڈیسن دینی تھی اس نے۔

ہمیرہ نے اس کے سینے پر سر رکھے جواب دیا۔ کیا ہوا طبعیت ٹھیک ہے ؟؟ داور نے اس کی کمر کے گرد اپنا حصار سختی سے باندھے پوچھا تو ہمیرہ نے ویسے ہی نہ میں سر ہلایا۔ نہیں بس تھکن ہو رہی ہے۔ ہمیرہ کے جواب پر داور مسکرایا۔ مجھے بھی ہو رہی ہے تھکاوٹ۔ پھر کیا خیال ہے ایک دوسرے کی تھکن نہ اتار دیں۔ داور کی بات پر ہمیرہ کے گال لال ہوئے۔

ہٹیں بے شرم انسان۔ چلیں چپ کر کے چینج کریں اور سو جائیں۔ مجھے بھی نیند آرہی ہے۔ وہ داور سے دور ہوتی لال ہوئے گالوں کو

پھلائے ہوئے بولتی کوٹ کو سائڈ پر رکھے صوفے پر پھینک کر بیڈ کی جانب بڑھ گئی جبکہ داور نے پیچھے سے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے پھر سے اپنی جانب کھینچا تو وہ واپس سے اس کے سینے سے جا کر لگی۔

مجھے تو بلکل نیند نہیں آرہی۔اس لیے بلکل بھی مت سوچنا کہ میں تمہیں بھی سونے دوں گا۔وہ اسے آنکھ ونک کرتے بولتا اس کی ٹھوڑی انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کی مدد سے پکڑ کر چہرہ اوپر کرتا اس کے ہونٹوں پر اپنے ہونٹوں کی گرفت جما گیا۔ہمیرہ نے داور کی گرے شرٹ کو اپنی دونوں مٹھیوں میں پکڑا تھا۔

وہ ہر چیز سے بیگانہ ہوتا اس میں کھویا ہوا تھا جبکہ ہمیرہ آنکھیں بند کیے اس کی محبت اور شدت کو محسوس کر رہی تھی۔آج کوئی روک ٹوک تو

نہیں مجھے؟؟؟ وہ دور ہوتا آنکھوں میں طلب لیے اسے دیکھتا پوچھ رہا تھا جبکہ ہمیرہ سے پلکیں اور چہرہ دونوں اٹھانا مشکل تھے۔ میں نے اجازت مانگی ہے ہمیرہ؟؟؟ داور نے اس کے کندھے سے شرٹ کو کھسکاتے وہاں پر لب رکھتے پھر سے پوچھا۔

وہ دنیا کا پہلا مرد تھا جو دو بچوں کے بعد بھی اپنی بیوی سے اس کی قربت پانے کی اجازت مانگ رہا تھا۔ ہمیرہ سے بولنا تو محال تھا اس لیے مشکل سے سر ہاں میں ہلاتی اس کے سینے میں چہرہ چھپا گئی جبکہ داور کے چہرے پر خوبصورت مسکراہٹ پھیلی اور ساتھ ہی جزبات بھری ہری آنکھوں کا خمار اور بڑھا تھا اور اس نے ہمیرہ کو سینے سے دور کرتے اس کی گردن میں منہ چھپایا تھا اور وہاں پر اپنی شدتیں نچھاور کرنے لگا جبکہ ہمیرہ کو اپنی ٹانگوں پر کھڑا ہونا محال ہوا۔

اس کی حالت کو محسوس کرتے وہ دور ہٹا اور پھر اسے اٹھا کر بیڈ پر لٹاتا خود اس پر حاوی ہوا اور پھر سے اس کے ہونٹوں پر اپنی شدتیں نچھاور کرنے لگا۔ رات دھیرے دھیرے سرک رہی تھی اور وہ ایک دوسرے میں گم ہر چیز سے بیگانہ تھے۔

########################

اس کے سپیس بٹن پر کلک کرنے سے وڈیو فوراً چل پڑی تھی۔ وڈیو کے شروع میں کمرہ بلکل خالی تھا اور سامنے خالی صوفہ پڑا تھا۔ اگلے ہی پل کیمرے کے سائیڈ سے باران سامنے آیا تھا شاید وہ کیمرہ بھی اس نے خود سیٹ کیا تھا۔

وہ جا کر صوفے پر بیٹھ گیا تھا جبکہ اس کا پورا فوکس کیمرے کی جانب تھا ۔کچھ دیر خاموشی سے کیمرے کو دیکھنے کے بعد اس نے بولنا شروع کیا جبکہ زحلے بڑے تجسس سے وڈیو کو دیکھ رہی تھی۔

ہائے زحلے !

مجھے نہیں لگا تھا کہ یہ وڈیو مجھے خود بنانی پڑے گی کیونکہ اس وڈیو کو تمہیں خود بنانا تھا۔تاکہ تم اپنا ماضی ،اپنی یادیں ،اپنی خواہشیں اپنے بارے میں ہر ایک چیز خود اپنی زبان سے بول کر ریکارڈ کرتی تاکہ اگر تمہاری یاداشت چلی جائے تو تم اپنی وہ وڈیو دیکھ سکو۔

مگر اچانک تمہاری طبیعت بگرنے پر تم وڈیو نہ بنا سکی اب اس وقت تمہارا آپریشن ہو رہا ہے اور میں یہ وڈیو خود بنا رہا ہوں۔ اگر اب تم یہ وڈیو دیکھ رہی ہو تو مطلب تم اپنا ماضی بھول گئی ہو۔ تم خود کو بھول گئی ہو ،مجھے بھول گئی ہو اپنے خواب بھول گئی ہو اپنی محبت یعنی غزین کو بھول گئی ہو۔

جانتی ہو یہ وڈیو ریکارڈ کرتے ہوئے میرا دماغ مجھے کہہ رہا ہے کہ حقیقت چھپا کر جھوٹ بولوں تمہیں سچ نہ بتاوں تاکہ تم اس غزین کو بھول کر مجھ سے پیار کرنے لگ جاؤ مگر یہ جو دل ہے نہ اس نے بات کرتے ہوئے دل کے مقام پر ہاتھ رکھا۔ یہ جو دل ہے نہ یہ نہیں مان رہا کیونکہ محبت میں جھوٹ اور دھوکہ نہیں دیا جاتا۔

جب تم یہ وڈیو دیکھو گی تم اتنا تو جانتی ہو گی کہ میں تمہارا شوہر ہوں مگر تم یہ نہیں جانتی ہو گی کہ میں تمہارا زبردستی سے بنا شوہر ہوں جس سے تمہیں بے حد نفرت ہے۔ وہ بول رہا تھا جبکہ اس کے بولے جانے والے ہر لفظ ہر فکرے پر زحلے کی حیرانگی بڑھتی جارہی تھی۔

ہاں زحلے میں تمہاری محبت نہیں ہوں کیونکہ میں ایک برا انسان ہوں۔ میں باران خان ہوں اٹلی کا گینگسٹر۔ گینگسٹر جانتی ہو کسے کہتے ہیں؟؟ ایک برے آدمی کو جو لوگوں کا قتل کرتا ہے، نوجوانوں کو نشے کا عادی بناتا ہے، گھروں کے گھر آجار دیتا ہے۔

ہاں میں بھی ایسا ہی ہوں اور تم ایک ایجنٹ ہو سیکرٹ ایجنٹ مطلب ایک اچھی لڑکی جو برے لوگوں کو ان کے انجام تک پہنچاتی ہے اور

لوگوں کی ان سے حفاظت کرتی ہے۔ تم پاکستان سے یہاں میرے میشن کے لیے آئی تھی مگر تمہارے مطابق تمہاری بدقسمتی کہ تمہاری شکل سیم میری ماں جیسی نکلی اور مجھے تم سے محبت ہو گئی۔

میں نے تمہیں ڈرا دھما کر نکاح تو کر لیا تم سے مگر تمہیں پا کر بھی نہ پا سکا کیونکہ تمہارے دل میں غزین اسد رہتا ہے۔ وہ ایک آچھا انسان ہے۔ وہ اٹلی کا ایجنٹ ہے۔ تم دونوں ایک دوسرے سے بے حد محبت کرتے ہو مگر تم دونوں کے درمیان میں دیوار بن گیا ہوں۔

جانتی ہو تمہاری سب سے بڑی خواہش میری بربادی ہے تمہیں مجھے تباہ و برباد ہوتے دیکھنا ہے اور میری خواہش ہے کہ تم مجھ سے محبت کرو اور

میں تمہیں اپنی محبت کی بارش میں بھیگو دوں۔ کیا تم میرے نام کا مطلب جانتی ہو؟؟

باران نے وڈیو میں پوچھا تو وڈیو دیکھتی زحلے جو رو رہی تھی نہ میں سر ہلانے لگی ایسے جیسے وہ اسے دیکھ رہا ہو۔ میرا نام ایک فارسی نام ہے جس کا معنی بارش، برسنا اور برسنے والا ہیں۔ میں ہمیشہ اپنے نام کی طرح ہی رہا ہوں۔ اپنے دشمنوں پر ہمیشہ قہر بن کر برسا ہوں اور اب تم پر محبت بن کر برسنا چاہتا ہوں۔

میں تمہارے بارے میں جتنا جانتا ہوں وہ تمہیں بتا رہا ہوں باقی تمہاری پرانی زندگی کے بارے میں میں کچھ نہیں جانتا سوائے اس کے کہ تمہارا اس دنیا میں کوئی نہیں ہے۔ میں تو اتنا بھی نہیں جانتا کہ آخر تمہارے

ساتھ ایسا کون سا حادثہ ہوا تھا جس کی وجہ سے تمہارے سر پر چوٹ لگنے کے سبب اندر خون جم گیا۔

میں جتنا تمہیں پرانی باتیں بتا سکتا تھا بتا دیں اور میں نے کچھ جھوٹ نہیں بولا تم سے سب سچ بتا دیا۔ میں نہیں چاہتا کہ جب تمہیں سب یاد آئے تمہاری نظروں میں میرا مقام اور گر جائے۔

اب اس وڈیو کو دیکھ کر تمہیں کچھ یاد آتا ہے یاں نہیں میں نہیں جانتا مگر اتنا جانتا ہوں کہ یہ تمہارے لیے ضروری تھا اور مجھے یہ کرنا تھا۔ اتنا بول کر باران خاموش ہو گیا تھا اور پھر اٹھ کر کیمرے کی جانب آتا کیمرہ بند کر گیا۔

##############################

وڈیو پوری دیکھنے کے بعد زحلے کا تو رو رو کر برا حال تھا۔اسے ابھی بھی کچھ یاد نہیں آیا تھا مگر باران کی باتوں پر اس کی آنکھوں سے خود بخود آنسوں گرنے لگے تھے۔کیوں اسے سب یاد نہیں آرہا تھا کیوں آخر وہ اتنی بے بس ہو گئی تھی۔

یہ سب سوچتے اس کے سر میں درد کی ٹیسیں اٹھنا شروع ہو گئی تھیں اور وہ اپنا سر دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر زور زور سے چیختے ہوئے رونا شروع ہو گئی۔باران جو کمرے سے نکل کر ساتھ والے کمرے میں چلا گیا تھا زحلے کی چیخیں سن کر بھاگ کر واپس کمرے میں آیا تھا جہاں وہ بیڈ کے درمیان میں بیٹھی سر پکڑے پاگلوں کی طرح رو رہی تھی۔

زحلے! وہ فکرمندی سے اسے پکارتا بھاگ کر بیڈ پر جوتوں سمیت چڑھتا گھٹنوں کے بل بیٹھے اسے ہگ کر گیا۔اس کے ہگ کرنے پر زحلے بن اب مچھلی کی طرح مچلتی خود کو چھوڑانے کی کوشش کرنے لگی۔پلیز کول ڈاؤن، کول ڈاؤن میری جان۔

ایسے نہیں کرو پلیز ا یسے نہیں کرو نہ، چاہو تو مجھے سزا دے دو مگر خود کو تکلیف نہ دو۔میں برا ہوں نہ تو مجھے درد دو مجھے سزا دو مجھے مارو مگر خود کو تکلیف نہ دو۔پلیز رونا بند کرو ورنہ طبعیت خراب ہو جائے گی۔

اسے شدت سے اپنے سینے میں دبوچے اس کی کمر پر تھپکیاں دیتے ہوئے وہ نرمی سے بولتا اسے نارمل کرنے لگا جبکہ اس کے ایسے کرنے پر

زحلے نارمل تو ہو گئی مگر ابھی بھی بری طرح ہچکیوں سے رو رہی تھی۔ وہ جانتا تھا وڈیو دیکھنے کے بعد اس کا یہی ری ایکشن ہو گا اس لیے وہ پہلے سے تیار تھا اس صورتحال کے لیے۔

چپ میری جان بلکل چپ ہو جاؤ۔ اپنی گرفت میں تھوڑی سی نرمی لاتے زحلے کے بالوں پر لب رکھتے وہ یہی بولی جا رہا تھا جبکہ اس کے اس طرح کہنے سے وہ آہستہ آہستہ چپ کر گئی۔ اس کے چپ ہونے پر بھی باران نے اسے خود سے دور نہیں کیا تھا بلکہ ویسے ہی اس کے سر پر اپنا چہرہ ٹکائے اس کی کمر پر تھپکیاں دیتا رہا۔

زحلے نے بھی دور ہونے کی کوشش نہیں کی تھی۔ اس کے سینے سے ایسے ہی لگے وہ کب سوئی اسے پتا ہی نہ چلا جبکہ اس کے سوتے ہی باران

نے اسے نرمی سے دور کرتے بیڈ پر لیٹادیا اور اس پر اچھے سے کمفرٹر دیتے وہ لیپ ٹاپ اٹھا کر بیڈ سے اترا اور اسے بیڈ کے سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا۔

خود وہ بیڈ کے پاس کھڑا کافی دیر زحلے کے چہرے کو دیکھتا رہا۔ کافی دیر اسے دیکھنے کے بعد وہ لمبا سانس لیتا اس کی جانب جھک کر اس کے ماتھے پر لب رکھ گیا اور پھر واپس سے کھڑا ہوتا کمرے سے نکل گیا نہیں صرف کمرے سے نہیں بلکہ گھر سے ہی نکل گیا۔

##################################

! ایکسکیوزمی مس

کین یو گیو می آ کس ؟؟

وہ شیشے کے سامنے کھڑی بال بنا رہی تھی کہ اچانک سے ذزان اس کے پیچھے آ کر کھڑا ہوتا اس کے کان میں بولا۔ وہ اپنے ہی دیہان میں بال بنا رہی تھی تو ذزان کو آکر پیچھے کھڑے ہوتے نہ دیکھ سکی اسی لیے جب اچانک ذزان بولا تو وہ چونک گئی۔ کیا؟؟

داریہ نے شیشے میں نظر آتے عکس کو دیکھتے پوچھا جبکہ ذزان اس کی بات کا جواب دیے بنا اس کے کان کی لو کو چومنے لگا۔ اس کے عمل پر داریہ کے رونگٹے کھڑے ہوئے تھے۔

ذزان دور ہٹو یہ کیا کر رہے ہو؟؟ داریہ نے اس سے دور ہو کر بگڑی سانسوں کو درست کرتے مشکل سے اسے گھورتے کہا تو ذزان مسکراتے ہوئے اس کی جانب بڑھا۔

داریہ کو اس کے ارادے سہی نہیں لگے تھے۔ ذزان کیا کر رہے ہو؟؟ وہیں رک جاؤ میں تمہیں کہہ رہی ہوں۔ اسے زندگی میں پہلی بار گھبراہٹ محسوس ہو رہی تھی۔ وہ پیچھے پیچھے قدم اٹھا رہی تھی جبکہ ذزان اس کی جانب قدم بڑھا رہا تھا۔ پیچھے پیچھے جاتے بیڈ آنے پر وہ ایک بیڈ پر گری تھی۔

اس کے گرنے پر جہاں اس کی گھبراہٹ اور بڑھی تھی وہیں ذزان کے چہرے کی مسکراہٹ میں اضافہ ہوا۔ اب کہاں جاؤ گی وائفی مجھ سے بچ

کر۔ وہ آنکھیں چھوٹی کیے بولتا خود بھی اس کے اوپر گرا تھا۔ ذزان دور ہٹو۔ کمینے انسان تمہیں ہوا کیا ہے آخر؟؟

داریہ اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھتی اسے دور کرتی بولی تو ذزان نے اسے فلائے کس دی۔ میرا رومینٹک موڈ ان ہوا ہے وائفی۔ آج کی رات تم پر بہت بھاری ہونے والی ہے کیونکہ میں تو بلکل بھی نہیں رکوں گا۔ وہ مسکرائی آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولتا داریہ کی جان خشک کر گیا۔ اس کی باتوں پر داریہ نے تھوک نگلا تھا۔

وہ تو ایک بولڈ لڑکی تھی مگر ابھی اس سچویشن میں اس کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کیا کرے جبکہ گال گرم ہونے کے ساتھ آنکھیں بھی بار بار پلکوں کی جھالر گرا رہی تھیں۔ دیک۔۔۔۔ دیکھو ذ۔۔ ذز۔۔ ذزان تم

ا۔۔ابھ۔ی دورہ۔۔ہٹو ہم۔۔۔۔اس۔۔۔اس بارے میں بات ک۔۔ کرتے ہیں۔

وہ اٹکتے اٹکتے بولی تو ذزان نے مسکرا کر نہ میں سر ہلایا۔ نہیں آج بات کو چھوڑ کر سب کچھ ہو گا۔ وہ مسکراتے ہوئے کہتا اگلے ہی پل اس کے ہونٹوں پر جھک گیا۔ اس کے ہونٹوں پر جھکتے ہی داریہ نے اس کے کندھوں پر رکھے اپنے ہاتھوں کی مٹھیوں میں شرٹ کے کپڑے کو میچ لیا تھا۔

ذزان اسے جیسے جیسے کس کر رہا تھا ویسے ویسے داریہ کی بند مٹھیوں کی گرفت شرٹ پر کم ہو رہی تھی۔ آخر اس نے شرٹ کو چھوڑ اپنے بازو

ذزان کی گردن کے گرد ڈال کے خود بھی اس کے عمل میں ساتھ دینا شروع کیا تھا۔

آج تم مجھ سے بلکل بھی نہیں بچو گی وائفی۔وہ اس سے دور ہوتے آنکھ مار کر کہتا پھر سے اس کے ہونٹوں پر جھک گیا جبکہ داریہ تو خود کو اس کے سپرد کر ہی چکی تھی۔

##################################

وہ صبح اٹھی تو سر درد غائب تھا۔اور ساتھ ہی کمرے سے باران بھی غائب تھا۔اسے حیرت ہوئی کیونکہ ان دو ہفتوں میں روز کی روٹین تھی

کہ جب بھی وہ اٹھتی باران ہمیشہ اس کے پاس بیٹھا ہوتا تھا۔اسے لگا شاید اس وڈیو کی وجہ سے وہ آج صبح اس کے پاس نہیں تھا۔

ناجانے کیوں مگر اسے یہ بات بری لگی تھی کہ وہ اس کے پاس نہیں تھا۔ بیڈ سے اتر کر اس نے اپنی چپل پہنی اور کمرے سے نکل گئی۔

وہ کمرے سے نکلی کہ تبھی دو کمرے چھوڑ کر داور اور ہمیرہ کے کمرے سے داور نکلا تھا جس کی گود میں رحمان چڑھا ہوا تھا جبکہ پیچھے ہی ہمیرہ نکلی تھی جس کا روپ آج کھلا کھلا تھا اور اس نے نورے کی انگلی پکڑی ہوئی تھی۔

اد بابا ام شب تے لئے ناشتا بائیں دے اول ام مضے لے لے تر تھائیں دے۔(آج بابا ہم سب کے لیے ناشتہ بنائیں گے اور ہم مزے لے لے کر کھائیں گے)۔نورے کی بات پر رحمان نے ڈن کیا تھا جبکہ ہمیرہ اور داور نے قہقہہ لگایا تھا۔جو میری جان کہے گی بابا ویسا ہی کریں گے۔

داور نے مسکرا کر کہتے نیچے جھک کر نورے کے گال پر کس کیا۔ارے زحلے تم اٹھ گئی ؟؟ہمیرہ کی نظر جیسے ہی زحلے پر پڑی وہ مسکرا کر پوچھنے لگی۔اس کی تو گالوں کی سرخی اور ہونٹوں کی مسکراہٹ غائب ہی نہیں ہو رہی تھی۔ہاں میں اٹھ گئی مگر باران کہاں ہے ؟؟

زحلے نے ہچکچاتے پوچھا تو داور کے ماتھے پر بل آئے۔کیا مطلب باران کہاں ہے ؟؟کمرے میں ہی ہو گا وہ اور کہاں ہو گا۔داور کی بات پر

زحلے نے نہ میں سر ہلایا۔ نہیں ہیں وہ کمرے میں روز صبح میرے پاس ہوتے ہیں آج نہیں ہیں۔

زحلے نے روندو انداز میں کہا ایسے جیسے ابھی تو دے گی جبکہ اس کی بات پر داور نے رحمان کو نیچے اتار کر اپنا فون نکالا اور باران کا نمبر ڈائیل کرنے لگا۔ چوتھی رنگ پر کال پک ہوئی تھی۔ کہاں ہو تم؟؟ داور نے سیدھا مدعے کی بات پوچھی۔ میں ترکی میں ہوں۔

باران کی بات تھی یاں ایک زوردار جھٹکا۔ کیا مطلب؟؟ تم وہاں کیا کر رہے ہو؟؟ داور نے سختی سے پوچھا۔ ہمیرہ اور زحلے تجسس سے اسے دیکھ رہی تھیں۔ ایک ضروری کام ہے مجھے یہاں پرسوں تک آجاؤں گا

۔ہمیرہ بھابھی سے کہنا کہ میرے لیے زحلے کا خیال رکھیں اور پلیز تم بھی اس کا خیال رکھنا میں پرسوں آؤں گا۔

باران اسے زحلے کا خیال رکھنے کے لیے کہتا کال کٹ کر گیا جبکہ داور نے پہلے تو فون کی بند سکرین کو دیکھا پھر زحلے کو جو اس کے بولنے کا انتظار کر رہی کام ہے پرسوں تک اجائے گا۔تم فکر نہ کرو اور چلو آؤ ہمارے ساتھ ناشتہ کرو پھر تمہیں ہمیرہ میڈیسن دے دے گی۔

داور اس کے سر پر ہاتھ رکھتے بولا تو زحلے کی آنکھوں میں ناجانے کیوں انسوں آ گئے تھے۔دل کیا ابھی کمرے میں جا کر بند ہو جائے اور جی بھر کر روئے۔اسے نہیں پتا تھا کیوں مگر اس کا ایسا کرنے کو دل کر رہا تھا اور ساتھ اسے باران پر غصہ بھی آ رہا تھا۔

چلو زحلے آج اپنے جیٹھ کے ہاتھ کا ناشتہ کرنا تم۔ ہمیرہ اس کا بازو پکڑ شرارتی انداز میں بولی تو زحلے نے ناچاہتے ہوئے بھی اس کی بات پر اسے مسکراہٹ پاس کی۔

####################

صبح اس کی آنکھ کھلی تو وہ ذزان کے برہنہ سینے پر دائیاں ہاتھ اور سر رکھے ہوئے تھی جبکہ ذزان جو پہلے ہی اٹھ چکا تھا اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتا اس کے کھلے گلاب چہرے کو دیکھ رہا تھا۔ گڈ مارننگ میری جانو! اس کو آنکھیں کھولتا دیکھ وہ مسکرا کر کہتا اس کے ماتھے کو چومنے کے بعد اس کے ہونٹوں کو ہلکے سے چوم گیا۔

تمہیں بھی گڈ مارننگ ! وہ شرم بھری مسکراہٹ سے کہتی خود بھی اوپر چہرہ کرتے اس کے گال پر لب رکھ گئی۔ نید کیسی آئی ؟؟میرے خواب ہی آئے ہوں گے ساری رات۔ ہے نہ ؟؟ ذزان نے اسے دیکھتے شرارتی انداز میں پوچھا۔ وہ دونوں ابھی بھی اسی پوزیشن میں لیٹے تھے۔ ساری رات کی بات کہاں سے آئی ؟؟

تم نے ساری رات سونے ہی کہاں دیا مجھے صبح پانچ بجے کے قریب جا کر تو میں سوئی تھی اور اب گیارہ بجے اٹھ گئی۔ وہ ذزان کی بات پر ناک چڑھا کر بولی تو ذزان نے اپنی مسکراہٹ چھپائی جبکہ داریہ نے جب ذزان کو مسکراہٹ چھپاتے دیکھا تو اپنی بات پر غور کرنے لگی اور جیسے ہی اسے سمجھ آئی کہ وہ کیا بول گئی ہے تو شرم سے نظریں اٹھانا محال ہوا۔

وہ اپنے سرخ ہوئے چہرے کو ذزان کے سینے میں چھپا گئی۔ ہاہاہاہا اوہ میری وائفی شرما رہی ہے اللہ اللہ میں خواب تو نہیں دیکھ رہا کہیں۔ ذزان کا کب سے روکا ہوا قہقہ آخر چھوٹ ہی گیا تھا۔ میں شرما نہیں رہی بس دیکھ رہی ہوں کہ تم نے ویکس کی ہے سینے پر یاں ویسے ہی تمہارے بال نہیں ہیں۔

دار یہ نے چہرہ پیچھے کرتے اپنے آپ کو نارمل ظاہر کرتے کہا تو ذزان نے اسے آنکھیں چھوٹی کیے دیکھا جیسے پوچھنا چاہتا ہو کہ اچھا جی یہ کون سا طریقہ تھا چیک کرنے کا۔ دار یہ اس کے ایسے دیکھنے پر اس سے دور ہونے لگی مگر ذزان نے اس کی کمر کے گرد بازو حائل کرتے اسے دور جانے سے روکا۔

اتنی محنت نہ کرو میں بتادیتا ہوں میری جانو کہ میں نے کبھی ویکس نہیں کی کیونکہ میری باڈی پر بال ہیں ہی نہیں۔نہ بازوں پر ناں ٹانگوں پر نہ ہی سینے پر۔میں تم جیسا تھوڑی ہوں جو ویکس کرواں گا۔وہ پہلے سیریس انداز میں کہتا آخر میں داریہ کو تنگ کرتا بولا تو داریہ نے اس کے سینے پر زوردار مکہ مارا۔

میں بھی ویکس نہیں کرواتی۔ہمارے بھی فیملی جینز میں ہے کہ ہمارے جسم پر بال نہیں ہوتے۔باران بھائی اور داور بھائی کے بھی نہیں ہیں اس لیے تم زیادہ شوخے نہ بنو میرے سامنے۔اور اٹھو جلدی کیا آج تم نے آفس نہیں جانا جو ابھی تک ایسے لیٹے ہو؟؟پہلے ذزان کو منہ چڑھا کر کہتے وہ بعد میں اسے اٹھنے کا کہنے لگی۔

آج چھٹی ہے میرے آفس میں اس لیے میں نہیں جارہا کہیں۔مجھے تو تمہارے قریب رہنا ہے۔ذزان مسکراکہتاایک دم داریہ کے اوپر جھکتا اس کے ہونٹوں کو چومنے لگا۔پرے ہٹو چھچھوڑے انسان تمہیں نہیں جانا پر مجھے جانا ہے۔

مجھے تیار ہونا ہے اس لیے تنگ نہ کرو بلکہ تم بھی تیار ہو جاؤ کیونکہ تم بھی میرے ساتھ ہی جاوگے۔وہ ذزان کو دور دھکیلتی اٹھ کر کھڑی ہوئی جبکہ اس کی باتوں پر ذزان نے منہ بگاڑا۔تم بہت بری ہو یار اچھا خاصہ موڈ خراب کردیا۔وہ برے برے منہ بنا کر بولا تو داریہ کو اس پر جی بھر کر پیار آیا اور وہ فوراً آگے ہو کر اس کے ہونٹوں کو چوم کر پیچھے ہوئی۔

چلو کیوٹ بننا بند کرو اور تیار ہو جاؤ۔ میں جا رہی ہوں واش روم تم دوسرے روم کا واش روم استعمال کر لو تاکہ دیر نہ ہو ہمیں۔ وہ اسے آنکھ ونک کر کے کہتی کھلکھلاتے ہوئے بھاگ کر واش روم میں گھس گئی کیونکہ ذزان خطرناک ارادے سے اس کی جانب بڑھا تھا۔

##########################

وہ پچھلے دس منٹ سے دروازے کے سامنے کھڑا ڈور بل بجانے کا خود میں حوصلہ پیدا کر رہا تھا۔ بہت سوچنے کے بعد وہ یہاں آ تو گیا تھا مگر اب دروازہ کھٹکھٹانے کا حوصلہ نہیں کر پا رہا تھا۔ آخر لمبا سانس کھینچ کر اس نے ڈور بل پر انگلی رکھی تھی۔

ڈور بل بجا کر وہ دروازہ کھلنے کا انتظار کرنے لگا۔ کچھ ہی پل گزرے تھے کہ ایک خوش شکل نوجوان نے دروازہ کھولا۔ جی آپ کون؟؟ سامنے والے نے ترکش زبان میں پوچھا۔ کون آیا ہے حسیب؟؟ اس سے پہلے وہ جواب دیتا اس لڑکے کے پیچھے سے وہ پوچھتی ہوئی آئی جبکہ اسے دیکھ کر جہاں باران خان کو جھٹکا لگا تھا وہیں اس لڑکی کو بھی اسے یہاں دیکھ جھٹکا لگا تھا۔

باران خان آپ یہاں؟؟ حیام نے حیرانگی سے پوچھا تو اس کے ساتھ کھڑا لڑکا حیام کے باران کو پہچاننے پر نا سمجھی سے دونوں کو دیکھنے لگا۔ باران کو تو ابھی بھی یقین نہیں آ رہا تھا کہ اس کے سامنے کھڑی لڑکی حیام ہے کیونکہ جب وہ اس سے پہلے ملا تھا تو وہ ایک ماڈرن اور بولڈ لڑکی

تھی مگر اب جو اس کے سامنے کھڑی تھی وہ تو خود کو مکمل طور پر بدلے ہوئے تھی۔

بالوں کو اچھے سے حجاب میں چھپائے پینٹ شرٹ کی بجائے لونگ گاؤن پہنے وہ باران خان کو حیران کر گئی تھی۔ آپ جانتی ہیں انہیں؟؟ اس لڑکے نے حیام سے پوچھا تو آگے سے وہ مسکرا پڑی۔ جی میں ان سے اٹلی میں ملی تھی۔ بتایا تھا نہ آپ کو کہ میری مدد کی تھی ایک شخص نے یہ وہی ہیں۔

حیام نے مسکرا کر جواب دیا تو اس لڑکے کے چہرے پر مسکراہٹ بکھری۔ اوہ تو وہ یہ ہیں۔ ارے آپ باہر کیوں کھڑے ہیں پلیز اندر آیئے نہ۔ وہ لڑکا جلدی سے باران کو اندر آنے کا رستہ دیتا بولا تو باران

شکریہ کے طور پر سر تھوڑا سا جھکا کر اندر بڑھ گیا۔ آپ دونوں بیٹھ کر باتیں کریں میں کچھ کھانے پینے کو لاتی ہوں۔

اندر بنے چھوٹے سے لاؤنج میں آنے کے بعد وہ بولی تو باران نے فوراً اسے منع کیا۔ نہیں مجھے بات کرنی تھی تم سے کیا کچھ دیر بیٹھ کر میری بات سن سکتی ہو؟؟ باران کی بات پر وہ حیران ہوئی۔ کیا بات ہے خیریت؟؟ وہ اسے بیٹھنے کا اشارہ کرتی خود بھی اس کے سامنے والے صوفے پر بیٹھ گئی جبکہ وہ لڑکا بس خاموشی سے ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔

آپ دونوں سکون سے بات کریں میں اندر ہوں۔ اسے اپنا وہاں کھڑا ہونا بہتر نہ لگا تو خود ہی مسکرا کر کہتا وہاں سے چلا گیا جبکہ باران صوفے پر

بیٹھا اپنی انگلیوں کو آپس میں الجھائے انہیں دیکھنے لگا۔ کیا بات ہے مسٹر باران ؟؟ آج آپ کو مجھ سے کیا کام پڑ گیا ؟؟ حیام نے نرمی سے پوچھا۔

اس کے لہجے میں کوئی غصہ کوئی تنز نہ تھا بلکہ اس کا لہجہ تو بہت دھیما اور نرم تھا۔ میں یہاں تم سے معافی مانگنے آیا ہوں۔ باران کی بات پر حیام کی آنکھیں کھلیں۔ معافی کس بات کی معافی ؟؟ اس نے ناسمجھی سے پوچھا تو اس بار باقاعدہ باران نے اس کے سامنے ہاتھ جوڑ دیے جبکہ اس کے ہاتھ جوڑنے پر حیام کو لگا وہ بے ہوش ہی ہو جائے گی۔

وہ کب سے یہ بات نوٹ کر رہی تھی کہ باران خان پہلے سے بدلا بدلا ہے۔ نہ تو اس کی زات کا غرور کہیں نظر آ رہا تھا نہ ہی کوئی آنا۔ اب تو اس

کا ہاتھ جوڑنا جیسے اسے حیرانگی کے کنویں میں دھکیل گیا تھا۔ یہ کیا کر رہے ہیں آپ؟؟؟ وہ ایک دم کھڑی ہوتی بولی۔

مجھے معاف کر دو حیام پلیز مجھے معاف کر دو میں نے تمہیں تکلیف دی اپنے الفاظوں سے، تمہارے جزبات کی توہین کی تمہاری محبت کی توہین کی پلیز مجھے معاف کر دو۔ میں ایک اچھا انسان نہیں ہوں مجھے معاف کر دو پلیز اور اپنی بدعا واپس لے لو ورنہ میری روح میرے وجود سے بے دردی کے ساتھ کھینچی چلی جائے گی اور میں بس تڑپتا رہ جاؤں گا۔

وہ اس کے سامنے ہاتھ جوڑ کر اسے دیکھتا نم آنکھوں سے بولتا جا رہا تھا جبکہ حیام کو لگا وہ گر جائے گی۔ کیا کر رہے ہیں آپ پلیز ایسے نہ کریں۔ میں کون ہوتی ہوں آپ کو معاف کرنے والی۔ آپ سہی تھے آپنی جگہ

میں ہی حد پار کر رہی تھی یہ جانتے ہوئے بھی کہ جو قسمت میں ہو وہ خود مل جاتا ہے۔

حیام اس کے پاس آتی نرمی سے بولی تو باران نے نہ میں سر ہلایا۔ نہیں تمہارے دل کو چوٹ پہنچی تھی اسی لیے تو تمہاری بد عا لگ گئی مجھے۔ ہاں سچ میں حیام مجھے تمہاری بد عا لگ گئی۔ مجھے اس سے عشق ہے مگر اسے مجھ سے نفرت ہے۔

وہ کہتی ہے وہ مجھ پر تھوکنا بھی پسند نہیں کرتی اسے میرے ساتھ رہنے سے بہتر موت ہے۔ میں نے تمہیں جو الفاظ کہے تھے وہ الفاظ اس نے میرے منہ پر واپس تماچے کے صورت میں پھینکے۔ وہ میری ہے

میرے نام ہے میرے پاس ہے مگر پھر بھی وہ میری نہیں ہے مجھے یہ بات بہت تکلیف دیتی ہے۔

پلیز مجھے معاف کردو مجھے دی ہوئی بددعا واپس لے لو پلیز دعا کرو وہ مجھے اپنا لے میری محبت کو اپنا لے۔اسے میری محبت کی قدر ہو جائے۔وہ اس بار باقاعدہ روتے ہوئے بولا تو حیام کی آنکھوں سے بھی آنسوں گرنے لگا اور وہ ہچکیوں سے روتی اس کے سامنے زمین پر بیٹھی تھی۔

میں نہیں جانتی تھی کہ اس وقت غصے سے میری منہ سے نکلے الفاظ کی وجہ سے آپ کے ساتھ ایسا ہو گا مگر سچ کہوں تو باران خان میرا اللہ گواہ ہے کہ میں نے غصہ ٹھنڈا ہوتے ہی توبہ کرلی تھی اس بددعا سے مگر میں نہیں جانتی تھی کہ تب تک وہ عرش تک پہنچ گئی ہو گی۔

میں نہیں آپ مجھے معاف کردو کیونکہ میں نے توکب کا آپ کو معاف کردیا تب سے جب سے اللہ نے مجھے ایک بہترین ہمسفر سے نواز دیا۔ میں آپ کا کبھی برا نہیں چاہوں گی باران کیونکہ اپ میرے مسیحا ہو جس نے مجھے بچایا تھا اس وقت جب مجھے مدد کی ضرورت تھی۔

جانتے ہو حسیب میرا بچپن کا دوست ہے وہ مجھے پسند کرتا تھا مگر میں یہ بات جانتے ہوئے بھی اس کی چاہت کو اگنور کرتی رہی شاید اسی بات کی سزا ملی مجھے۔ مگر پھر دیکھو میں اس کی اور وہ میری قسمت تھا۔ میرے بابا ایک بہت بڑے بزنس مین ہیں اور میں ان کی اکلوتی بیٹی مگر انہیں مجھ سے عزیز اپنا بزنس تھا اس لیے انھوں نے اپنے دوست جوان سے بھی

دو سال بڑے تھے اس سے میری شادی تہہ کر دی اپنے بزنس کے عروج کے لیے۔

میں اس شادی سے بھاگ کر ہی اٹلی گئی تھی اور اس دن بار میں جن گنڈوں سے آپ نے مجھے بچایا تھا وہ میرے ڈیڈ کے بھیجے گئے گنڈے تھے۔مجھے تب اپ نے اپنی جانب اٹریکٹ کیا اور میں اس اٹریکشن کو محبت سمجھ آپ کے پاس محبت کا اعتراف کرنے پہنچ گئی۔

آپ سہی تھے اپنی جگہ مجھے آپ سے کوئی گلہ نہیں جو تھا وہ اس سے اگلے دن ہی دور ہو گیا تھا کیونکہ اگلے دن میرے ڈیڈ مجھ تک پہنچ گئے تھے مگر اسی وقت حسیب بھی مجھے ڈھونڈتا مجھ تک پہنچ گیا تھا اور پھر اس نے میرے سر پر عزت کی چادر اوڑھ دی۔میرے ڈیڈ نے مجھ سے ہر

رشتہ ختم کرلیا مگر مجھے کوئی دکھ نہیں اس بات کا کیونکہ میرے لیے سب سے بڑی دولت حسیب ہے جو اللہ کی جانب سے میرے لیے تحفہ ہے۔

اس کے ساتھ رہ کر میں اللہ کے قریب ہو گئی اور ایک الگ حیام بن گئی ۔ہماری یہ چھوٹی سی دنیا ہے اور ہم بہت خوش ہیں۔اور جب میں خوش ہوں تو بھلا میں کیوں کسی کو ناخوش رہنے کی بد عادوں گی۔میں آپ کو معاف کر چکی باران اب ہو سکے تو مجھے معاف کر دینا کیونکہ میری ہی وجہ سے آپ تکلیف میں ہو۔

اگر میں سوچ سمجھ کر تب بولتی تو ایسا نہ ہوتا۔وہ اسے آہستہ آہستہ اپنی کہانی سنانے لگی جبکہ اس دوران اس کے انسوں رک گئے تھے اور باران

بھی اس کو غور سے سن رہا تھا۔ کیا سچ میں تم مجھے معاف کر چکی ہو؟؟ باران نے پھر سے پوچھا تو وہ مسکرا کر ہاں میں سر ہلانے لگی۔ بہت شکریہ حیام تم بہت اچھی ہو بہت شکریہ۔

ہو سکے تو میرے لیے دعا کرنا کہ میری زحلے بھی میری محبت کو اپنا لے اور میری تکلیف دور ہو جائے۔ وہ پہلے شکر گزاری سے کہتا آخر میں التجا کرنے لگا تو حیام واپس کھڑی ہوتی ہاں میں سر ہلانے لگی۔

کیوں نہیں ضرور کروں گی۔ مگر آپ ابھی بیٹھیں شام ہو گئی ہے تو اب رات کا کھانا کھا کر جائیے گا میں حسیب کو بلاتی ہوں۔ وہ مسکرا کر کہتی اپنے روم کی طرف بڑھ گئی جبکہ باران کے اندر سکون اتر آگیا تھا یہ جان کر کہ حیام اسے معاف کر چکی ہے۔

###################################

بس باران خان صرف تمہاری بلیک فائل ایک بار میرے ہاتھ لگ جائے تو پھر تمہیں دنیا کی کوئی طاقت کوئی قانون کوئی سیاست جیل جانے اور پھانسی سے نہیں بچا سکے گی۔

تمہارے خلاف جتنے ثبوت چاہیے اتنے مل گئے ہیں مجھے اب بس اس فائل کو ڈھونڈنا ہے جو کہ تمہارے گودام میں ہی موجود ہے اور یہ بات میں بہت اچھے سے جانتا ہوں مگر کہاں ہے یہ نہیں جانتا مگر میں ڈھونڈ لوں گا۔اور ایک دن وہ فائل میرے ہاتھ میں ہو گی اور تم جیل میں ہو گے۔

وہ اپنے انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کی مدد سے ایک پن ڈرائیور پکڑے باران خان کے تصور سے مخاطب تھا۔اس کے پختہ لہجے سے معلوم ہو رہا تھا کہ اس کے پاس واقع باران کے خلاف ٹھوس ثبوت تھے۔

#############№####################

سر یہ پیکج دے کر گیا ہے کوئی۔ وہ اپنے پیرس والے آفس میں بیٹھا گاڑیوں کے نئے بنائے گئے ڈیزائنز کو دیکھ رہا تھا جب اس کے آفس کا پیین ایک باکس اٹھائے اس کی اجازت لیتا اندر آیا اور اس کے سامنے ٹیبل پر وہ باکس رکھتا بولا۔

اچھا ٹھیک ہے تم جاؤ میں دیکھ لیتا ہوں۔ وہ ویسے ہی ان ڈیزائنز کو غور سے دیکھتا بنا پیین کو دیکھے بولا تو وہ سر ہلاتا آفس روم سے نکل گیا۔ کوئی بیس منٹ کے بعد اس نے ڈیزائنز والی فائل کو بند کر کے سائیڈ پر رکھ دیا اور اپنی چیئر کی بیک سے ٹیک لگائی مگر تبھی نظر سامنے پڑے باکس پر گئی۔

آرے اسے دیکھنا تو بھول ہی گیا۔ وہ چیئر سے کھڑے ہوتے بولتا اس باکس کے پاس آیا جو ایک جوتی کے باکس کے جتنا چوڑا اور بارہ انچ لمبا تھا جس کے اوپر پرپل کلر کے کاغز کی پیکنگ کی گئی تھی۔ اس نے اس باکس کو الٹ پلٹ کر کے دیکھا تو کہیں پر بھی بھیجنے والے کا نام پتہ نہیں تھا۔ کچھ نہ لکھا دیکھ اس نے باکس کی پیکنگ کھولنا شروع کیا۔

ساری پیکنگ کھول کر اس نے جیسے ہی باکس کا ڈھکن اٹھایا اس کے آنکھوں کی پتلیاں پھیلیں تھیں۔ یہ کیا بکواس ہے؟؟ اس نے غصے سے ڈبے کو ہاتھ مار کر نیچے پھینکتے اونچی آواز میں کہا تو باہر سے ڈیوڈ فورا اندر آیا تھا۔ کیا ہوا سر؟؟ اس نے آتے ہی پوچھا۔ اٹھاؤ اسے اور باہر پھینکو۔

داور نے اپنا ماتھا مسلتے غصے کو کنٹرول کرنے کی کوشش کرتے کہا تو ڈیوڈ نے نیچے دیکھا جہاں ایک براؤن کلر کا باکس پڑا تھا اور اس کے ساتھ ایک سفید دو میٹر تک کا کپڑا پڑا تھا جس پر خون کے نشان لگے تھے۔ اسے بھی حیرت ہوئی کہ ایسی چیز کون بھیج سکتا تھا داور کو۔ اس نے آگے ہو کر وہ دونوں چیزیں اٹھائیں تو باکس سے ایک کاغز نیچے گرا۔

سر یہ کاغز پر کچھ لکھا ہے۔ڈیوڈ نے کہا تو داور نے اس کے پاس آ کر وہ کاغز پکرا۔ ‘‘امید کرتا ہوں تحفہ بلکل پسند نہیں آئے گا" کاغز پر بس یہ ایک لائن لکھی تھی جسے پڑھ کر داور نے غصے سے کاغز کو پھاڑ کر پھینکا تھا ۔لے جاؤ اسے اور باہر پھینک دو۔

اور پتا کرواو کس کی ہمت تھی جس نے مجھے یہ بھیجنے کی کوشش کی وہ غصے سے بولا مگر وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ سیم ایسا باکس داریہ کو بھی بھیجا گیا تھا اور اس کا بھی سیم داور جیسا ریسپونس تھا۔

################№#######

وہ گھر واپس آیا تو پورا گھر سناٹے میں ڈوبا ہوا تھا۔ باہر جہاں ہر طرف رات کا اندھیرا چھایا تھا وہیں گھر کے اندر ہر طرف روشنی کی بہاریں تھیں۔ لگتا ہے سب سو گئے۔ وہ خود سے بڑبڑایا اور سیڑھیاں چڑھنے لگا

۔

ارے باران تم آ گئے؟؟ وہ ابھی چار سیڑھیاں ہی چڑھا تھا کہ پیچھے سے ہمیرہ کی آواز سن کر رک گیا اور پلٹ کر پیچھے دیکھا جہاں وہ کچن کے دروازے میں کھڑی اسے دیکھ رہی تھی جبکہ اس کے دونوں ہاتھوں میں فیڈر موجود تھے شاید وہ بچوں کے فیڈر بنانے آئی تھی۔ جی ابھی واپس آیا ہوں۔

آپ سوئی نہیں ابھی تک ؟؟اس نے وہیں کھڑے پہلے ہمیرہ کے سوال کا جواب دیا اور پھر خود سوال پوچھا جبکہ ہمیرہ تب تک چل کر اس کے پاس پہنچ گئی تھی۔میں سونے لگی تھی مگر بچوں کو فیڈر دینا تھا اس لیے فیڈر بنانے آگئی۔

اس نے مسکرا کر جواب دیا تو باران نے سر ہلایا۔میرے خیال سے زحلے سو گئی ہو گی مگر مجھے لگتا ہے کہ وہ تم سے بہت ناراض ہے۔باران کچھ دیر خاموشی سے کھڑا رہا تو ہمیرہ نے خود ہی بات شروع کی۔وہ مجھ سے راضی کب ہوئی ہے بھابھی۔

ڈونٹ وری میں کر لوں گا اس کی ناراضگی کو برداشت۔آپ جائیں کمرے میں ورنہ بچے اٹھ کر رونے لگ جائیں گے۔وہ ہلکی سے

مسکراہٹ کے ساتھ کہتا سیڑھیاں چڑھ گیا جبکہ ہمیرہ بھی اس کے پیچھے ہی تھی۔

##############################

وہ کمرے کا دروازہ آہستہ سے کھول کر اندر آیا تھا تاکہ زحلے کی نیند خراب نہ ہو مگر جیسے ہی اس کی نظر کمرے میں لیمپ سے پھیلی روشنی کی وجہ سے بیڈ پر پڑی تو زحلے کو جاگتے دیکھ اس کو حیرت ہوئی۔ ارے تم ابھی بھی جاگ رہی ہو؟؟

باران مسکرا کر اس کے پاس جا کر بیڈ پر بیٹھتا بولا تو زحلے جو پہلے بیٹھی تھی اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے کروٹ کے بل لیٹ کر منہ

تک کمفرٹر اوڑھ گئی۔ زحلے میری جان مجھ سے ناراض ہے کیا؟؟ باران نے کمفرٹر کو آہستہ سے کھینچتے محبت سے چور لہجے میں کہا تو کمفرٹر میں منہ چھپائے لیٹی زحلے کی ہچکی بندھی تھی۔

مجھے بات نہیں کرنی آپ سے جائیں یہاں سے۔ وہ رونے کے سبب ہوئی بھاری آواز میں بولی۔ تم رو رہی ہو؟؟ اٹھو اٹھ کر بیٹھو اور رونا بند کرو۔ مجھ سے ناراض ہو نہ تو مجھ سے ناراضگی جتاؤ مگر رونا بند کرو۔

زحلے کی رونے والی آواز نے تو جیسے باران کو تڑپا کر رکھ دیا تھا اس لیے وہ فوراً اس کا کمفرٹر اتارتا بے چینی سے بولا جبکہ اس کے کمفرٹر اتارنے پر زحلے ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھی تھی۔ کیا ہے آپ کو جائیں نہ اب جہاں سے آئے ہیں۔ کیا کرنے آئیں ہیں یہاں؟؟

مجھے نہیں کرنی بات آپ سے۔آپ کو میری فکر ہی نہیں ہے تو مجھے بھی آپ سے بات نہیں کرنی۔وہ غصے سے بولی جبکہ رونا جاری تھا۔

میری طرف دیکھو ادھر ارے دیکھو نہ میری جان ایک بار میری طرف ۔وہ اس کا چہرہ اپنی جانب کرنے کی کوشش کرتا بولا جبکہ وہ اپنا چہرہ ویسے ہی موڑے نکھرا دیکھا رہی تھی۔

بس جانا ضروری تھا میری جان اسی لیے گیا تھا ورنہ میں کہاں اپنی جانم کے بنا رہ سکتا ہوں۔سوری سوسوری میری جان۔وہ اپنے ہاتھ جوڑ کر اس سے معافی مانگ رہا تھا جبکہ زحلے اسے ابھی بھی ناراضگی سے گھور رہی تھی۔مجھے بتایا بھی نہیں۔

اس نے روٹھے انداز میں شکوہ کیا کہ وہ اسے بنا بتائے چلا گیا۔ اس کا شکوہ کرنا باران کے دل کی دھڑکنوں کو تیز کر گیا تھا۔ کیا وہ اس سے شکوہ کر رہی تھی اس کے بنا بتائے جانے کا؟؟؟ پہلے اس کا اس کے جانے پر ناراض ہونا اور اب شکوہ کرنا باران کو لگ رہا تھا کہ وہ ایک حسین خواب دیکھ رہا ہے۔

مجھے لگا تم اس وڈیو کے بعد میری شکل بھی نہیں دیکھنا چاہو گی۔ باران نے اصل بات کہی تو زحلے نے اسے بے یقینی سے دیکھا۔ آپ سب کچھ خود ہی سوچ لیتے ہیں نہ؟؟ اس وڈیو میں آپ نے کہا آپ نے زبردستی مجھ سے نکاح کیا تھا اپنی مرضی کی جو سوچا پورا کیا۔

اور ابھی وہ وڈیو خود دیکھا کر خود ہی چلے جانے کے بعد مجھے کہہ رہے ہیں کہ مجھے آپ کی شکل نہیں دیکھنی تھی۔ میں نے کب کہا تھا آپ سے ؟؟ زحلے نے غصے سے کہا جبکہ اس کے غصہ کرنے پر باران کو فکر ہوئی کیونکہ ابھی اس کے آپریشن کا زخم کچہ تھا اور اس کا غصہ کرنا اس کے لیے اچھا نہیں تھا۔

اچھا اچھا میری غلطی میں غلط ہوں بس تم غصہ نہ کرو میری جانم۔ وہ اپنے دونوں ہاتھ کھڑے کرتا اپنی غلطی تسلیم کر رہا تھا۔ محبت بھی کیا چیز ہے نہ وہ جو کسی کی سنتا نہیں تھا اب اپنی محبت کے سامنے بیٹھا معافیاں مانگ رہا تھا۔ آپ نے مجھے ہرٹ کیا ہے میں نہیں کر رہی آپ سے بات

۔

مجھے نہیں پتا کہ کون میری محبت تھا اور کون نفرت۔ مجھے یہ پتا ہے کہ ابھی مجھے صرف آپ سے غرض ہے کیونکہ ابھی میں یہ جانتی ہوں کہ میں سب سے زیادہ خود کو محفوظ اور خوش آپ کے ساتھ محسوس کرتی ہوں۔ مگر آپ شاید مجھے بوجھ سمجھتے ہیں اسی لیے دور چلے گئے تا کہ مجھ سے جان چھوٹے۔

وہ روتے ہوئے سوں سوں کرتی بول رہی تھی جبکہ وہ حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا۔ کیا سچ میں ابھی زحلے نے اسے خود کے لیے اہم کہا تھا۔ مجھے نہیں پتا تھا کہ تم ایسا سوچتی ہو ورنہ مجھے میری محبت کی قسم ہے میں گھر سے باہر قدم بھی نہ رکھتا۔

سوری مجھے نہیں معلوم تھا تمہیں برا لگے گا۔سوری یار مجھے معاف کردو ۔وہ اس کی انکھوں میں دیکھتا بھاری لہجے میں بولا۔کان پکڑیں پہلے پھر سوچوں گی۔زحلے نے ناک چڑھائے کہا تو باران کے چہرے مسکراہٹ بکھری۔میری چندہ میری جان میری دل میری زندگی سوری سو سوری میری ہر اس غلطی کے لیے جس سے تمہیں دکھ اور تکلیف ہوئی سوری اس لیے کہ میں بنا بتائے ترکی چلا گیا۔

وہ فوراً اپنے کان پکڑ کر اس سے معافی مانگنے لگا جبکہ اس کی معافی پر زحلے نے اتراتے ہوئے آنکھیں گھمائی تھیں۔ٹھیک ہے ٹھیک ہے میں اس کا جواب صبح دوں گی کہ میں نے آپ کو معاف کیا یاں نہیں۔ابھی مجھے نید آرہی ہے۔اسے مزہ آرہا تھا نکھرہ دیکھا کر اس لیے باران کو بڑے شاہانہ

انداز میں کہتی واپس سے لیٹ کر گردن تک کمفرٹر اوڑھ کر دائیں جانب کروٹ لے گئی۔

اوکے سو جاؤ پر صبح معاف ضرور کر دینا۔وہ مسکرا کر کہتا تھوڑا سا جھک کر اس کی کنپٹی پر لب رکھ گیا جبکہ آنکھیں بند کر کے لیٹی زحلے نے ہونٹوں کو دانتوں میں دبا کر مسکراہٹ روکی تھی۔

###################################

سر میں نے داریہ اور داور دونوں کو وہ بوکس پہنچا دیے ہیں۔اب یہ بتا دیں کہ باران خان کو کب بھیجنے ہیں۔وہ آدمی جس نے داور اور داریہ

تک بوکس پہنچائے تھے اپنے پچاس سال کے بوس سے مخاطب تھا جس نے اس کے زمے بوکس پہنچانے کا کام لگایا تھا۔

نہیں باران خان کو نہیں بھیجیں گے ہم وہ باکس۔اسے ہم ڈرائیں گے نہیں بلکہ سیدھا اس تک اس کے گھر کے فرد اس کے کسی پیارے کی لاش پہنچائیں گے۔پھر اس کی آنکھوں میں درد اور تکلیف دیکھ کر میرا بدلہ پورا ہو گا۔

وہ آدمی خباثت سے بولا تو اس کا آدمی سر ہلا کر کمرے سے نکل گیا جبکہ وہ آدمی شراب کے گھونٹ بھرتے ہوئے واش روم کو دروازے کو دیکھنے لگا جہاں سے اگلے ہی پل ایک حسین دوشیزہ نکلی تھی جس کے بدن پر کپڑے نہ ہونے کے برابر تھے اور وہ سیدھا اس کے پاس آتی اس کے

ساتھ چپک کر بیٹھ گئی تھی اور اس حوس ذدہ انسان کے اندر کا شیطان جاگا تھا اور وہ شخص اگلے ہی پل گلاس ٹیبل پر رکھتا اس لڑکی پر جھکا تھا۔

#############################

وہ صبح صبح ہی اٹھ کر تیار ہو گیا تھا۔ مگر زحلے ابھی تک سو رہی تھی۔ اس نے سب سے پہلے تو اپنے سیکرٹری کو کال کرتے اس سے وہاں آفس کے معملات پوچھے تھے اور پھر اسے کچھ فائیل سیڈ کرنے کا کہتا کال کٹ کرتے لیپ ٹاپ ان کر کے بیٹھ گیا۔

کوئی دو گھنٹے تک وہ اور ریلیو کی بھیجی گئی فائلز کو چیک کر کے فارغ ہو گیا تھا ۔ دس کا ٹائم ہو رہا تھا وہ کافی پینے کا سوچتے کمرے سے نکلنے لگا تھا مگر زحلے

کو نید سے بیدار ہوتے دیکھ بیڈ کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا۔ آنکھ کھلتے ہی باران کے مسکراتے چہرے پر نظر پڑتے ہی زحلے کے چہرے پر بھی مسکراہٹ بکھری تھی۔

گڈ مارننگ میری جان! باران نے نیچے جھک کر اس کے ماتھے پر بوسہ دیتے کہا تو زحلے کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔ ان گزرے دو دنوں میں اس نے یہی چیز تو مس کی تھی باران کی۔ چلو فریش ہو جاؤ جلدی سے پھر نیچے چلتے ہیں ناشتہ کرنے۔ باران نے اس کی جانب اپنا ہاتھ کرتے کہا تو وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اٹھ بیٹھی اور پاؤں بیڈ سے نیچے لٹکائے۔

اس کے بیٹھتے ہی باران نیچے گھٹنوں کے بل بیٹھا تھا۔ نہیں میں پہن لوں گی نہ۔ جیسے ہی باران نے اس کی سلیپر پکڑ کر اس کے پاؤں کے

قریب کی تو زحلے جلدی سے پاؤں پیچھے کرتی بولی۔کچھ نہیں ہوتا زحلے میں اپنی خوشی سے کر رہا ہوں چلو پہنوں جوتا۔

وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر بولا تو زحلے نے ہچکچاتے ہوئے اپنا دائیاں پاؤں اس کے آگے کیا تھا جس میں باران نے بڑے پیار سے جوتا پہنایا تھا۔ چلو اب فریش ہو جاؤ پھر میں تمہارے زخم پر مرہم لگادوں گا اور ہم نیچے چلیں گے۔وہ جوتا پہنا کر زحلے کو کھڑا کرتا بولا تو وہ سر ہلاتی واش روم کی طرف بڑھ گئی۔

#####################################

وہ گھر میں بور ہو رہی تھی اس لیے آؤٹنگ کا سوچ کر اپنی گاڑی لیے گھر سے نکل گئی۔ اپنے فیورٹ ریسٹورنٹ کے باہر اس اپنی گاڑی روکی اور اپنے مخصوص انداز میں چلتی اندر کی جانب بڑھ گئی۔ ابھی وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی ہی تھی کہ اسے سامنے ہی ٹیبل پر ذزان اور انعم بیٹھے نظر آئے۔

داریہ کی آنکھوں میں خون اترا تھا ان دونوں کو ساتھ دیکھ کر۔ ذزان! وہ وہیں دروازے کے پاس کھڑی زور سے اس کا نام چلائی تو ذزان ہڑبڑا کر کھڑا ہوا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا اور جیسے ہی اس کی نظر داریہ پر گئی وہ فوراً اس کے پاس آیا۔ کیا یار داریہ ڈرا ہی دیتی ہو۔ یہ بتاؤ یہاں کیسے آئی؟؟ وہ اس کے پاس جا کر کھڑا ہوتا بولا۔

مجھے چھوڑو یہ بتاؤ تم اس چڑیل کے ساتھ یہاں کیا کر رہے ہو؟؟ وہ غصے سے انعم کو گھورتی بولی جو اسے دیکھ کر آنکھیں گھما کر رہ گئی تھی۔ ارے یار اس کی کمپنی کے ساتھ ہماری ڈیل فائنل ہونے والی تھی مگر اس دن تم نے کہا ڈیل کینسل کرنے کو تو آج وہی دیل کینسل کر رہا تھا مگر پھر اس لڑکی نے بتایا کہ وہ تمہاری دوست تھی تو مجھے حیرت ہوئی اس لیے تجسس کے مارے اور سوال پوچھنے لگا مگر عین موقع پر تم آگئی اور سب جواب رہ گئے۔

وہ پہلے سنجیدگی سے بولتا آخر میں معصوم منہ بنا کر بولا مگر دار یہ تو انعم کو گھور رہی تھی جو خود بھی ان کے پاس آکر کھڑی ہو گئی تھی۔ ریسٹورنٹ میں اچھا خاصا تماشہ بن گیا تھا سب لوگ ان کو دیکھ رہے تھے۔ مینیجر کا دل تو کر رہا تھا کہ وہ آکر ان سے کہے کہ آپ لوگ یہ لڑائی باہر جا کر

کریں مگر داریہ کو بھی جانتی تھی اس لیے وہ چپ چاپ کھڑی رہی کیونکہ اسے اپنی جان بہت زیادہ عزیز تھی۔

یہ میری دوست نہیں ہے کوئی نہیں ہے یہ میری دوبارہ اسے میری دوست مت کہنا۔وہ آہستہ آواز میں بولی مگر لہجہ ایسا تھا جیسے آگ اگل رہا ہو۔مجھے بھی کوئی شوق نہیں تمہاری دوست کہلوانے کا میں بھی یہی بتا رہی تھی کہ ہم دوستیں تھیں۔ تھیں مطلب کوئی وقت تھا جو گزر گیا ۔انعم نے بھی اسی کے انداز میں کہا تو داریہ نے اس کو پیچھے کو دھکا دیا۔

میرے شوہر سے اور مجھ سے دور رہو انعم ورنہ مجھے تو تم بہت اچھے سے جانتی ہو۔وہ اسے شہادت کی آنگلی سے وارن کرتی بولی تو انعم نے بھی

اسے پیچھے دھکہ دینا چاہا مگر اس کا ہاتھ ذزان نے رستے میں ہی روک دیا تھا۔ مس انعم اوقات میں رہ کر۔

اگر جان پیاری ہے تو یہاں سے چلی جائیں کیونکہ میں کوئی تماشہ نہیں چاہتا۔ وہ سخت انداز میں بولا تو انعم نے ایک جھٹکے سے اپنا ہاتھ چھڑایا۔ مجھے بھی تماشہ نہیں لگانا تھا مگر کیا کروں پرانے حساب بھی تو چکانے ہیں آخر بدلہ تو پھر بدلہ ہوتا ہے۔

وہ کہہ ذزان سے رہی تھی مگر نظریں داریہ پر تھیں جبکہ اس سے پہلے داریہ اس پر چھپٹ کر اس کی حالت بیگارتی ذزان داریہ کو قابو کر کے اسے لیے ریسٹورنٹ سے باہر نکل گیا تھا اور پیچھے وہ انعم نامی لڑکی غصے اور نفرت سے ان کو جاتا دیکھتی رہی تھی۔

####################

جانو تمہیں پتا ہے آج مجھے اتنا غصہ آرہا ہے نہ ذزان پر کہ اگر وہ میرے سامنے آیا تو میں اس کا قتل کر دوں گی۔اس کی آنکھیں نکال دوں گی جس سے وہ اس کمینی کو دیکھ رہا تھا،اس کے کانوں میں ابلتا ہوا پانی ڈال دوں گی جس سے وہ اسے سن رہا تھا اور پھر اس کے ہونٹوں کو سوئی دھاگے سے سی دوں گی جس سے وہ اس کے سامنے مسکرا رہا تھا۔

اس کی ہمت کیسے ہوئی میرے منع کرنے کے باوجود اس کمینی سے ملنے کی۔وہ اپنے کمرے میں بیڈ پر جانو کو ہگ کر کے بیٹھی اسے اپنے اندر کی جلن اور دماغ میں چل رہی پلیننگ بتا رہی تھی جس پر جانو جو اس کے

بازوں کے حسار میں بیٹھا تھا اس کی گال کے ساتھ اپنا چہرہ رب کرنے لگا ایسے جیسے کہہ رہا ہو کہ ہاں بلکل ایسا ہی کرنا۔

اسے تو خود ذزان برا لگتا تھا آخر کو وہ اس کی مالکن پر قبضہ کر کے بیٹھا تھا۔ تم بھی تو ہو نہ میرے پیارے سونے مونے جانو۔ تم میرے ساتھ چھ سالوں سے ہو تم نے تو آج تک میری بات نہیں ٹالی۔ میں اب اس سے بات نہیں کروں گی۔ آج اسے کمرے میں بھی سونے نہیں دوں گی آج سے میں پھر سے تمہارے ساتھ سوں گی۔

سوری میرے سونے میں نے تمہاری جگہ اسے دی۔ وہ جانو کے ماتھے پر لب رکھتی اس کے سر پر ہاتھ پھیرتی لاڈ بھرے لہجے میں بولی تو جانو

صاحب کی خوشی کا ٹھکانہ نہ رہا۔ مطلب آج وہ ذزان کو جلائے گا داریہ کے ساتھ رہ کر بلکل ویسے جیسے ذزان اسے منہ چڑھا چڑھا کر جلاتا تھا۔

وہ دونوں تو دکھ سکھ بانٹ رہے تھے مگر ذزان کمرے کے باہر کھڑا داریہ کے خطرناک ارادے اور اسے کمرے سے نکالنے کی سازش کو سن رہا تھا۔ داریہ کے خطرناک ارادے سن کر اسے اپنی جان خطرے میں لگ رہی تھی۔ مگر اسے داریہ کو منانا بھی تو تھا نہ اور اسے جانو کو واپس کمرے میں لانے اور اسے نکالنے سے روکنا بھی تو تھا۔

اس نے تھوڑا سا اندر جھانک کر دیکھا تو داریہ مسکراتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھوں میں جانو کا چہرہ بھرے اس سے لاڈ کر رہی تھی۔ پتا نہیں کون کون سی باتیں اور راز و نیاز ہو رہے تھے دونوں جانو شونا میں۔

اس نے ایک لمبا سانس کھینچ کر اپنے آپ کو اندر جانے کو تیار کیا اور پھر دل میں آل تو جلال تو کا ورد کرتے اندر کمرے میں داخل ہوا تھا۔

##############################

ہمیرہ کا آج کریلے کھانے کا بہت دل کر رہا تھا اسی لیے کب سے داور کی منتیں کر رہی تھی کہ وہ جا کر اسے کریلے ڈھونڈ کر لا کر دے جس پر وہ مسلسل انکار کر رہا تھا۔ وہ ایک بار پاکستان اپنی خالہ کے پاس گئی تھی جن کی اب ڈیتھ ہو گئی تھی تو انہوں نے تب اسے وہاں کریلے بنا کر کھیلائے تھے دال ڈال کر۔

تب سے آج اس کا دل پھر کیا تھا کریلے کھانے کا۔ پلیز نہ داور آپ میرے اچھے پیارے شوہر ہیں نہ۔ وہ داور کے بازو سے چپک کر اسے مسکا لگاتی بولی جبکہ دونوں بچے میگی سے بھرا باؤل پکڑے اسے کھانے کے ساتھ اپنے ماں باپ کو دیکھ رہے تھے جو آج ان کو فراموش کیے اپنی ہی بحث میں مگن تھے۔ نہیں جاؤں گا تو مطلب نہیں جاؤں گا۔

داور نے اسے اپنے بازو سے دور کرتے کہا مگر ہمیرہ پھر سے اس کے بازو کے ساتھ چپک گئی۔ ہمیرہ میں بلکل بھی نہیں مانوں گا تمہاری بات کو۔ میں داور خان لندن کا گینگسٹر جو لوگوں میں اپنی دہشت پھیلاتا ہے جا کر سبزی منڈی میں کریلے بریلے ڈھونڈنے گا تو یہ تمہاری غلط فہمی ہے۔

وہ چہرہ جھکائے ہمیرہ کو دیکھتا بولا تو ہمیرہ نے آنکھوں کو بچوں کی طرح جھپکاتے ہونٹوں کا پاؤٹ بھی بچوں کی بنا کر اسے دیکھا تو داور نے فوراً اپنی نظریں بدلیں تھیں کیونکہ ہمیرہ کے معصوم چہرے پر وہ پگھلنا نہیں چاہتا تھا۔داور آپ مجھ سے بلکل بھی پیار نہیں کرتے۔

میں نہیں بولتی آپ سے اور نہ میرے بچے آپ سے بات کریں گے۔ جائیں ہم نہیں بولتے آپ سے۔وہ اس کا بازو چھوڑ کر روٹھے انداز میں کہتی بیڈ پر جا کر دونوں بازو سینے پر باندھ کر بیٹھ گئی تھی اور ناراضگی سے چہرہ موڑ لیا تھا۔

رحمان اور نورے تو بس ان کو دیکھتے معملہ سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے کہ آخر یہ بحث چل کس چیز پر رہی ہے اور یہ کریلے ہے کیا جس کو

لانے کی ضد ان کی ماں کر رہی ہے اور ان کا بیچارہ باپ بھی ان کی طرح نہیں جانتا تھا کہ کریلے نام کس بلا کا ہے اور نہ ہی وہ لانے کو مان رہا ہے۔

اب ناراض ہوئے والی بات تو ہے نہیں یہ جس پر تم منہ بنا رہی ہو۔ وہ اس کے پاس آکر کھڑا ہوتا بولا تو ہمیرہ نے اپنا آخری ہتھیار استعمال کیا تھا اور اس کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسوں گرنے لگے تھے جسے دیکھ کر وہ پریشان ہوتا فوراً اس کے پاس نیچے گھٹنوں کے بل بیٹھا تھا۔ ہمیرہ یار اس میں رونا کہاں سے آگیا۔

آخر کیوں ضد کر رہی ہو اتنی کہ تمہیں کریلے ہی کھانے ہیں؟؟ میں تم تینوں کو آج باہر ڈنر پر لے جاؤں گا جو مرضی کھانا اگر وہاں وہ کریلے

شر یلے ہوئے تو وہ بھی کھا لینا بٹ یار رونا بند کرو۔ وہ اس کے انسوں صاف کرتا بولا مگر ہمیرہ نے اپنا چہرہ موڑ لیا۔

نہیں کرنی آپ سے بات مجھے۔ آپ بلکل بھی اچھے شوہر نہیں ہو۔ آپ مجھے کریلے نہیں لا کر دیتے۔ مجھے کریلے کھانے ہیں آپنے ہاتھوں سے بنا کر کھانے ہیں۔ بھروں کریلے بنانے ہیں دال ڈال کر بنانے ہیں۔

وہ سوں سوں کرتی بولی تو داور اپنا سر پکڑ رہ گیا جبکہ بچے بھی داور کے ساتھ آکر کھڑے ہوتے اپنی ماں کو پریشانی سے دیکھنے لگے۔ بابا لا دو نہ مما تو تریلے۔ نہ رلاؤان تو۔ (بابا لا دو نہ مما کو کریلے۔ نہ رلاوان کو) نورے داور کے چہرے پر اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھ رکھتی بولی تو داور نے پہلے تو مسکرا کر اسے دیکھا پھر ہمیرہ کو سنجیدگی سے دیکھا جو ابھی بھی

سوں سوں کر رہی تھی اور رحمان اپنے پاؤں اوپر کر کے اس کے انسوں صاف کر رہا تھا۔

ٹھیک ہے لادوں گا تمہارے کریلے ڈھونڈ کر پر پہلے یہ بتاؤ کہ وہ دیکھتے کیسے ہیں۔ وہ ہمیرہ سے بولا تو فوراً سے پہلے اس کے انسوں رکے تھے اور کھلی مسکراہٹ نے چہرے پر اپنا بسیرا کیا تھا۔ بلکل آپ جیسے دیکھتے ہیں۔ کڑوے ہوتے ہیں جیسے آپ کڑوے کریلے ہو۔

وہ جوش میں کیا بول گئی اسے بعد میں سمجھ آئی جب داور نے اس کی بات پر اسے تگری گھوری سے نوازہ۔ سوری سوری میں مزاق کر رہی تھی۔ آپ تو اتنے اچھے ہو اتنے پیارے اور میٹھے ہو۔

بس میں ابھی گوگل سے سرچ کر کے آپ کو پک دیکھاتی ہوں۔وہ فوراً چاپلوسی والی مسکراہٹ سجائے اسے کہتی موبائل پکڑ کر گوگل کھول کر کریلے سرچ کرنے لگی۔

##############################

اہم!اہم !

وہ کمرے میں داخل ہوتا داریہ کو اپنی موجودگی محسوس کروانے کے لیے گلا کھنگارنے لگا۔اس کے ایسے کرنے پر داریہ اور جانو دونوں ہی اس کی جانب متوجہ ہوئے تھے اور ان دونوں کی آنکھوں میں ہی اس کے لیے بے حد غصہ تھا جیسے دونوں مل کر اسے کچا چبا جائیں گے۔

ذزان کو بھی ایسی خوش فہمی بلکل نہیں تھی کہ دار یہ اس کے شوہر ہونے کا لحاظ کرتے اسے کچھ نہیں کہے گی اور جانو سے بھی بچائے گی۔ دیکھو میری پیاری بیگم اور اس کے پیارے جانو۔ میری بات سن لو ایک بار میں صرف اپنی صفائی دینے آیا ہوں۔

ایک بار بات سن لو نہ میری سکون سے۔ وہ اپنے دونوں ہاتھ اپنے بچاؤ کے لیے آگے کرتے آہستہ آہستہ قدم ان کی جانب بڑھاتا بولا تو جانو ایک دم سے اس پر غرایا جس پر اس کی حالت پتلی ہوئی تھی اور اس کے قدموں کو بریک لگی تھی ساتھ ہی کمرے میں اس کی چیخ گونجی تھی۔

داریہ کے چہرے پر خوبصورت مسکراہٹ بکھری تھی اس کی حالت دیکھ کر اور اس نے خوش ہوتے جانو کے سر پر پیار کیا۔داری یار اپنے جانو سے کہو چپ رہے اور ہم دونوں کے درمیان نہ بولے۔ذزان نے داریہ سے کہا تو داریہ نے اپنی دائیں آئیبرو اچکائی۔

میں اپنے جانو کو کچھ نہیں کہوں گی تم نے جو کہنا ہے وہیں دور سے کہو ورنہ جانو سے پہلے تم میرا اشکار بنو گے۔وہ بیڈ کی بیک سے ٹیک لگاتی ایک ہاتھ سے جانو کا سر اوکمر سہلاتی بولی تو ذزان صبر کے گھونٹ بھر کر رہ گیا اور جانو کو گھورنے لگا۔آنکھیں نیچے کرو خبردار جو میرے جانو کو گھورا تو

۔

ابھی جو بات کرنے کا موقع دے رہی ہوں نہ وہ بھی چھین لوں گی اور دھکے دے کر کمرے کے ساتھ گھر سے نکال دوں گی پھر جا کر رہنا اپنے باپ والے گھر میں اکیلے بھوتوں کے ساتھ۔ وہ ذزان کے جانو کو گھورنے پر سیدھی ہوتی غصے سے اسے وارن کرتی بولی تو ذزان سیکنڈ سے پہلے ایسے کھڑا ہوا جیسے پرنسپل افس میں پرنسپل کے سامنے کھڑا ہوا جاتا ہے ہاتھ باندھ کر اور سر جھکا کر۔ یار میں سچ کہہ رہا ہوں میں صرف ڈیل کینسل کرنے گیا تھا۔

تم نے دیکھی تھی نہ اس کے ہاتھ میں فائیل وہ کونٹریکٹ فائیل تھی۔ اس کا ہماری کمپنی کے ساتھ پہلے سے ایک کانٹریکٹ ہے اس کو ہی ختم کرنے گیا تھا تمہارے لیے۔ نہیں یقین تو اپنے گینگسٹر ہونے کا استعمال

کرو اور پتا کروالو۔ تمہارے لیے کیا ایسا۔ مجھے اتنے کڑور کا نقصان بھی ہوا پر تمہارے لیے وہ نقصان بھی سہا۔

اور تم ہو کہ یقین نہیں کر رہی۔ وہ بات تو بے بسی اور لاچار گی سے کر رہا تھا مگر سر ویسے ہی جھکایا ہوا تھا۔ وہ داریہ کی جانب دیکھ کر معصوم شکل بنا کر یہ سب کہنا چاہتا تھا مگر داریہ کے حکم کو ٹال بھی تو نہیں سکتا تھا۔

جانتے ہو میں دو تین دن کسی کو ٹارچر نہ کروں تو میرے ہاتھوں میں خارش اور جسم میں بے چینی پھیل جاتی ہے اس لیے میں اپنا شکار کہیں سے بھی ڈھونڈ لیتی ہوں پھر چاہے کسی کو چند پیسے دے کر اسے ایک تھپڑ ہی کیوں نہ ماروں مگر ہاتھوں کی خارش ہٹا لیتی ہوں اور آج تیسرا

دن ہے میں نے کسی کو کچھ نہیں کہا اور کوئی شکار بھی نہیں مل رہا مگر تم سامنے کھڑے ہو اور غلطی بھی کی ہے۔

تو کیا خیال ہے تمہارا؟؟ وہ اپنی لمبی انگلیوں کے لمبے ناخنوں پر انگوٹھے کو رب کرتی سنجیدگی سے بولی تو ذزان نے تھوک نگلا مگر وہ ہار نہیں مان سکتا تھا۔ ٹھیک ہے مار لو مجھے اگر تمہارا غصہ ایسے ٹھنڈا ہوتا ہے تو مار لو مگر سچی یار میں نے کچھ نہیں کیا۔

وہ اس بار چہرہ اوپر کرتا اس کی آنکھوں میں دیکھ کر بولا تو دار یہ کچھ پل کے لیے خاموش ہو گئی۔ اوکے مان لی تمہاری بات کہ تم نے کچھ نہیں کیا۔ کر لیا تمہارا یقین جاؤ معاف کیا تمہیں۔ وہ ایک دم بولی تو جہاں

ذزان کے چہرے پر خوشی چھائی وہیں جانو نے حیرانگی سے داریہ کو دیکھا کہ ہیں یہ کیسی کایاپلٹ تھی۔

ابھی تو بڑے بڑے دعوے کر رہی تھی اور اب اس کا یقین کر لیا۔ سچی مچی وائفی؟؟ ذزان نے پوچھا تو داریہ نے مسکرا کر ہاں میں سر ہلایا۔ واہ مطلب کہ مجھے کمرے سے نہیں نکالو گی اور جانو کو یہاں نہیں سلاؤ گی اپنے ساتھ۔ وہ بے چینی سے پوچھنے لگا مگر اس بار جواب اس کی سوچ کے برعکس تھا۔ اسے لگا داریہ ہاں کرے گی مگر اس نے نہ میں سر ہلا دیا۔

جانو جو اداس ہو گیا تھا داریہ کے سر نہ میں ہلانے پر پھر سے خوش ہوا تھا۔ نہیں ڈیئر ہبی۔ جانو یہیں سوئے گا تم کہیں اور سو جاؤ کسی بھی کمرے میں

جا کر۔ مگر آج میرا جانو میرے ساتھ سوئے گا اور یہ میرا حتمی فیصلہ ہے اس لیے چپ چاپ کمرے سے نکل جاؤ۔

وہ اسے مسکرا مسکرا کر بولتی ہلکے ہلکے شوک دے رہی تھی۔ مگر تم نے کہا تم نے مجھے معاف کر دیا ہے پھر کیوں کمرے سے نکال رہی ہو؟؟ وہ بے یقینی سے پوچھنے لگا تو داریہ اپنے ساتھ بیٹھے جانو کے سر پر بوسہ دیا اور پھر ذزان کو دیکھا۔

معاف کر دیا مگر سزا ملے گی پھر بھی اور ویسے بھی میں نے اپنے جانو کے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ اسے اپنے ساتھ سلاوں گی اور میں وعدہ نہیں توڑوں گی۔

وہ بولی تو ذزان نے کندھے ڈھیلے چھوڑے۔ مطلب میں جاوں؟؟ وہ معصوم منہ بناتا پوچھنے لگا تو داریہ نے سر ہلاتے اسے اس کا جواب دیا جس پر وہ مرے مرے قدموں سے باہر کی جانب چل پڑا جبکہ پیچھے سے جانو نے خوشی سے اپنا چہرہ اوپر کر کے اپنے مخصوص انداز میں آواز نکالتے اپنی خوشی کا اظہار کیا تھا جس پر ذزان دل ہی دل اسے گالیاں نکالنے لگا اور داریہ نے قہقہہ لگایا تھا۔

###############################

چار گھنٹے نجانے کہاں کہاں کی خاک چھان کر وہ کریلے ڈھونڈ کر لایا تھا اور ہمیرہ کچن میں جا کر انہیں بنانے کی تیاری کرنے لگی۔ اس نے کریلوں کو دھو کر ڈائنگ ٹیبل پر رکھا اور خود نائف اور پلیٹیں لینے گئی

تاکہ انہیں بنا سکے۔اس کے کچن میں جاتے ہی پیچھے سے ٹیبل کے پاس رحمان اور نورے آئے تھے اور غور غور سے کریلوں کو دیکھنے لگے۔

ان میں ایشا تیا اے دو مما بابا شے ان تے لیے لڑ رئیں تھیں ؟؟(ان میں ایسا کیا ہے جو مما بابا سے ان کے لیے لڑ رہی تھیں ؟؟)رحمان ان کو غور سے دیکھتا بولا تو نورے نے سر ہلایا اور پھر ایک دم سے اس کے چہرے پر مسکراہٹ آئی۔ام تھا کر دیتھیں ؟؟

نورے نے جوش سے کہا تو رحمان بھی مان گیا اور دونوں بہن بھائیوں نے ایک ایک کریلا اٹھالیا اور ان کی ایک بائیٹ لی۔ابھی بائیٹ لی ہی تھی کہ ان کا دماغ گھوم کر رہ گیا تھا۔اگلے ہی پل پورے گھر میں دونوں

بچوں کے زور زور سے رونے کی اواز گونجی تھی۔ہمیرہ جو کچن میں تھی بچوں کے رونے کی آواز سن فوراً ڈرائنگ روم میں آئی تھی۔

مماتروااے تریلا بوت دندہ اے پانی ڈو میٹھادو تچھ۔(مما کڑوا ہے کریلا بہت گندہ ہے پانی دو میٹھا دو کچھ)وہ روتے ہوئے بولتے خود بھی کچن کی جانب بھاگے تھے جبکہ کریلے تو وہیں پھینک دیے تھے۔ہمیرہ جو کچن سے نکلی تھی ان کو دیکھ کر فوراً سے ان کے پاس نیچے بیٹھی تھی۔
کیاہوا مما کی جان کو کیوں رو رہے ہو؟؟

وہ پریشانی سے پوچھنے لگی تب تک داور باران اور زحلے بھی وہاں آگئے تھے۔کیاہوا ہے انہیں؟؟داور پریشانی سے ان کے پاس جاتا پوچھنے لگا۔
مما آپ تے تریلے تروے ایں(مما آپ کے کریلے کڑوے ہیں)

نورے روتے ہوئے بولی تو ہمیرہ کی آنکھیں کھلیں۔اسے سمجھ آگئی انہوں نے کریلے کھالیے تھے۔ کیا مطلب کیا کہہ رہی ہے یہ ؟؟

داور نورے کو گلے لگاتا بولا تو ہمیرہ نے تھوک نگلا۔ کریلے کھالیے انہوں نے وہ کڑوے ہوتے ہیں۔ میں ابھی ان کو چینی کھلاتی ہوں۔اور ادھر آو تم دونوں پہلے کلی کرو آکر۔ وہ داور سے پہلے بولتی ان دونوں کو گود میں اٹھا کر کچن کی جانب چل پڑی جبکہ داور نے پیچھے ٹیبل پر دیکھا جس پر کریلے پڑے تھے اور نیچے دو گرے تھے جن پر چھوٹی سی بائیٹ کا نشان تھا۔

میرے خیال سے بچوں نے وہ کھا لیے ہیں۔ باران اپنے ساتھ بچوں کے رونے کے سبب ڈر کر چپکی زحلے کے سر پر ہاتھ پھیرتا دا اور سے بولا تو دا اور اٹھ کر ٹیبل کے پاس جاتا نیچے گرا ایک کریلا اٹھا چکا تھا۔

کیا ہے اس میں ایسا کہ بچے رونے لگے۔ وہ اسے دیکھ کر سوچتا بنا سوچے خود بھی بائیٹ کر گیا اور بس پھر کیا تھا اس نے بھی کریلا پھینکا اور تھو تھو کرتا کچن کی جانب بھاگا تھا جبکہ پیچھے باران کا قہقہ بے ساختہ تھا۔

######################

میں نہیں کھا رہا مجھ سے دور رکھو ان کو۔ توبہ ہے ابھی تک میرے منہ سے کڑواہٹ نہیں گئی مجھے نہیں کھانی یہ کڑوی سبزی۔ خود ہی کھاؤ مجھے اور میرے بچوں کو دور رکھو اس سے۔

ہمیرہ داور کی پلیٹ میں دو بھرویں کریلے رکھتی اسے کھانے کا بولی تو وہ سینے پر ہاتھ باندھ کر چہرے دوسری جانب کرتا بولا جبکہ باران اور زحلے بڑے غور سے اپنے سامنے پڑی پلیٹ کو دیکھ رہے تھے۔

زحلے نے تو اپنا پرہیزی کھانا کھانا تھا مگر سامنے پڑے کریلوں کو وہ اس لیے دیکھ رہی تھی کیونکہ اس کا دل کر رہا تھا نہیں کھانے کو جبکہ باران کی آنکھوں کے سامنے سے داور اور بچوں کی حالت نہیں جا رہی تھی جو

تھوڑی دیر پہلے اس نے دیکھی تھی انہیں کھانے پر اس لیے وہ سوچ رہا تھا کہ وہ کھائے یاں نہ کھائے۔

کھا کر تو دیکھیں دا اور سچی بہت مزے کے بنے ہیں۔ میں آپ کو دھاگہ اتار کر دیتی ہوں آپ کو مشکل بھی نہیں ہو گی کھانے میں۔ وہ اس کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ کر بولی اور ساتھ ہی پلیٹ اٹھا کر ایک کریلہ اٹھا کر اس پر سے دھاگہ اتارنے لگی۔ نہیں کھانے یار مجھے بس بات ختم۔ نہ میں کھاؤں نہ میرے بچے۔

ہم باہر سے کچھ منگوا لیتے ہیں۔ تم اپنے جیسے کڑوے کریلے پاس رکھو اپنے۔ وہ کہہ کر اٹھنے لگا مگر بچوں کی بات پر وہیں رک گیا۔ ام تو تھائیں دے تیونتہ کے مزے تے ایں۔ (ہم تو کھائیں گے کیونکہ یہ مزے کے

ہیں)رحمان اور نورے ایک ساتھ بولے تو داور نے حیران ہوتے انہیں دیکھا اور پھر ہمیرہ کو۔

یہ جو تمہارے دونوں بچے ہیں نہ۔۔۔۔۔۔۔وہ ابھی بول ہی رہا تھا کہ ہمیرہ نے روٹی کی ایک بائیٹ میں سالن بھر کر اس کے منہ میں بائیٹ ڈال دی اور داور کی بات بیچ میں ہی رہ گئی۔اس سے پہلے وہ ہمیرہ کی حرکت پر اسے ڈانٹتا منہ میں گھلتے ذائقے نے اس کی زبان اور آنکھیں بند کی تھیں۔واؤ یہ تو سچ میں بہت مزے کے ہیں۔

وہ بائٹ نگلتا بولا تو ہمیرہ کے چہرے پر مسکراہٹ بکھری اور باران کو گرین سگنل ملا کہ وہ بھی کھا سکتا ہے۔واہ بھابھی یہ تو واقعی بہت مزے کے ہیں۔آپ گریٹ ہو یار سچ میں بہت ذائقہ ہے آپ کے ہاتھوں

میں۔وہ مزے مزے لے کر کھاتا ہمیرہ کی تعریف کر رہا تھا جبکہ جہاں اس کی تعریف پر ہمیرہ خوش ہوئی تھی وہیں زحلے کا اور دل للچایا تھا۔

پاکستانی فوڈ بہت مزے کی ہوتی ہے مجھے زیادہ تو نہیں آتی بنانی مگر کچھ آتی ہیں۔میں چند سال ہی پاکستان میں رہی ہوں اس لیے زیادہ نہیں جانتی مگر تمہاری بیوی کو بنانے آتے ہوں گے پاکستانی کھانے۔کیونکہ وہ ساری زندگی وہیں رہی ہے۔ہمیرہ مسکراتے ہوئے اس سے بولی تو باران نے زحلے کو دیکھا جو للچائی نظروں سے کریلوں کو دیکھ رہی تھی۔

وہ تو جب اس کی یاداشت واپس آئے گی تب ہی بنا کر دے گی ویسے میری بیوی کے ہاتھ میں بھی بہت ذائقہ ہے۔وہ زحلے کے بال سہلاتا بولا۔ہاں چلو تب تک میں بنادیا کروں گی کل تمہیں بریانی بنا کر کھیلاؤں

گی میں۔ وہ داور کی پلیٹ سے دوسرا کریلہ اٹھاتی بولی تو وہ سب حیران ہوئے۔ یہ بریانی کیا ہوتی ہے ؟؟

داور اور باران بیک وقت بولے۔ یہ انڈیا اور پاکستان کی سپیشل ڈش ہے تم لوگ انگلیاں چاٹتے رہ جاؤ گے اور دیوانے ہو جاؤ گے بریانی کے۔ وہ ہستے ہوئے بولی۔ اچھا چلیں پھر کل بنا لیجیے گا کیونکہ پرسوں صبح ہم واپس اٹلی جارہے ہیں۔ باران نے ایک نوالہ بنا کر مسکراتے ہوئے زحلے کے منہ میں ڈالا۔

اسے مت کھیلاو نقصاندہ ہے اس کے لیے ابھی اور دوسری بات کیا ڈاکٹر سے بات کرلی ہے تم نے ؟؟ داور پہلے اسے ٹوکتا بولا تو اس نے بنا ان کی پرواہ کیے مسکرا کر زحلے کے ماتھے پر لب رکھے جو بہت زیادہ

خوش ہو گئی تھی ایک نوالہ کھا کر ہی۔ کوئی بات نہیں ایک نوالے سے کچھ نہیں ہو گا۔

میری زحلے خوش ہو گئی نہ مجھے یہی بہت ہے اور دوسری بات یہ کہ ڈاکٹر سے پوچھ لیا ہے اور انہوں نے سفر کی اجازت دے دی ہے۔ وہ بولا تو داور نے سر ہلایا اور خود بھی ایک نوالہ بنا کر ہمیرہ کے منہ میں ڈالا۔

ہنہ کوپی کیٹ۔ باران اس کی حرکت پر بولا تو داور نے منہ چڑھایا اور پھر ہمیرہ کو خود اپنے ہاتھوں سے نوالے بنا بنا کر کھیلانے لگا اور وہ شرماتے ہوئے اس کے ہاتھوں سے کھانا کھانے لگی۔

################################

جینی کہاں ہے راجر؟؟؟ وہ اپنے افس میں بیٹھی راجر سے مخاطب تھی۔ میم آپ نے کہا تھا کہ رابرٹ کو پنک ڈائمنڈ پہچانے ہیں اس لیے وہ امریکہ گئی ہے۔ راجر کچھ فائیل ٹیبل پر رکھتا اسے بتانے لگا۔ اوہ اچھا ٹھیک ہے تم جاؤ اور ہاں یہ تصویر والے لڑکے کو ڈھونڈ کر اسے ختم کر دو کل ہی سپاری ملی ہے اس کی۔

وہ اسے اپنے سامنے پڑے ٹیبل کے ایک ڈرار سے پک نکال کر اسے دیتی بولی تو راجر نے وہ تصویر پکڑ لی۔ کس نے دی سپاری؟؟ راجر غور سے اس لڑکے کو دیکھتا پوچھنے لگا۔ اس کی گرلفرینڈ نے دی ہے کیونکہ

اسے نیا بوائے فرینڈ مل گیا ہے اس لیے اسے اس سے جان چھوڑانی ہے

۔

وہ راجر کی رکھی گئی فائلز میں سے ایک فائیل اٹھا کر اسے دیکھتی بولی۔

اوکے میم آج رات تک اس لڑکے کی لاش اس کے گھر پہنچ جائے گی۔

وہ فورآ بولا۔ نہیں تم اسے میرے پاس لاؤ گے کیونکہ میرا دل کر رہا ہے کسی کو تڑپا تڑپا کر مارنے کا اور اس لڑکے پر ہاتھوں کی خارش ہٹا لوں گی۔

وہ راجر کو دیکھتی بولی تو وہ سر ہلاتا کمرے سے نکل گیا جبکہ وہ فائل میں سے ان ان ناموں کو کروس کرنے لگی جن کے پاس ہیرے پہنچ چکے تھے۔

###############################

پارسل کس کی طرف سے آیا تھا تمہیں؟؟ وہ دونوں لان میں رکھی چیئر پر بیٹھے کافی پی رہے تھے کہ تبھی اچانک باران نے داور سے پوچھا۔ کون سا پارسل؟؟ اسے واقعی باران کے سوال کی سمجھ نہیں آئی تھی۔ وہی جو میرے ترکی جانے کے بعد تمہیں ملا تھا۔

باران نے کہا تو اسے وہ پارسل یاد آیا۔ ہاں وہ پارسل پتا نہیں کس نے بھیجا تھا۔ ڈیوڈ سے کہا تھا میں نے پتا کرنے کا مگر پھر لندن بہت کام پڑے تھے اس لیے اسے وہاں بھیج دیا میں نے اور اس پارسل کو اگنور کیا ویسے بھی کوئی فضول انسان ہی ہو گا جو ہمیں بس اپنی جانب متوجہ کرنا چاہتا ہو گا لیکن میرے پاس اتنا ٹائم نہیں کہ فضوم لوگوں پر دیہان دوں۔

وہ کافی کا سپ لے کر بولا تو باران نے اپنا کپ ٹیبل پر رکھتے اپنا رخ اس کی جانب موڑا۔ تمہیں یہ نارمل لگ رہا ہے؟؟ تم جانتے ہو ویسا سیم پارسل داریہ کو بھی ملا ہے اور تم دونوں نے اس بات کو اتنا نون سیریس لیا کہ اس پر غور و فکر بھی نہ کی کہ کس نے بھیجا ہے۔ باران کا لہجہ سخت تھا۔ کیا داریہ کو بھی ویسا پارسل ملا ہے؟؟ داور نے حیرانگی سے پوچھا تو باران نے سر ہلایا۔

کون کر سکتا ہے ایسا؟؟ کس کی اتنی ہمت کہ وہ تھری ڈیمنز کو ڈرانے کا سوچے۔ داور نے پر سوچ انداز میں کہا۔ پتا کروا رہا ہوں میں مگر جو بھی ہے بہت چھپ کر وار کرنا چاہتا ہے کیونکہ ابھی تک اس کے بارے میں

کوئی سراغ نہیں ملا۔ باران نے کہا۔ آپ یہاں بیٹھے ہیں اور میں آپ کا کمرے میں انتظار کر رہی ہوں۔

جلدی آئیں کمرے میں مجھے نیند آ رہی ہے مجھے سونا ہے۔ ابھی داور کچھ بولتا کہ زحلے وہاں ان کے پاس آتی باران سے روٹھے انداز میں بولی۔ جاؤ چھوٹے تمہاری بیوی کو تمہارے بغیر نیند نہیں آتی۔ داور شرارتی انداز میں بولا تو باران نے جو کھڑا ہو چکا تھا اس کے کندھے پر رکھ کر مکہ مارا تھا۔ زیادہ باتیں نہ کرو تم بھی جاؤ کیونکہ تمہاری بیوی بھی یہاں آ رہی ہے ساتھ میں اپنے دو فوجی بھی لا رہی ہے۔

باران کی بات پر داور نے زحلے کے پیچھے دیکھا جہاں سے ہمیرہ آتی نظر آئی جس کے دائیں بائیں نورے اور رحمان اس کا ہاتھ پکڑے چل رہے

تھے۔بس بھئی یہی وجہ تھی شادی نہیں کرنی تھی کیونکہ آزادی ختم ہو جاتی ہے مگر کیا کریں محبت نے دل میں پنجے گاڑھ لیے۔

داور کھڑا ہوتا بولا تو باران نے قہقہ لگایا اور زحلے کو اپنے بازؤں کے حصار میں لیتا اندر کی جانب بڑھ گیا اور داور ہمیرہ کے پاس جا کر نورے کو اٹھاتا ان کو وہیں سے واپس اندر لے گیا۔

##################################

آپ کو پتا ہے نہ مجھے اس وقت سونا ہوتا ہے پھر کیوں آپ کمرے میں جلدی نہیں آتے؟؟ وہ کمرے میں آتے ہی روٹھے انداز میں بولتی بیڈ پر

جا کر بیٹھ گئی۔ بس یار باتیں کر رہا تھا میں بھائی سے اس لیے وقت کا پتا نہ چلا۔ سوری جانم چلو ہم ابھی سو جاتے ہیں۔

وہ اس کے ساتھ بیڈ پر جا کر بیٹھتا بولا تو زحلے منہ کے عجیب وغریب زاویے بناتی دوسری سائیڈ پر جا کر لیٹ گئی جبکہ باران سائیڈ ٹیبل کے ڈرار سے زحلے کے زخم پر لگانے والی کریم نکالنے لگا۔ زحلے کے زخم پر کریم لگا کر وہ ٹشو سے ہاتھ صاف کرتا خود بھی زحلے کو زور سے ہگ کرتا لیٹ گیا۔

اب زحلے کی کمر اس کے سینے سے لگی ہوئی تھی۔ وہ روز اب اس کے ساتھ ایسے سوتا تھا اور ہر مرتبہ اس کے دل کی دھڑکن تیز رفتار پر دوڑنے لگتی تھی۔ باران آپ جب بھی مجھے ہگ کرتے ہیں آپ کے

دل کی دھڑکنیں تیز کیوں ہو جاتی ہیں؟؟زحلے اپنا رخ اس کی جانب کرتی بولی اب وہ دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھ رہے تھے۔
جواب دیں نہ آپ اب مجھے کیا دیکھ رہے ہیں؟؟

باران کے جواب نہ دینے پر اس نے پھر سے پوچھا۔کیونکہ مجھے تم سے محبت ہے۔ باران کے جواب پر زحلے کا دل ایک دم سے دھڑکنا بھول گیا تھا۔میرا دل صرف تمہارے میرے پاس آنے پر زور سے دھڑکتا ہے ورنہ مجھے سب لوگ ہرٹ لیس کہتے ہیں۔سچ یہی ہے زحلے کہ تمہارے میرے قریب آنے پر میری دھڑکنوں کا بے قابو ہونا مجھے پسند ہے کیونکہ یہ سب کچھ تم سے میری محبت بیان کرتا ہے۔

باران اس کی آنکھوں میں اپنی محبت کے جزبوں سے لبریز آنکھیں ڈال کر بول رہا تھا جبکہ زحلے کو لگ رہا تھا جیسے اس کے ارد گرد ہوا میں آکسیجن ختم ہو گئی ہو۔ سانس لو زحلے ورنہ میں اپنے طریقے سے تمہاری سانسیں واپس لاؤں گا۔ باران نے کہا تو زحلے نے ہمت کرتے ایک لمبا سانس کھینچا۔ آپ کو نیند نہیں آرہی ؟؟

مجھے تو بہت نیند آرہی ہے اس لیے سو جائیں جلدی سے پھر صبح جلدی اٹھنا بھی ہے۔ وہ جلدی سے واپس رخ موڑتی بولی جبکہ باران نے مسکرا کر اسے پھر سے کس کر ہگ کیا اور اس کی گردن میں منہ چھپا کر آنکھیں بند کر لیں اور اب باران کے ساتھ ساتھ زحلے کے دل کی دھڑکن بھی تیز رفتار پر ڈور رہی تھی۔

##############################

کیا دیکھ رہے ہو؟؟؟؟ وہ کمرے میں آئی تو ذزان موبائل پر کچھ دیکھ رہا تھا اس لیے اسے پوچھتی اس کے ساتھ جا کر بیٹھتی موبائل پر دیکھنے لگی جہاں پر وہ بچوں کی وڈیو دیکھ رہا تھا۔ دیکھو کتنے کیوٹ اور پیارے ہیں گولو مولو سے۔ وہ داریہ کے سامنے موبائل کرتا مسکرا کر بولا تو داریہ کے چہرے پر بھی مسکراہٹ آئی۔

ہاں پیارے ہیں مگر میرے رحمان اور نورے کے سامنے یہ کچھ بھی نہیں۔ وہ رحمان اور نورے کو یاد کرتی بولی تو ذزان نے بھی مسکرا کر سر ہلا یا۔ جب ہمارے بچے ہوں گے تو وہ اور بھی زیادہ پیارے ہوں گے۔ وہ اسے کندھا مارتا بولا تو داریہ اس کی بات پر شرمائی۔ مجھے نہ بلکل تم

جیسی بیٹی چاہیے تاکہ وہ میں اسے شہزادیوں کی طرح رکھوں اور اس کے نکھرے اٹھاؤں۔

وہ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتا بولا تو داریہ نے اس کے کندھے پر اپنا سر رکھا۔ پر مجھے تو بیٹا چاہیے کیونکہ اگر بیٹی ہوئی تو تم اس سے زیادہ پیار کرو گے اور مجھے جیلسی ہو گی اس لیے بیٹا چاہیے کیونکہ اس سے میں جیلس نہیں ہوں گی۔ وہ اس کے سینے پر اپنا ہاتھ رکھ کر بولی تو ذزان ہسا۔

چلو مجھے بیٹا بھی قبول ہے ویسے پھر بیٹے سے میں جیلس ہوں گا کیونکہ پھر وہ تمہارا لاڈلہ ہو گا۔ وہ اس کے سر پر بوسہ دیتا بولا۔ یہ تو اچھی بات ہے نہ پھر تو مجھے بیٹا ہی چاہیے تاکہ تمہیں جیلس ہوتا دیکھوں۔ وہ اس کے سینے پر مکہ مار کر بولی جبکہ ذزان نے منہ کے زاویے بیگاڑے تھے۔

##########################

ہمیرہ نے آج بریانی بنائی ہوئی تھی اور داور باران دونوں جم کر کھارہے تھے۔ تھوڑی سی بریانی باران نے زحلے کو بھی کھیلائی تھی۔ بچوں کو بھی بہت پسند آئی تھی بریانی اور داور اور باران تو تعریفیں کر کر نہیں تھک رہے تھے۔

سب نے کھانا کھالیا تھا مگر باران اور داور ابھی تک بریانی کھارہے تھے۔ یہ پہلی بار تھا کہ ان دونوں نے اتنا کھانا کھایا تھا ورنہ وہ دونوں تو بہت ہی کم کھاتے تھے۔اب بس کرو اور اٹھ جاؤ یہاں سے یہ آخری باقی کی

بریانی میری ہے۔داور نے سامنے ٹرے میں بچی بریانی کو دیکھتے جو آدھی پلیٹ کے برابر تھی باران سے کہا۔

کیوں کس خوشی میں ؟؟تم اٹھو نہ تم مجھ سے پہلے کے کھارہے ہو اس لحاظ سے تمہارا اٹھنا بنتا ہے۔وہ آگے سے داور کو اٹھنے کا کہنے لگا کیونکہ بچے چاولوں پر تو اس کی بھی نیت خراب تھی۔

میں کیوں آٹھوں میری بیوی نے بنائی ہے بریانی لحاظہ میں تو کھاؤں گا حق سے کھاؤں گا۔داور ٹرے کو اپنی جانب کھسکھانے کے لیے پکڑتا بولا مگر باران نے بھی اسی وقت ٹرے کو پکڑ لیا تھا۔میری بھی بھابھی ہے وہ میں دیکھتا ہوں تم کیسے کھاتے ہو۔

وہ ٹرے کو اپنی جانب کھینچتا بولا مگر داور نے پکڑ مضبوط رکھی۔ وہ دونوں ایک دوسرے کو گھورتے ٹرے کو اپنی اپنی جانب کرنے کی جدوجہد میں لگے تھے جبکہ ہمیرہ اور زحلے حیرانی اور پریشانی سے ان دونوں بھائیوں کو دیکھ رہی تھیں۔

ابھی بتاتا ہوں تمہیں۔ باران داور کو گھور کر کہتا ایک ہی جھٹکے میں ٹرے کو کھینچ کر وہاں سے بھاگ گیا تھا جبکہ داور اس کے پیچھے بھاگا تھا۔ باران رک جاؤ میں تمہیں کہہ رہا ہوں۔

وہ اس کے پیچھے بھاگتا بولا مگر باران بنار کے لاؤنج میں ادھر سے ادھر بھاگتا اسے منہ چڑھانے لگا اور اس کے ہاتھ میں پکڑی ٹرے میں موجود

بریانی بیچاری خود سوچ رہی تھی کہ کن بھوکوں کے ہاتھ لگ گئی میں مجھے ہی گھما ڈالا انہوں نے۔

باران کو کسی طرح نہ رکتا دیکھ داور نے اپنا جوتا اتار کر باران کی جانب پھینکا جو سیدھا اس کی کمر پر جا کر لگا تھا۔داور نے بنا دیر کیے دوسری جوتی بھی ویسے ہی پھینکی تھی مگر اس بار باران اس سے بچ گیا تھا اور پیچھے مڑ کر داور کو منہ چڑھانے لگا اور یہیں اس سے غلطی ہوئی تھی کیونکہ وہ پیچھے دیکھ رہا تھا اس لیے سامنے پڑے ٹیبل کو نہ دیکھ سکا اور اس سے ٹکراتا گرتے گرتے بچا تھا۔

وہ تو گرنے سے بچ گیا مگر بریانی محترمہ زمین کو اپنا بچھڑا ساتھی جان کر اس کے گلے جا لگی تھی اور خالی ٹرے باران کے ہاتھ میں رہ گئی تھی۔لو جی گئی بریانی زمین پر۔

ہمیرہ جو کب سے تاسف سے ان دونوں بھائیوں کو دیکھ رہی تھی باران اور داور کے پاس جا کر بریانی کو دیکھتی بولی جبکہ وہ دونوں بھائی تو غم کے مارے کچھ بول بھی نہ سکے تھے بس آنکھیں پھاڑے زمین پر ریکھ رہے تھے جہاں ان کی بریانی ان کو منہ چڑھا رہی تھی کہ لو بچو میں تم دونوں میں سے کسی کی نہیں ہوں گی۔

باران کے بچے یہ تم نے کیا کیا؟؟ داور غم کی دنیا سے باہر آتا باران پر چیخا جبکہ باران بھی اسے گھور رہا تھا اور پھر دونوں ایک دوسرے پر

جھپٹتے ایک دوسرے کے بالوں کو پکڑ چکے تھے۔ارے چھوڑیں کیا کر رہے ہیں آپ دونوں؟؟

ہمیرہ ان کو چھوڑانے کی کوشش کرتی بولی جبکہ زحلے اور بچے تینوں صوفے پر بیٹھے ان کو لڑتا دیکھ رونا شروع کر چکے تھے۔ تم پیچھے ہٹ جاؤ ہمیرہ آج یہ میرے ہاتھوں ضائع ہو گا۔داور ہمیرہ کو ہٹنے کا بولا۔

بسسسسسسس لڑنا بند کریں دونوں اور جائیں جا کر کچن سے لے لیں جتنی بریانی لینی ہے۔

ختم نہیں ہوگئی بریانی جو ایسے بچوں کی طرح لڑ رہے ہیں۔وہ اپنے کانوں پر ہاتھ رکھتی زور سے چیختی بولی تو وہ دونوں رک کر اسے حیرت سے دیکھنے لگے اور پھر ایک دوسرے کو پیچھے کرتے گرتے پڑتے کچن کی

جانب بھاگے۔اللہ معاف کرے کہاں سے لگتا ہے کہ یہ دونوں گینگسٹر ہیں۔

ایسا لگ رہا ہے جیسے فقیروں کی بستی سے آئے ہیں۔ تین پلیٹیں کھا کر بھی ان کی بھوک ختم نہیں ہوئی توبہ ہے۔ہمیرہ کانوں کو ہاتھ لگا کر کہتی زحلے اور بچوں کے پاس آئی تھی جواب رونا بند کر چکے تھے جبکہ اندر کچن میں وہ دونوں بھائی لڑتے بھڑتے اپنی اپنی پلیٹوں میں بریانی ڈال رہے تھے۔

###################################

کیا جانا ضروری ہے ؟؟؟ ذزان کو بزنس ٹرپ کے لیے جاپان جانا تھا اور داریہ کو جب سے اس نے بتایا تھا وہ تب سے بار بار اس سے یہ ہی سوال پوچھ رہی تھی۔ میری جان جانا ضروری نہ ہوتا تو میں کیوں جاتا اپنی پیاری سی جان کو چھوڑ کر۔

میں تو کہہ رہا ہوں تم سے کہ چلو تم بھی میرے ساتھ مگر تم بھی انکار کر رہی ہو ساتھ جانے سے۔ وہ داریہ کو گلے لگاتا بولا۔ مجھے بھی تو یہاں بہت سے کام ہیں نہ اس لیے نہیں جا سکتی ورنہ ضرور جاتی۔

وہ معصوم منہ بنا کر بولی۔ اچھا جی رہا بھی نہیں جاتا مجھ سے دور اور ساتھ بھی نہیں جانا میرے۔ ذزان نے اس کے سلکی لمبے بال بیگاڑتے کہا۔

ہمم نہیں رہا جاتا تم سے دور کیونکہ تم میری محبت ہو میری زندگی بن گئے ہو اس لیے میرے لیے بہت خاص ہو گئے ہو۔

وہ اس کو کس کر ہگ کرتی بولی تو ذزان کے ہونٹوں کے مسکراہٹ کی ساتھ آنکھوں کی چمک بڑھی۔ میرے کچھ دن دور جانے پر تمہاری یہ حالت ہے میں ہمیشہ کے لیے تم سے دور چلا گیا تو کیا کرو گی۔ ذزان نے اس کے سر پر اپنی تھوڑی ٹکاتے پوچھا۔ میں جان لے لوں گی۔

وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی سختی سے بولی۔ ایک تو تم میری جان کے پیچھے پڑی رہتی ہو۔ ذزان نے منہ بناتے کہا تو داریہ نے نہ میں سر ہلایا۔ میں نے کب کہا تمہاری جان لوں گی ؟؟ داریہ نے پوچھا تو ذزان حیران ہوا۔ تو پھر ؟؟ اس نے پوچھا۔

میں تمہاری نہیں اپنی جان لے لوں گی۔میں تم پر غصہ کرتی ہوں تمہیں دھمکیاں دیتی ہوں مگر سچ کہوں تو ذزان میں تمہیں ایک خراش بھی نہیں دے سکتی۔تمہاری تکلیف کا سوچتے مجھے درد ہوتا ہے۔

میں تمہیں جانے سے بھی اس لیے روک رہی ہوں کیونکہ مجھے عجیب سی فیلنگ آرہی ہیں کہ جیسے تم واپس نہیں آوگے۔وہ اس کے سینے پر واپس سے سر رکھتی اسے اس کی اپنی زندگی میں اہمیت اور خود کا ڈر بتانے لگی۔ڈونٹ وری فکر نہ کرو میں نے کہاں جانا ہے تمہارے پاس ہی لوٹ کر آنا ہے۔

وہ اس کے بالوں پر بوسہ دیتا بولا اور خود بھی داریہ کے گرد اپنے بازؤں کی گرفت مضبوط کر گیا تاکہ اسے احساس دلا سکے کہ وہ اس کے پاس ہے اور پاس رہے گا۔

##################################

باران اور زحلے اٹلی جبکہ داور لوگ لندن واپس چلے گئے تھے مگر جانے سے پہلے ہمیرہ سوزین سے مل کر گئی تھی۔ باران نے جانے سے پہلے ڈاکٹر سے زحلے کی صحت کے مطلق پروپر بات کرلی تھی۔ ڈاکٹر کا کہنا تھا کہ زحلے کی یاداشت کسی بھی وقت واپس آسکتی تھی۔

ایسا بھی ہو سکتا تھا کہ وہ ایک سیکنڈ میں سب بھولی بیٹھی ہو اور اگلے ہی لمحے اسے سب یاد آجائے یاں وہ رات کو سو کر صبح اٹھے تو اس کی یاداشت واپس آچکی ہو۔ مگر ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ اس کی یاداشت کبھی واپس نہ آسکے۔ڈاکٹر کی باتوں نے جہاں اس کے اندر ایک امید جگائی تھی وہیں اسے ایک ڈر بھی لاحق ہو گیا تھا کہ کہیں ہمیشہ ہے لیے زحلے سب نہ بھول جائے۔

وہ اٹلی آکر ہمیرہ لوگوں کو مس کر رہی تھی مگر باران خان سے یہ بات کہہ نہ سکی۔ ابھی بھی وہ بلیک کلر کے ٹراوزر پنک گھٹنوں تک آتی شرٹ پر وائٹ لونگ کورٹ پہنے لان میں رکھے جھولے پر بیٹھی اپنی ہی سوچوں میں مگن تھی کہ تبھی باران آکر اس کے ساتھ بیٹھا۔ یہاں اکیلی کیا کر رہی ہو؟؟ وہ چہرہ موڑ کر اسے دیکھتا مسکراتے ہوئے پوچھنے لگا۔

بس دل گھبرا رہا تھا تو میں یہاں آ کر بیٹھ گئی۔ وہ ہلکی سی مسکراہٹ پاس کرتی اس کے کندھے پر سر رکھ کر گئی۔ اس کا ایسا کرنا باران کے اندر سکون بھر گیا تھا۔ میرے پاس تمہارے لیے کچھ ہے۔ وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے دل کے مقام پر رکھتا بولا تو زحلے نے کندھے سے چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا۔ کیا ہے؟؟

اس کے لہجے میں تجسس بھرا تھا جبکہ اس کے تجسس پر باران مسکرایا۔ آنکھیں بند کرو پہلے۔ وہ اس کی آنکھوں پر ہاتھ رکھتا بولا تو زحلے نے اچھے بچوں کی طرح ہاں میں سر ہلایا۔ جلدی دیکھائیں نہ خان۔ زحلے ایکسائیٹڈ سی بولی مگر باران خان کو اپنی جگہ پتھر کر گئی تھی۔ کیا کہا تم نے زحلے؟؟ پھر سے کہنا زرا۔

باران نے اس کی آنکھوں سے ہاتھ ہٹاتے کہا تو زحلے نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔ میں نے تو بس اتنا کہا کہ جلدی دیکھائیں۔ وہ کندھے آچکا کر بولی۔ نہیں اس کے بعد کیا کہا تھا تم نے ؟؟ تم نے مجھے کیا کہہ کر مخاطب کیا تھا ؟؟ باران نے بے چینی سے پوچھا۔

میں نے آپ کو خان کہہ کر مخاطب کیا تھا۔ زحلے معصوم مسکراہٹ سے کہتی باران خان کو دنیا کی سب سے بڑی خوشی دے گئی تھی۔ ایک بار پھر سے مجھے اسی لفظ سے بلاؤ گی کیا ؟؟ باران نے اس کے دونوں ہاتھ پکڑ کر منت بھرے لہجے میں کہا۔

ہاں تو میں کہہ دیتی ہوں اس میں کون سی نئی بات ہے۔خان جلدی سے مجھے میرا اسرپرائز دیں۔زحلے آنکھیں مٹکا مٹکا کر کہتی اس کے سامنے اپنے ہاتھوں کی ہتھیلیاں کر گئی جبکہ باران نے اس کے ہاتھوں پر تحفہ رکھنے کی بجائے ان ہاتھوں کو چوم لیا تھا جس پر زحلے شرم سے لال ہوتی ہاتھ کھینچ گئی۔

زحلے میری جان خان کی جانم کیا میں تمہارے اس طرح مجھے مخاطب کرنے پر اپنے دل کی آواز کو سنتے ایک جسارت کر سکتا ہوں؟؟

باران نے اس کی حیا آلود آنکھوں میں دیکھتے اجازت مانگی تو زحلے نے پہلے تو اسے ناسمجھی سے اسے دیکھا پھر اسے اجازت دیتے سر ہلا دیا مگر اگلے ہی پل اسے اپنے اجازت دینے پر افسوس ہوا تھا کیونکہ اس کے

اجازت دینے پر پہلی بار باران نے ماتھے پر بوسے سے آگے قدم بڑھایا تھااور اس کے نرم پنکھڑی ہونٹوں پر اپنے ہونٹ رکھتے اس کی سانسوں پر حکومت جمائی تھی۔

باران کے ایسے اپنے قریب آنے پر زحلے کا دل دھڑکنا بھول گیا تھا اور اس نے تڑپ کر باران کی شرٹ کو اپنی مٹھیوں میں دبوچا تھا۔ اس کا ارادہ چھوٹی سی جسارت کا تھا مگر پیاسے کو صدیوں بعد پانی ملا تھا پھر وہ کیسے ایک گھونٹ پر گزارہ کرتا۔

وہ ہر چیز سے بیگانہ ہوتا اس کی سانسوں میں اپنی سانسیں الجھتا زحلے کی جان کو ہلکان کر رہا تھا جبکہ وہ حیران پریشان سی اسے خود سے دور بھی نہیں کر پا رہی تھی۔ آخر اس نے ہمت کرتے باران کے سینے پر دونوں

ہاتھ رکھ کر اسے دور کرنا چاہا جبکہ سینے پر دباؤ محسوس کرتے وہ ہوش میں آیا تھا اور آہستہ سے اس سے دور ہوا تھا۔ سوری میں خود کو روک نہ سکا۔

وہ زحلے کے لال چہرے کو دیکھتا بولا جسے دیکھ کر لگ رہا تھا وہ ابھی رو پڑے گی۔ گندے ہو آپ بہت گندے ہو مجھے بات نہیں کرنی آپ سے۔ وہ نمی بھری آنکھوں سے اسے دیکھ کر کہتی رخ موڑ کر بیٹھ گئی جبکہ اس کی اس کیوٹ ناراضگی پر باران کو اس پر جی بھر کر پیار آیا تھا۔

اوکے نہ کرو بات پھر میں بھی آپ کا سرپرائز کسی اور کو دے دوں گا۔ باران کو پتا تھا اسے کیسے منانا ہے اور وہی ہوا وہ فوراً اس کی جانب واپس

پلٹی تھی۔ نہیں میرا سرپرائز مجھے ہی دیں گے آپ میں آپ کو کسی اور کو نہیں دینے دوں گی۔

وہ فوراً سے اپنی شرم بھلائے اسے گھورتی بولی۔ ہاں ہاں تمہارا ہی ہے سب کچھ مجھ سمیت سب تمہارا ہے اور کوئی بھی تم سے کچھ نہیں چھین سکتا۔ وہ اس کے ماتھے پر بوسہ دیتا پھر سے اس کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ گیا ۔ایک دو تین اور یہ رہا تمہارا سرپرائز۔

پہلے ایک ہاتھ اس کی آنکھوں پر رکھے دوسرے ہاتھ سے اپنے کورٹ کی جیب سے ایک ڈبی نکال کر ایک دو تین کہتے اس نے زحلے کی آنکھوں سے ہاتھ ہٹا دیا۔ زحلے نے آنکھیں کھولیں تو باران اس کے

سامنے ایک ڈبی کھولے بیٹھا تھا جس میں ایک خوبصورت لاکٹ اپنی پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا۔

باریک وائٹ گولڈ کی چین جس کے درمیان میں دو وائٹ ڈائمنڈ جڑے تھے اور ان کے درمیان میں ایک دل کی شکل کا بلیک ڈائمنڈ جڑا تھا۔ واؤ بیوٹیفل ! وہ اس لاکٹ کو دیکھ کر مبہوت ہو گئی تھی۔ ہاں یہ خوبصورت ہے مگر میری جان کے آگے اس کی خوبصورتی بلکل پھیکی ہے۔

وہ مسکرا کر کہتا لاکٹ کو ڈبی سے نکال کر اس کی گردن میں پہنانے لگا۔ یہ سچ میں بہت پیارا ہے خان۔ مجھے بہت پسند آیا شکریہ۔ وہ اپنی گردن

میں پہنے لاکٹ کو چھوتی خوشی سے کہتی اس کے گلے لگ گئی اور پھر سے باران خان کا سانس روک گئی۔

پھر تم مجھے کہتی ہو میں گندہ ہوں۔وہ آہستہ آواز میں بولا تو زحلے شرمندہ ہوتی پیچھے ہوئی۔ تمہیں پتا ہے یہ گفٹ میں نے تمہیں پرپوز کرنے کے اگلے دن لیا تھا۔ تمہیں تب دینا چاہتا تھا مگر دے نہ سکا۔مجھے آج بھی یاد ہے وہ بارش کی رات جب تمہیں دیکھ کر میں ہر شے سے بیگانہ ہو گیا تھا۔

وہ جھولے کی بیک سے ٹیک لگا کر زحلے کا سر اپنے کندھے پر رکھ کر اسے بتانے لگا کہ اس نے یہ لاکٹ کب لیا تھا۔مجھے تو کچھ یاد نہیں۔وہ

لاکٹ کو اپنی انگلی کی پوروں سے چھوتی بولی۔ کوئی بات نہیں یاد آ جائے گا سب کچھ۔ مگر اتنا یاد رکھنا پرانی یادیں تمہارے لیے تکلیف دہ ہیں۔

وہ پاؤں کی مدد سے جھولا ہلکے ہلکے جھولاتے بولا۔ اگر ایسی بات ہے تو میں نہیں چاہتی کہ مجھے کچھ یاد آئے کیونکہ یہ سب بہت خوبصورت ہے اور مجھے اس خوبصورتی میں دکھ نہیں چاہیے۔

وہ اپنے دونوں بازوں کو باران کے بازو میں گزار کر اس کے ساتھ اور چپک کر بولی تو باران کے دل نے چپکے سے آمین کہا تھا کیونکہ یہ بات تو وہ بھی کہتا تھا کہ یہ زندگی خوبصورت تھی۔

##########################

اس کی اچانک آنکھ کھلی تو داور اس کے ساتھ بیڈ پر نہیں تھا۔ ہمیرہ نے سائیڈ ٹیبل پر رکھی گھڑی سے ٹائم دیکھا تو صبح کے سات بجنے والے تھے اور سامنے ہی داور صوفے پر بیٹھا بوٹوں کے تسمے باندھ رہا تھا۔

داور آپ اتنی صبح کہاں جارہے ہیں؟؟ وہ اپنے کھلے بالوں کو رول کرتے انہیں کیچر لگاتے داور سے پوچھنے لگی جبکہ کیچر لگنے کے باوجود کچھ آوارہ لٹیں اس کے چہرے پر جھول رہی تھیں۔ کچھ کام ہے مجھے ڈونٹ وری میں دو تین گھنٹوں تک آجاؤں گا واپس۔

وہ صوفے سے اٹھ کر بیڈ کے پاس آیا اور سائیڈ ٹیبل کے ساتھ رکھے کوٹ سٹینڈ سے اپنا کوٹ اٹھا کر پہننے لگا۔ وہ تو ٹھیک ہے مگر جا کہاں رہے

ہیں؟؟ ہمیرہ اس سے کہتی خود سے کمفرٹر اتار کر کھڑی ہونے لگی مگر داور نے اسے روک دیا۔

لیٹی رہو لحاف اتارنے کی ضرورت نہیں ہے ویسے بھی بہت سردی ہے تو بیمار نہ پڑ جانا۔ رہی بات کہاں جا رہا ہوں تو بس اتنا جان لو کہ کسی سے کچھ اگلوانا ہے۔ وہ جھک کر ہمیرہ کے سر پر بوسہ دیتا بولا اور پھر اس کی تھوڑی کے نیچے دو انگلیاں رکھ کر اس کا چہرہ اوپر کرتے اس کے ہونٹوں کو چوم کر پیچھے ہٹا۔

جلدی آیئے گا۔ پتا ہے نہ آپ کو کہ جب تک بچے آپ کو دیکھ نہ لیں ان کو سکون نہیں آتا۔ ہمیرہ اس کا ہاتھ تھام کر بولی تو داور ہاں میں سر ہلا کر اس کے بال سہلاتا کمرے سے نکل گیا اور ہمیرہ سوچ کر رہ گئی کہ

ناجانے کس کی جان کو خطرہ تھا اب کیونکہ داور اگر کسی سے کچھ اگلوانے جارہا تھا تو مطلب ضرور اس کا گینگسٹر والا روپ ہی دیکھانے والا تھا وہ سامنے والے کو۔

################################

اس نے بھی داریہ اور باران کی طرح گھر میں ٹارچر روم بنوایا ہوا تھا مگر اس کا الگ سے ایک ٹارچر ہاؤس تھا جہاں وہ اپنے زیادہ تر شکار رکھتا تھا۔ اس وقت بھی وہ اس گھر میں آیا تھا جہاں پر ڈیوڈ اس کا انتظار کر رہا تھا۔

وہی آدمی ہے نہ؟؟

داور نے ڈیوڈ کے پاس پہنچتے ہی پوچھا۔ جی سر وہی ہے۔ ڈیوڈ کے ہاں کہتے ہی وہ مخصوص کمرے میں گیا جہاں پر ایک آدمی نیچے زمین پر زخمی حالت میں پڑا تھا۔ لگتا ہے تم نے پہلے سے ہی اسے بہت ٹارچر کر دیا ہے ۔ داور اس آدمی کو ایک نظر دیکھ کر ڈیوڈ سے بولا۔

جی سر مگر بہت ہی کوئی ڈھیٹ انسان ہے ایک لفظ بھی نہیں بولا اس نے ۔ ڈیوڈ دانت پیستے بولا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا وہ سامنے پڑے شخص کو گولیوں سے بھون دے۔ واہ مطلب کہ وفادار ہے۔ چلو دیکھتے ہیں کہ اپنی جان عزیز ہے اسے یاں وفاداری۔

وہ اس آدمی کے پاس جاتا بولا اور پھر اس کے پاس نیچے بیٹھ کر اس کی خوف زدہ آنکھوں میں دیکھنے لگا۔ تو تم نہیں بتاؤ گے کہ تمہیں کس نے

بھیجا؟؟ داور نے اس کا جبڑا دبوچے سرد لہجے میں پوچھا تو اس آدمی نے بولنا چاہا مگر منہ سے الفاظ کی بجائے خون نکلا تھا۔

ن۔۔نہ۔۔یں می۔۔۔میں نہ۔۔یں جان۔۔تا کہ و۔۔۔ہ کون تھ۔۔۔ا۔م۔۔ی۔۔ں نے اس ک۔۔کی ش۔۔کل نہی۔۔ں دی۔۔کھی۔ وہ آدمی اتنی تکلیف اٹھانے اور موت کو اپنے سامنے دیکھنے کے باوجود جھوٹ بول رہا تھا۔ تم سچ کہہ رہے تھے ڈیوڈ یہ تو واقع بہت ڈھیٹ ہے۔ لیکن فکر نہیں کرو اس کے تو اچھے بھی بولیں گے۔

وہ واپس کھڑا ہوتا ڈیوڈ سے بولا اور پھر کمرے کے کونے میں پڑے بیس بال بیٹ کو اٹھا کر واپس آیا۔ ابھی بھی کہہ رہا ہوں بتا دو کہ وہ شخص کون تھا جس نے تمہیں پارسل میرے اور دار یہ تک پہنچانے کو کہا تھا۔

وہ بیس بال بیٹ کو گول گول گھماتا اسے ایک موقع دے رہا تھا مگر وہ شخص واقع انتہا کا ڈھیٹ تھا اس لیے تب بھی خاموش رہا اور اس کی خاموشی نے داور کے غصے کو اور ہوا دی تھی۔ اگلے ہی لمحے اس نے اس شخص پر بیس بال کی بارش کر دی تھی۔

وہ نہیں دیکھ رہا تھا کہ اس شخص کو کہاں کہاں ضرب لگ رہی ہے وہ تو بنا دیکھے بنا رکے مارتا ہی جا رہا تھا اور اس شخص کی درد سے بھری چیخیں پورے کمرے کے ساتھ پورے گھر میں گونج رہی تھیں۔

م۔۔ یں سچ کہہ رہا ہو۔۔ں م۔۔۔ یں ن۔۔ ہی۔۔ں جا۔۔ نتا وہ۔۔۔ کون ہے۔ وہ آدمی خود کو بچانے کی کوشش کرتا بولا۔ تم کمینوں

سالو کیا سمجھ رہے تھے تم لوگ کہ داور خان زیادہ کسی کو کچھ کہتا نہیں تو تم لوگ اسے ڈرا لو گے اور وہ ڈر بھی جائے گا؟؟

تم لوگ ابھی جانتے نہیں داور خان کو۔ داور خان وہ آتش فشاں ہے جو اگر پھٹنے پر آئے نہ تو پوری دنیا کو جلا کر رکھ سکتا ہے۔ وہ بیس بال کو سائیڈ پر پھینکتا اس آدمی کے پاس بیٹھ کر اس کے سر کے بال پکڑ کر کھینچتا بولا۔

م۔۔ مجھے چ۔۔ چھوڑ دو پلیز۔۔۔ ز وہ آدمی منت بھرے لہجے میں بولا۔ اس کی حالت اتنی بری ہو گئی تھی کہ اسے سانس بھی مشکل سے آ رہی تھی۔ آخری بار پوچھ رہا ہوں بتا دو کون تھا وہ اور کیوں بھیجا اس نے وہ پارسل؟؟

داور نے اس کے بال چھوڑ کر پوچھا۔ می۔۔ں نہی۔۔ں جا۔۔نتا

وہ۔۔کو۔۔ن ہے ب۔۔س۔۔۔۔اتن۔۔۔ناپ۔۔تا ہے ک۔۔ہ

اس۔۔۔کی د۔۔شمنی تم۔۔ہارے۔۔۔بھائی ب۔۔با۔۔ران سے ہے

۔و۔۔۔وہ ت۔۔۔م لو۔۔گوں۔۔۔کو

۔۔۔نقص۔۔ان۔۔۔۔۔پہ۔۔نچاک۔۔۔را۔۔۔س۔۔۔۔۔سے

ب۔۔۔دلہ لین۔۔ناچ۔۔ہ۔۔ت۔۔اہے۔

اس آدمی نے آخر تھوڑا سا تو منہ کھول ہی دیا تھا مگر ابھی بھی اپنے بوس کا نہیں بتایا تھا۔ اتنی سی انفورمیشن دینے کا شکریہ اب تمہارا کوئی کام نہیں اس دنیا میں کیونکہ تم اب صرف ایک بوجھ ہو زمین پر۔ جو میرے کام کا نہیں وہ پھر کسی کام کا نہیں۔

وہ کھڑا ہو کر کہتا ڈیوڈ سے پسٹل پکڑ کر اس آدمی کے سر کا نشانہ باندھ چکا تھا اور پھر کمرے میں چار فائیر کی آواز گونجی تھی۔فائیر کی آواز بند ہونے پر فضا میں خاموشی چھا گئی اور اس آدمی کا وجود بے جان ہوا تھا اس کے سر کے بیچوں بیچ ایک گہرا بڑا نشان بنا ہوا تھا جہاں سے ابل ابل کر خون گر رہا تھا۔

یقیناً داور نے چاروں گولیاں ایک ہی نشانے پر ماری تھیں آخر کو وہ ایک گینگسٹر تھا اتنا تو اس کا نشانہ تھا ہی۔بہت وفادار تھا اسی لیے آسانی بھری موت دی کیونکہ مجھے وفاداروں کی قدر ہے۔وہ بڑے احسان کرنے والے انداز میں بولا کیونکہ اس کے نظریے سے یہ ایک آسان موت تھی۔

##########################

وہ کب سے اپنا موبائل ہاتھ میں پکڑے اسے گھور رہی تھی جبکہ جلتی سکرین پر باران خان کا نمبر کھلا ہوا تھا۔آخر ہمت کرتے اس نے کال کر ہی لی تھی اور اپنے کان کے ساتھ موبائل لگا یا۔

دوسری بیل پر ہی کال ریسیو کرلی گئی تھی۔واہ آج کا دن تو بہت خوبصورت ہے کیونکہ آج میری جان نے مجھے کال جو کی ہے۔فون پک ہوتے ہی دوسری جانب سے باران کی خوشی سے بھرپور آواز گونجی تو زحلے کے دل کی دھڑکنوں کا رقص شروع ہوا تھا اور اس نے گھبرا کر

کال کٹ کر دی جبکہ دوسری جانب اس کی کال کٹ کرنے پر باران حیران ہو کر موبائل کی سکرین کو دیکھنے لگا۔

اللہ اللہ زحلے تم بھی پاگل ہو کیا ضرورت تھی انہیں کال کرنے کی۔ وہ خود پر خود ہی بھڑکی۔ وہ اس وقت لاؤنج میں بیٹھی تھی اور خود کو کوستی اپنا فون سائیڈ پر رکھ کر کھڑی ہوئی مگر تبھی اس کی نظر ٹیبل پر رکھے ایک کارڈ پر گئی۔

اس نے ہاتھ آگے بڑھا کر وہ کارڈ اٹھایا اور واپس سے صوفے پر بیٹھ کر اسے کھولنے لگی۔ وہ کوئی شادی کارڈ تھا مگر زحلے کو سمجھ نہ آئی کہ وہ آخر ہے کیا چیز اور کس بارے میں ہے۔ خان سے پوچھوں گی۔ وہ کارڈ کو موبائل کے ساتھ رکھتی بولی اور اٹھ کر لان کی جانب بڑھ گئی۔

اسے لان میں ٹہلتے دس منٹ ہی گزرے تھے کہ تبھی گاڑی کے ہارن کو سن کر اس کے کان کھڑے ہوئے۔خان اتنی جلدی آگئے؟؟وہ حیران ہوتی گیٹ کی جانب دیکھنے لگی جہاں سے باران کی گاڈی اندر آئی تھی۔

آپ اتنی جلدی آگئے؟؟وہ گاڑی سے نکلا تو جلدی اس کے پاس جا کر پوچھنے لگی۔ہاں کیونکہ تم نے کال کی مگر بات نہیں کی اس لیے میں گھر آگیا تاکہ جان سکوں کہ میری جان نے مجھے کال کیوں کی تھی۔وہ اسے اپنے بازوں کے حصار میں لیتا بولا تو زحلے مسکرائی۔

ہاں جی میں نے کی تھی کال کیونکہ میں آپ کو مس کر رہی تھی۔ وہ سچ بول گئ جبکہ باران کو بلکل بھی امید نہیں تھی کہ وہ اسے ایسے کہے گی۔ لگتا ہے میری زندگی کے آخری دن چل رہے ہیں جو میری زندگی کی سب سے بڑی خواہشیں پوری ہو رہی ہیں۔

وہ آسمان کی جانب دیکھتا بولا تو زحلے نے اس کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھا۔ ایسے نہیں کہتے بری بات۔ وہ اسے گھور کر بولی تو باران نے اس کے ہاتھ کی ہتھیلی کو چوم لیا جس پر زحلے نے فوراً ہاتھ واپس کھینچا۔ گندے خان۔ وہ منہ بنا کر بولی تو باران نے قہقہہ لگایا۔

اچھا خان اندر ایک سفید رنگ کا کارڈ پڑا ہے وہ کس چیز کا ہے ؟؟ وہ اب باران کے ساتھ مل کر ٹہل رہی تھی۔ وہ ایک شادی کے انویٹیشن کا

کارڈ ہے میرے بزنس پارٹنر کے بیٹے کی شادی ہے۔ باران کے جواب پر زحلے کی آنکھوں میں چمک ابھری۔ کیااپ جائیں گے شادی پر؟؟

وہ چہک کر پوچھنے لگی۔ نہیں میری جان میں نہیں جارہا کیونکہ میں ایسے فنگشنز کواٹینڈ نہیں کرتا۔ وہ نہ میں سر ہلاتے بولا۔ کیوں؟؟ کیوں نہیں جائیں گے؟؟ ہم جائیں گے اور ضرور جائیں گے۔ وہ اس کے بازوں کے حصار سے نکل کراس کے سامنے کھڑی ہوتی بولی تو باران نے ایک آئی بروا چکاتے اسے دیکھا۔

ہمم؟؟ اس نے ہمم پر زور دیا توزحلے نے زور وشور سے ہاں میں سر ہلایا ۔جی ہم دونوں جائیں گے کیونکہ مجھے دیکھنا ہے کہ شادی کا فنگشن کیسا

ہوتا ہے اس لیے ہم جائیں گے۔ وہ آنکھیں گھماتی بولی تو باران کے چہرے پر مسکراہٹ بکھری۔

وہ اس سے ریکوئسٹ نہیں کر رہی تھی بلکہ اسے حکم دے رہی تھی۔ وہ واحد ہستی تھی جو اس پر حکم چلا رہی تھی اور چلا سکتی تھی کیونکہ اسے یہ حق باران خان کی محبت نے دیا تھا۔ اوکے ہم چلیں گے مگر تم پہنو گی کیا ؟؟؟ وہ اس کی کمر کے گرد بازو حائل کرتے اسے اپنے قریب کرتے پوچھنے لگا۔

ہم شوپنگ پر جائیں گے ابھی اور خرید کر لائیں گے ڈریس۔ وہ تو سب کچھ سوچ کر بیٹھی تھی۔ واہ جی پوری تیاری ہے میری جان کی تو۔ چلو پھر ہم ابھی شوپنگ پر جاتے ہیں۔

وہ اس کے ماتھے پر بوسہ دے کر اس کی کمر کے گرد سے بازو ہٹا کر بولا تو زحلے خوشی سے بھاگ کر گاڑی میں جا کر بیٹھ گئی اور اس کی خوشی پر باران ہستے ہوئے نہ میں سر ہلاتا خود بھی گاڑی کی جانب بڑھا۔

###########################

میں یہ ٹرائے کر کے آتی ہوں۔ وہ ایک پرپل کلر کی لونگ فراک اٹھا کر اسے خود سے لگاتی باران سے بولی۔ اوکے تم ٹرائے کرو میں زرا ایک کال کر کے آتا ہوں۔ وہ اسے کہتا فون پر نمبر ملانے لگا۔ میم اس طرف الگ سے چینجنگ روم بنا ہے آپ وہاں جا کر چینج کر لیں۔

وہاں کی ورکر نے زحلے کو مسکرا کر راستہ بتایا تو وہ مسکرا کر اسے شکریہ کہتی اس طرف چل پڑی۔ وہ ابھی چینجنگ روم میں جانے ہی لگی تھی کہ کسی نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے سائیڈ پر کھینچا تھا اور زحلے کی چیخ نکلی تھی۔ کون ہے؟؟! وہ خوف کے مارے آنکھیں بند کیے کانپتے ہوئے بولی۔

ششش میں ہوں زحلے غزین۔ سامنے والے کی آواز اور نام پر زحلے کا دل ساکت ہوا تھا۔ اس نے آنکھیں کھول کر سامنے دیکھا تو وہ منہ پر بلیک کلر کا ماسک لگائے اسے محبت سے دیکھ رہا تھا۔ زحلے کے کانوں میں باران کے الفاظ گونجے۔

غزین تمہاری محبت ہے۔ کیا سامنے کھڑا شخص اس کی محبت تھا؟؟ کیسی ہو؟؟ محبت اور مٹھاس سے چور لہجہ تھا بلکل ویسا جیسے باران کا ہوتا تھا۔ ت۔۔۔ تم جو کوئی بھی ہو مجھے چھوڑو میں تمہیں نہیں جانتی۔

وہ خود کو آزاد کرنے کی کوشش کرتی بولی تو غزین اس کے الفاظ پر اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔ زحلے یہ کیا کہہ رہی ہو؟؟ میں ہوں غزین تمہارا غزین ۔کیا بات ہے کیا تم مجھ سے ناراض ہو؟؟

کیوں میری زحلے مجھے پہچان نہیں رہی؟؟ وہ اس کے بازو چھوڑ کر اس کے کندھے تھامتا بولا تو زحلے نے اسے خود سے دور دھکیلا۔ دور رہو مجھ سے میں تمہاری نہیں ہوں میں باران کی ہوں۔

وہ چیخ کر بولی اس کا ڈریس نیچے زمین پر گرا اپنی بے قدری پر رو رہا تھا۔ یہ کی۔۔ یا کہہ رہی ہو؟؟ زحلے تم ٹھیک تو ہو نہ؟؟ وہ آنکھوں میں بے یقینی اور نمی لیے پوچھنے لگا نا جانے کیوں اس کی آنکھوں میں تکلیف اور انسوں دیکھ کیوں اس کا دل تڑپا تھا۔

د۔۔ دیکھو تم رو نہیں میں سچ میں تمہیں نہیں جانتی تمہیں پہلی زحلے جانتی تھی مگر میں سب بھول چکی ہوں میری یاداشت چلی گئی ہے مجھے تم یاد نہیں ہو۔ اس کی تکلیف پر زحلے نرمی سے بولی اس کا لہجہ خود بھیگ گیا تھا۔ کیا بول رہی ہو پاگل ہو گئی ہو کیا؟؟؟

غزین نے اس کی باتوں پر جھنجھلائے اونچی آواز میں کہا۔ آواز نیچے رکھو مسٹر ورنہ دوبارہ بولنے کے قابل نہیں رہو گے۔ پیچھے سے باران کی

آوز سن کر وہ پلٹا تھا جبکہ زحلے جو رو رہی تھی بھاگ کر باران کے گلے لگی تھی اور بس اس کا باران کے گلے لگنا غزین کے سینے میں تیر پیوست کر گیا تھا۔

زحلے! وہ آہستہ آواز میں بڑبڑایا جبکہ لہجہ درد اور شکایت بھرا تھا۔امید نہیں تھی کہ مقرر وقت سے پہلی ملیں گے مگر غزین اسد میری بیوی سے دور رہو۔وہ اسے وارن کرتا بولا جبکہ غزین جو باران کے گلے لگی زحلے کو دیکھ رہا تھا اس کی بات پر اس کی جانب نفرت سے دیکھنے لگا۔

میں کیوں دور رہوں اس سے وہ میری محبت ہے تم نے چھینا اسے مجھ سے۔کیا کیا ہے تم نے اس کے ساتھ کیوں میری زحلے مجھے نہیں پہچان

رہی؟؟؟؟ وہ اس کے پاس آتا اس کا گریبان پکڑ کر بولا تو باران نے اپنی خون آشام نگاہوں سے اسے گھورا۔

اس نے نرمی سے زحلے کو خود سے دور کرتے ایک جھٹکے سے اپنا گریبان چھوڑایا۔ اپنی حد میں رہو۔ اگر تمہیں کچھ کہہ نہیں رہا تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ تم سے ڈرتا ہوں بس زحلے سے کیا وعدہ روک رہا ہے مجھے۔

وہ ایک ایک لفظ چباتا بولا۔ بہت جلد بہت جلد باران خان تمہاری دہلیز سے تمہیں گھسیٹتے ہوئے جیل تک لے کر جاؤں گا۔ وہ بھی غزین تھا کہاں ڈرتا تھا اس سے۔ دیکھتے ہیں کہ وہ دن کب آتا ہے۔

وہ چیلنجنگ انداز میں کہتا نیچے سے ڈریس اٹھا کر زحلے کا ہاتھ پکڑ وہاں سے چلا گیا جبکہ پیچھے غزین اس کے ہاتھ میں زحلے کا ہاتھ دیکھ کر رہ گیا۔

اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ آخر زحلے کو ہوا کیا مگر اب اسے پہلے یہی جاننا تھا کہ آخر اس کی زحلے اسے پہچان کیوں نہیں رہی۔

######################

اس کی اچانک آنکھ کھلی تو داور اس کے ساتھ بیڈ پر نہیں تھا۔ ہمیرہ نے سائیڈ ٹیبل پر رکھی گھڑی سے ٹائم دیکھا تو صبح کے سات بجنے والے تھے اور سامنے ہی داور صوفے پر بیٹھا بوٹوں کے تسمے باندھ رہا تھا۔

داور آپ اتنی صبح کہاں جا رہے ہیں؟؟ وہ اپنے کھلے بالوں کو رول کرتے انہیں کیچر لگاتے داور سے پوچھنے لگی جبکہ کیچر لگنے کے باوجود کچھ آوارہ لٹیں اس کے چہرے پر جھول رہی تھیں۔ کچھ کام ہے مجھے ڈونٹ وری میں دو تین گھنٹوں تک آجاؤں گا واپس۔

وہ صوفے سے اٹھ کر بیڈ کے پاس آیا اور سائیڈ ٹیبل کے ساتھ رکھے کوٹ سٹینڈ سے اپنا کوٹ اٹھا کر پہننے لگا۔ وہ تو ٹھیک ہے مگر جا کہاں رہے ہیں؟؟ ہمیرہ اس سے کہتی خود سے کمفرٹر اتار کر کھڑی ہونے لگی مگر داور نے اسے روک دیا۔

لیٹی رہو لحاف اتارنے کی ضرورت نہیں ہے ویسے بھی بہت سردی ہے تو بیمار نہ پڑ جانا۔ رہی بات کہاں جا رہا ہوں تو بس اتنا جان لو کہ کسی سے

کچھ اگلوانا ہے۔ وہ جھک کر ہمیرہ کے سر پر بوسہ دیتا بولا اور پھر اس کی تھوڑی کے نیچے دو انگلیاں رکھ کر اس کا چہرہ اوپر کرتے اس کے ہونٹوں کو چوم کر پیچھے ہٹا۔

جلدی آئیے گا۔ پتا ہے نہ آپ کو کہ جب تک بچے آپ کو دیکھ نہ لیں ان کو سکون نہیں آتا۔ ہمیرہ اس کا ہاتھ تھام کر بولی تو داور ہاں میں سر ہلا کر اس کے بال سہلاتا کمرے سے نکل گیا اور ہمیرہ سوچ کر رہ گئی کہ ناجانے کس کی جان کو خطرہ تھا کیونکہ داور اگر کسی سے کچھ اگلوانے جارہا تھا تو مطلب ضرور اس کا گینگسٹر والا روپ ہی دیکھانے والا تھا وہ سامنے والے کو۔

##################################

اس نے بھی داریہ اور باران کی طرح گھر میں ٹارچر روم بنوایا ہوا تھا مگر اس کا الگ سے ایک ٹارچر ہاؤس تھا جہاں وہ اپنے زیادہ تر شکار رکھتا تھا۔ اس وقت بھی وہ اس گھر میں آیا تھا جہاں پر ڈیوڈ اس کا انتظار کر رہا تھا۔

وہی آدمی ہے نہ؟؟

داور نے ڈیوڈ کے پاس پہنچتے ہی پوچھا۔جی سر وہی ہے۔ڈیوڈ کے ہاں کہتے ہی وہ مخصوص کمرے میں گیا جہاں پر ایک آدمی نیچے زمین پر زخمی حالت میں پڑا تھا۔ لگتا ہے تم نے پہلے سے ہی اسے بہت ٹارچر کر دیا ہے ۔داور اس آدمی کو ایک نظر دیکھ کر ڈیوڈ سے بولا۔

جی سر مگر بہت ہی کوئی ڈھیٹ انسان ہے ایک لفظ بھی نہیں بولا اس نے ۔ڈیوڈ دانت پیستے بولا۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا وہ سامنے پڑے شخص کو گولیوں سے بھون دے۔واہ مطلب کہ وفادار ہے۔ چلو دیکھتے ہیں کہ اپنی جان عزیز ہے اسے یاں وفاداری۔

وہ اس آدمی کے پاس جاتا بولا اور پھر اس کے پاس نیچے بیٹھ کر اس کی خوف زدہ آنکھوں میں دیکھنے لگا۔تو تم نہیں بتاؤ گے کہ تمہیں کس نے بھیجا؟؟ داور نے اس کا جبڑا دبوچے سرد لہجے میں پوچھا تو اس آدمی نے بولنا چاہا مگر منہ سے الفاظ کی بجائے خون نکلا تھا۔

ن۔۔نہ۔۔یں می۔۔۔میں نہ۔۔یں جان۔۔تا کہ و۔۔۔ہ کون تھ۔۔۔ا م۔۔ی۔۔ں نے اس ک۔۔کی ش۔۔کل نہی۔۔ں

دی۔۔ تھی۔ وہ آدمی اتنی تکلیف اٹھانے اور موت کو اپنے سامنے دیکھنے کے باوجود جھوٹ بول رہا تھا۔ تم سچ کہہ رہے تھے ڈیوڈ یہ تو واقع بہت ڈھیٹ ہے۔ لیکن فکر نہیں کرو اس کے تو اچھے بھی بولیں گے۔

وہ واپس کھڑا ہوتا ڈیوڈ سے بولا اور پھر کمرے کے کونے میں پڑے بیس بال بیٹ کو اٹھا کر واپس آیا۔ ابھی بھی کہہ رہا ہوں بتا دو کہ وہ شخص کون تھا جس نے تمہیں پارسل میرے اور داریہ تک پہنچانے کو کہا تھا۔

وہ بیس بال بیٹ کو گول گول گھماتا اسے ایک موقع دے رہا تھا مگر وہ شخص واقع انتہا کا ڈھیٹ تھا اس لیے تب بھی خاموش رہا اور اس کی خاموشی نے داور کے غصے کو اور ہوا دی تھی۔ اگلے ہی لمحے اس نے اس شخص پر بیس بال کی بارش کر دی تھی۔

وہ نہیں دیکھ رہا تھا کہ اس شخص کو کہاں کہاں ضرب لگ رہی ہے وہ تو بنا دیکھے بنا رکے مارتا ہی جا رہا تھا اور اس شخص کی درد سے بھری چیخیں پورے کمرے کے ساتھ پورے گھر میں گونج رہی تھیں۔

م۔۔یں سچ کہہ رہا ہو۔۔ں م۔۔۔یں ن۔۔ہی۔۔ں جا۔۔نتا وہ۔۔۔کون ہے۔ وہ آدمی خود کو بچانے کی کوشش کرتا بولا۔ تم کمینوں سالو کیا سمجھ رہے تھے تم لوگ کہ داور خان زیادہ کسی کو کچھ کہتا نہیں تو تم لوگ اسے ڈرا لو گے اور وہ ڈر بھی جائے گا؟؟

تم لوگ ابھی جانتے نہیں داور خان کو۔ داور خان وہ آتش فشاں ہے جو اگر پھٹنے پر آئے نہ تو پوری دنیا کو جلا کر رکھ سکتا ہے۔ وہ بیس بال کو

سائیڈ پر پھینکتا اس آدمی کے پاس بیٹھ کر اس کے سر کے بال پکڑ کر کھینچتا بولا۔

م۔۔ جھے چ۔۔ ھوڑ دو پلیز۔۔۔ زوہ آدمی منت بھرے لہجے میں بولا۔ اس کی حالت اتنی بری ہو گئی تھی کہ اسے سانس بھی مشکل سے آرہی تھی۔ آخری بار پوچھ رہا ہوں بتا دو کون تھا وہ اور کیوں بھیجا اس نے وہ پارسل ؟؟

داور نے اس کے بال چھوڑ کر پوچھا۔ می۔۔ں نہی۔۔ں جا۔۔ نتا وہ۔۔ کو۔۔ن ہے ب۔۔ س۔۔۔ اتن۔۔۔ ناپ۔۔ تا ہے ک۔۔ ہ اس۔۔۔ کی د۔۔ شمنی تم۔۔ ہارے۔۔۔ بھائی ب۔۔ با۔۔ ران سے ہے ۔و۔۔ وہ ت۔۔۔ م لو۔۔ گوں۔۔۔ کو

۔۔۔ نقص ۔۔ان ۔۔۔۔۔پہ ۔۔ نچاک ۔۔۔ را ۔۔۔ س ۔۔۔۔۔ سے

ب ۔۔۔ دلہ لین ۔۔ ناچ ۔۔ ہ ۔۔ ت ۔۔ اہے ۔

اس آدمی نے آخر تھوڑا سا تو منہ کھول ہی دیا تھا مگر ابھی بھی اپنے بوس کا نہیں بتایا تھا۔ اتنی سی انفورمیشن دینے کا شکریہ اب تمہارا کوئی کام نہیں اس دنیا میں کیونکہ تم اب صرف ایک بوجھ ہو زمین پر۔ جو میرے کام کا نہیں وہ پھر کسی کام کا نہیں۔

وہ کھڑا ہو کر کہتا ڈیوڈ سے پسٹل پکڑ کر اس آدمی کے سر کا نشانہ باندھ چکا تھا اور پھر کمرے میں چار فائیر کی آواز گونجی تھی۔ فائیر کی آواز بند ہونے پر فضا میں خاموشی چھا گئی اور اس آدمی کا وجود بے جان ہوا تھا اس

کے سر کے بیچوں بیچ ایک گہرا بڑا نشان بنا ہوا تھا جہاں سے ابل ابل کر خون گر رہا تھا۔

یقیناً داور نے چاروں گولیاں ایک ہی نشانے پر ماری تھیں آخر کو وہ ایک گینگسٹر تھا اتنا تو اس کا نشانہ تھا ہی۔ بہت وفادار تھا اسی لیے آسانی بھری موت دی کیونکہ مجھے وفاداروں کی قدر ہے۔ وہ بڑے احسان کرنے والے انداز میں بولا کیونکہ اس کے نظریے سے یہ ایک آسان موت تھی۔

##############################

وہ کب سے اپنا موبائل ہاتھ میں پکڑے اسے گھور رہی تھی جبکہ جلتی سکرین پر باران خان کا نمبر کھلا ہوا تھا۔ آخر ہمت کرتے اس نے کال کر ہی لی تھی اور اپنے کان کے ساتھ موبائل لگا یا۔

دوسری بیل پر ہی کال ریسیو کر لی گئی تھی۔ واہ آج کا دن تو بہت خوبصورت ہے کیونکہ آج میری جان نے مجھے کال جو کی ہے۔ فون پک ہوتے ہی دوسری جانب سے باران کی خوشی سے بھرپور آواز گونجی تو زحلے کے دل کی دھڑکنوں کا رقص شروع ہوا تھا اور اس نے گھبرا کر کال کٹ کر دی جبکہ دوسری جانب اس کی کال کٹ کرنے پر باران حیران ہو کر موبائل کی سکرین کو دیکھنے لگا۔

اللہ اللہ زحلے تم بھی پاگل ہو کیا ضرورت تھی انہیں کال کرنے کی۔ وہ خود پر خود ہی بھڑکی۔ وہ اس وقت لاؤنج میں بیٹھی تھی اور خود کو کوستی اپنا فون سائیڈ پر رکھ کر کھڑی ہوئی مگر تبھی اس کی نظر ٹیبل پر رکھے ایک کارڈ پر گئی۔

اس نے ہاتھ آگے بڑھا کر وہ کارڈ اٹھایا اور واپس سے صوفے پر بیٹھ کر اسے کھولنے لگی۔ وہ کوئی شادی کارڈ تھا مگر زحلے کو سمجھ نہ آئی کہ وہ آخر ہے کیا چیز اور کس بارے میں ہے۔ خان سے پوچھوں گی۔ وہ کارڈ کو موبائل کے ساتھ رکھتی بولی اور اٹھ کر لان کی جانب بڑھ گئی۔

اسے لان میں ٹہلتے دس منٹ ہی گزرے تھے کہ تبھی گاڑی کے ہارن کو سن کر اس کے کان کھڑے ہوئے۔ خان اتنی جلدی آگئے ؟؟ وہ

حیران ہوتی گیٹ کی جانب دیکھنے لگی جہاں سے باران کی گاڑی اندر آئی تھی۔

آپ اتنی جلدی آ گئے ؟؟ وہ گاڑی سے نکلا تو زحلے اس کے پاس جا کر پوچھنے لگی۔ہاں کیونکہ تم نے کال کی مگر بات نہیں کی اس لیے میں گھر آگیا تاکہ جان سکوں کہ میری جان نے مجھے کال کیوں کی تھی۔ وہ اسے اپنے بازوں کے حصار میں لیتا بولا تو زحلے مسکرائی۔

ہاں جی میں نے کی تھی کال کیونکہ میں آپ کو مس کر رہی تھی۔ وہ سچ بول گئی جبکہ باران کو بلکل بھی امید نہیں تھی کہ وہ اسے ایسے کہے گی۔
لگتا ہے میری زندگی کے آخری دن چل رہے ہیں جو میری زندگی کی سب سے بڑی خواہشیں پوری ہو رہی ہیں۔

وہ آسمان کی جانب دیکھتا بولا تو زحلے نے اس کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھا۔ ایسے نہیں کہتے بری بات۔ وہ اسے گھور کر بولی تو باران نے اس کے ہاتھ کی ہتھیلی کو چوم لیا جس پر زحلے نے فوراً ہاتھ واپس کھینچا۔ گندے خان۔ وہ منہ بنا کر بولی تو باران نے قہقہ لگایا۔

اچھا خان اندر ایک سفید رنگ کا کارڈ پڑا ہے وہ کس چیز کا ہے؟؟ وہ اب باران کے ساتھ مل کر ٹہل رہی تھی۔ وہ ایک شادی کے انویٹیشن کا کارڈ ہے میرے بزنس پارٹنر کے بیٹے کی شادی ہے۔ باران کے جواب پر زحلے کی آنکھوں میں چمک ابھری۔ کیا اپ جائیں گے شادی پر؟؟

وہ چہک کر پوچھنے لگی۔ نہیں میری جان میں نہیں جارہا کیونکہ میں ایسے فنگشنز کو اٹینڈ نہیں کرتا۔ وہ نہ میں سر ہلاتے بولا۔ کیوں؟؟ کیوں نہیں جائیں گے؟؟ ہم جائیں گے اور ضرور جائیں گے۔ وہ اس کے بازوں کے حصار سے نکل کر اس کے سامنے کھڑی ہوتی بولی تو باران نے ایک آئی بروا چکاتے اسے دیکھا۔

ہمم؟؟ اس نے ہمم پر زور دیا تو زحلے نے زور و شور سے ہاں میں سر ہلایا۔ جی ہم دونوں جائیں گے کیونکہ مجھے دیکھنا ہے کہ شادی کا فنگشن کیسا ہوتا ہے اس لیے ہم جائیں گے۔ وہ آنکھیں گھماتی بولی تو باران کے چہرے پر مسکراہٹ بکھری۔

وہ اس سے ریکوئسٹ نہیں کر رہی تھی بلکہ اسے حکم دے رہی تھی۔ وہ واحد ہستی تھی جو اس پر حکم چلا رہی تھی اور چلا سکتی تھی کیونکہ اسے یہ حق باران خان کی محبت نے دیا تھا۔ اوکے ہم چلیں گے مگر تم پہنو گی کیا ؟؟؟ وہ اس کی کمر کے گرد بازو حائل کرتے اسے اپنے قریب کرتے پوچھنے لگا۔

ہم شوپنگ پر جائیں گے ابھی اور خرید کر لائیں گے ڈریس۔ وہ تو سب کچھ سوچ کر بیٹھی تھی۔ واہ جی پوری تیاری ہے میری جان کی تو۔ چلو پھر ہم ابھی شوپنگ پر جاتے ہیں۔

وہ اس کے ماتھے پر بوسہ دے کر اس کی کمر کے گرد سے بازو ہٹا کر بولا تو زحلے خوشی سے بھاگ کر گاڑی میں جا کر بیٹھ گئی اور اس کی خوشی پر باران ہستے ہوئے نہ میں سر ہلاتا خود بھی گاڑی کی جانب بڑھا۔

##############################

میں یہ ٹرائے کر کے آتی ہوں۔ وہ ایک پرپل کلر کی لونگ فراک اٹھا کر اسے خود سے لگاتی باران سے بولی۔ اوکے تم ٹرائے کرو میں زرا ایک کال کر کے آتا ہوں۔ وہ اسے کہتا فون پر نمبر ملانے لگا۔ میم اس طرف الگ سے چینجنگ روم بنا ہے آپ وہاں جا کر چینج کر لیں۔

وہاں کی ورکر نے زحلے کو مسکرا کر راستہ بتایا تو وہ مسکرا کر اسے شکریہ کہتی اس طرف چل پڑی۔ وہ ابھی چینجنگ روم میں جانے ہی لگی تھی کہ کسی نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے سائیڈ پر کھینچا تھا اور زحلے کی چیخ نکلی تھی۔ کون ہے ؟؟! وہ خوف کے مارے آنکھیں بند کیے کانپتے ہوئے بولی۔

ششش میں ہوں زحلے غزین۔ سامنے والے کی آواز اور نام پر زحلے کا دل ساکت ہوا تھا۔ اس نے آنکھیں کھول کر سامنے دیکھا تو وہ منہ پر بلیک کلر کا ماسک لگائے اسے محبت سے دیکھ رہا تھا۔ زحلے کے کانوں میں باران کے الفاظ گونجے۔

غزین تمہاری محبت ہے۔ کیا سامنے کھڑا شخص اس کی محبت تھا؟؟ کیسی ہو؟؟ محبت اور مٹھاس سے چور لہجہ تھا بلکل ویسا جیسے باران کا ہوتا تھا۔ ت۔۔۔ تم جو کوئی بھی ہو مجھے چھوڑو میں تمہیں نہیں جانتی۔

وہ خود کو آزاد کرنے کی کوشش کرتی بولی تو غزین اس کے الفاظ پر اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔ زحلے یہ کیا کہہ رہی ہو؟؟ میں ہوں غزین تمہارا غزین ۔کیا بات ہے کیا تم مجھ سے ناراض ہو؟؟

کیوں میری زحلے مجھے پہچان نہیں رہی؟؟ وہ اس کے بازو چھوڑ کر اس کے کندھے تھامتا بولا تو زحلے نے اسے خود سے دور دھکیلا۔ دور رہو مجھ سے میں تمہاری نہیں ہوں میں باران کی ہوں۔

وہ چیخ کر بولی اس کا ڈریس نیچے زمین پر گرا اپنی بے قدری پر رو رہا تھا۔ یہ کی۔۔ یا کہہ رہی ہو؟؟ زحلے تم ٹھیک تو ہو نہ؟؟ وہ آنکھوں میں بے یقینی اور نمی لیے پوچھنے لگا نا جانے کیوں اس کی آنکھوں میں تکلیف اور انسوں دیکھ کیوں اس کا دل تڑپا تھا۔

د۔۔ دیکھو تم رو نہیں میں سچ میں تمہیں نہیں جانتی تمہیں پہلی زحلے جانتی تھی مگر میں سب بھول چکی ہوں میری یاداشت چلی گئی ہے مجھے تم یاد نہیں ہو۔ اس کی تکلیف پر زحلے نرمی سے بولی اس کا لہجہ خود بھیگ گیا تھا۔ کیا بول رہی ہو پاگل ہو گئی ہو کیا؟؟؟

غزین نے اس کی باتوں پر جھنجھلائے اونچی آواز میں کہا۔ آواز نیچے رکھو مسٹر ورنہ دوبارہ بولنے کے قابل نہیں رہو گے۔ پیچھے سے باران کی

آواز سن کر وہ پلٹا تھا جبکہ زحلے جو رو رہی تھی بھاگ کر باران کے گلے لگی تھی اور بس اس کا باران کے گلے لگنا غزین کے سینے میں تیر پیوست کر گیا تھا۔

زحلے! وہ آہستہ آواز میں بڑبڑایا جبکہ لہجہ درد اور شکایت بھرا تھا۔امید نہیں تھی کہ مقرر وقت سے پہلی ملیں گے مگر غزین اسد میری بیوی سے دور رہو۔وہ اسے وارن کرتا بولا جبکہ غزین جو باران کے گلے لگی زحلے کو دیکھ رہا تھا اس کی بات پر اس کی جانب نفرت سے دیکھنے لگا۔

میں کیوں دور رہوں اس سے وہ میری محبت ہے تم نے چھینا اسے مجھ سے۔کیا کیا ہے تم نے اس کے ساتھ کیوں میری زحلے مجھے نہیں پہچان

رہی؟؟؟وہ اس کے پاس آتا اس کا گریبان پکڑ کر بولا تو باران نے اپنی خون آشام نگاہوں سے اسے گھورا۔

اس نے نرمی سے زحلے کو خود سے دور کرتے ایک جھٹکے سے اپنا گریبان چھوڑایا۔اپنی حد میں رہو۔اگر تمہیں کچھ کہہ نہیں رہا تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ تم سے ڈرتا ہوں بس زحلے سے کیا وعدہ روک رہا ہے مجھے۔

وہ ایک ایک لفظ چبا تا بولا۔بہت جلد بہت جلد باران خان تمہاری دہلیز سے تمہیں گھسیٹتے ہوئے جیل تک لے کر جاؤں گا۔وہ بھی غزین تھا کہاں ڈرتا تھا اس سے۔دیکھتے ہیں کہ وہ دن کب آتا ہے۔

وہ چیلنجنگ انداز میں کہتا نیچے سے ڈریس اٹھا کر زحلے کا ہاتھ پکڑ وہاں سے چلا گیا جبکہ پیچھے غزین اس کے ہاتھ میں زحلے کا ہاتھ دیکھ کر رہ گیا۔

اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ آخر زحلے کو ہوا کیا مگر اب اسے پہلے یہی جاننا تھا کہ آخر اس کی زحلے اسے پہچان کیوں نہیں رہی۔

################################

وہ کچن میں کھڑی کھانا بنا رہی تھی جب داور نے پیچھے سے آ کر اسے بیک ہگ کیا تھا۔ کیا کر رہے ہیں آپ؟؟ بچے آ جائیں گے پیچھے ہٹیں۔ وہ اس کے اپنے پیٹ پر بندھے ہاتھوں کو کھولنے کی کوشش کرتی بولی مگر وہ اس کی بات اگنور کیے اس کی گردن میں اپنا چہرہ چھپا کر کھڑا رہا۔

داور پیچھے ہٹیں نہ۔ وہ چڑتے ہوئے بولی۔ چپ چاپ کھڑی رہو بچے اپنے پلے روم میں ہیں وہ ہمیں ڈسٹرب نہیں کریں گے لہذہ تم بھی مت کرو اور چپ چاپ کھڑی رہو۔ اس نے چہرہ تھوڑا سا اوپر کر کے اسے سختی سے بول کر واپس سے اس کی گردن میں چہرہ چھپا کر اس کی گردن لب رکھے تو ہمیرہ کا پورا جسم کانپ گیا۔

مجھے تنگ نہ کریں میں کام کر رہی ہوں اگر ایسے کھڑے ہونا ہے تو بنا کوئی چھچھوری حرکت کیے کھڑے رہیں۔ ہمیرہ نے ہاتھ میں پکڑے ہانڈی کے چمچ کو گول گول گھماتے کہا تو اس کی گردن میں چہرہ چھپائے داور کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے۔

ویسے داور آپ کی بات ہوئی داریہ سے ؟؟ ہمیرہ نے اچانک سے پوچھا۔ پرسوں ہوئی تھی کل اور اج نہیں ہوئی مگر تم کیوں پوچھ رہی ہو ؟؟ اس نے گردن سے چہرہ نکال کر اس کا رخ اپنی جانب کرتے پوچھا۔ مجھے نہ دو دن سے اسے لے کر بہت برا خواب آرہا ہے۔

میں نے خواب میں اسے روتے دیکھا ہے۔ ایسے جیسے کوئی اندھیری اور گہری جگہ پر وہ زمین پر بیٹھی زور زور سے چیختے ہوئے رو رہی ہے۔ میرا دل کل سے اسے لے کر بہت زیادہ ڈرا ہوا ہے۔ میں نے بھی کال کی تھی اسے مگر اس کا فون آف جا رہا تھا اس لیے آپ سے پوچھا۔

اس کی بات سن کر داور کے چہرے پر بھی پریشانی چھائی مگر پھر اگلے ہی پل وہ پریشانی غائب ہو گئی۔ارے میری جان بس خواب ہی تو ہے فکر نہ کر وہ بلکل ٹھیک ہے۔

موبائل اس کا زیادہ تر آف ہی رہتا ہے اس لیے فکر نہ کرو ڈونٹ وری جب وہ موبائل ان کرے گی تو تمہیں خود کال کر لے گی۔وہ اسے گلے لگا کر تسلی دیتے بولا مگر ہمیرہ کا دل ابھی عجیب سا احساس محسوس کرتے ڈر رہا تھا۔

####################################

باران اور وہ شادی پر جانے کے لیے مکمل تیار تھے۔ یہ پہلی بار تھا کہ باران کسی کی شادی کا فنکشن اٹینڈ کرنے والا تھا اور وہ بھی صرف اپنی دل عزیز بیوی کی خواہش پر۔

زحلے نے اپنا پسند کیا گیا پرپل ڈریس ہی پہنا تھا اور اسے تیار کرنے کے لیے باران نے وہاں کی مشہور میک اپ آرٹسٹ بلائی تھی جس نے اس کے دل موہ لینے والے حسین چہرے کو اور زیادہ خوبصورت بنا کر اسے پہلی نظر میں ہی گھائل کر دینے والی حسینہ بنا دیا تھا۔

باران خان تو خود اسے پہلی نظر دیکھ پھر سے اس پر دل ہار گیا تھا اور کئی لمحے اپنی جگہ سے ہل بھی نہ پایا تھا۔ کیا وہاں پر بہت سارے لوگ آئے ہوں گے؟؟ وہ باران کے ساتھ گاڑی میں بیٹھی تجسس سے پوچھنے لگی

جبکہ اس کے تجسس پر اس کے ساتھ بیک سیٹ پر بیٹھے باران کے ساتھ ڈرائیور کرتے اور ریلیو کے چہرے پر بھی مسکراہٹ بکھری تھی۔

جی بہت زیادہ لوگ ہوں گے مگر تم نے میرے ساتھ ہی رہنا ہے اگر میں کہیں ادھر اُدھر ہو بھی جاؤں تو جہاں میں کھڑا کر کے جاؤں وہاں کھڑی رہنا۔ وہ اس کی بات کا جواب دینے کے بعد اسے سمجھانے لگا۔
اوکے میں ایسے ہی کروں گی۔

وہ فرمابرداری سے کہتی اس کے کندھے پر سر رکھ گئی جبکہ اس کے ایسے باران کے کندھے پر سر رکھنے پر ڈرائیور کرتے اور ریلیو نے کھانسنے کی اداکاری کی تو باران نے ہاتھ آگے کرتے اس کے سر پر ایک زوردار

چپٹ رسید کی تھی جس پر وہ منہ بیگار کر رہ گیا تھا اور زحلے کی کھلکھلاہٹ نے گاڑی کے خاموش ماحول میں رونق بھر دی تھی۔

###############################

وہ جیسے ہی میرج ہال میں انٹر ہوا سب لوگ اسے دیکھ کر دنگ رہ گئے تھے کیونکہ باران خان کا کسی فنکشن میں آنا کسی معجزے سے کم نہیں تھا۔ باران کا بزنس پاٹنر جس کے بیٹے کی شادی تھی اسے دیکھ کر فوراً سے پہلے اس کے پاس پہنچا تھا۔

جہاں سب لوگ اسے شادی میں دیکھ کر حیران تھے وہیں اس کے ساتھ چلتی لڑکی کو دیکھ ان سب کی حیرانگی میں اور اضافہ ہو رہا تھا۔ آیئے مسٹر

باران آیئے ہمیں بلکل امید نہیں تھی کہ آپ آئیں گے۔وہ آدمی باران سے بغلگیر ہوتا بولا۔

مجھے آنا تو نہیں تھا مگر میری وائف کی خواہش تھی کہ اسے شادی اٹینڈ کرنی ہے اس لیے مجھے آنا پڑا کیونکہ اس کی خواہش میں رد نہیں کر سکتا۔ باران زحلے کی کمر کے گرد بازو ڈال کے اسے اپنے قریب کرتا بولا تو جہاں اس کی بات پر وہ آدمی حیران ہوا وہیں زحلے کے بلش ان لگے گال اور زیادہ سرخ ہوئے تھے۔

ا۔۔آپ کی وائف ؟؟اس آدمی کی حیرت کے مارے زبان لڑکھڑا نے لگی۔ہاں کیوں میری وائف نہیں ہو سکتی ؟؟ باران نے دائیں آئی برو اچکاتے پوچھا تو وہ آدمی کھسیانی ہنسی ہس دیا۔

نہیں نہیں میرا وہ مطلب نہیں تھا بس اچانک سے آپ کی شادی کا سن حیران ہو گیا میں۔ آپ دونوں آیئے نہ یہاں مت کھڑے ہوں آپ کے لیے تو سپیشل سیٹس ہیں۔ وہ ان کو آنے کا کہتا خود بھی ان کے ساتھ چلنے لگا جبکہ سب کو اپنی جانب حیرانگی اور حسد سے دیکھتا پا کر زحلے تھوڑی نروس بھی ہو رہی تھی مگر اسے وی آئی پی والی فیلنگ بھی آ رہی تھی۔

باران نے اسے اپنے کچھ بزنس پارٹنرز سے ملوایا تھا اور جو جو باران کی شادی کی بات جان رہا تھا حیرانگی کے سبب کچھ بول بھی نہ پا رہا تھا۔ وہاں پر موجود لڑکیوں کی ڈریسنگ اس قدر بے ہودہ اور بولڈ تھی کہ زحلے بیچاری نظریں بھی نہ اٹھا پا رہی تھی شرم سے۔

خان نظریں نیچے کر کے چلیں اید ھر اُد ھر مت دیکھنا یہاں پر موجود لڑکیاں بہت بے شرم ہیں۔ وہ باران کا بازو پکر کر اس کو تھوڑا سا نیچے جھکنے کا اشارہ کرتی اس کے کان میں بولی تو باران کے چہرے پر مسکراہٹ پھیلی۔ میری زندگی میں نظریں اٹھا کر چلوں یاں جھکا کر میری نظر پھر بھی ان لڑکیوں پر نہیں پڑے گی کیونکہ میری نظریں تو بس ایک ہی لڑکی کو دیکھتی ہیں اور وہ میرے پاس میرے سامنے کھڑی ہے۔

وہ اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں بھرتا بولا تو زحلے کا دل گارڈن گارڈن ہوا تھا۔ اچھا ٹھیک ہے آپ یہ بات ویسے بھی کہہ سکتے تھے۔ وہ اس کے ہاتھ چہرے سے ہٹاتی بولی تو باران خان نے جھک کر اس کے ماتھے پر

بوسہ دیا۔ جس پر زحلے نے اسے گھور کر دیکھا تھا اور اس نے فوراً اپنے کان پکڑے تھے۔

وہاں پر موجود سب لوگوں کی نگاہوں کا مرکز وہی دونوں تھے دلہا دلہن کو تو کوئی پوچھ بھی نہیں رہا تھا۔ وہاں پر موجود سب لوگ ہی باران کو جانتے تھے اور اسے ان سب نے کبھی مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا تھا اس لیے اب اسے اپنی بیوی کے ساتھ کھڑے اس کے نکھرے اٹھاتے مسکراتے ہوئے بات کرتے اور آگے سے بیوی کی گھوری پر کان پکڑتے دیکھ وہ سب لوگ تو بے ہوش ہونے کے در پر تھے۔

تم یہاں بیٹھو ابھی شادی کی رسم ختم ہونے کے بعد ہم گھر کے لیے نکلتے ہیں۔ او ادھر بیٹھو۔ وہ اسے وہاں رکھے ایک صوفے پر بیٹھاتا خود بھی اس

کے ساتھ بیٹھ کر سٹیج کی جانب دیکھنے لگا جہاں پر شادی کی رسم شروع ہونے والی تھی۔

وہ بڑے غور سے سامنے دیکھ رہی تھی جہاں پادری دلہا دلہن کے درمیان میں کھڑا ان سے وعدے لے رہا تھا مگر جیسے ہی اس نے دلہا دلہن کو کس کرنے کا کہا تو جہاں سب نے کلیپنگ کی وہیں زحلے بیچاری تو اتنی کھلے عام بے شرمی پر چہرہ جھکا کر رہ گئی۔

کیا ہوا ایسے کیوں چہرہ جھکائے بیٹھی ہو؟؟ باران نے زحلے کی جانب جھک کر پوچھا۔ خان کیا ہماری شادی بھی ایسے ہوئی تھی؟؟ زحلے نے بنا چہرے اُٹھائے پوچھا تو باران حیران ہوا۔ نہیں تو ہماری شادیاں اور ان کی شادیاں بہت مختلف انداز میں ہوتی ہیں۔

ہم مسلم ہیں ہمارے نکاح ہوتا ہے اور ان کے ہاں ایسے شادیاں کی جاتی ہیں۔ ہمارا تو نکاح ہوا تھا۔ باران کا جواب سن کر اسے سکون آیا تھا۔ شکر ہے ورنہ میں تو پریشان ہی ہو گئی تھی۔ تم پریشان نہ ہو ہم نے ایسا کچھ نہیں کیا تھا جو ان دونوں نے کیا ہے۔

باران اس کی بات سمجھ کر مسکراہٹ چھپائے بولا تو زحلے نے سکھ کا سانس لیا۔

اچھا تم زرا یہاں میرا ویٹ کرو میں اپنے بزنس پارٹنر اور اس کے بیٹے کو شادی کی مبارک دے آؤں پھر ہم گھر چلتے ہیں۔ وہ کھڑا ہوتا بولا تو زحلے ہاں میں سر ہلا گئی جبکہ وہ دلہا اور اس کے باپ کی جانب بڑھ گیا۔

میم ڈرنک پلیز۔

باران کے جاتے ہی اس کے پاس ایک ویٹر ایک ٹرے تھامے حاظر ہوا جس میں دو تین الگ الگ رنگ کی ڈرنک تھیں۔ زحلے نے سمجھا وہ اسے کولڈ ڈرنک دے رہا ہے اس لیے چپ چاپ ایک ریڈ کلر کی ڈرنک اٹھالی کیونکہ تھوڑی دیر پہلے باران نے بھی وہی ڈرنک پی تھی۔

اس نے جیسے ہی پہلا سپ لیا اس کے چہرے کے زاویے بگڑے تھے۔ اللہ یہ کتنی کڑوی ہے۔ وہ گلاس کو گھور کر دیکھتی بولی۔ دل تو نہیں کر رہا مگر پینی پڑے گی کیونکہ ایک سپ لے کر واپس کرتی میں اچھی نہیں لگوں گی۔ وہ ہلکے سے بڑبڑاتی مشکل سے ہی مگر پورا گلاس خالی کر گئی اور ویٹر کو بلا کر اسے گلاس واپس کر دیا۔

باران واپس آیا تو زحلے کو صوفے پر سر گرائے بیٹھے دیکھ جلدی سے اس کے پاس پہنچا۔ زحلے کیا ہوا؟؟ ایسے کیوں بیٹھی ہو؟؟ وہ اس کے پاس نیچے گھٹنوں کے بل بیٹھا تھا۔ م۔۔ میرا سر چک۔۔ کرا رہ۔۔ اہے۔ وہ اٹکتے اٹکتے بولی تو باران کو فوراً پتا چل گیا کہ اس نے ڈرنک کی ہے۔

تم نے شراب پی ہے؟؟ باران نے اس کا چہرہ اوپر کرتے پوچھا تو زحلے نے بچوں کی طرح نہ میں سر ہلایا۔ نئ تو میں ن۔۔۔ے ت۔۔ تو کو۔۔ لڈرنک پی ہے پر وہ ب۔۔ بہ۔۔ ت کڑوی تھی۔ وہ نشے میں ڈوبی آواز میں بولی تو باران پریشان ہو گیا کیونکہ اسے بری طرح سے چڑھ گئ تھی۔

اس نے زحلے کے پاؤں سے فوراً ہیل والی جوتی اتار کر ایک ہاتھ میں پکڑ لی اور پھر دوسرے ہاتھ کی مدد سے اپنے کندھے پر اٹھالیا۔ ارے چھ۔۔ڈو مج۔۔ھے م۔۔ی۔۔ں چل سکتی ہوں۔ وہ مچلتے ہوئے اپنی ٹانگیں ہلاتی بولی۔

سب لوگ انہیں دیکھ رہے تھے کسی کا دیہان زحلے کی جانب نہیں تھا کیونکہ سب کی نظروں کا مرکز تو باران کے ہاتھ میں پکڑے زحلے کے سینڈلز پر تھا۔ وہ مافیا کا کنگ جو سب کو جوتے کی نوک پر رکھتا تھا بڑے آرام سے اپنی بیوی کے سینڈل اٹھائے بھری مجلس میں چل رہا تھا اور اسے کوئی پرواہ بھی نہیں تھی کہ کوئی کیا سوچے گا۔

اس نے زحلے کو لا کر گاڑی کی بیک سیٹ پر بیٹھایا اور ریلیو کو کال کرتے اسے خود سے آجانے کو کہہ دیا اور خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتے گاڑی سٹارٹ کی۔

##################################

گھر پہنچنے تک زحلے نے اسے تگنی کا ناچ نچا دیا تھا۔ وہ اسے واپس سے کندھے پر اٹھا کر کمرے میں لاتے بیڈ پر بیٹھا چکا تھا۔ چلو اب یہاں بیٹھو آرام سے کوئی شرارت نہیں کرنی تم نے اور چپ چاپ یہاں بیٹھ کر میرا انتظار کرنا ہے میں ابھی ہینگ اوور سوپ بنا کر لاتا ہوں تمہارے لیے۔ وہ اسے بیٹھا کر ہدایت دیتا کمرے سے جانے لگا مگر زحلے نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا تھا۔

نہیں ا۔۔اپ کہاں جا رہے ہ۔۔۔ ہو ؟؟ نہ۔۔ یہ۔۔ں میرے پاس رہ۔۔ ونہ۔ وہ اس کے گلے لگ کر بہکے بہکے انداز میں بولی تو باران خان نے فوراً اسے دور کیا۔ نہیں بلکل بھی نہیں تم چپ چاپ یہاں بیٹھو۔ وہ واپس بیڈ پر بیٹھاتا بولا تو زحلے نے اس کا بازو کھینچ کر اسے اپنے گرایا تھا۔ باران کو حیرت ہوئی کہ اس نازک سے لڑکی نے اس جیسے مضبوط آدمی کو کیسے اپنی جانب اتنی آسانی سے کھینچ لیا۔

مجھے کس کریں بلکل ویسے جیسے اس دلہا دلہن نے کی تھی۔ وہ خمار بھری آنکھوں سے اس کی آنکھوں میں دیکھتی آہستہ آواز میں بولی تو باران نے تھوک نگلا۔ ن۔۔ ہیں میری جان ایسا ویسا کچھ بھی نہیں کرنا ہم نے ورنہ جب تمہاری یاداشت واپس آئے گی تو تم مجھے غلط کہو گی۔

وہ واپس سے کھڑے ہونے کی کوشش کرتا بولا مگر زحلے نے اس کی کمر کے گرد بازو ڈال رکھے تھے۔ نہیں نہہہہ مجھے کس چاہیے مجھے بھی کس چاہیے آپ بھی تو میرے دلہے ہو نہ پھر مجھ سے پیار کیوں نہیں کرتے ۔وہ غصے سے بولی تو باران نے نظریں چرائیں۔

ایک تو وہ آج لگ بہت پیاری رہی تھی اور اوپر سے شراب پی کر اس کی کی جانے والی حرکتیں اور دیمانڈ اس کا امتحان لے رہی تھیں۔ ٹھیک ہے نہیں کرنی نہ کس تو میں خود کرلوں گی۔ وہ اسے گھور کر کہتی اسے بنا سنبھلنے کا موقع دیے تھوڑا سا اوپر ہوتی اس کے ہونٹوں پر اپنے ہونٹ رکھ گئی۔

باران خان تو اس اچانک ہوئے حملے پر حیران ہی رہ گیا تھا اور پھر جلدی سے اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھ اسے پیچھے کر گیا۔ نہیں زحلے تم ابھی ہوش میں نہیں ہو پلیز ایسے مت کرو۔ جب تمہیں ہوش آئے گا تو تم مجھے قصوروار ٹھہراؤ گی خاص کر جب تمہاری یاداشت واپس آئے گی تو تم مجھ سے اور نفرت کرو گی۔

وہ اس کے اوپر سے کھڑا ہوتا بولا تو زحلے بھی کھڑی ہوئی۔ نشے میں ہونے کے سبب اس سے کھڑا ابھی نہیں ہوا جا رہا تھا۔ میں نہیں ٹھہراوں گی آپ کو قصوروار۔ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی بولی تو باران نے پھر سے نظریں چرائیں اور کمرے سے جانے لگا مگر زحلے نے بھاگ کر اسے بیک ہگ کیا۔

مت جائیں نہ پلیز زوہ بھیگے لہجے میں بولی۔ باران جانتا تھا کہ وہ سب کچھ جان بوجھ کر نہیں کر رہی وہ نشے میں تھی مجبور تھی اور اس وقت وہ اسے اکیلا بھی نہیں چھوڑ سکتا تھا کہ کہیں وہ خود کو نقصان نہ پہنچا لے۔

پلیز ز! اس نے جیسے ہی زحلے کی جانب رخ کیا تو وہ اپنی لال خمار بھری آنکھوں سے اسے دیکھتی بولی اور یہیں پر باران کی بس ہوئی تھی۔ مجھے پھر قصوروار مت ٹھہرانا میں نے بہت کوشش کی تمہیں اور خود کو روکنے کی مگر تم نے مجھے مجبور کیا۔

وہ اسے کمر سے تھام کر بولتا اس کے ہونٹوں پر جھک گیا جبکہ زحلے نے بھی اس کی گردن کے گرد بازو حائل کر دیے۔ وہ نہیں جانتا تھا اس کے

اٹھائے اس قدم کا انجام کیا ہو گا مگر ابھی وہ یہ سب سوچنا بھی نہیں چاہتا تھا بس ان میسر لمحوں میں زحلے کی قربت میں سب کچھ بھلانا چاہتا تھا۔

ان دونوں کی مٹی دوریاں قسمت کی کتاب پر آنے والے کل کے کچھ نئے پنے لکھ رہی تھیں جس سے وہ دونوں بے خبر ایک دوسرے میں گھوئے ہوئے تھے۔

#################################

وہ کب سے اٹھ چکی تھی اور باران کی باہوں کی قید میں سانس روکے لیٹی تھی۔اس نے ہمت کرتے سب سے پہلے تھوک نگلا اور پھر باران کا

مضبوط بازو اپنے اوپر سے ہٹانے کی کوشش کرنے لگی مگر اس کی کوشش پر بجائے اس کے کہ بازو ہٹتا الٹا باران نے اسے اور خود میں سمو لیا تھا۔

زحلے بیچاری کا سوکھا سانس اور سوکھ گیا تھا۔اسے بس باران کے جاگنے سے پہلے کمرے سے غائب ہونا تھا ورنہ وہ کیسے اس کا سامنا کر پاتی۔اس نے پھر سے کوشش کرنے کا سوچتے ابھی باران کے بازو پر اپنے نازک سفید ہاتھ رکھے ہی تھے کہ تبھی باران نے آنکھیں کھولیں تھیں۔

کیا کر رہی ہو؟؟ باران کے اچانک آنکھوں کھولنے اور بولنے پر وہ بیچاری بری طرح ڈری تھی۔م۔۔مجھے واش روم جانا ہے۔اس نے سرخ گالوں کو چھپانے کی کوشش کرتے اس کے سینے میں چہرہ چھپا کر

آہستہ آواز میں کہا۔ نشہ اتر گیا؟؟ باران کے سوال پر زحلے نے زور سے آنکھیں بند کیں۔

جواب دو نہ نشہ اتر گیا یاں باقی ہے ؟؟؟ باران ایک جھٹکے میں اسے اپنے نیچے کرتا خود اس پر حاوی ہوتا بولا تو زحلے نے اپنے ہاتھوں سے اپنا چہرہ چھپایا۔ ایک تو اس کی حالت اس وقت ایسی تھی کہ وہ شرم سے پانی پانی ہو رہی تھی دوسرا اوپر سے باران اسے بخش نہیں رہا تھا۔

م۔۔ مجھ۔۔۔ے جانے دیں تنگ مت کریں۔ اس نے مشکل سے الفاظ ادا کیے تو باران کے چہرے پر مسکراہٹ نے اپنی جھلک دیکھائی۔ کیوں تنگ نہ کروں کیوں مانوں تمہاری بات ؟؟ کل رات کو تم نے

میری بات مانی تھی کیا؟؟اپنی عزت بچانے کی کتنی کوشش کی میں نے کل رات مگر تم نے پھر بھی مجھے کہیں کا نہ چھوڑا۔

وہ اسے تنگ کرتا بولا تو زحلے کا رونا شروع ہوا۔اس کو روتے دیکھ باران کی ساری شوخی دور ہوئی۔ارے ارے رو کیوں رہی ہو؟؟میں مزاق کررہا ہوں۔وہ زحلے کے اوپر سے ہٹتا بولا تو زحلے اپنے آنسو صاف کرتی اپنے جسم پر موجود باران کی شرٹ کو اپنے کندھوں سے درست کرتی اٹھ کر بیٹھی۔

می۔۔ں اپ۔۔نے ہوش میں نہ۔۔یں تھی اس لیے ای۔۔سا ہوا رات کو۔م۔۔یں پہل۔۔ے ہی شرمندہ ہوں ا۔۔ورا وپر سے آپ

م۔۔جھے تنگ کر رہے ہیں۔وہ سوں سوں کرتی بولی تو باران نے اس کے انسوں صاف کرتے اسے اپنے گلے لگایا۔

میں تو بس مزاق کر رہا تھا میری جان میرا مقصد تمہیں رولانا نہیں تھا۔ اور کیا تم رات کی وجہ سے شرمندہ ہو؟؟رات جو ہمارے درمیان ہوا اس کی وجہ سے تمہیں کوئی پچھتاوا ہے؟؟

باران کے لہجے میں ایک ڈر چھپا تھا کہ کہیں وہ یہ نہ کہہ دے کہ اسے پچھتاوا ہے مگر اس کی روح اس وقت خوشی سے جھوم اٹھی جب زحلے نے اس کے سینے سے دور ہو کر اس کی گال پر لب رکھے۔میں نے کب کہا کہ میں پچھتا رہی ہوں؟؟

مجھے بس کل رات کی اپنی حرکتوں پر شرمندگی ہے اور کچھ نہیں۔ وہ مسکراتے ہوئے بولی تو باران بے خود ہوتے اس کے ہونٹوں پر جھک گیا ۔شکریہ زحلے میری محبت کو تسلیم کرنے کے لیے مجھے اپنانے کے لیے مجھے مکمل کرنے کے لیے۔ بہت شکریہ میری جان بہت شکریہ۔

وہ اس سے دور ہو کر اسے واپس گلے لگاتا بولا تو زحلے نے بھی اس کی برہنہ کمر کے گرد زور سے بازوں کا حصار باندھا۔ آپ کا بھی شکریہ خان مجھے اپنانے کے لیے، مجھے بے حد محبت دینے کے لیے اور مجھے اپنی شہزادی بنا کر رکھنے کے لیے۔ وہ بھی اسی کے انداز میں بولی جبکہ اس کے الفاظ باران کو کوئی خواب معلوم ہوئے تھے۔

##############################

میں تمہیں کہہ رہی ہوں تم اپنا بہت زیادہ خیال رکھنا اور اگر کوئی بات ہوئی تو اپنے بھائیوں کو بتانا۔ میری بات کو مزاق میں نہ لو تم۔ داریہ نے جیسے ہی فون ان کیا تو ہمیرہ کو کال کی جبکہ اس کی کال آتے ہی ہمیرہ اسے اپنے خواب کا بتاتی اسے نصیحتیں کر رہی تھی اور دوسری جانب داریہ اس کی فکر اور نصیحتوں پر ہستی جا رہی تھی۔

ارے میں بلکل بھی مزاق میں نہیں لے رہی تمہاری باتوں کو بس مجھے ویسے ہی ہسی آرہی ہے کیونکہ آج تک مجھے اس طرح نصیحتیں کسی نے نہیں کیں۔ داریہ اپنی ہسی روک کر بولی تو ہمیرہ نے فون کو اپنی آنکھوں کے سامنے کرتے گھور کر دیکھا جیسے وہ فون کی جگہ داریہ کو گھور رہی ہو۔

تم نہ ایسا کرو کہ ہمارے پاس آجاو یاں پھر باران کے پاس چلی جاؤ اکیلی مت رہو وہاں۔ ہمیرہ کی فکر تھی کہ ختم ہی نہیں ہو رہی تھی۔ ہمیرہ میری جان میں ٹھیک ہوں پلیز فکر نہ کرو۔ میں دار یہ ہوں مجھے کون رلا سکتا ہے بھلا میں لوگوں کو رلا کر نہ تھکوں تم میرے رونے کی بات کر رہی ہو۔

بس تم میری طرف سے بے فکر رہو میں آؤں گی تم لوگوں کے پاس رہنے کیونکہ میں نے سنا ہے تم بریانی اور کریلے وغیرہ بہت مزے کے بناتی ہو تو مجھے بھی وہ کھانا ہے اس لیے میرے آنے کا انتظار کرو اور پھر مجھے مزے مزے کے پاکستانی کھانے بنا کر کھلانا۔

ٹھیک ہے نہ؟؟ داریہ پہلے اسے اپنی جانب سے بے فکر کرتی بعد میں بات کا موضوع بدل گئی۔اوکے تم جب آؤ گی تو جو تم کہو گی میں بنا کر کھلاؤں گی تم کو۔ تم بھی چلی گئی زحلے بھی چلی گئی میں اکیلی ہو گئی ہوں بچے بھی بہت مس کرتے ہیں تم لوگوں کو۔

وہ اپنے سامنے کھیلتے رحمان اور نورے کو دیکھ کر بولی تو داریہ کے چہرے پر اس کی بات نے مسکراہٹ بکھری۔میں بھی مس کر رہی ہوں تم سب کو جلدی آؤں گی۔اچھا مجھے نہ ابھی بہت ضروری کام سے باہر جانا ہے تو میں ابھی فون رکھ رہی ہوں پھر بات کریں گے۔

وہ سامنے سے آتی جینی کو دیکھ کر بولتی کال کٹ کر گئی کیونکہ اسے جینی کے ساتھ کہیں جانا تھا اور دوسری طرف ہمیرہ بچوں کے پاس جاتی ان کے ساتھ مل کر کھیلنے لگی کیونکہ داور گھر تھا نہیں اور وہ بور ہو رہی تھی۔

################################

دن ہفتے اور ایسے ہی پورا مہینہ گزر گیا داور ہمیرہ باران اور زحلے کی لائف بلکل پرفیکٹ جا رہی تھی جبکہ ذزان ابھی تک جاپان سے واپس نہیں آیا تھا۔ داریہ کی اس سے روز بات ہوتی تھی مگر وہ اسے بہت مس کرتی تھی۔ آج آخر ذزان کی روسیا واپسی تھی اور داریہ کے پاؤں زمین پر نہیں ٹک رہے تھے۔

وہ آج دل سے تیار ہوئی تھی اور کب سے لاؤنج میں بیٹھی ذزان کا انتظار کر رہی تھی۔ جانو بیچارہ اس کا انتظار کرنا دیکھ کئی بار گیٹ سے تک جا کر واپس آیا تھا تاکہ دیکھ سکے کہ ذزان آیا یاں نہیں۔

اس کا انتظار آخر ختم ہوا تھا اور گاڑی کا ہارن سنتے ہی وہ بھاگ کر باہر نکلی تھی جہاں گیراج میں ذزان گاڑی پارک کر رہا تھا۔ اس نے جیسے ہی گاڑی کی جانب قدم بڑھائے ذزان کے ساتھ دوسرے دروازے سے نکلنے والی ہستی کو دیکھ اس کے قدم وہیں رک گئے تھے۔

ی۔۔یہ یہاں تمہارے ساتھ کیا کر رہی ہے؟؟ داریہ نے ان کے پاس جاتے پوچھا۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ اس کا لہجہ کیوں لڑکھڑایا تھا۔ کیونکہ ہم دونوں جاپان سے ایک ساتھ آئے ہیں۔ ذزان نے مسکرا کر کہا مگر

داریہ کو آج اس کی مسکراہٹ عجیب لگی تھی اور اس کے ساتھ کھڑی انعم کی آنکھوں میں عجیب سی چمک تھی جسے دیکھ داریہ کو برے برے خیالات ارہے تھے۔

کیوں تم دونوں کیوں ایک ساتھ تھے ؟؟اور اگر تھے بھی تو اسے گھر کیوں لے کر آئے ہو ؟؟گارڈ گارڈ ایدھر اواور اس لڑکی کو نکالو یہاں سے۔وہ پہلے غصے سے ذزان سے بولتی بعد گارڈز کو بلانے لگی۔بے فکر رہو وہ ابھی چلی جائے گی اور اس کے ساتھ ہی میں بھی جارہا ہوں کیونکہ اب میں یہاں اور نہیں رہنے والا۔

ذزان نے اس کے گارڈز کو بلانے پر سر جھٹکتے کہا تو داریہ نے اسے حیران ہو کر دیکھا۔کیوں تم کیوں جاؤ گے اس کے ساتھ ؟؟یہ گھر ہمارا

ہے یعنی تمہارا ہے تو تم اپنے گھر سے کیوں جا رہے ہو؟؟ داریہ کو کچھ
سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ آخر یہ سب ہو کیا رہا تھا؟؟

کیوں آج ذزان اسے کچھ عجیب عجیب لگ رہا تھا۔ یہ گھر تب تک ہمارا تھا جب تک میں تمہارا تھا مگر اب میں تمہارے ساتھ اور یہ رشتہ نہیں رکھ سکتا کیونکہ اب میرا کام ختم ہو گیا ہے۔ مجھے جو بدلہ لینا تھا وہ میں لے چکا ہوں اب بس سب یہیں ختم کرنے آیا ہوں۔

ذزان کی باتوں پر داریہ کو اپنے پاؤں سے جان نکلتی محسوس ہو رہی تھی ۔ک۔۔ کیا کہہ رہے ہو؟؟ کون سا بدلہ کون سا کام؟؟ اس نے ذزان کا بازو تھامتے پوچھا۔ میرا بدلہ داریہ خان یہ میرے بدلے کی بات کر رہا

ہے۔ میرے بھائی کی جان کا بدلہ اور میرے اس بدلے کی تکمیل ذزان کی مدد سے ہوئی۔

تم آج تک اس غلط فہمی میں جی رہی تھی کہ ذزان تم سے محبت کرتا ہے مگر در حقیقت وہ تم سے نہیں مجھ سے محبت کرتا ہے اسی لیے تو میرے ایک بار کہنے پر وہ اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر تمہیں اپنی محبت کے جال میں پھنسانے پہنچ گیا۔

داریہ کے سوال پر تب سے خاموش کھڑی انعم نے اپنی چپ توڑی تھی اور اس کا بولنا داریہ کو چپ کروا گیا تھا۔ یہ کیا بکواس کر رہی وہ تم؟؟ تمہیں لگتا ہے میں تمہارا یقین کروں گی؟؟؟ مجھے تمہاری بکواس پر یقین نہیں ہے۔

اور تم ابھی تک میرے گھر میں کھڑی کیا کر رہی ہو؟؟ دفع ہو جاؤ یہاں سے مجھے دوبارہ میرے گھر اور میرے شوہر کے قریب نظر مت آنا۔ وہ اس کے پاس جاتی اسے دھکا دیتی بولی تو ذزان نے فوراً سے پہلے انعم کو تھاما تھا۔ بیہودا ریہ! تم حد سے بڑھ رہی ہو۔

وہ سچ کہہ رہی ہے میں تم سے محبت نہیں کرتا کیونکہ میں انعم سے محبت کرتا ہوں۔ ہم دونوں بچپن کے دوست ہیں۔ انعم اور میں پاکستان میں ایک دوسرے کے نیبرز تھے۔ ہم شروع سے ایک دوسرے کو پسند کرتے تھے۔

تم نے جس دن اویس کو مارا اس دن سے میری انعم ٹوٹ کر رہ گئی اور اس کا دکھ اس کی تکلیف مجھے درد دیتی تھی۔ تب ہم دونوں نے مل کر تمہیں تکلیف دینے کا پلین بنایا۔ ہمارا پلین تو تمہیں موت کے منہ میں دھکیلنا تھا مگر قدرت کو شاید کچھ اور منظور تھا۔

بائیک ریس پر ملنا پلین کا حصہ تھا مگر چچا کا تمہیں میری موت کی سپاری دینا سارا پلین بدل گیا۔ تم نے مجھے نکاح کی پیشکش کی اور میں نے تب ایک نیا پلین بنایا۔ ہاں مجھے اس سے بہتر سزا کوئی نہ لگی کہ تمہیں محبت کی آگ میں جلا کر مارا جائے۔ مجھے میری انعم کی تکلیف کا بدلہ لینا تھا جو میں نے لے لیا۔

اب بہت جلد میں اور انعم شادی کرنے والے ہیں اور تمہیں ڈیوس کے پیپرز مل جائیں گے۔ ذزان کی ایک ایک بات دار یہ کے اندر سے روح کھینچ رہی تھی۔ اس وقت اس کو کچھ یاد نہ تھا کہ وہ کون ہے وہ کن کی بہن ہے وہ کیا کر سکتی ہے۔ اسے بس اتنا پتا تھا کہ وہ لٹ چکی ہے اپنی ہے محبت کے ہاتھوں اپنے ہی شوہر کے ہاتھوں۔

ت۔۔ تم جھوٹ بول رہے ہو نہ ؟؟ تمہاری عادت ہے مجھ سے مزاق کرنے کی مجھے تنگ کرنے کی۔ پلیز ذزان ایسا مزاق نہ کرو میرا سانس بند ہو رہا ہے۔ وہ ذزان کی آنکھوں میں ایک امید سے دیکھتی اس کا کندھا ہلاتی بولی۔ اس کا لہجہ رونے کے سبب بھاری ہو چکا تھا جبکہ آنکھیں رونے اور تکلیف سے لال ہو گئی تھیں۔

میں مزاق نہیں کر رہا داریہ یہ سچ ہے۔ہاں میں تمہیں محبت کے جال میں پھسار ہا تھا مجھے تم سے محبت نہیں تھی اور نہ ہے۔داریہ کا بازو اپنے کندھے سے ہٹاتے اس نے چڑتے ہوئے کہا۔انعم کی آنکھوں میں ایک عجیب سرساری تھی جبکہ داریہ کی آنکھوں میں اپنی محبت اور اعتبار کے ٹوٹنے کا دکھ تھا۔

امید کرتا ہوں دوبارہ نہیں ملیں گے۔جانتا ہوں تمہارے بھائی اور تم بہت بڑے گینگسٹر ہو اور مجھے جان سے مار سکتے ہو مگر مجھے ڈر نہیں لگتا کیونکہ میں جانتا ہوں تم مجھے مار نہیں سکتی اور نہ مجھے اپنے بھائیوں کے ہاتھوں مرتے دیکھ سکتی ہو۔

ہو سکے تو کبھی بھی خوش مت رہنا کیونکہ تم جتنا تڑپو گی میری انعم اتنی ہی خوش ہو گی۔ وہ داریہ کی آنکھوں میں دیکھ کر ایک ایک لفظ چبا کر بولتا انعم کا ہاتھ پکڑ کر وہاں سے جانے لگا مگر داریہ نے فوراً اُس کا دوسرا ہاتھ پکڑا۔

نہیں ذزان تم ایسا نہیں کر سکتے میرے ساتھ میں تمہاری داریہ ہوں تمہاری وائفی۔ تم میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہو۔ وہ روتے ہوئے بولی تو ذزان کا دل بھی جیسے کسی نے مٹھی میں دبوچا تھا۔اس کا دل کیا وہ اس کے انسوں صاف کرے کیونکہ اس نے داریہ کو روتے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

کہانہ کہ مجھے تم سے اب کوئی سروکار نہیں۔ جلد ہی تم تک ڈیوس کے پیپرز پہنچ جائیں گے۔ وہ اپنا ہاتھ ایک جھٹکے سے چھڑا کر آگے بڑھ گیا جبکہ داریہ اپنے جھٹکے گئے ہاتھ کو دیکھتی رہ گئی تھی۔اس نے نظریں اٹھا کر سامنے دیکھا جہاں پر وہ دونوں ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے گیٹ تک پہنچ چکے تھے۔

گیٹ تک پہنچ کر انعم نے پیچھے مڑ کر اسے دیکھا اور ایک جیت سے بھری مسکراہٹ اسے کی جانب اچھال کر وہ ذزان کے ساتھ گیٹ پار کر گئی جبکہ جس کے پلٹ کر دیکھنے کی امید سے اس نے سامنے دیکھا تھا اس نے پلٹ نہ تو دیکھنا تھا نہ دیکھا تھا۔ وہ جیسے ہی گیٹ سے باہر نکلے داریہ کے آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھایا تھا اور وہ وہیں حوش و حواس سے بیگانہ ہوتی زمین پر ڈھیر ہوئی تھی۔

##################################

ان دونوں کے خبر ملنے کی دیر تھی اور وہ اپنا سب کام چھوڑ کر داریہ کے پاس پہنچے تھے۔ باران زحلے کو لے کر پہلے داور کے پاس پہنچا تھا اور وہاں سے زحلے کو وہیں ہمیرہ لوگوں کے پاس چھوڑ کر وہ اور داور روسیا کے لیے نکلے تھے۔ وہ چوبیس گھنٹوں کے بعد وہاں پہنچے تھے اور ان کے پہنچنے تک بھی داریہ کو ہوش نہیں آیا تھا۔

وہ رات کی تب سے بے ہوش ہی تھی۔ جینی اور راجر اس کی اس حالت پر بہت پریشان تھے جبکہ جانو داریہ کے ساتھ بیڈ پر چڑھا کبھی اس کے

پاؤں چاٹتا کبھی اس کے چہرے کے ساتھ اپنا چہرہ رب کرتا تو کبھی اپنی ایک ٹانگ اس کے پیٹ پر رکھ کر اس کے ساتھ لیٹ جاتا۔

داریہ کی حالت پر تو اس کی انکھوں سے بھی آنسوں نہیں رک رہے تھے آخر کو وہ اس کی مالکن تھی اس کی بہترین دوست جس نے اسے ماں کی طرح کی پالا تھا۔اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ اگر ذزان اس کے سامنے آتا تو وہ اسے چیر پھاڑ دیتا داریہ کو تکلیف دینے پر۔

آخر کب آئے گا اسے ہوش؟؟ کیا تم صرف نام کی ڈاکٹر ہو؟؟ چوبیس گھنٹوں سے اوپر ہو چکے ہیں اور وہ ابھی تک بے ہوش ہے۔داور تو لیڈی ڈاکٹر پر بھڑک رہا تھا جبکہ باران راجر کو ذزان کو کہیں سے ڈھونڈ لانے کو کہہ رہا تھا۔

سر میں خود پریشان ہوں کہ آخران کو ہوش کیوں نہیں آرہا۔اس حالت میں ان کا زیادہ بے ہوش رہنا بھی کسی خطرے سے کم نہیں۔بچے کی جان کو بہت خطرہ ہو سکتا ہے ایسی حالت میں۔

ڈاکٹر بیچاری پریشانی سے بولی تو داور اور باران نے حیرانگی سے آنکھیں پھاڑے پہلے ڈاکٹر اور پھر بیڈ پر بے ہوش پڑی داریہ کو دیکھا۔کیا کہہ رہی ہو تم؟؟؟بچہ؟؟؟داور نے پوچھا تو ڈاکٹر نے ہاں میں سر ہلایا۔جی سر وہ ماں بننے والی ہیں۔

چھ ہفتے کی پریگنینسی ہے ان کی اسی لیے تو بچے کی جان کو خطرہ ہے کیونکہ شروع شروع کی پریگنینسی میں بہت کمپلیکیشنز ہوتے ہیں۔ڈاکٹر کی

بات پر باران اور داور دونوں نے اپنی مٹھیاں میچ لیں تھیں۔میں چھوڑوں گا نہیں اس کمینے انسان کو۔

ایک بار بس ایک بار میرے سامنے آجائے اسے اور اس لڑکی کو اپنے ہاتھوں سے ماروں گا اور اتنا تڑپا کر ماروں گا کہ اپنے کیے پر مرنے کے بعد بھی پچھتائیں گے۔باران دانت پیستا غصے سے بولا جبکہ خیالات اور غصہ داور کا بھی ویسا ہی تھا۔

################################

داری بھائیوں کی جان آنکھیں کھولو نہ۔ایسے کیوں کر رہی ہو؟؟تم ہمارا بریو بچہ ہو نہ تم داریہ خان ہو جو کسی بھی سیچوئیشن گھبراتی نہیں پریشان

نہیں ہوتی۔ بڑی سی بڑی پریشانی کو حل کر دیتی ہے پھر اس وقت ہماری بہن کیوں ایسے اپنے ساتھ ساتھ بھائیوں کو تکلیف دے رہی ہے ؟؟

اٹھ جاؤ میرا بچہ۔

داور باران داریہ کے سرہانے دائیں بائیں بیٹھے تھے اور داور بار بار داریہ کا ماتھا چومتا محبت سے بولتا اسے جگانے کی کوشش کر رہا تھا جبکہ باران داریہ کے بالوں میں ہاتھ چلاتا دل ہی دل پلین بنا چکا تھا کہ ذزان کو کیسے مارنا ہے۔

سر پتا چل گیا ہے کہ ذزان سر اور وہ لڑکی کہاں ہیں۔ راجر نے آ کر انہیں بتایا تو ان دونوں بھائیوں کی آنکھیں لال انگارہ بنی تھیں۔ سرمت کہو

اس کمینے کو وہ صرف ہماری بہن کا مجرم ہے اور تھوڑی دیر تک وہ ایک مردہ ہو گا۔

باران غصے سے بولا تو راجر نے اپنا جھکا سر ہلایا۔ جاؤ اسے اور اس لڑکی کو یہاں لے کر آو۔ اس نے اس گھر میں رہ کر ہماری بہن کو محبت کے جھوٹے جال میں پھسا کر اسے تکلیف دی تھی آج اس کے کیے کی سزا بھی اسے یہیں ملے گی۔ یہں اس کی قبر کھودوں گا۔

باران بیڈ سے کھڑا ہو تا راجر کے پاس جا کر بولا تو وہ اوکے سر کہتا وہاں سے چلا گیا جبکہ داور نے ایک اداس نظر داریہ کے چہرے پر ڈالی جو مرجھا سا گیا تھا۔

##################################

کیا بات ہے تم اتنے خاموش کیوں ہو؟؟ کل رات سے جب سے وہاں سے ائے ہو تم بلکل چپ ہو کر بیٹھے ہو کہیں محبت کا دیکھاوا کرتے کرتے سچ میں میں اس سے محبت تو نہیں کر بیٹھے اور اب اسے چھوڑ کر پچھتا رہے ہو؟؟

وہ انعم کے گھر کے لاؤنج میں خاموش بیٹھا گہری سوچ میں مگن تھا کہ تبھی انعم اس کے پاس آکر بیٹھتی بولی۔ نہیں ایسی بات نہیں ہے بس ویسے ہی میں سوچ رہا تھا کہ تم نے بتایا تھا تم اور داریہ بہت اچھی دوستیں تھیں بیسٹ فرینڈز پھر کیوں تم دونوں میں اتنی نفرت آگئی؟؟

وہ انعم کو سوالیہ نظروں سے دیکھتا بولا تو انعم کے چہرے پر داریہ کے زکر اور ماضی کو یاد کرتے نفرت کے سائے لہرائے۔وہ میری دوست تھی اب نہیں ہے۔اس نے ہماری دوستی کو میرے بھائی کو مارنے کے ساتھ ہی مار دیا تھا۔

میں جانتی تھی کہ وہ گینگسٹرز کی بہن ہے مگر بھول گئی تھی کہ اس کا باپ بھی تو گینگسٹر ہی تھا اور جب بھائیوں میں باپ کی خصلت موجود تھی پھر بیٹی کیسے پیچھے رہتی۔اس نے پہلا قتل میرے بھائی کا کیا۔

میں نہیں جانتی وجہ کیا تھی مگر اتنا جانتی ہوں کہ جو بھی وجہ تھی داریہ ہی غلط تھی۔میں اسے اپنی بہن سمجھتی رہی اور اس نے میرے ہی

اکلوتے سہارے میرے ہی بھائی کو اس قدر بے دردی سے مارا کہ میری روح کانپ اٹھی تھی اور اسے کوئی پچھتاوا بھی نہیں۔

بات کرتے ہوئے جہاں انعم کے لہجے میں داریہ کے لیے نفرت تھی وہیں اپنے بھائی کی موت کو یاد کرتے اس کی انکھوں سے آنسوں بہنے لگے تھے۔اسے روتے دیکھ ذزان نے اسے گلے لگایا تھا۔اچھا نہ بس رو نہیں۔

ہم نے بدلہ لے لیا اویس کی موت کا اب وہ بھی تکلیف میں ہی ہے بلکل ویسے جیسے تم تھی۔ذزان اسے حوصلہ دیتا بولا مگر داریہ کی تکلیف کا ذکر کرتے ناجانے کیوں اس کی آنکھوں میں درد کی جھلک نظر آئی تھی۔چلو اب چپ کر جاؤ رونا نہیں دوبارہ۔

وہ اس کو دور کرتا اس کے آنسوں صاف کرتے بولا۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے کہ کہیں وہ تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچائے یاں اس کے بھائی تمہیں جان سے نہ مار دیں۔ وہ اس کے بازو پکڑ کر بولی تو ذزان مسکرا ایا۔ یہ سب تو پہلے سوچنا چاہیے تھا نہ اب تو ہم نے کر لیا جو کرنا تھا۔

اس لیے اب ڈرنے کا فائیدہ نہیں اب جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ وہ مسکراتے ہوئے بولا مگر انعم کو ابھی بھی ٹینشن تھی۔ اس سے پہلے وہ کچھ اور بولتی گھر کا دروازہ دھڑام سے کھلا تھا اور راجر جینی کے ساتھ دو تین گارڈ اندر آئے تھے۔ بہت ہو گئیں باتیں بہت چھپ لیے تم لوگ اب تمہارے کیے کی سزا کا وقت ہے۔

راجران کو دیکھ کر بولتا گارڈ کو اشارہ کر گیا جنھوں نے جا کر ذزان اور انعم کو پکڑ لیا تھا۔ چھوڑو ہمیں بد تمیز انسان اپنے آدمیوں سے کہو چھوڑیں ہمیں۔ انعم راجر پر چیختی بولی تو جینی نے آگے بڑھ کر اس کے چہرے پر دو سے تین لگاتار رکھ کر تھپڑ لگائے تھے۔

اپنی بکواس بند رکھو گھٹیا لڑکی۔ میرا بس چلے تو تم دونوں کو اپنے ہاتھوں سے ماروں کیونکہ تم دونوں کی وجہ سے ہماری میم کل رات سے بے ہوش ہیں۔ وہ تکلیف میں ہیں صرف تم دونوں کی وجہ سے خاص کر تمہاری وجہ سے ذزان شاہ۔

سچ میں میں تم دونوں کو اپنے ہاتھوں سے مارنے کی خواہش رکھتی ہوں مگر تم دونوں کا فیصلہ باران سر اور داور سر کریں گے۔ جینی کے انعم کو

تھپڑ مارنے پر ذزان بھی گارڈ کی گرفت میں مچلا تھا مگر داریہ کے بارے میں سن کر وہ رک گیا تھا۔

اس کا دل کیا وہ پوچھے کہ کیوں نہیں آیا اسے ہوش مگر کس منہ سے پوچھتا۔سب کیا ہوا بھی تو اسی کا تھا اسی کی وجہ سے تو وہ اس حال میں تھی ۔لے چلو ان کو باران سر اور داور سر انتظار کر رہے ہوں گے۔

راجر کے کہنے پر گارڈ مچلتی انعم کو سنبھالتے باہر لیجانے لگے جبکہ ذزان خاموشی سے ان کے ساتھ چل پڑا تھا۔

####################################

انہیں گھر لاتے ہی لاؤنج میں مجرموں کی طرح گھٹنوں کے بل بیٹھا دیا گیا تھا۔ داور اور باران صوفے پر بیٹھے انہیں گھور رہے تھے جبکہ ذزان تھوڑی تھوڑی دیر بعد نظریں چراتا سیڑھیوں کی جانب دیکھ لیتا تھا۔

جانو بھی باران لوگوں کے پاس بیٹھا ذزان کو گھور رہا تھا۔ تمہیں کیا لگا تھا ہماری پرنسز کو تکلیف دے کر آرام سے زندگی گزار و گے؟؟ تم بھول گئے تھے کیا کہ ہم کون ہیں؟؟ تم نے میری بہن کی آنکھوں میں آنسوں لانے کی جرت کی تو کی کیسے؟؟

داور ذزان کے پاس جاتا اس پر مکوں کی برسات کرتا بولا جبکہ وہ چپ چاپ مار کھاتا رہا۔ انعم نے مچل کر اسے چھوڑانا چاہا مگر باران کے

اشارے پر جینی نے انعم کی دھلائی شروع کی تھی۔ چھوڑ و داور اسے میں سبق سیکھاوں گا۔

باران داور کو پیچھے کرتا بولا تو داور نے اپنے ہاتھ پر لگا ذزان کا خون جو ہونٹ پھٹنے سے نکلا تھا اپنی شرٹ سے صاف کیا تھا۔ راجر میرا ہنٹر کہاں ہے؟؟ باران نے اپنا ہاتھ راجر کی جانب کیا تو اس نے سائیڈ ٹیبل پر پڑا ہنٹر اٹھا کر باران کے ہاتھوں پر رکھ دیا۔

باران نے پہلے ہنٹر کی ایک زوردار ضرب زمین پر ماری اور پھر بنار کے ذزان پر ہنٹر برسانے شروع کر دیے۔ ہنٹر کی شدت اتنی تھی کہ ذزان کا پورا جسم لہولہان ہو گیا تھا جبکہ انعم اپنی مار بھول کر ذزان کو

مار پڑنے پر مچلتی اس کی جانب بڑھنے لگی مگر جینی کے ہاتھوں اور لاتوں کی مار نے اسے ہلنے بھی نہ دیا تھا۔

بھائی نہیں پلیز رک جائیں۔ وہ ابھی ذزان کو مار رہا تھا جب اچانک سے بھاگ کر سیڑھیاں اترتی داریہ نے اونچی آواز میں اسے روکا تھا۔ داری بھائی کی جان تمہیں ہوش آگیا۔ داور نے جلدی سے اس کے پاس جا کر اسے گلے لگاتے کہا مگر داریہ اس سے دور ہو کر باران کے پاس جاتی اس کے ہاتھ سے ہنٹر پکر کر سائیڈ پر پھینک چکی تھی۔

ذ۔۔ذ۔۔زان تم ٹھیک ہو؟؟ تم۔۔ہی۔۔ل د۔۔رد ہو رہا ہو گا نہ؟؟
سو۔۔ری سو۔۔ری ذ۔۔ذزان بھا۔۔ئی کی طرف سے میں س۔۔وری

کرتی ہوں۔ وہ نیچے ذزان کے پاس بیٹھ کر اس کا چہرہ ہاتھوں میں بھرتی روتے ہوئے بولی۔

رونے کے سبب اس سے بولنا محال ہو رہا تھا جبکہ اس کا رونا داور اور باران کے غصے کو اور ہوا دے رہا تھا۔ داریہ پیچھے ہٹو اس کمینے انسان سے۔ تم ابھی بھی اس کی فکر کر رہی ہو؟؟ بھول گئی کیا کہ اس نے تمہارے ساتھ کیا کیا ہے؟؟ باران نے داریہ کا ہاتھ پکڑ کر اسے کھڑے کرتے کہا۔

ن۔۔ہیں بھائی وہ میرا ذ۔۔ذزان ہے ا۔۔اسے کچھ مت کہیں پلیز ز۔ وہ باران کے سینے میں منہ چھپا کر روتی بولی تو دونوں بھائیوں نے مٹھیاں

میچ لیں۔ تم کیوں ایسے کر رہی ہو داری تم ایسی تو نہیں تھی۔ داور نے
اسے باران سے دور کرتے اپنے گلے لگا کر کہا۔

بھائی م۔۔ میں اسے تکلیف م۔۔ میں نہیں دیکھ سکتی۔ وہ مزاق کر رہا تھا
میرے ساتھ۔ م۔۔ میں جانتی ہوں وہ مزاق کر رہا تھا۔ ہیں نہ ذزان تم
مجھے تنگ کر رہے تھے نہ۔ وہ پہلے داور سے کہتی بعد میں ذزان کے پاس
واپس بیٹھ کر اس کا ہاتھ پکڑ کر بولی تو ذزان نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا۔

میں مزاق ن۔۔ نہیں کر رہا تھا۔ میں ت۔۔ تم سے محبت نہیں کرتا۔
تم جی۔۔ سی گینگسٹر کسی کی م۔۔ محبت نہیں ہ۔۔ ہو سکتی۔ جسم پر چوٹوں
اور ہونٹ پھٹنے ہونے کے سبب اس سے بولنا مشکل ہو رہا تھا جبکہ اس کی
باتوں پر داریہ کے رونے میں اضافہ ہوا۔

ا۔۔یسے مت کہو پلیز۔وہ انسوں بھری آنکھوں سے اسے دیکھتی بولی تو ذزان نے نظریں چرائیں۔باران آگے بڑھ کر ذزان کو کچھ کہتا کہ داور نے اسے روک دیا۔انہیں بات کرنے دو۔داور کے روکنے پر باران ضبط کرتا رہ گیا تھا۔

م۔۔یں چھوڑدوں گی سب کچھ۔تمہارے لیے سب چ۔۔ھوڑدوں گی۔پر تم مجھے مت چھوڑو۔میں تم۔۔ہارے بغ۔۔یر نہیں رہ سکتی۔ داریہ نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں بھرتے کہا۔انعم جسے جینی نے مارنا چھوڑدیا تھا زخمی حالت میں پڑی ان کو دیکھ رہی تھی۔

تم جو مرضی کرلو داریہ میں تم سے محبت نہیں کرتا۔ تم می۔۔ری محبت

ن۔۔ہیں ہو۔ ذزان چڑ کر بولا۔ میں ما۔۔اں ب۔۔ننے والی ہوں

ذزان۔ ہما۔۔رے بے بی کے ل۔۔یے وا۔۔پس آجاؤ۔ تمہیں بے بی

چا۔۔ہیے تھا نہ۔

داریہ نے آہستہ آواز میں کہا جیسے آخری کوشش کی ہو۔ اس کی بات سن

کر ذزان کے ارد گرد جیسے دھماکے ہوئے تھے۔ اس نے حیران ہو کر

داریہ کو دیکھا جو اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھے سر جھکائے رو رہی تھی۔

اس کا دل کیا کہ وہ مسکرائے اور داریہ کو کس کر گلے لگائے مگر نہیں وہ

ایسا کیوں کرتا۔ تو میں ک۔۔یا کروں؟؟ م۔۔جھے کوئی سروکار نہیں

ہے تم سے اور نہ اس بچے سے۔ وہ چہرہ موڑتا بولا تو داریہ لڑکھڑا کر پیچھے کو گری۔ بس بہت ہو گیا داریہ اب تم کچھ نہیں کہو گی۔

ان دونوں کی موت آج پکی ہے۔ باران نے آگے بڑھ کر پسٹل نکالتے کہا تو داریہ گرتے پڑتے کھڑی ہوئی۔ ن۔۔ ہیں بھائی انہیں جانے دیں ۔مجھے کسی سے کوئی بدلہ نہیں لینا۔ چھوڑ دیں انہیں۔ وہ باران کے ہاتھ میں پکڑی پسٹل کو خود پکڑ کر بولی۔ مگر! پلیز بھائی پلیز۔

اس کی حالت ایسی تھی کہ باران اور داور کا دل خون کے آنسوں رو رہا تھا اپنی بہادر بہن کو ایسے دیکھ کر۔ جانے دو انہیں باران مان جاؤ داریہ کی بات۔ داور نے کہا تو باران نے غصے سے اپنا ہاتھ جھٹکا تھا۔ دھکے دے کر باہر نکالو ان دونوں کو۔

باران غصے سے راجر سے کہتا سیڑھیاں چڑھ گیا جبکہ انعم اور ذزان گرتے پڑتے کھڑے ہوئے تھے۔ داریہ کی نظریں ذزان پر تھیں جو خود زخمی ہونے کے باوجود انعم کو سہارا دے رہا تھا۔ یہ منظر دیکھ کر داریہ کی آنکھوں کی سرخی میں اضافہ ہوا تھا۔

اس نے ہاتھ میں پکری پسٹل کو ایک نظر دیکھا اور پھر ذزان اور انعم کو۔ اگلے ہی پل وہاں فائیر کی آواز گونجی تھی اور ساتھ ہی انعم کی چیخ کیونکہ گولی اس کے کندھے کو چھو کر گزری تھی۔

ذزان نے پہلے پریشانی سے انعم کو دیکھا پھر مڑ کر داریہ کو جو پسٹل کو سائیڈ پر پھینک چکی تھی۔ میں محبت صرف تم سے کرتی ہوں ذزان اس

لیے تمہیں کچھ نہیں کہہ سکتی مگر اس لڑکی سے میرا ہر تعلق ختم ہو چکا ہے اور مجھے تکلیف دینے کی سزا اسے تو ملنی ہی تھی۔

آج اسے پرانی دوستی اور تمہاری خاطر چھوڑ رہی ہوں ورنہ داریہ خان نے اج تک کسی دشمن کو زندہ نہیں چھوڑا۔ مگر صرف تمہارے لیے آج ایسا کر رہی ہوں کیونکہ اس سے پہلے داریہ خان کو اس طرح کا دھوکہ بھی نہیں ملا تھا۔

وہ اپنے آنسوں صاف کرتے ہوئے کہتی سیڑھیاں چڑھ گئی جبکہ ذزان اسے جاتا دیکھتا رہ گیا اور پھر انعم کی جانب متوجہ ہوا جو بے ہوش ہو چکی تھی۔

##########################

وہ اپنے بیڈ کے ساتھ ٹیک لگا کر نیچے بیٹھی زمین کو گھور رہی تھی جبکہ آنکھیں رو رو کر سوجھ چکی تھیں۔ بہت ہو گیا اب میں کسی کی ایک بھی نہیں سنوں گا۔ وہ ہمارے ساتھ جائے گی تو مطلب جائے گی بات ختم۔

باران داور سے بحث کرتا کمرے میں داخل ہوا مگر داریہ کے وجود میں کوئی حرکت نہ ہوئی تھی۔ وہ اسی پوزیشن میں بیٹھی رہی جبکہ باران اور داور جو بحث کر رہے تھے اس کو ایسے بیٹھا دیکھ کر چپ کر گئے۔ دیکھو دیکھو اس کی حالت۔ تمہیں اب بھی لگتا ہے اسے یہاں چھوڑ کر جانا چاہیے ؟؟

باران نے داریہ کی جانب اشارہ کرتے داور سے کہا تو وہ چپ رہا کیونکہ باران بات تو سہی کر رہا تھا۔ داری میری گڑیا میری سونی ایسے کیوں بیٹھی ہو؟؟ داور خود بھی داریہ کے پاس نیچے بیٹھ کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر پیار سے بولا مگر داریہ نے کوئی ریسپونس نہ دیا۔

مجھے سچ میں اگر یہ نہ روکتی نہ تو آج اس وقت وہ کمینہ قبر میں دفن ہوتا۔ باران اپنا ماتھا مسلتا غصے سے بے قابو ہوتا بولا۔ باران پلیز تم تو چپ کرو۔ پہلے ہی وہ کوئی بات نہیں کر رہی اور تم ہو کہ اس کے سامنے پھر سے اس کمینے کا زکر کر رہے ہو۔

داور نے چہرہ موڑ کر باران کو ڈانٹ کر کہا تو وہ لمبا سانس کھینچ کر غصے کو کنٹرول کرنے کی کوشش کرتا اس کے ساتھ ہی بیٹھا تھا۔ داریہ بھائی کی شیرنی بات کیوں نہیں کر رہی تم اپنے بھائیوں سے؟؟ ادھر دیکھو میری جانب زمین کو کیوں گھور رہی ہو۔

باران نے داریہ کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں بھرتے محبت سے چور لہجے میں کہا تو داریہ نے اپنی نظروں کا زاویہ زمین سے ہٹا کر باران کے چہرے پر کیا تھا۔ کیوں میری بہن ایسے کر رہی ہے؟؟ وہ کمزور تو نہیں ہے پھر کیوں ایسے کر رہی ہے؟؟ باران نے دھیمے لہجے میں کہا تو داریہ کی آنکھوں میں پھر سے نمکین پانی بھر اٹھا اور اگلے ہی پل وہ اس کے گلے لگتی اونچی آواز میں رونے لگی۔

اس کا بلک بلک کر رونا ان دونوں کی آنکھوں کو بھی نم کر گیا تھا۔ رونا بند کرو داریہ تم ایسے رو کر خود کو تکلیف نہیں دے سکتی۔ جانتی ہو نہ بھائیوں کی جان ہو تم۔ بھائی تمہیں روتے ہوئے نہیں دیکھ سکتے پھر بھی تم رو رہی ہو اس انسان کے لیے جو تمہارے ان انسوں کی قدر بھی نہیں کرتا جسے ان سے کوئی سروکار نہیں۔

تم اپنے انسوں کو اس انسان کے لیے نہیں بہا سکتی۔ تم بہادر ہو مضبوط ہو تم کمزور نہیں بن سکتی۔ باران داریہ کی کمر تھپکتا بول رہا تھا جبکہ داور بھی داریہ کے سر کے بالوں پر ہاتھ پھیر رہا تھا۔

م۔۔یں مضبوط ت۔۔ تھی بھائی م۔۔مگ۔را۔۔ب میں مضبوط ن۔۔ہیں ہوں۔م۔۔میں رونان۔۔ نہی۔۔ں چاہ۔۔تی مگر میرے

آنسوں ر۔۔ رک ن۔ ہی۔۔ں رہے۔ م۔۔ جھے دل میں درد ہو ر۔۔ ہا ہے بہت درد ہو رہا ہے ب۔۔ ھائی بہ۔۔ ہت درد۔ وہ باران کے گرد لپٹے اپنے بازوں کو اور زیادہ کستی کانپتے وجود اور لہجے سے بولی۔

وہ ہی جانتی تھی کہ اس کا دل کس قدر درد میں تھا۔ میری جان ادھر دیکھو میری طرف۔ داور نے اسے باران سے دور کرتے اس کا رخ اپنی جانب کیا۔ تم نے روکا کیوں ہمیں؟؟ اس نے تمہیں دھوکہ دیا تمہیں تکلیف دی مگر تم نے اسے معاف کر دیا۔ کیوں؟؟

داور کے سوال پر داریہ کی ہچکی بندھی۔ ا۔۔ س نے مجھے دھوکہ دیا مجھے ت۔۔ کلیف دی کیونکہ اسے م۔۔ مجھ سے محبت نہیں مگر م۔۔ ج۔۔ ھے اس سے م۔۔ حبت ہے تو م۔۔ میں اسے کیسے تکلیف

میں دیکھ لیتی بھائی۔ کاش کاش وہ کبھی مجھ سے ملا نہ ہوتا، کاش میں اسے شادی کی آفر نہ کرتی، کاش کاش مجھے اس سے محبت نہ ہوتی یاں کاش میں ایک گینگسٹر نہ ہوتی۔

اگر میں گینگسٹر نہ ہوتی تو آج شاید وہ میرے پاس ہوتا۔ وہ اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپائے روتے ہوئے بولی تو داور اور باران نے مل کر اسے گلے لگایا۔ اب تو ہو گیا جو ہونا تھا اب کیا کر سکتے ہیں؟؟ جو کر سکتے ہیں وہ تم کرنے نہیں دے رہی اس لیے اب بس تم خود کو مضبوط کرو۔

اپنی اولاد کے لیے مضبوط بنو اور اس انسان کو دیکھاو کہ تم کمزور نہیں ہو۔ داور کی بات پر باران نے بھی ہامی بھری۔ دار یہ تم ہمارے ساتھ

چلو تمہیں یہاں اکیلے رہنے کی ضرورت نہیں۔ میرے پاس چلو اگر نہیں تو داور کے پاس چلو۔ تم اس حالت میں اکیلی نہیں رہ سکتی۔

باران کی بات پر وہ ان سے دور ہو کر اپنے آنسوں صاف کرنے لگی۔

ہاں مجھے جانا ہے یہاں سے۔ مجھے یہاں سے دور جانا ہے۔ مجھے مافیا کی دنیا سے دور جانا ہے مجھے اس ملک سے دور جانا ہے مجھے اس گھر سے دور جانا ہے کیونکہ اس ملک میں اس کی خوشبو ہے اور اس گھر میں اس کے قہقہے اس کی شرارتیں اس کی آوازیں میرے کانوں میں گونجتی ہیں۔

اگر میں یہاں رہی تو میں پاگل ہو جاؤں گی پلیز بھائی مجھے ساتھ لے جائیں۔ وہ بنا روئے بات کرنا چاہتی تھی مگر پھر سے لہجہ بھاری ہو گیا تھا۔

تم ہمارے ساتھ ہی جاوگی میری جان اگر تم مافیا کی دنیا سے جانا چاہتی ہو تو بھی ہم تمہارے ساتھ ہیں۔

ہمارے ہوتے تمہیں کچھ نہیں ہو گا۔ باران تو پہلے ہی چاہتا تھا کہ داریہ ان کے ساتھ جائے اس لیے اس کی بات پر فوراً حامی بھرتا بولا۔ میں اپنی جگہ جینی اور راجر کو دے جاؤں گی۔ میرا مال بھی وہ سنبھال لیں گے۔ میں ان کو سونپ دوں ہر ایک چیز؟؟

وہ اپنا فیصلہ سنانے کے ساتھ ان سے رائے مانگنے لگی۔ جیسے تم چاہو ہماری گڑیا جیسے تمہاری مرضی۔ وہ دونوں بیک وقت بولتے اسے پھر سے گلے لگا گئے جبکہ داریہ اپنے انسوں کو اس بار پی گئی کیونکہ پھر سے بھائیوں کے سامنے رو نہیں سکتی تھی۔

###############################

دو ماہ بعد

وہ کمرے میں بیٹھ بیٹھ بور ہو گئی تو داور اور ہمیرہ کے کمرے میں چلی گئی ۔ہمیرہ رحمان اور نورے کہاں ہیں ؟؟ صبح سے نظر نہیں آ رہے ؟؟ وہ کمرے میں داخل ہوتے ہی پوچھنے لگی۔ وہ داور کے ساتھ ان کے آفس گئے ہیں۔ رات کی ضد کر رہے تھے کہ بابا ساتھ جانا ہے بابا ساتھ جانا ہے اس لیے پھر داور لے گئے ان کو۔

تمہیں پتا تو ہے کہ داور ان کی کوئی بات ٹالتے نہیں ہیں۔ وہ بچوں کے کپڑے تہہ کر کے رکھتی بولی جبکہ داریہ اس کے ساتھ بیڈ پر بیٹھ کر خود بھی اس کے ساتھ کپڑوں کی تہہ لگانے لگی۔

ہمیرہ کی عادت تھی وہ بچوں کے اور داور کے کام خود کرتی تھی کھانا بھی خود بناتی تھی حلانکہ داور نے ڈھیر سارے نوکر رکھے تھے مگر وہ اپنے کام خود کرتی۔

بھائی کی تو آج امپورٹنٹ میٹنگ تھی نہ ؟؟ وہ سوچتے ہوئے پوچھنے لگی۔ ہاں میٹنگ تھی میں نے کہا تھا نہ لے کر جائیں مگر نہ جی بچے بھی ضدی اور باپ بھی ضدی۔ وہ ناک چڑھا کر بولی تو داریہ مسکرائی۔ اس کی

مسکراہٹ پر ہمیرہ کے دل کو کچھ ہوا کیونکہ وہ جانتی تھی کہ داریہ کی مسکراہٹ بناوٹی تھی۔

دو ماہ ہو گئے تھے اسے روسیا چھوڑ کر لندن آئے اور ان دو ماہ میں وہ سب کے ساتھ مل کر ہستی بولتی تو تھی مگر سب جانتے تھے کہ اس کا ہسنا اور خود کو نارمل ظاہر کرنا سب کچھ دیکھاوا ہے۔ در حقیقت وہ ساری ساری رات سوتی نہیں تھی اور تنہائی میں روتی رہتی تھی۔

اس بات کا ثبوت اس کی آنکھوں کے نیچے پڑے ہلکے تھے۔ وہ تو خود کو بھول ہی گئی تھی اب۔ پہلے جو داریہ ہر وقت سجی سنوری رہتی تھی اب تو وہ دو دو تین تین دن کپڑے بھی چینج نہیں کرتی تھی۔ تم بچوں کو

چھوڑو یہ بتاؤ کہ میں جو تمہارے کمرے میں فروٹ سائیلٹ رکھ کر آئی تھی وہ تم نے کھالیا؟؟

اچانک سے ہمیرہ کو یاد آیا تو اس نے پوچھا۔ہاں میں نے کھالیا ہے۔ مگر پورا نہیں کھایا آدھا کھایا ہے۔وہ آخری شرٹ کی تہہ لگا کر رکھتی بیڈ کی بیک سے ٹیک لگا کر بولی۔اچھا چلو ٹھیک ہے جتنا بھی کھایا ہے باقی کا بعد میں کھالینا۔

بس تم نہ اپنا خیال رکھا کرو کیونکہ تم اپنا خیال رکھو گی تب ہی تمہارے ساتھ جڑی جان صحت مند رہے گی۔ہمیرہ کی بات پر داریہ کا ہاتھ اپنے پیٹ پر گیا تھا۔ہاں اس کے لیے ہی تو کھاتی ہوں ورنہ میرا تو پانی پینے کو دل بھی نہیں کرتا۔وہ درد بھری مسکراہٹ سے بولی۔

اچھا تم یہاں بیٹھو میں تمہیں رحمان اور نورے کی ڈرائنگ دیکھاتی ہوں ۔دونوں نے رات کو باپ کے ساتھ مل کر بنائی تھی۔وہ کپڑے اٹھا کر کھڑی ہوتی بولی تو داریہ نے ہاں میں سر ہلایا جبکہ ہمیرہ کمرے کے ساتھ اٹیچ بچوں کے کمرے میں چلی گئی۔

##################################

کیا بات ہے ایسے کیوں بیٹھی ہو؟؟ باران آج گھر پر ہی تھا مگر اور ریلیو اس کے آپس آیا ہوا تھا اور وہ دونوں کب سے کسی معاملے پر بات کر رہے تھے۔اور ریلیو کے جانے کے بعد جب وہ کمرے میں آیا تو زحلے کو سر گرائے بیٹھے دیکھ پوچھنے لگا۔

میرا سر درد کر رہا ہے اور آنکھیں بھی درد کر رہی ہیں۔ وہ اپنا ماتھا مسلتی بولی۔ تو بیٹھی کیوں ہو جان لیٹ جاؤ اور آرام کرو۔ میں تمہیں پین کلر دیتا ہوں تم کھا لو اور پھر سو جاؤ۔ وہ اسے کہتا ڈرار سے ٹیبلیٹ نکالنے لگا

۔

اس نے زحلے کو دوائی کھلائی اور اس پر اچھے سے کمفرٹر دے کر اسے لٹا دیا۔ تم سو جاؤ میں کام سے باہر جا رہا ہوں۔ وہ اپنا کوٹ اٹھا کر بولا تو زحلے نے ہاں میں سر ہلا کر کمفرٹر کو سر تک اوڑھ لیا جبکہ باران اس کے پاس جا کر کمفرٹر کے اوپر سے ہی اس کے ماتھے پر لب رکھ کر کمرے سے نکل گیا اور پیچھے زحلے مسکرا کر اپنی نیند میں گم ہونے لگی۔

#################################

میٹنگ روم جہاں پر ایک خاموش اور پر سکون ماحول میں میٹنگ کی جاتی ہے آج وہاں پر بچوں کے رونے کا شور بلند تھا جبکہ بچوں کا باپ ان کو چپ کروانے کی جدوجہد میں تھا۔اچھانہ تھوڑی دیر ویٹ کرلو بابا بس فری ہونے ہی والے ہیں۔

وہ اپنے دونوں کندھوں سے چپکے رحمان اور نورے کو پچکارتے بولا۔ نئ ابھی تلو دھر ایں ابھی دانا اے۔(نہیں ابھی چلو گھر ہمیں ابھی جانا ہے)نورے نے ضدی لہجے میں کہا۔یار بابا کی میٹنگ شروع ہونے والی ہے۔بہت ضروری میٹنگ ہے اٹینڈ کرنی ضروری ہے۔

آپ ڈیوڈ انکل کے ساتھ چلے جاؤ۔ وہ ان کی کمر تھپکتا بولا جس کر بچوں کے رونے کا الارم اور تیز ہوا۔ نئ آپ تے شاتھ دانا اے۔ (نہیں آپ کے ساتھ جانا ہے) رحمان بولا۔ وہ کچھ بولتا تبھی دوسری کمپنی کے دو شئیر ہولڈرز اندر آئے تھے۔

پہلے دو بچوں کے رونے کی آواز سن کر وہ خود پریشان ہو گئے تھے۔ اوہو یار ایک تو تم لوگ ضد بہت کرتے ہو۔ وہ ان کو ٹیبل پر کھڑا کرتا بولا اور پھر ان کے آنسوں صاف کیے۔ مسٹر داور میٹنگ شروع کرتے ہیں دیر ہو رہی ہے آپ پلیز ان بچوں کو باہر بھیج دیں۔

ان آدمیوں میں سے ایک آدمی بولا۔ باہر تو سب لوگ ہی جائیں گے کیونکہ میں اپنے بچوں کو گھر لے کر جا رہا ہوں۔ وہ نورے کو گود میں اٹھا

کر ڈیوڈ کو رحمان کو اٹھانے کا اشارہ کرتا بولا۔ایسے کیسے اپ جا سکتے ہیں ؟؟

ہم امریکا سے یہاں میٹنگ کے لیے آئے ہیں اور آپ ہیں کہ میٹنگ چھوڑ کر جا رہے ہیں۔دوسرا آدمی حیرانگی سے بولا۔میرے بچے رو رہے ہیں کیونکہ ان کو گھر جانا ہے اس لیے میں میٹنگ نہیں کر رہا۔کل کریں گے میٹنگ اگر آنا ہوا تو آجانا اگر نہیں آنا ہوا تو نہ آنا۔

وہ لاپرواہی سے کہتا ڈیوڈ کے ساتھ کمرے سے نکل گیا جبکہ بچے اب رونا بند کر گئے تھے اور وہ دونوں آدمی کبھی میٹنگ روم کے دروازے کو حیرانگی سے دیکھتے تو کبھی ایک دوسرے کو۔

##############################

وائفی! وہ لان میں چیئر پر اداس سی بیٹھی تھی کہ تبھی اس کے کانوں سے آواز ٹکرائی۔اس آواز کو سنتے ہی داریہ کے کان کھڑے ہوئے تھے۔ اس نے فوراً چہرہ اٹھا کر سائیڈ پر دیکھا تو ذزان بلکل اس کے پاس کھڑا تھا ۔ذ۔۔ذزان! وہ بے یقینی سے بولی۔

کیا وائفی یار اتنی اداس کیوں بیٹھی ہو؟؟ تم ایسے بلکل اچھی نہیں لگتی۔ اپنا خیال رکھا کرو نہ میری جان میرے لیے ہمارے بے بی کے لیے۔وہ اس کے پاس بیٹھا اس کے پیٹ پر ہاتھ رکھتا بولا تو داریہ آنسوں سے بھری آنکھوں سے مسکرائی۔ نہیں رکھوں گی خیال تم رکھو نہ میرا خیال آخر کو تمہارا بے بی ہے تمہارا فرض ہے میرا اور بے بی کا خیال رکھنا۔

وہ انسوں کو صاف کرتی بولی تو ذزان نے مسکرا کر اس کے پیٹ پر لب رکھے۔ میں رکھ لوں گا کیونکہ میری وجہ سے ہی تو بے بی کی مما ایسے اداس اور غمگیں ہیں۔ وہ محبت سے چور لہجے میں کہتا بعد میں دار یہ کے ہونٹوں کو ہلکے سے چھو کر پیچھے ہوا۔

اب نہیں رہوں گی اداس تم آ گئے ہو نہ۔ وہ مسکرا کر بولی۔ سوری میں نے ہرٹ کیا تمہیں۔ وہ اس کا ہاتھ تھام کر بولا۔ ن۔۔ نہیں کوئی بات نہیں بس تم میرے پاس رہنا اب دور مت جانا۔ میں نے سب چھوڑ دیا ہے سب کچھ اس لیے اب تم مجھے مت چھوڑنا۔

اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی وہ روئے ہاں ہسے اس لیے بات کرتے کرتے وہ رو پڑی۔ نہیں چھوڑ کر جاؤں گا۔ وہ ہستے ہوئے بولا اور اسے گلے لگا گیا ۔ہاں مت چھوڑ کر جانا۔ وہ سکون بھرا سانس لے کر کہتی اس کے گرد بازو ہائیل کر گئی مگر یہ کیا اس کے بازو تو ہوا میں رہ گئے تھے۔

نہیں نہیں یہ خواب نہیں ہو سکتا نہیں ذزان تم خواب نہیں ہو سکتے۔ اپنے ارد گرد ذزان کو نہ دیکھ وہ پاگلوں کی طرح اُونچی آواز میں چیختی بولی ۔اس کی آواز پر داور اور ہمیرہ بھاگ کر لان میں آئے تھے۔ کیا ہوا دار یہ ؟؟ کیا ہوا گڑیا؟؟ وہ پاگلوں کی طرح اپنا سر پیٹ رہی تھی اور وہ دونوں اسے ایسا کرنے سے روکنے لگے۔

ب۔۔بھائی وہ آیا تھا مگر وہ نہیں آیا۔وہ میرا خیال کیسے ہو سکتا ہے وہ میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتا ہے۔میں نے کہا تھا اسے مت جاؤ جاپان مجھے ڈر ہے تم واپس نہیں آو گے اور دیکھو میرا ڈر سہی ثابت ہوا وہ نہیں آیا واپس بھائی وہ واپس آکر بھی نہیں آیا۔

میرا ازان واپس نہیں آیا وہ وہیں کہیں رہ گیا۔پلیز بھائی مجھے میرا ازان لادو مجھے میرا ابھی لا کر دو۔اسے کہو اپنی وائفی کے ساتھ ایسا نہ کرے۔اسے کہو واپس آجائے میرے پاس۔میں مر جاؤں گی بھائی مجھے یہ ہجر مار دے گا۔

وہ داور کے سینے سے لگی بچوں کی طرح روتی بولی جبکہ اس کا رونا تڑپنا دیکھ ہمیرہ خود ہچکیوں سے رونے لگ گئی تھی اور داور کی آنکھوں سے بھی آنسوں گر کر داریہ کے بالوں میں جزب ہوئے تھے۔

##############################

نورے رحمان اب تم دونوں نے مجھ سے مار کھانی ہے۔ابھی کے ابھی اترو اس کے اوپر سے ورنہ میں نے جوتی اتار کر تم دونوں کو مارنا ہے۔وہ لان میں کھڑی رحمان اور نورے پر بھڑک رہی تھی کیونکہ وہ دونوں جانو کو اپنا گھوڑا بنائے اس کی سواری کر رہے تھے اور صدا کی ڈرپوک ہمیرہ کا دل دہل رہا تھا ان دونوں کو بھیڑیے پر سوار ہوئے دیکھ۔

یہ اس کا روز کا تھا وہ روز ہی بچوں کو ایسے جانو کے پاس جانے پر ڈانٹی تھی کیونکہ وہ ابھی تک اس سے ڈرتی تھی۔ کچھ نہیں ہوتا ہمیرہ بیٹھ جاؤ آرام سے۔ وہ میرا جانو ہے اسے پتا ہے کہ اپنوں کو نقصان نہیں پہنچانا۔

داریہ جو وہیں پر بیٹھی تھی ہمیرہ سے بولی۔ آں مما تچھ نئ اوتا۔ دانو بوت اتھا اے اما لے شاتھ تھیلتا اے اما لا دھوڑا بنتا اے۔ (ہاں مما کچھ نہیں ہوتا۔ جانو بہت اچھا ہے ہمارے ساتھ کھیلتا ہے ہمارا گھوڑا بنتا ہے) نورے جانو کی سواری کے مزے لیتی بولی۔

چپ کرو تم بہت زبان چلتی ہے تمہاری۔ وہ اسے گھورتے ہوئے بولی تو نورے اور رحمان نے قہقہہ لگایا۔ دانو ایت لاونڈ اول پھر ام تم تو تا تلیٹ دیں دے۔ (جانو ایک راؤنڈ اور پھر ہم تم کو چاکلیٹ دیں گے۔)

رحمان نے جانو کو چاکلیٹ کا لالچ دیا تو جانو صاحب چاکلیٹ کے لالچ میں آتے فوراً سے اپنا راؤنڈ دوبارہ شروع کر چکے تھے۔ دیکھو زرا اس کو میں منع کر رہی ہوں اور یہ اسے چاکلیٹ کا لالچ دے رہے ہیں۔ اور ویسا تمہارا جانو جو ہے تو بھیڑیا مگر چاکلیٹ کا لالچ لے بھی رہا ہے۔

وہ داریہ کے ساتھ بیٹھتی ٹیبل پر رکھی کیٹلی سے کپ میں چائے ڈالنے لگی۔ ہمم وہ ایسا ہی ہے۔ محبت سے جو دو گے وہ کھالیتا ہے۔ وہ جانو کو محبت سے دیکھتی بولی۔ اچھا داریہ مجھے تم سے کچھ کہنا تھا۔ وہ داریہ کی جانب رخ کرتی بولی۔ ہاں کہو کیا کہنا ہے۔

وہ بھی اس کی جانب متوجہ ہوئی۔یار تم کہو نہ داور سے کہ وہ یہ سب چھوڑ دیں۔میں تو جب بھی بات شروع کرتی ہوں کہہ دیتے ہیں کہ پرسنل لائف کو میرے کام سے دور رکھو۔تم انہیں کہو نہ کہ چھوڑ دیں یہ سب۔بچوں کے لیے ہمارے لیے۔اس قتل و غارت میں کچھ نہیں ہے۔

ہمیرہ پریشانی سے بولی جبکہ اس کی بات پر دار یہ چپ رہی۔چپ کیوں ہو بتاؤ کہو گی نہ؟؟تم نے بھی چھوڑ دیا ہے سب کچھ اب ان سے کہو وہ بھی چھوڑ دیں اور باران سے بھی کہو۔ہمیرہ پھر سے بولی۔سوری ہمیرہ میں یہ نہیں کر سکتی۔

ہم بہن بھائیوں نے ایک دوسرے کو کسی بھی کام کے لیے نہ تو مجبور کیا ہے نہ روکا ہے۔ وہ جب چاہیں گے تب خود چھوڑ دیں گے میرے کہنے سے کچھ نہیں ہو گا۔ تم کوشش کرتی رہو وہ تمہاری بات مان جائیں گے اگر ماننی ہوئی تو۔

دار یہ کے جواب پر ہمیرہ کا منہ بنا تھا۔ بس پھر مطلب کہ نہ ہی سمجھوں میں۔ وہ منہ بگارتے ہوئے بولی تو دار یہ نے کندھے آچکا دیے۔ اس کو اتار دو دیکھو تو تمہاری پنڈلیوں پر نشان پر گئے ہیں اس کی وجہ سے۔
اچانک سے ہمیرہ کی نظر دار یہ کے پاؤں کی جانب گئی تو وہ اس کی پائیل کو دیکھ کر بولی۔

اس کی بات پر داریہ نے چہرہ نیچے کرتے اپنے پاؤں کو دیکھا اور پھر اس کے چہرے پر تکلیف دہ مسکراہٹ آئی۔اس کو تو مرتے دم تک نہیں اتاروں گی میں کیونکہ یہ مجھے میرے ذزان نے دیا تھا۔

اس کا پہلا تحفہ ہے اس نے بہت محبت سے پہنایا تھا مجھے اس لیے اسے کبھی نہیں اتاروں گی۔وہ پاؤں اوپر کرتی اپنی پائیل کو نرمی سے چھوتی بولی جبکہ اس کے لہجے میں چھپے کرب کو محسوس کرتے ہمیرہ کچھ نہ بولی تھی۔

##############################

اب کیسی طبعیت ہے تمہاری ؟؟اس نے زحلے کے پاس بیٹھ کر اس کے ماتھے کو چھوتے پوچھا۔اب تو ٹھیک ہے آپ فکر نہ کرو۔وہ اس کا ہاتھ ماتھے سے ہٹا کر بولی۔اچھا چلو آجاو کھانا کھالو میں نے اپنے ہاتھوں سے تمہارے لیے پاستا بنایا ہے۔وہ اس کے بال سہلاتا بولا تو زحلے نے مسکرا کر سر ہلایا اور خود سے کمفرٹر اتار کر کھڑی ہوئی۔

میں لے چلتا ہوں میرا ہاتھ پکڑ لو۔وہ اس کے سامنے اپنا ہاتھ کرتا بولا۔
ارے میں اتنی بھی کمزور نہیں ہوئی کہ سہارے کی ضرورت پڑے گی۔ چلیں میں خود چل سکتی ہوں۔وہ اس کے ہاتھ کو سائیڈ پر کرتی بولی اور پھر دروازے کی جانب چل پڑی جبکہ باران مسکرا کر اس کے پیچھے چل پڑا۔

نیچے آکر وہ اپنے لیے پاستا پلیٹ میں نکال کر صوفے پر بیٹھ کر کھانے لگی جبکہ باران فون پر اور ریلیو سے بات کر رہا تھا۔ تمہیں میں نے کہہ دیا ہے نہ کہ اس افیسر کے بیٹے کو اٹھالو تو مطلب اٹھالو۔ اگر کل تک ہماری ڈیمانڈ پوری نہ کریں تو اس کے بیٹے کی لاش کو اس کے گھر پہنچا دینا۔

وہ اور ریلیو کو حکم دیتا بولا تو منہ میں پاستا کا چمچ ڈالتی زحلے کا ہاتھ منہ کے پاس ہی رک گیا تھا۔ اس نے باران کی جانب دیکھا جو اس کی جانب پیٹھ کیے کھڑا تھا۔ اچانک سے اس کا دل بھر گیا تھا کھانے سے اس لیے اس نے چمچ واپس رکھ دیا۔

کچھ اور کھانا ہے ؟؟ باران نے فون بند کرتے اس کے پاس آکر پوچھا۔ نہیں بس پیٹ بھر گیا۔ وہ پلیٹ سائیڈ پر رکھتی بولی۔ اچھا چلو پھر آو آج

کہیں باہر چلتے ہیں تمہارا ابھی موڈ فریش ہو جائے گا۔ وہ اس کے ساتھ بیٹھ کر بولا مگر زحلے نے نہ میں سر ہلایا۔

نہیں مجھے کہیں نہیں جانا ابھی۔ کیا میں تھوڑی دیر اور سو جاؤں؟؟ وہ انکار کرتی سونے کی اِجازت مانگے لگی۔ ارے پوچھنے والی کونسی بات ہے میری جان سو جاؤ جتنا دل کرے اتنا سو۔ وہ اسے کہتا اس کے ماتھے پر لب رکھ گیا۔ میں کمرے میں جا رہی ہوں۔

وہ اس کے پیچھے ہوتے ہی صوفے سے اٹھ کر سیڑھیوں کی جانب بڑھ گئی جبکہ وہ مسکراتے ہوئے اسے جاتا دیکھنے لگا۔

#################################

وہ اپنے کمرے میں شیشے کے سامنے کھڑا تیار ہو رہا تھا جبکہ دماغ اپنی ہی سوچوں میں مگن تھا۔اس نے جیسے ہی اپنی گھڑی اٹھا کر کلائی پر رکھی تو داریہ کا مسکراتا چہرہ اس کی آنکھوں کے سامنے لہرایا۔

" میں نے داور بھائی اور باران بھائی کو بھی ایسی ہی گھڑیاں گفٹ کی تھیں میرے پاس بھی سیم ہے اس لیے میں نے تمہارے لیے بھی یہ بنوائی ہے سپیشل۔
" اس کے کانوں میں داریہ کے الفاظ گونجے جو اس نے اسے گھری دیتے کہے تھے۔ایک ہلکی سی مسکراہٹ نے اس کے ہونٹوں کو چھوا تھا

۔

یہ فقرہ تو اسے اب روز یاد آتا تھا بلکہ دار یہ کی ہر بات اسے روز یاد آتی تھی۔ گھڑی باندھ کر وہ اپنا کوٹ اٹھا کر کمرے سے نکلا ہی تھا کہ اسے سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آتی انعم دیکھائی دی۔ اس کا بازو اب بلکل ٹھیک تھا۔ تم اس وقت یہاں کیا کر رہی ہو؟

وہ اس کے پاس پہنچی تو ذزان نے پوچھا۔ تم میری کال ریسیو نہیں کر رہے تھے تو میں تم سے ملنے آگئی۔ انعم کے جواب پر ذزان نے اپنا فون نکال کر دیکھا جہاں کل سے اس کی بہت سی کالز آئی ہوئی تھیں۔ سوری میں نے دیکھیں نہیں۔ وہ فون واپس پاکٹ میں رکھتا بولا۔ دیکھیں نہیں یاں دیکھ کر اگنور کیں؟؟

انعم نے کہا تو ذزان نے اسے نا سمجھی سے دیکھا۔ کیا مطلب ہے تمہاری بات کا؟؟؟ کہنا کیا چاہتی ہو؟؟؟اس نے پوچھا۔ میں کیا کہنا چاہتی ہوں کو چھوڑو تم بتاؤ تم کیا چاہتے ہو؟؟؟میں دیکھ رہی ہوں تم مجھ سے بات کرنے سے بھی گریز کرتے ہو، میری کال ریسیو نہیں کرتے،

میرے ساتھ کہیں گھومنے پھرنے نہیں جاتے مجھ سے دور دور رہتے ہو اور مسکرانا تو جیسے تم بھول ہی چکے ہو۔ تم کب سے ایسے ہو گئے؟؟تم تو سب کو ہنساتے تھے پر وقت خوش رہتے تھے مگر اب کیا وجہ ہے کہ تم ہسنا تو دور مسکرا کر بھی دیکھنا گورا نہیں کرتے۔

انعم تو ایک دم سے بھڑک ہی اٹھی تھی۔ وہ تنگ آ گئی تھی ذزان کے خود کو آگنور کرنے پر۔ میں کیسے مسکرا سکتا ہوں؟؟میں نے اس کی

مسکراہٹ چھینی ہے، میں کیسے خوش رہ سکتا ہوں جب کہ میں نے اسے اپنی وجہ سے روتے دیکھا ہے۔ وہ یہ سب انعم سے کہنا چاہتا تھا مگر نہ کہہ سکا۔ جواب دو چپ کیوں ہو؟؟

وہ جھنجھلا کر بولی۔ کیا جواب دوں کچھ ہے ہی نہیں جواب کے لیے کیونکہ یہ سب تمہیں لگتا ہے کہ میں تمہیں اگنور کرتا ہوں مگر ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔ وہ کوٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالتا بولا۔ ایسی بات ہے تو چلو پھر آج کہیں گھومنے چلتے ہیں۔

میں آج فری ہوں تو آج کا دن ساتھ گزارے ہیں۔ وہ مسکرا کر بولی۔ آج نہیں سوری کیونکہ آج میری ڈی کے گروپ کے ساتھ بہت ضروری میٹنگ ہے۔ ہم پھر کبھی چلیں گے۔ ذزان کے انکار پر انعم صبر

کے گھونٹ بھر کر رہ گئی۔ ٹھیک ہے تم جاؤ اپنی میٹنگ پر مگر مجھے پہلے ایک بات کا جواب دو کہ کیا تمہارے پاس اور گھڑیاں نہیں ہیں جو یہی باندھے رکھتے ہو؟؟

میں دیکھ رہی ہوں دو ماہ سے اوپر ہو گئے ہیں مگر تم گھڑی نہیں بدلتے یہی باندھتے ہو۔ اگر نہیں ہیں تو میں لا دیتی ہوں اور گھڑیاں۔ وہ اس کی گھڑی کی جانب اشارہ کرتی بولی۔ نہیں شکریہ مجھے اور گھڑیاں نہیں چاہیں۔ مجھے یہی بہت ہے۔ یہ میری فیورٹ ہے اسی لیے اسے پہنتا ہوں۔ وہ گھڑی کو دیکھتا بولا۔

اچھا چلو اب تم مجھے اپنے ساتھ آفس لے جاؤ کیونکہ میں اپنے گھر اکیلے رہ کر بور نہیں ہونا چاہتی۔ وہ اس کے ساتھ چلتی بولی۔ اوکے آجاؤ۔ وہ سر ہلاتا بولا تو انعم خوش ہو گئی۔

##################################

سر وہ نہیں مان رہا اسے اپنے بیٹے کی بھی فکر نہیں ہے۔ اس نے ابھی تک ہمارے آدمی نہیں چھوڑے۔ وہ اپنی کچھ پرانی پسٹلز کو نکال کر بیٹھا ان کا معائنہ کر رہا تھا اور فون کا سپیکر ان کر کے ٹیبل پر رکھا تھا جبکہ اور یلیو کی آواز سپیکر سے صاف سنائی دے رہی تھی۔

تم ایسا کرو اس کے بیٹے کا ہاتھ کاٹ کر میری طرف سے اسے بطور تحفہ بھیج دو اور اگر وہ پھر بھی نہ مانے تو کل صبح تک اس کے بیٹے کے ٹکرے ٹکرے کر کے اس کو بھیج دینا۔اسے بھی پتا چلے گا کس سے پنگا لیا تھا اس نے۔

وہ سامنے رکھے پسٹلز میں سے ایک پسٹل اٹھا کر اسے کھولتا بولا تو کمفرٹر کے اندر لیٹی زحلے کے رونگٹے کھڑے ہوئے تھے۔اوکے سر میں ایسا ہی کروں گا اور جو دو سو کلو ڈر گز کی سمگلنگ تھی وہ بحری رستے سے ایران پہنچ چکی ہے اور دوسری ٹیم کو مل بھی چکے ہیں ڈر گز۔

اور ریلیو نے اگلی رپوٹ دی۔اوکے سہی ہے باقی کے جو ڈر گز ہیں ان کو اصلحے کے ساتھ ہی سمگل کریں گے اس لیے تیاری پوری رکھنا۔

باران نے ساری پسٹل سائڈ پر کرتے فون کو اٹھا کر سپیکر بند کیا اور ریلیو کو اگلا کام بتایا۔

ٹھیک ہے سر میں آج ہی گودام جا کر دیکھ لیتا ہوں کتنا کام پڑا ہے۔ وہ حکم بجالاتا کال کٹ کر گیا جبکہ باران بھی پسٹلز کو اٹھا کر کمرے سے نکل گیا اور پیچھے زحلے نے اپنے اوپر سے کمفرٹر ہٹا کر اپنا کب سے روکا سانس بحال کیا تھا۔

###########################

داور آپ مجھ سے کتنا پیار کرتے ہیں؟؟ وہ بیڈ پر اس کے سینے پر سر رکھے لیٹی اس سے پوچھ رہی تھی۔ یہ کیوں پوچھ رہی ہو؟؟؟ داور جو

اس کے بالوں میں انگلیاں پھیر رہا تھا اس کے سوال پر چونک گیا جس سے اس کا بالوں میں چلتا ہاتھ ایک پل کے لیے رکا تھا۔

میرا دل کر رہا ہے پوچھنے کا اس لیے اور اب آپ جواب دیں کہ کتنا پیار کرتے ہیں مجھ سے ؟؟ وہ اٹھ کر چونکڑی مار کر بیٹھتی بولی تو داور بھی سیدھا ہو کر بیٹھا۔ مجھے نہیں پتا میں تم سے کتنا پیار کرتا ہوں۔ نہ میں نے کبھی سوچا ہے اس بارے میں۔ بس اتنا پتا ہے کہ تم اچھی لگتی ہو تم سے پیار ہے اور تم صرف میری ہو۔

داور کا جواب اس کی توقع کے برعکس تھا اسی لیے اس کا موڈ خراب ہوا۔ یہ کیا جواب ہوا؟؟ مجھے لگا تھا آپ میرے سوال پر اپنی محبت کو بیان

کرتے گھنٹے گزار دو گے مگر آپ نے تو دو لائنوں میں بات ختم کر دی۔
ہمیرہ منہ بگاڑ کر کہتی لیٹنے کی تیاری کرنے لگی۔

میں تمہاری بات کا جو جواب دے سکتا تھا دے دیا اس سے زیادہ میں کچھ بھی نہیں کہہ سکتا۔ اب تم ناراض نہ ہو کیونکہ میں منانے والے بلکل نہیں۔ وہ اسے کروٹ کے بل لیٹا دیکھ کر بولا تو ہمیرہ نے پیچھے کو چہرہ موڑ کر اسے دیکھا۔ آپ سے امید بھی نہیں ہے کہ آپ مجھے مناؤ گے۔

میری اتنی اہمیت کہاں آپ کی زندگی میں کہ آپ مجھے مناو۔ وہ تپے ہوئے چہرے سے بولی تو داور کو ہسی آئی کیونکہ ہمیرہ کا تپا تپا چہرہ اسے مزہ دے رہا تھا۔ ویسے میرا ابھی موڈ بن رہا ہے تمہیں منانے کا۔

وہ مسکراہٹ چھپاتے بولا تو ہمیرہ نے اسے گھور کر چہرہ واپس پھیر لیا۔ نہیں بہت شکریہ مجھے نہیں ضرورت اس احسان کی۔ وہ پھر سے اسی انداز میں بولی تو داور نے اس کے ساتھ لیٹ کر اسے بیک ہگ کیا تھا۔ کیا ہے پیچھے ہوں چپک کیوں رہے ہیں میرے ساتھ ؟؟

میں ناراض ہوں آپ سے اس لیے دور ہیں مجھ سے۔ وہ اس کے اپنے پیٹ پر بندھے ہاتھوں کو کھولتے ہوئے بولی۔ نہیں ہوں گا دور کیونکہ میں اپنی پیاری بیوی کو منا رہا ہوں جو مجھ سے ناراض ہونے کے ساتھ مجھ پر تپی بھی ہوئی ہے۔ وہ اس کی گردن پر لب رکھتا بولا تو ہمیرہ کا سانس رکا تھا اور دل کی دھڑکنوں کی آواز بلند ہوئی تھی۔

ن ۔۔نہ۔۔ نہیں ا۔۔س کی ضرورت نہیں ہے۔م۔۔میں مان گئی ویسے ہی۔وہ اٹکتے اٹکتے بولی۔سوری پر اب میں اچھے سے منا کر ہی ہٹوں گا اس لیے میری پیاری ناراض بیوی تیار ہو جاؤ تمہارا شوہر اپنے طریقے سے تمہیں منائے گا۔

وہ مسکراتے ہوئے کہتا اسے سیدھا کرتا اس پر حاوی ہوا تھا۔اس سے پہلے ہمیرہ کچھ اور بولتی وہ اس کی بولتی اپنے انداز میں بند کر گیا تھا اور ہمیرہ بیچاری اپنے ناراض ہونے پر پچھتائی تھی۔

#################################

کہاں جارہے ہیں آپ اتنی رات کو؟؟ وہ رات کے نو بجے شیشے کے سامنے کھڑا تیار ہو رہا تھا جب زحلے نے اس کے پاس آکر حیرانگی سے پوچھا۔ وہ اچانک سے ضروری کام پڑ گیا ہے اس لیے امریکہ جا رہا ہوں پرسوں صبح تک آجاؤں گا۔ وہ اپنی ٹائی باندھتا بولا تو زحلے نے ہاں میں سر ہلایا۔

ٹھیک میں چلتا ہوں تم اپنا خیال رکھنا۔ میں نے اوریلیو سے کہہ دیا ہے صبح تمہارے پاس ایک ملازمہ اجائے گی۔ وہ اپنا بیگ اٹھا کر اس کے ماتھے پر بوسہ دیتا بولا۔ ٹھیک ہے اپنا خیال رکھیے گا۔ وہ مسکرا کر بولی تو باران نے جھک کر اس کے ہونٹوں کو چوما اور پھر اس کے گلے لگ کر کمرے سے نکل گیا۔

اس کے جانے کے بعد زحلے بیڈ پر بیٹھ کر کچھ سوچنے لگی اور جیسے ہی دو گھنٹے گزرے اور گھڑی نے گیارہ کا ہندسہ دیکھایا وہ بیڈ سے کھڑی ہوئی۔ چلو زحلے آج ایک ماہ بعد موقع ملا ہے اسے گنوا نہیں سکتی تم۔وہ خود سے بڑ بڑائی اور کمرے سے نکل گئی۔اس کے قدموں میں تیزی تھی اور ان کا رخ باہر کی جانب تھا۔

################################

رات کی تاریکی میں چاند کی روشنی ہر سو پھیلی ہوئی تھی جبکہ اسی تاریکی میں گھنے جنگل کے درختوں کے بیچ وہ تیز تیز چل رہی تھی۔

جنگل کے خاموش ماحول میں بلند ہوتیں جنگلی جانوروں کی آوازیں کسی بھی انسان کا دل بند کرسکتی تھیں مگر وہ زحلے عمر تھی جسے ان آوازوں اور اس ماحول سے ڈر نہیں لگ رہا تھا۔وہ گھر کے پچھلے دروازے سے نکلی تھی کیونکہ اس دروازے پر گارڈز نہیں ہوتے تھے۔

باران کا گھر شہر سے باہر جنگل کے رستے پر تھا اس لیے اسے وہاں سے نکلنے کے لیے جنگل سے گزرنا پڑ رہا تھا۔اس کے پاس یہ سنہری موقع تھا باران سے دور بھاگنے کا۔وہ جنگل کے بیچوں بیچ کھڑی ادھر اُدھر دیکھتی آگے جانے کی سمت سوچ رہی تھی جب اسے اپنے پاس سے کسی جانور کے غرانے کی آواز سنائی دی۔

آواز کو قریب سے سن کر اس نے دائیں جانب دیکھا تو وہاں شیر کو دیکھ اس کا سانس رکا تھا۔ہاں وہ ڈرپوک نہیں تھی وہ بلکل نہیں ڈرتی تھی جنگلی جانوروں سے مگر اس وقت اس کے پاس اپنے بچاؤ کی کوئی چیز نہ تھی اس لیے اس کی آنکھیں ڈر اور خوف سے پھیل گئ تھیں۔

اس کے قدم خود بخود پیچھے کی جانب بڑھنے لگے جبکہ وہ شیر اسے اپنی خطرناک نگاہوں سے گھورتا اپنے منہ کو کھولے غراتا اس کی جناب بڑھ رہا تھا۔اس کے کھلے منہ سے اس کے نظر آتے لمبے نوکیلے دانت زحلے کو اپنی موت دیکھا رہے تھے۔وہ شیر کو اپنی جانب بڑھتا دیکھ کر بنا رکے بھاگنا شروع کر چکی تھی۔

بھاگتے ہوئے وہ بار بار پیچھے مڑ کر دیکھ رہی تھی جہاں سے شیر اس کے پیچھے ہی آرہا تھا۔ جنگل میں بھاگنا اس کے لیے بہت مشکل تھا کیونکہ راستہ بہت خراب تھا۔ وہ پھر بھی جتنا تیز ہو سکا بھاگ رہی تھی اور اسی دوران اس کا پاؤں اچانک سے ایک پتھر پر آیا تھا اور وہ بری طرح گری تھی۔

گرنے کی وجہ سے اس کے پورے جسم میں درد کی لہر دوڑ گئی تھی۔
اس کے گرتے ہی شیر اپنے پنجے کھولے اس پر جھپٹا تھا جبکہ شیر کو خود پر جھپٹتا دیکھ زحلے نے اپنے چہرے کے آگے بازو کرتے چیخ ماری تھی۔

باران بچاؤ۔

شیر کو خود پر جھپٹتا دیکھ زحلے نے اپنے چہرے کے آگے بازو کرتے چیخ ماری تھی۔ باران بچاؤ۔ وہ جتنی شدت سے ہو سکتا تھا چیخی تھی مگر یہ بات وہ خود بھی نہیں جانتی تھی کہ وہ مشکل میں اس شخص کو بلا رہی تھی جس سے وہ دور بھاگ رہی تھی۔

ابھی شیر اس سے تین فٹ دور تھا کہ تبھی گولی کی آواز گونجی تھی اور خون کے چھینٹے زحلے کے چہرے پر گرے تھے۔ گولی کی آواز اور چہرے پر کچھ گرتا محسوس کر اس نے آنکھیں کھولیں تو اپنے پاؤں کے پاس ہی شیر کو زخمی پڑے دیکھا۔

حیران ہوتے اس نے سائیڈ پر دیکھا تو باران گن کو شیر پر تانے کھڑا تھا۔ اسے زندگی میں اتنی خوشی نہیں ہوئی تھی باران کو دیکھ کر جتنی اس

وقت ہوئی تھی۔ب۔۔ب۔۔ار۔۔ان! وہ خوشی اور بے یقینی سے اٹکتے ہوئے اس کا نام لیتی مشکل سے اٹھ کر بھاگتی اس کے گلے لگ گئی تھی۔

شکر ہے اپ آ گئے و۔۔وہ مجھے ابھی کھا جاتا۔وہ ابھی بھی خوف سے کانپ رہی تھی جبکہ باران تو ابھی بھی اپنے سامنے پڑے زخمی شیر کو دیکھ رہا تھا۔زحلے یوں ہی اس کے گلے لگی رہی مگر باران نے اس کے گرد بازو حائل نہ کیے تو وہ حیران ہوتی پیچھے ہوئی۔

کیا ہوا؟؟ اسے شیر کو گھورتے دیکھ اس نے حیرانگی سے پوچھا۔اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے باران اسے پیچھے کرتا خود شیر کی جانب بڑھا تھا۔خان کیا کر رہے ہیں؟؟ اس کے پاس مت جائیں وہ زخمی ہے

مگر ابھی بھی زندہ ہے۔ وہ اس کا بازو پکڑ کر بولی مگر باران نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے چھڑا لیا تھا۔

اس کی ہمت کیسے ہوئی میری زحلے کو نقصان پہنچانے کی ؟؟ اس نے تمہیں ڈرایا تمہیں چوٹ لگی اس کی وجہ سے اور اگر میں نہ آتا تو۔۔۔۔۔۔ ! وہ شیر کو خون آشام نگاہوں سے گھورتا بولا جبکہ آخری فکرہ تو اس سے مکمل بھی نہ ہو سکا تھا۔ نہیں ہم گھر چلتے ہیں چھوڑ دیں اسے وہ خود ہی مر جائے گا تھوڑی دیر تک۔

وہ اسے گن پھینک کر اپنے بوٹ سے چاقو نکالتا دیکھ بولی مگر باران اس کی بات کو اگنور کرتا پوری شدت سے اپنا چاقو شیر کی گردن میں گھونپ چکا

تھا اور پھر بنار کے وہ پاگلوں کی طرح جنونی انداز میں چاقو مارتا چلا گیا تھا۔ اس کا یہ انداز دیکھ زحلے کی ٹانگوں سے جان نکلی تھی۔

ایسا انداز اس کا وہ پہلی بار دیکھ رہی تھی کیونکہ اس نے تو آج تک باران کی سوفٹ سائیڈ دیکھی تھی۔ خ۔۔خان چھوڑ دیں اسے وہ مر گیا ہے۔ وہ ڈرتے ڈرتے اس کے پاس جاتی بولی جو خود بھی پورا شیر کے خون سے بھر گیا تھا۔ اس وقت اسے واقع باران سے بہت ڈر لگ رہا تھا۔

بس کر دیں خان پلیز! وہ ہمت کرتی اس کے بازو کو پکڑ کر بولی تو باران کا ہاتھ رکا تھا۔ اس نے چہرہ موڑ کر انہیں لال نگاہوں سے زحلے کو دیکھا تو زحلے ڈر کر دو قدم پیچھے ہوئی تھی۔ کس نے کہا تھا تم سے گھر سے نکلنے کو ؟؟ کس نے کہا تھا بولو ؟؟

وہ اب زحلے کی جانب پلٹتا چیخا تو زحلے کی ڈر کر چیخ نکلی تھی۔ اٹھو چلو گھر اٹھو جلدی۔ وہ چاقو کو پھینک کر اس کا بازو پکڑ کر اسے زبردستی کھڑا کرتا بولا جبکہ زحلے کو اس وقت باران اس شیر سے بھی زیادہ خطرناک لگ رہا تھا۔

خ۔۔خان! بس مجھے تم سے کچھ نہیں سننا چپ رہو اور چلو میرے ساتھ۔ وہ اس کو کچھ کہتی باران نے اسے انگلی اٹھا کر غصے وارن کرتے کہا جبکہ زحلے کا بازو اس کی مضبوط اور سخت گرفت میں دکھ رہا تھا۔

اج پہلی بار باران اس سے سختی سے پیش آیا تھا اور پہلی بار زحلے کو احساس ہوا تھا کہ وہ اس کی نرمی میں رہ کر نرمی کی اس قدر عادی ہو گئی تھی کہ اس کے اندر کی سخت جان زحلے بھی اس وقت ڈر رہی تھی۔

ایک ہاتھ سے اس کا بازو پکڑے دوسرے ہاتھ میں گن اور چاقو پکڑ کر وہ اسے اپنے ساتھ کھینچتے ہوئے لیجانے لگا جبکہ زحلے اس کے ساتھ کھینچی چلی جا رہی تھی۔

##############################

پاگل ہو گیا؟؟ دماغ نہیں ہے تمہارے پاس؟؟!اس طرح سے کوئی گھر سے باہر نکلتا ہے؟؟ وہ بھی رات کے وقت جنگل کے رستے سے؟؟ گھر

آتے ہی لاؤنج میں پہنچ کر وہ زحلے کو چھوڑ کر اس پر بھڑکا۔خ۔۔خان وہ میں۔۔۔!بس کر دو زحلے بند کر دو یہ ڈرامہ مت بلاؤ مجھے خان کہہ کر۔

تمہیں کیا لگتا ہے میں نہیں جانتا کہ تمہاری یاداشت واپس آچکی ہے۔وہ اسے اپنی صفائی دینے لگی تھی مگر باران اسے روکتا بولا جبکہ اس کی بات سن کر زحلے کی آنکھیں پوری کھلیں تھیں۔کیا؟؟اب ایسے کیوں دیکھ رہی ہو؟؟میں پاگل نظر آتا ہوں تم کو یاں اندھا لگتا ہوں تمہیں جو تمہارے بدلے رویے کو پہچان نہیں پاتا؟؟

اس کا انداز ایسا تھا کہ زحلے کچھ بول نہ پائی تھی۔پتا ہے زحلے مجھے لگا تھا کہ تم میری محبت کو ایک نہ ایک دن اپنا لو گی مگر مجھے غلط لگتا تھا۔تم سہی تھی ایک گینگسٹر سے کوئی محبت نہیں کر سکتا۔

محبت ہمارے لیے نہیں بنی ہم صرف نفرت اور دھتکار کے لیے ہوتے ہیں۔ ہم اگر محبت چاہیں بھی تو بدلے میں نفرت ہی ملتی ہے۔ مجھے معاف کرنا میں نے تمہیں اتنا عرصہ خود سے باندھے رکھا تم پر اپنی محبت مسلط کی۔ مگر اب میں یہ سب اور نہیں کروں گا۔

اگر میں آج اچانک واپس نہ آتا اور تمہیں ڈھونڈتے نہ جاتا تو میں تمہیں کھو دیتا ہمیشہ کے لیے اور یہ بات باران خان کو جیتے جی مار دیتی کہ اس کی زحلے اس کی وجہ سے مری۔ تم جا سکتی ہو جہاں تم چاہو میری طرف سے تم آزاد ہو۔ باران کے الفاظوں پر زحلے نے حیران ہوتے اسے دیکھا۔ کیا وہ اسے جانے کو کہہ رہا تھا؟؟

کیا سچ میں ؟؟؟ مگر یہ کیا اسے خوشی کیوں نہیں ہو رہی تھی ؟؟؟ ابھی تھوڑی دیر پہلے وہ خود بھی تو جانا ہی چاہتی تھی نہ اس سے دور پھر اب ایسا کیوں ؟؟؟ میں جانتا ہوں تم ان لمحوں کے لیے مجھے اور خود کو کوس رہی ہو گی جن جن لمحوں میں تم میرے قریب آئی مگر میرے لیے وہ لمحے یادگار بنانے کا تمہارا شکریہ۔

میں ان لمھوں پر ساری زندگی گزار لوں گا مگر تمہیں اپنی وجہ سے مرتے نہیں دیکھ سکتا۔ میں نہیں چاہتا ایسا دوبارہ ہو اس لیے تمہیں خود ہی آزاد کر رہا ہوں۔ وہ جتنے غصے میں گھر آیا تھا زجلے کو لگا تھا وہ اسے زندہ دفن کر دے گا مگر وہ زیادہ دیر اس پر غصہ نہ کر سکا تھا۔

تم جاؤ اپنے عزین کے پاس اور خوش رہو کیونکہ تمہاری خوشی وہی ہے۔میں۔۔۔۔۔! وہ رکا تھا شاید اگلی بات کہنے کی اس میں ہمت نہ تھی۔

م۔۔میں جانتا ہوں تمہیں مجھ سے طلاق بھی چاہیے مگر مجھ میں اتنی ہمت نہیں کہ میں اپنے منہ سے طلاق کے لفظ نکالوں یاں ان پیپر زپر دستخط کروں اس لیے جاؤ زحلے عمر باران خان نے تمہیں تینوں طلاق کا حق دیا اب تم آزاد ہو بلکل آزاد باران خان تمہیں آزاد کرتا ہے خود سے بندھے رشتے اور اس گھر کی قید سے۔

تمہیں تمہاری آزادی مبارک ہو زحلے عمر۔ باران میں اسے دیکھ کر بولنے کی ہمت نہیں تھی اس لیے چہرہ دوسری جانب کیے بول رہا تھا۔ اس کا لہجہ صاف بتا رہا تھا کہ وہ کس قدر مشکل سے یہ سب بول رہا تھا

جبکہ زحلے وہ تو حیرت کی مورت بنی کھڑی تھی اس کے کانوں میں تو بار بار باران کے الفاظ گونج رہے تھے۔

جاؤ زحلے عمر باران خان نے تمہیں تینوں طلاق کا حق دیا اب تم آزاد ہو بلکل آزاد باران خان تمہیں آزاد کرتا ہے خود سے بندھے رشتے اور اس گھر کی قید سے۔ تمہیں تمہاری آزادی مبارک ہو زحلے عمر"۔

تمہیں اور ریلیو چھوڑ آئے گا جہاں تم جانا چاہو مگر جانے سے پہلے تمہارے لیے کچھ ہے۔ وہ اسے کہتا سیڑھیاں چڑھ کر اوپر گیا تھا جبکہ زحلے سے کھڑا ہونا مشکل ہوا تو وہ مرے مرے قدموں سے چلتی صوفے پر جا کر بیٹھی تھی۔ یہ سب کیا ہو رہا تھا؟؟

اسے تو خوش ہونا چاہیے تھا مگر نا جانے کیوں آنکھیں پانی سے بھر رہی تھیں اور دل کی دھڑکنوں کی رفتار سست پڑی تھی۔ اگلے پانچ منٹ بعد وہ نیچے آیا تو زحلے نے کھڑے ہوتے اپنے انسوں صاف کیے اور اسے دیکھا جس کی آنکھیں ضبط سے لال ہو گئی تھیں اور ہونٹ بھینچ رکھے تھے۔

یہ لو تمہاری خواہش۔ وہ اس کے سامنے ایک بلیک فائیل کرتا بولا تو زحلے نے حیران ہوتے پہلے اسے اور پھر فائیل کو دیکھا۔ ی۔۔ یہ ک۔۔ کیا ہے؟؟ اس کے گلے سے مری مری آواز نکلی۔ یہ بلیک فائیل ہے جس کی تمہیں اور تمہاری محبت کو تلاش ہے۔

اس نے تمہاری محبت پر زور دیا تھا جبکہ زحلے کی آنکھیں اس کی بات پر پوری کھلی تھیں۔اسی فائیل کے لیے اس گھر میں ائی تھی نہ تم؟؟ میرے خلاف ثبوت ڈھونڈنے آئی تھی نہ تم؟؟تو یہ لو یہ ہیں وہ تمام ثبوت جس سے تم مجھے جیل کی سلاخوں کے پیچھے پہنچا سکتی ہو اور اپنی خواہش پوری کر سکتی ہو۔

تمہاری خواہش تھی نہ مجھے برباد کرنے کی مجھے تباہ کرنے کی تو ایسا کیسے ہو سکتا ہے زحلے کوئی خواہش کرے اور باران اسے پوری نہ کرے۔وہ اس کا ہاتھ پکر کر اس میں فائیل تھماتا اس کی آنکھوں میں دیکھتا بولا تو زحلے کے گلے میں نمکین پانی کا گولا اٹکا تھا۔

جاؤ باہر گاڑی میں اور ریلیو تمہارا انتظار کر رہا ہے تم جا سکتی ہو۔ وہ چہرہ موڑ کر کھڑا ہوتا بولا تو زحلے نے باہر دروازے کی جانب دیکھا۔ جاؤ نہ اب کھڑی کیوں ہو؟؟ وہ اپنی جگہ سے نہ ہلی تو وہ اونچی آواز میں بولا جبکہ اس کے یوں بولنے پر وہ پوری کانپ گئی تھی۔

اس نے مشکل سے اپنے قدم دروازے کی جانب بڑھائے تھے۔ ابھی وہ دو قدم ہی چلی تھی کہ باران کی آواز پر رکی۔ ویسے ایک بات کہوں زحلے؟؟ یہ فائیل مجھے اتنا برباد نہیں کر سکتی جتنا تمہاری محبت میں میں نے خود کو کر لیا۔

تمہاری خاطر میں سب کچھ کرنے کو تیار تھا اگر تم کہتی تو سب چھوڑ دیتا مگر تم نے کبھی چاہا ہی نہیں ایسا کیونکہ تم مجھے سیکرٹ ایجنٹ کی نظر سے

دیکھتی ہو اور تمہاری نظر میں میں صرف ایک گینگسٹر ہوں کاش تم نے کبھی مجھے ایک بیوی کی نظر سے دیکھا ہوتا یاں ایک محبوبہ کی نظر سے دیکھا ہوتا تو تم جانتی کہ باران خان تمہارا کس قدر دیوانہ ہے وہ تو سر تا پاؤں تمہارے عشق میں ڈوبا ہے اسے بس تمہاری خوشی چاہیے بس تمہاری خوشی مگر افسوس میں تمہاری خوشی کبھی نہ بن پایا۔

بات کرتے ہوئے اس کا شکایتی لہجہ بھاری ہو گیا تھا جبکہ رخ موڑے کھڑی زحلے کی آنکھوں سے آنسوں گرنا شروع ہوئے تھے اس نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھتے رونے کے سبب بندھ جانے والی ہچکی کو روکا تھا۔

اب جا تو رہی ہو مگر کیا ایک بار آخری بار میں تمہیں گلے لگا سکتا ہوں ؟؟؟اس نے ایک آس بھرے لہجے میں پوچھا تو زحلے کو لگا اس کی بس ہو جائے گی اور اس کا سانس بند ہو جائے گا۔

ن۔۔نہیں! وہ ہاں کہنا چاہتی تھی مگر نہیں وہ ہاں نہیں کر سکتی تھی اگر وہ ہاں کہتی تو پھر اس قید سے نہ جا پاتی اس لیے اس نے دل کی آواز کو کو دباتے لہجے کو مشکل سے سخت بنایا اور بنار کے فائیل کو سینے سے لگائے اور بھاگتے ہوئے وہاں سے نکل گئی تھی اور پیچھے باران اسے جاتا دیکھتا رہ گیا تھا۔

مما دیکھ لو آپ کا باران پھر سے خالی ہاتھ رہ گیا۔ وہ اپنے خالی ہاتھوں کو دیکھتا بولا اور پھر جب ٹانگوں نے کھڑے رہنے سے جواب دے دیا تو

نیچے زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔ وہ تمہاری نہیں ہو سکتی تھی باران وہ تمہاری نہیں ہو سکتی تھی سمجھ جاؤ اس بات کو۔

وہ اپنے دل کے مقام پر تھپکی دیتا بول رہا تھا جبکہ انسوں سے بھری آنکھیں بادل کی برسات کی طرح برس رہی تھیں۔ وہ اس وقت ایک بچے طرح رو رہا تھا وہ بچہ جو پسندیدہ چیز نہ ملنے پر خود کو دلاسہ دیتے روتا ہے بلکل ویسے ہی وہ بھی اپنی پسندیدہ عورت کے دور جانے پر رو رہا تھا مگر افسوس بچوں کو تو اس کی ماں چپ کروا دیتی ہے مگر اس کے پاس تو اس کی ماں بھی نہیں تھی۔

################################$###

وہ کب سے فون کو پکڑے اسے گھور رہی تھی جبکہ دماغ میں الگ سے جنگ چھڑی ہوئی تھی۔ آخر اس نے ہمت کرتے سکرین پر کلک کیا اور فون کو کان کے ساتھ لگایا۔ دوسری جانب بیل جا رہی تھی جبکہ بیل کی آواز کے ساتھ ساتھ اس کے دل کی دھڑکنوں کی آواز میں بھی اضافہ ہو رہا تھا۔

ہیلو ذزان شاہ سپیکنگ! فون کے سپیکر سے ابھرنے والی آواز پر داریہ نے اپنا سانس روک لیا تھا جبکہ انسوں لڑیوں کی صورت میں گرنا شروع ہوئے تھے۔ ہلیو! کون ہے؟؟ جب کافی دیر وہ کچھ نہ بولی تو ذزان نے دوبارہ پوچھا۔

ذ۔۔ز۔ذزان! اس نے روتے ہوئے اس کا نام پکارا تو ذزان کی لیپ ٹاپ کے کی بورڈ پر چلتی انگلیاں رکیں تھیں اور ساتھ ہی اس پاس کی ہر چیز بھی جیسے رک گئی تھی۔اس نے آج پانچ ماہ بعد اس کی آواز سنی تھی اور اسے اپنے دل کی دھڑکنوں کی آواز صاف اپنے کانوں میں سنائی دینے لگی تھی۔کیا تم م۔۔مجھے سن رہے ہو؟؟

اب کی بار جب ذزان کی جانب سے خاموشی ہوئی تو داریہ بولی جبکہ اس کی آواز پر وہ نارمل ہوا تھا۔کون داریہ؟؟سوری میں کسی داریہ کو نہیں جانتا۔اس لیے دوبارہ فون کر کے پریشان مت کریے گا۔

وہ روڈ لہجے میں کہتا کال کٹ کرنے لگا تھا مگر داریہ نے اسے روکا۔رکو پلیز کال کٹ مت کرنا پلیز میری بات سن لو ایک بار پلیز ز۔وہ التجائیہ

لہجے میں بولی تو وہ رک گیا دل تو اس کا اپنا بھی نہیں تھا کال کٹ کرنے اور اب تو بہانہ مل گیا تھا اسے اور سننے کا۔

جلدی بولو کیا بولنا ہے۔ لہجہ ویسے ہی روڈ ہی تھا جبکہ اس کے اندر سکون اترا تھا دار یہ کی آواز سن کر۔ کیسے ہو؟؟ دھیمے محبت سے چور اور بھاری لہجے میں پوچھے گئے سوال پر ذزان کی آنکھیں بھی نم ہوئی تھیں۔ دل کیا کہہ دے کہ تمہیں تکلیف دے کر خود بھی سکون میں نہیں ہوں مگر جواب الٹ تھا۔

بلکل ٹھیک ہوں خوش اور سکون میں ہوں۔ ذزان کے جواب پر وہ درد بھرا مسکرائی۔ میرے بغیر خوش ہو؟؟ میں تو نہیں خوش تمہیں روز ہر

پل ہر لمحہ یاد کرتی ہوں مجھے تو سکون نہیں ہے تمہارے بغیر۔ داریہ کی بات پر وہ پھر سے تھوڑی دیر چپ ہوا۔

پھر سے دل نے کہا کہ کہہ دو کہ میں بھی تو تمہیں یاد کرتا ہوں ہر لمحہ ہر پل ہر سیکنڈ اور جھوٹ بول رہا ہوں میں کہ میں خوش ہوں اور سکون میں ہوں سب جھوٹ ہے۔ کیونکہ تمہیں درد دے کر میں کیسے خوش رہ سکتا ہوں؟؟؟ مجھے اس کی پرواہ نہیں تم یہ بتاؤ کال کیوں کی تھی؟؟

وہ آنکھوں میں آئی نمی کو صاف کرتا بولا تو داریہ نے آنکھیں زور سے بند کیں جس سے آنکھوں میں بھرا پانی آبشار کی طرح گالوں پر بہا تھا۔ اس نے گیلی پلکوں کی جھالر کو اٹھایا تو گرین آنکھیں اپنے اندر کا دکھ بیان کر رہی تھیں۔

تمہاری یاد آرہی تھی اور تم سے پوچھنا تھا کہ تم نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا؟؟ کیوں مجھے دھوکہ دیا کیوں مجھے چھوڑ گئے کیوں ہمارے بچے کو چھوڑ گئے جو ابھی اس دُنیا میں آیا بھی نہیں ہے۔

داریہ کے سوالوں پر اس کا دل بے چین ہوا۔ ہاں بچہ اس کا بچہ وہ بھی تو اس دنیا میں آنے والا تھا۔ وہ پوچھنے والا تھا کہ ہمارا بے بی کیسا ہے مگر اس کے ہونٹوں پر الفاظ آکر پیچھے گئے تھے۔

تم وجہ جانتی ہو پھر کیوں پوچھ رہی ہو۔ اب کہ لہجہ سخت نہیں تھا مگر نرم بھی نہیں تھا۔ ہاں جانتی ہوں وجہ اسی لیے پوچھ رہی ہوں کیونکہ جو وجہ تم نے بتائی اس وجہ سے تو مجھے اس قدر بری سزا نہیں ملتی۔ ہاں میں نے

مارا اس اویس کو مگر کیا تم جانتے ہو میں نے اسے کیوں مارا تھا؟؟ نہیں جانتے نہ؟

پھر تم کیسے بنا کچھ جانے میرے ساتھ ایسا کر سکتے ہو؟؟ وہ سراپا سوال بنی۔ تم نے اسے مارا یہ بات ہی بہت بڑی ہے اس سے آگے مجھے کچھ جاننا ہی نہیں ہے۔ ذزان نے جیسے بات ہی ختم کر دی۔

ٹھیک ہے مت جانو مگر اتنا جان لو ذزان شاہ اگر میں اسے نہ مارتی تو شاید اس وقت میں اس دنیا میں نہ ہوتی اور اگر ہوتی بھی تو نہ زندہ میں ہوتی نہ مردہ میں ہوتی۔ اگر کبھی دل کرے تو مجھ سے سچ جان لینا میرا پہلا نمبر بھی ان ہے صرف اسی امید پر کہ ایک دن اس پر تمہارے نام سے کال آئے گی۔

وہ ہارے ہوئے لہجے میں بولتی کال کٹ کر گئی جبکہ ذزان اس کی بات سن کر فون کو دیکھتا رہ گیا تھا۔ یہ کیا کہہ گئی تھی وہ؟؟ وہ اتنا تو جانتا تھا اگر داریہ نے یہ بات کہی تھی تو اس کا ضرور کوئی مطلب ہو گا کیونکہ داریہ جھوٹ نہیں بولتی تھی۔

وہ فون سائیڈ پر رکھتا اپنا سر ہاتھوں میں گرائے بیٹھ گیا تھا کیونکہ اسے کچھ سمجھ نہیں ارہی تھی۔

#####################################

کیا بات ہو گئی ہے ایسے اچانک سے کہاں جانے والے ہیں ہم؟؟ داور نے آکر اسے اچانک سے پیکنگ کا کہہ دیا تھا اس لیے وہ پریشان ہوتی اس سے پوچھ رہی تھی۔ اٹلی جا رہے ہیں باران کے پاس۔ وہ اپنے بیگ نکال کر بیڈ پر رکھتا بولا۔ کیوں کیا ہوا ہے؟؟

خیر تو ہے نہ؟؟ وہ اس کا بازو پکڑتی پوچھنے لگی۔ ہاں سب خیر ہے تم بس بچوں کی اور اپنی پیکنگ کرو۔ وہ اپنا بازو چھڑا کر کہتا ڈریسنگ روم کی جانب بڑھا تھا۔ داور سچ سچ بتائیں نہ کیا ہوا ہے؟؟

میرا دل گھبرا رہا ہے اللہ خیر کرے باران اور زحلے ٹھیک تو ہیں نہ؟؟ وہ اس کے پیچھے ڈریسنگ روم میں جاتی بولی مگر داور اس کی باتوں کا جواب

دینے کی بجائے منہ پر سنجیدگی کا لبادہ اوڑھے اپنے کپڑے نکالنے میں مگن رہا۔ داور بولیں نہ کچھ کیا ہوا ہے ؟؟

دیکھیں پچھلی بار بھی داریہ کو لے کر میرا دل گھبرا رہا تھا اور دیکھا اس کے ساتھ کیا ہوا اور اب اچانک سے باران کے پاس کیوں جا رہے ہیں ہم لوگ ؟؟ وہ رونے والی ہو گئی تھی۔ ہمیرہ میری جان تم ابھی پریشان نہ ہو بس جا کر پیکنگ کرو اور بچوں کو تیار کرو۔

داریہ بھی اپنی پیکنگ کر رہی ہے۔ ہم جب اٹلی پہنچیں گے تمہیں سب پتا لگ جائے گا اس لیے ابھی بس جلدی سے تیاری کرو۔ وہ کپڑے سائیڈ پر رکھتا اس کو کندھوں سے تھام کر تحمل سے بولا تو وہ نا چاہتے ہوئے بھی مان گئی تھی مگر دل ابھی بھی پریشان تھا۔

#########################$$$$$$$

وہ دروازہ نوک کرتا اندر آیا تو وہ حسب معمول صوفے پر ٹانگیں اوپر کیے بیٹھی اپنی ہی سوچوں میں گم تھی۔ زحلے! اس نے اپنے قدم اس کی جانب بڑھاتے اس کا نام پکارا۔ ہمم! اس نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتے اسے دیکھا۔

تمہیں آئے ہوئے دو دن ہو گئے ہیں اور تم دو دن سے چپ چاپ کمرے میں بند ہو۔ نہ تم بتا رہی ہو کہ تم یہاں کیسے آئی کیا ہوا کچھ نہیں بتا رہی تم۔ بتا تو دو کہ آخر تم یہاں کیسے پہنچی وہاں سے کیسے نکلی اور اتنی رات کو کیسے آئی یہاں ؟؟؟

وہ اس کے ساتھ بیٹھتا نرمی سے پوچھنے لگا جبکہ اس کی باتوں پر زحلے نے سر جھکائے ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں الجھائیں تھیں۔ و۔۔ وہ ب۔۔ باران ن۔۔ے مجھے آزاد کر دیا۔ اس نے کہ۔۔ کہا کہ اب می۔۔ں آزاد ہوں۔

وہ سر جھکائے اٹکتے اٹکتے بولی تو اس کی بات پر غزین کی آنکھیں بھی حیرت سے کھلی تھیں مگر اگلے ہی پل چہرے پر مسکراہٹ پھیلی۔ کیا سچ میں؟؟ اس نے خوشی سے پوچھا۔ اس کے یوں پوچھنے پر زحلے نے سر اٹھائے اسے بے یقینی سے دیکھا۔

کیا ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟؟ کیا تم خوش نہیں ہو؟؟اس کے ایسے دیکھنے پر غزین نے سنجیدہ ہوتے پوچھا۔ن۔۔ نہیں بس ایسے ہی۔وہ سر جھٹکتی بولی۔مجھے یہ بتاؤ تمہارا آپریشن کس لیے ہوا تھا؟؟ کیا ہوا تھا ایسا تمہارے ساتھ کہ تمہارے سر میں خون جم گیا؟؟

غزین کے اگلے سوال پر اسے بلکل حیرت نہ ہوئی تھی۔کیونکہ وہ جانتی تھی مال میں ملنے کے بعد اس نے ضرور اس کے بارے میں انفورمیشن لی ہوں گیں۔پاکستان میں ایک مشن کے دوران سر پر ٹیبل کا کونہ لگا تھا مگر ظاہری چوٹ نہیں لگی تھی اور میں نے بھی غور نہ کیا لیکن وہ اندرونی چوٹ تھی اس لیے زیادہ نقصاندہ بن گئی۔

اس لیے آپریشن رسکی ہو گیا اور میری یادداشت چلی گئی۔ مگر پھر ایک دن میرے سر میں اور آنکھوں میں درد ہوا اور جب میں سو کر اٹھی تو مجھے سب یاد تھا سب کچھ۔ وہ ٹانگیں نیچے کرتی زمین کو گھورتی اسے سب بتا گئی۔ تم نے یہ بات مجھ سے کیوں چھپائی؟؟

غزین نے اگلا سوال کیا۔ کیا تم مجھ سے سوال پر سوال کر رہے ہو مجھے بھوک لگی ہے کچھ کھانے کو ہے تو کھلا دو۔ وہ کھڑی ہوتی اسے غصے سے گھورتی بولی تو غزین بھی مسکرا کر کھڑا ہوا۔ کچھ بنایا تو نہیں ہے مگر آجاو باہر میں تمہیں نوڈلز بنا دیتا ہوں۔

تب تک تم آئس کریم کھا لینا فریج میں پڑی ہے۔ وہ اسے مسکرا کر کہتا اسے بھی باہر آنے کو کہہ کر کمرے سے نکل گیا جبکہ آئس کریم لفظ پر

زحلے وہیں کھڑی رہ گئی تھی اور آنکھوں کے سامنے دو ماہ پہلے کا منظر چلا تھا۔

################################

دو ماہ پہلے

خان مجھے آج آئس کریم کھانی ہے اور میں کوئی انکار نہیں سنوں گی کیونکہ اب میں بلکل ٹھیک ہوں اس لیے ابھی کے ابھی اٹھیں اور میرے لیے آئس کریم لے کر آئیں۔ وہ اس کے سامنے کھڑی اسے آڈر کر رہی تھی جبکہ اس کے آڈر پر باران نے گھڑی کی جانب دیکھا جہاں رات کے ڈیڑھ بج رہے تھے۔

میری جان اس وقت تمہیں آئس کریم کھانی ہے ؟؟وہ حیرانگی سے پوچھنے لگا۔ہاں جی ابھی کھانی ہے کیونکہ میرا دل کر رہا ہے اور مجھے نیند نہیں آرہی۔لا کر دیں نہ مجھے آئس کریم۔وہ اس کے ساتھ صوفے پر بیٹھتی اس کندھے پر سر رکھے لاڈ سے بولی تو باران کے چہرے پر مسکراہٹ بکھری۔

مجھے کیا ملے گا بدلے میں ؟؟وہ مسکراہٹ چھپاتے بولا۔اپ کو بھی آئس کریم دوں گی۔اس نے اسے آئس کریم کا لالچ دیا۔مگر میں آئس کریم نہیں کھاتا مجھے تو کچھ اور چاہیے۔وہ زو معنی انداز میں بولا تو زحلے نے اسے دیکھا۔کیا چاہیے ؟؟اس نے آنکھوں کو مٹکاتے پوچھا۔پوری پانچ کس۔بولو منظور ؟؟

وہ اس کے ہونٹوں پر انگوٹھا پھیرتا بولا تو زحلے کے گال لال ہوئے۔

شرم کریں۔ وہ اس کے سینے پر مکہ مارتی بولی۔ مجھے شرم تو بلکل نہیں آتی اس لیے اس کی مجھ سے امید نہ رکھو دوسری بات جب تم اپنا من پسند میٹھا کھاؤ گی تو مجھے بھی میرا من پسند میٹھا چاہیے۔

باران کی بات پر زحلے کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھری مگر وہ اسے چھپا گئی۔ کچھ اور مانگ لیں نہ کوئی اور میٹھی چیز لے آیئے گا اپنے لیے۔ وہ اسے مشورہ دیتی بولی تو باران نے اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں بھرا۔ جانتی ہو نہ مجھے میٹھا نہیں پسند مگر تمہارے ہونٹوں کی مٹھاس وہ واحد میٹھاس ہے جسے میں ہر پل چکھنا چاہتا ہوں۔

وہ خمار آلود لہجے میں کہتا اس کے ہونٹوں پر جھک گیا تھا جبکہ زحلے نے اس کی شرٹ کے کالر کو اپنی مٹھیوں میں دبوچا تھا۔ تم بیٹھو یہاں میں تمہارے لیے آئس کریم چاکلیٹ اور بہت سارے سنیکس لے کر آتا ہوں پھر بعد میں میں اپنا معاوضہ وصولوں گا اور وہ پانچ کس سے زیادہ ہو گا۔

وہ اس سے دور ہو کر کھڑا ہوتا بولا اور آخری فکرے پر اسے آنکھ مارتا کمرے سے نکل گیا جبکہ زحلے ہونکوں کی طرح اسے دیکھتی رہ گئی تھی۔

####################################

حال

کیا یار تم ابھی تک یہاں کھڑی ہو اور میں نے نوڈلز بنا بھی لیے ہیں۔اب آجاو اور کھالو۔ غزین کی آواز پر وہ سوچوں سے باہر آئی تھی۔ایک منٹ تم رو کیوں رہی ہو؟؟

وہ اس کی آنکھوں میں پانی دیکھتا بولا تو زحلے نے جلدی سے انسوں صاف کیے۔کچھ نہیں بس آنکھ میں الرجی ہو گئی ہے۔

چلو آؤ مجھے نوڈلز دو بہت بھوک لگی ہے مجھے۔وہ نظریں چرا کر بولتی کمرے سے نکل گئی اور پیچھے غزین اس کو نا سمجھی سے دیکھتا رہ گیا۔

######################################

اتنی خاموشی کیوں ہے گھر میں ؟؟؟زحلے اور بھائی کہاں ہیں ؟؟؟وہ لوگ مینشن میں داخل ہوئے تو پورا مینشن خاموشی میں ڈوبا ہوا تھا جبکہ اس خاموشی میں ایسا کچھ ضرور تھا کہ ہمیرہ اور داریہ دونوں کے دل گھبرائے تھے اس لیے داریہ نے فوراً اپنے ساتھ چلتے اور یلیو سے پوچھا جو ان کو مینشن کے باہر ہی ملا تھا۔

وہ میم زحلے میم چلی گئیں اور باران سر نے دو دن سے خود کو بیسمنٹ والے کمرے میں بند کر رکھا ہے۔اور یلیو نے سر جھکائے جواب دیا تو وہ دونوں حیران ہوئیں۔کیا مطلب وہ چلی گئی ؟؟؟کہاں چلی گئی وہ ؟؟

داریہ نے پوچھا جبکہ داور توکب کا بیسمنٹ کی جانب چلا گیا تھا۔ میم ان کی یادداشت واپس آگئی تھی اور وہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور ریلیو نے انہیں ساری بات بتائی تو وہ دونوں حیرانگی کے مارے کچھ بول نہ پائیں تھیں۔ بچے ہر چیز سے بے خبر اپنی دنیا میں مگن جانو کے ساتھ باہر لان میں کھیل رہے تھے۔

وہ ایسا کیسے کر سکتی ہے؟ کیا وہ بھول گئی کہ باران نے اس کا کتنا خیال رکھا تھا وہ اس سے کتنا پیار کرتا ہے۔ ہمیرہ اداسی سے بولی۔ محبوب بہت ظالم ہوتا ہے ہمیرہ جب اسے معلوم ہو جائے کہ عاشق اب اس کے بغیر رہ نہیں سکتا تو وہ اسے کہیں کا نہیں رہنے دیتا۔

ہم دونوں بہن بھائی کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا ہے جن کے ساتھ جینا سیکھا انہیں نے ہمیں مرنے کے مقام پر لا کر کھڑا کر دیا۔ دار یہ درد بھری مسکراہٹ سے بولی تو ہمیرہ چپ کر گئی۔

تم بچوں کو دیکھو میں جا کر بھائی کو دیکھتی ہوں۔ وہ ہمیرہ سے کہتی اسی راہ پر چل پڑی جہاں سے داور گیا تھا۔

##########################$$$$$###

وہ اندر کمرے میں داخل ہوا تو اندھیرے دھوئیں اور شراب کی سمل نے اس کا استقبال کیا تھا۔ دھوئیں اور شراب کی سمل سے اس کا سانس

بند ہوا تو اسے کھانسی کا دورا پڑا۔ کیا ہے یہ سب کچھ باران کیا تم پاگل ہو چکے ہو؟؟

کمرے کی لائیٹس ان کرنے کے ساتھ آدھی دیوار کے برابر شیشے کی ونڈوز کو کھولتے وہ باران سے بولا جو صوفے پر سر پیچھے کو گرائے بیٹھا تھا جبکہ ہاتھ میں آدھی شراب کی بوتل موجود تھی۔

کمرے میں روشنی ہونے کے سبب وہاں پر چاروں طرف بنیں شراب کی الماریاں نظر آئیں تھیں۔ شاید وہ کمرہ شراب کے لیے ہی بنایا گیا تھا۔
روشنی م۔۔۔ت کر دو او۔۔رمجھے اب اس رو۔۔۔شنی سے
نفر۔۔۔ت ہو گئی ہے۔ وہ آنکھوں پر ہاتھ رکھتا شراب پینے کی وجہ سے

لڑکھڑائے لہجے میں بولا۔ زیادہ بولو مت اور اٹھو جلدی کیا تم اس کمرے میں خود کو بند کیے ہوئے ہو۔

وہ اس کے پاس جاتا اس کا ہاتھ پکڑ کر بولا تو اسے لگا جیسے اس نے گرم تپتی چیز کو پکڑ لیا ہے۔ تمہیں تو بہت تیز بخار ہے۔ وہ پریشانی سے کہتا اس کے ساتھ بیٹھ کر اس کا ماتھا چھونے لگا۔ کیا ہوا بھائی کو؟؟ بخار کیسے ہوا؟؟

داریہ جو اندر آئی تھی داور کی بات سن چکی تھی اس لیے پریشانی سے بولتی ان کے پاس آئی اور خود بھی باران کے گالوں کو چھونے لگی۔ مت ک۔۔ کروم۔۔ یں ٹھیک ہو۔۔ ں مرن۔ نہیں جاؤں گ۔۔ ا۔ ا۔۔ گر اس۔۔ کے جا۔۔ نے کے بعد زن۔۔ دہ ہوں نہ ت۔۔ تو اب۔۔۔۔ بھی نہیں مروں گا۔

وہ ان کے ہاتھ ہٹانے کی کوشش کرتا بولا مگر کمزوری کے سبب اس کے ہاتھ بری طرح کانپ رہے تھے۔اب اگر تم نے کوئی بکواس کی نہ تو میں خود تمہیں اپنے ہاتھوں سے مار دوں گا۔ چھوڑو اسے حد ہوتی ہے کسی چیز کی۔ وہ اسے غصے سے ڈانٹا اس کے ہاتھوں سے شراب کی بوتل پکڑ چکا تھا جسے وہ پھر سے ہونٹوں کے قریب لے کر جاتا پینے کی تیاری میں تھا۔

انہیں ان کے کمرے میں لے کر چلیں بھائی۔ دار یہ پریشانی سے بولی تو داور نے باران کو کندھوں پر اٹھایا۔ توبہ باران تم کتنے بھاری ہو کیا کھاتے ہو؟؟ لگتا ہے کمرے میں موجود آدھے سے زیادہ شراب کی بوتلیں جو تم نے ختم کیں ہیں نہ دو دن میں یہ ان کا ہی وزن ہے تمہارے اندر۔

داور اسے اٹھا کر چلتا تھوڑے مزاح بھرے لہجے میں بولا مگر باران کے لیے اس کا مزاق کسی کام کا نہیں تھا کیونکہ اس وقت وہ غم کی حالت میں تھا۔

#################################

اللہ کس کی بری نظر لگ گئی ہماری فیملی کو۔پہلے دار یہ اور اب باران دونوں کی ہی خوشیوں کو جیسے بری نظر لگ گئی ہو۔ہمیرہ روتے ہوئے داور سے بولی تو اس نے اسے گلے لگاتے چپ کروایا۔بس خوشیاں ہمیشہ کے لیے نہیں رہتیں خاص کر ہم جیسے لوگوں کے لیے۔

وہ اس کی کمر تھپکتا بولا۔ مگر زحلے نے ایسا کیوں کیا؟؟ میں نے اسے کہا بھی تھا کہ باران اس سے بہت محبت کرتا ہے اور وہ خود بھی تو اس کی محبت کو قبول کر چکی تھی پھر کیسے چھوڑ کر جا سکتی ہے وہ اسے۔

وہ سوں سوں کرتی بولی۔ اسے قدر نہیں تھی میرے بھائی کی اور اس کی محبت کی۔ پچھتائے گی ایک دن اور بہت پچھتائے گی۔ وہ زحلے کو سوچتا دانت پیس کر بولا جبکہ ہمیرہ کو ابھی تک باران کے لیے برا لگ رہا تھا۔

##########################

میں اپنی پوری ٹیم کی جانب سے تم سے معافی مانگتا ہوں کیپٹن زحلے کہ ہمارے کچھ آفیسرز کی وجہ سے آپ کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ ان

آفیسر ز کا ابھی تک پتا نہیں چل سکا لیکن بہت جلد وہ آفیسر ز کڑی سے کڑی سزا پائیں گے جنہوں نے آپ کی انفور میشن باران خان تک پہنچائی تھیں۔

وہ اور غزین اس وقت چیف کے آفس میں کھڑے تھے جبکہ وہ زحلے سے اپنی ٹیم کی کوتاہی پر معافی مانگ رہے تھے۔آپ معافی مانگ کر مجھے شر مندہ نہ کریں سر۔وہ احترام سے بولی۔نہیں کیپٹن زحلے آپ ہمارے پاس مہمان ہیں۔اگر آپ کو کچھ ہو جاتا تو ہم آپ کے ملک کی ٹیم کو کیا جواب دیتے کہ سب کچھ ہماری ٹیم کی وجہ سے ہوا ہے۔

چیف واقع بہت شر مندہ لگ رہے تھے۔مجھے خوشی ہے سر کہ آپ نے یہ سب سوچا مگر مجھے پھر بھی شر مندگی ہو گی اگر آپ مجھ سے معافی

مانگیں گے تو۔وہ مسکرا کر بولی تو چیف بھی مسکرائے۔تو میجر غزین کیا رپورٹ لے کر آئے ہیں آپ؟؟چیف اب غزین کی جانب متوجہ ہوئے۔

سر بس بلیک فائیل کے ملنے کی دیر ہے میری پوری کوشش ہے اسے ڈھونڈنے کی مگر وہ فائیل نہ تو گودام میں ہے نہ ہی اس کے آفس میں۔ مجھے یقین ہے وہ فائیل کو گھر لے کر جا چکا ہے۔وہ سٹریٹ کھڑا رپورٹ دینے لگا جبکہ بلیک فائل کا نام سن کر زحلے کو وہ فائل یاد آئی جو باران نے اسے دی تھی تو وہ فائل وہی تھی جس کی غزین کو تلاش تھی۔

ہمم تو مس زحلے کیا آپ کو وہاں کوئی فائیل ملی یا کوئی ثبوت ملا؟؟چیف اس سے مخاطب ہوئے تو چونک گئی۔نہ۔۔ نہیں سر مجھے کچھ نہیں ملا

وہاں کچھ بھی ایسا نہیں تھا جس سے ہمیں کچھ مل پائے۔وہ جھوٹ بول گئی تھی اور یہ جھوٹ اس نے کیوں بولا وہ خود بھی نہیں جانتی تھی۔

چلیں ٹھیک ہے پھر مسٹر غزین آپ خود اس بار باران کے گھر بھیس بدل کر جائیں۔ہمارے پاس تین ماہ کا وقت ہے اگر ہمیں کچھ بھی باران کے خلاف نہ ملا تو ہمیں کیس بند کرنا پڑے گا۔چیف کی بات پر ان دونوں نے حیرانگی سے چیف کو دیکھا۔

نہیں سر ایسا موقع نہیں آئے گا ہم ضرور کامیاب ہوں گے۔غزین ایک عزم سے بولا تو چیف مسکرائے مگر زحلے سے مسکرایا بھی نہ گیا تھا۔

#################################

ز۔۔حلے !ز۔حل۔۔ے مت ج۔۔اونہ پل۔۔یزرک جاؤ۔وہ نیم غنودگی میں بڑبڑایاتو صوفے پر بیٹھی داریہ جلدی سے اٹھ کراس کے بیڈ کے پاس پہنچی۔بھائی کیا ہوا؟؟ کچھ چاہیے ؟؟وہ اس کے ماتھے اور گالوں کو چھو کراس کا بخار چیک کرتی پوچھنے لگی۔

ز۔۔حلے !اس نے پھر سے اس ستمگر کا نام پکارا تو داریہ نے ہونٹ بھینچ لیے جبکہ باران کی دائیں آنکھ سے ایک انسوں بہہ کر بیڈ پر گرا تھا۔وہ اس کے سرہانے بیٹھ کراس کا سر دبانے لگی جبکہ ہتھیلیوں کو چھوتا اس کا ماتھا ابھی تک اس کے تیز بخار میں ہونے کی نشان دہی کر رہا تھا۔

م۔۔ت کرود۔اریہ میں ٹھیک ہوں۔

وہ تھوڑی دیر تک مکمل ہوش میں آیا تو نقاہت بھری آواز میں بولتا اٹھ کر بیٹھنے کی کوشش کرنے لگا۔لیٹے رہیں بھائی آپ کی طبعیت نہیں ٹھیک۔وہ اسے اٹھنے سے منع کرنے لگی۔کچھ نہیں ہوتا میں ٹھیک ہوں ۔وہ اٹھ کر بیڈ کی بیک سے ٹیک لگا کر بولا جبکہ داریہ اس کے سرہانے سے اٹھ کر اب اس کے پاؤں کے پاس بیٹھ گئی تھی۔

کیسی ہے میری پیاری بہن؟؟وہ داریہ کو مسکرا کر دیکھتا بولا تو داریہ نے اسے غور سے دیکھا۔دیکھاوا بند کریں بھائی میرے سامنے تو خاص طور پر نہ کریں کیونکہ جس سٹیج پر آپ ہیں نہ پچھلے پانچ ماہ سے میں بھی اسی سٹیج پر ہوں اس لیے میں جانتی ہوں آپ کے اندر اس وقت کیا چل رہا ہے۔

چہرے کی مسکراہٹ اندر کا حال چھپا نہیں سکتی۔ وہ اس کا ہاتھ پکڑ بولی تو باران کی مسکراہٹ سمٹ گئی۔ میری وجہ سے پریشان ہو گئے نہ تم لوگ ؟؟ وہ چہرہ نیچے کیے آہستہ آواز میں بولا تو داریہ نے آگے ہو کر اس کا چہرہ اوپر کیا۔ اپنے اگر اپنوں کے لیے پریشان نہیں ہوں گے تو پھر وہ اپنے کس کام کے ہوئے۔

وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی بولی۔ وہ چلی گئی داریہ میں نے اسے آزاد کر دیا کیونکہ وہ میرے ساتھ رہنا نہیں چاہتی تھی۔ وہ داریہ کو دیکھتے بولا جبکہ آنکھوں میں نمی بھری تھی۔ اچھا کیا بھائی میں نے بھی تو ایسا ہی کیا تھا نہ کیونکہ جن سے محبت ہو انہیں زبردستی خود سے باندھا نہیں جاتا۔

وہ تلخی سے مسکراتی بولی تو باران نے ہاں میں گردن ہلائی جبکہ آنکھوں میں بھرے انسوں داریہ کے ہاتھ پر گرے تھے۔ باران کے انسوں کو دیکھ داریہ کی آنکھیں بھی بھر آئی تھیں اور اگلے ہی پل وہ اس کے گلے لگی تھی۔ ہم دونوں کے ساتھ قسمت نے برا کھیل کھیلا بھائی ہم دونوں ہی اپنی محبت کے ہاتھوں برباد ہوئے۔

وہ روتے ہوئے بولی جبکہ باران بھی اس کے گلے لگتا جی بھر کر رویا تھا۔ وہ دونوں بہن بھائی اپنی ادھوری محبت پر ایک دوسرے کے گلے لگے رو رہے تھے جبکہ داور اور ہمیرہ جو ابھی باران کے کمرے میں آئے تھے ان کو ایسے روتا دیکھ وہیں دروازے میں کھڑے رہ گئے تھے اور صدا کی روندو ہمیرہ داور کے کندھے پر سر رکھے رونا شروع ہو چکی تھی آنکھیں

توداور کی بھی نم ہو گئی تھیں آخر کو اس کے چھوٹے لاڈلے بہن بھائی رو رہے تھے اور وہ کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا۔

################################

اچھا ہوا تم آگئی دیکھو زرا یہ باران خان کے گودام میں کام کرنے والے ملازموں کی لسٹ ہے اور ساتھ میں نے ان کے نام ان کی تصویریں اور ان کا وہاں پر جو وہ کام کرتے ہیں سب لکھا ہے۔ دیکھو زرا کیا تم نے ان میں سے کسی کو وہاں گھر پر دیکھا ہے کیا؟؟

وہ غزین کے کمرے کا دروازہ نوک کرتی اندر آئی تو وہ اسے دیکھ کر بولتا ایک فائیل اس کے سامنے کر گیا۔ مجھے تم سے بات کرنی ہے۔ وہ سر

جھکائے بولی جبکہ ہاتھ اس نے پیچھے باندھ رکھے تھے۔ ہمم بولو کیا بات ہے۔ وہ فائیلز میں مگن ہوتا مصروف انداز میں بولا۔

کیا تمہیں اس فائیل کی تلاش ہے ؟؟ وہ اس کے سامنے بلیک فائیل پھینک کر بولی تو فائنل کو دیکھ غزین کی آنکھیں کھلی تھیں۔ اس نے جلدی سے فائیل اٹھا کر اسے کھولا تو وہ وہی فائنل تھی۔

اس میں باران کی اب تک ساری ڈیلز کا ریکوڈ تھا۔ اور ساتھ ہی ان قتل کا بھی جو اس نے سپاری پر کیے تھے۔ غزین نے حیران اور بے یقینی بھری نظریں فائنل سے ہٹا کر زحلے کی جانب اٹھائیں۔

ی۔۔ یہ فائیل کہاں سے آئی تمہارے پاس؟؟تم تو اس دن چیف کے آفس میں کہہ رہی تھی کہ تمہیں وہاں کچھ نہیں ملا؟؟وہ حیرانگی سے پوچھنے لگا۔مجھے یہ فائیل باران نے دی تھی۔اس نے سنجیدگی سے جواب دیا تو غزین اور حیران ہوا۔کیا؟؟باران نے خود دی؟؟

ایسا کیسے ممکن ہو سکتا ہے؟؟وہ بے یقین ہوا۔تمہیں کچھ اور بھی بتانا ہے؟؟وہ سر جھکاتے بولی۔اور کیا؟؟کیا کچھ اور بھی ہے؟؟غزین کھڑا ہو کر اس کے پاس پہنچتا بولا۔میں۔۔۔۔وہ رکی تھی جبکہ غزین اسے تجسس سے دیکھ رہا تھا۔غزین میں پریگننٹ ہوں۔

وہ آہستہ آواز میں بولی مگر غزین کی سماعتوں پر دھماکے کر گئی تھی۔کیا کہا؟؟پھر سے کہنا ذرا کہ ابھی تم نے کیا کہا شاید میں نے غلط سن لیا تھا۔

وہ ناسمجھی بھرے تاثرات سے اسے دیکھتا بولا تو زحلے نے آنکھیں میچیں اور پھر ایک گہرا سانس بھر کر اسے دیکھا۔ تم نے سہی سنا ہے میں پریگننٹ ہوں اور میری پریگنینسی کو دو ماہ ہو چکے ہیں۔

وہ پر اعتماد بن کر اسے بتانا چاہتی تھی مگر وہ پر اعتادی دیکھا نہیں سکی تھی کیونکہ وہ خود کو غزین کا گنہگار سمجھ رہی تھی۔ زحلے کے دوبارہ سے وہی بات کہنے پر وہ اپنی جگہ سے ہل بھی نہ سکا تھا۔ آنکھیں بھی جسم کی طرح ساکت ہوئیں تھیں۔

سوری غزین میں جانتی ہوں میں تمہاری گنہگار ہوں تمہیں بہت تکلیف ہوئی ہے میری وجہ سے۔ وہ اس کے سامنے ہاتھ جوڑ کر بولی تو غزین کے

جسم میں حرکت ہوئی اور اس نے جلدی سے اس کے ہاتھ تھام لیے تھے۔ای۔۔سے مت کرو زحلے اس میں تمہارا تو کوئی قصور نہیں نہ۔

میں جانتا ہوں تم۔۔۔تمہیں اس وقت کچھ یاد نہیں تھا۔تم معافی مت مانگو یہ بچہ چاہے باران کا ہے مگر تم فکر نہ کرو میں ہوں نہ میں اسے اپنا نام دوں گا۔اسے اپنا بچہ سمجھ کر پالوں گا۔کوئی بھی اسے ایک گینگسٹر کی اولاد نہیں کہے گا۔وہ اسے کندھوں سے تھام کر بولا تو زحلے نے اس کے ہاتھ کندھے سے ہٹا کر اپنے قدم پیچھے لیے جبکہ آنکھوں میں حیرانی تھی

۔

تم کیوں دو گے اسے اپنا نام ؟؟اس کا باپ زندہ ہے ابھی وہ اپنے باپ کے نام سے جانا جائے گا اور تم اسے کیوں پالو گے ؟؟اس کا باپ ہے نہ

اور یقیناً اس کی اولاد سے اس سے زیادہ پیار کوئی نہیں کر سکتا۔ وہ سخت اور مضبوط لہجے میں بولی تو غزین کو اس کی دماغی حالت پر شک ہوا۔ تم پاگل ہو گئی ہو کیا؟؟ یہ کیا بول رہی ہو؟؟

کیا تم اپنا بچہ باران خان کے حوالے کرنے کا سوچ رہی ہو؟؟ وہ بھی اپنا لہجہ سخت کر گیا۔ نہیں تو میں صرف بچہ کیوں دوں گی باران کو؟؟ میں خود بھی اس کے پاس چلی جاؤں گی۔ وہ پر اعتمادی سے بولی تو غزین کو یقین ہوا کہ اس کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔

تم واقع پاگل ہو گئی ہو زحلے تبھی بہکی بہکی باتیں کر رہی ہو۔ جاؤ جا کر آرام کرو مجھے کام کرنے دو۔ اب بس باران کو کس جیل میں قید کرنا اسی بات کا سوچنا رہ گیا ہے۔ وہ اسے کہتا فائیل اٹھا چکا تھا۔ میں تم سے پیار

کرتی تھی غزین مگر باران خان سے مجھے عشق ہو گیا اور مجھے پتا بھی نہ چلا

۔

اس کا کئیر کرنا اس کا میرے نخرے اٹھانا اس کا مجھ سے محبت کا انداز سب کچھ مجھے مجبور کر گیا اس کے عشق میں پڑنے کے لیے۔ میں اس سب کے باوجود اسے چھوڑ کر آنے کا فیصلہ کرتی وہاں سے بھاگی لیکن اگر باران وقت پر نہ پہنچتا تو شاید اب تمہارے سامنے زحلے نہ کھڑی ہوتی۔

اس نے مجھے صرف اس لیے آزاد کیا کیونکہ اسے ڈر تھا کہ کہیں میرے دوبارہ بھاگنے پر ویسا ہی دوبارہ نہ ہو۔ اس نے مجھے آزاد کر دیا غزین یہ کہہ کر کہ اسے میری خوشی چاہیے اور اسی خوشی کی خاطر اس نے مجھے یہ

فائیل بھی دے دی۔ وہی لمحہ تھا غزین جب مجھے پتا چلا کہ زحلے آزاد نہیں بلکہ قید ہوئی ہے اور وہ قید عمر قید ہے۔

میں نے بہت روکا خود کو بہت سوچا مگر سوری غزین مجھے چاہو تو بے وفا کہو یاں ملک کا غدار کہو مگر میں نے سوچ لیا ہے میں باران کے بغیر نہیں رہ سکتی۔ اگر وہ میرے لیے سب چھوڑ سکتا ہے تو میں بھی چھوڑ سکتی ہوں

۔

میں ایجنسی چھوڑ دوں گی غزین اور باران نے کہا تھا وہ میرے لیے مافیا کی دنیا چھوڑ دے گا اس لیے میں اس کے ساتھ ہماری الگ سے دنیا بنا لوں گی۔ جانتے ہو میں نے یہ فائل تمہیں کیوں دی ہے ؟؟؟ کیونکہ

میں یہ بتانا چاہتی تھی کہ دیکھو وہ شخص کتنا بدل گیا ہے اس نے میرے لیے خود کو برباد کرنے سے بھی گریز نہ کیا۔

اب اگر تمہیں مجھ سے محبت ہے تو پلیز اس فائیل کو جلا دینا غزین کیونکہ میں اس کو سدھارنا چاہتی ہوں۔ میری خوشی کے لیے پلیز۔اس نے مجھے تمہارے پاس بھیج دیا میری خوشی کا سوچ کر اب تمہاری باری غزین اپنی دوستی ہی دیکھا دینا اور میرے لیے یہ فائل جلا دینا۔

وہ بنا رکے سب بولتی گئی تھی جبکہ غزین اسے سنتا اپنے کانوں کی بصارت پر یقین نہ کر پایا تھا۔ تمہارا تو خواب تھا میجر کے رتبے پر آنے کا ؟؟ کیس پورا ہے اس فائیل سے اور تمہار خواب بھی پورا ہونے کے قریب ہے پھر بھی تم ایسا کیوں چاہتی ہو؟؟

وہ بے یقینی سے بولا جبکہ لہجہ بھاری تھا۔اس کی بات پر زحلے نے انسوں سے بھری آنکھوں کو صاف کیا۔ہاں میرا بہت براخواب تھا مگر اب باران کو سدھارنا میرا خواب ہے پلیز غزین اگر وہ میری وجہ سے سدھر سکتا ہے تو میرا خواب پورا کرنے میں میرا ساتھ دینا۔

وہ اسے دھیمے انداز میں کہتی کمرے سے نکل گئی جبکہ غزین آنسوں سے بھری آنکھوں سے اسے جاتا دیکھتا رہ گیا تھا اور پھر اپنے ہاتھ میں پکڑی فائنل کو دیکھ کر اس نے انکھوں کو زور سے بند کیا جس سے آنکھوں میں جمع پانی گالوں پر بہہ گیا تھا۔دل ایسے ہوا تھا جیسے ابھی بند ہو جائے گا ۔

$###################################

!! طبیب یوں نہ کر کوشش تجھے کیا خبر میرے مرض کی

!! تو عشق کر پھر چوٹ کھا لکھ پھر دوا میرے درد کی

یہ لیں آپ کی کافی۔ وہ داور کو کافی کا مگ پکڑا کر بولتی ٹرے میں رکھا دوسرا کپ باران کی جانب لے گئی جو دوسرے صوفے پر سر گرائے بیٹھا تھا۔ دار یہ کہاں ہے؟؟

داور نے ادھر ادھر دیکھتے پوچھا۔ وہ باہر لان میں جانو کے ساتھ بیٹھی ہے۔ ہمیرہ کے جواب پر اس نے ہاں میں سر ہلایا۔ جاؤ اسے بلا کر لاؤ اور

کہو تیار ہو جائے اسے ڈاکٹر کے پاس لے کر جانا ہے اور تم باران تم بھی میرے ساتھ چلو تمہارا چیک اپ بھی کرواں گا میں۔

دو ہفتے ہو گئے ہیں مگر تمہارا بخار جانے کا نام نہیں لے رہا اور ایک تم ڈھیٹ جو نہ تو آرام کرتے ہو نہ ہی دوائی لیتے ہو۔ داور پہلے ہمیرہ کو کہتا بعد میں باران سے مخاطب ہوا۔ مجھے ڈاکٹر کی اور دوائیوں کی ضرورت نہیں ہے بلکہ محبوب کی ضروت ہے۔

لوگ کہتے ہیں کہ عاشق کو یا تو محبوب ملتا ہے یاں اس کی محبت۔ مجھے نہ تو محبوب ملا نہ اس کی محبت بس روگ ملا۔ اب یہ بیماری یہ روگ میری قسمت ہے اس لیے میں نہیں جا رہا کہیں پر بھی۔

وہ کافی کا سپ لے کر آہستہ اور غم سے بھری آواز میں بولتا انکار کر گیا جبکہ ہمیرہ داریہ کو بلانے کا چلی گئی تھی۔ میں کوئی بات نہیں سنوں گا تمہاری۔ چپ چاپ میرے ساتھ ڈاکٹر کے پاس چلو گے تم۔ وہ بڑے بھائی ہونے کا رعب جماتے ہوئے اسے گھور کر بولا تو باران نے نہ چاہتے ہوئے بھی ہاں میں سر ہلا دیا۔

ٹھیک ہے تمہیں لے کر جانا ہے تو لے جاؤ ویسے فرق نہیں پڑے گا کیونکہ مریض عشق کا طبیب اس کا محبوب ہوتا ہے کوئی ڈگری لے کر بنا ڈاکٹر نہیں۔ وہ بولا تو داور نے اسے گھور کر دیکھا۔

!! مریضانِ محبت کو فقط دیدارِ یار ہی کافی ہے

!! ہزاروں طب کے نسخوں سے دیدارِ یار ہی کافی ہے

آپ تینوں ڈاکٹر کے پاس چلے جائیں اور میں اور یلیو بھائی کے ساتھ کچن کا سامان لے آتی ہوں۔ تھوڑی دیر بعد ہمیرہ داریہ کے ساتھ اندر آتی بولی۔ داریہ نے بلیک جینز کے ساتھ ریڈ لونگ فراک پہن رکھی تھی ساتھ ہی ایک بڑے شال سے خود کو کور کر رکھا تھا۔

کیونکہ اس کی پریگنینسی کو ساتواں ماہ کا درمیان تھا اسی لیے وہ اپنے آپ کو ایسے ہی کور کر کے رکھتی تھی۔ ٹھیک ہے تم چلی جاؤ لیکن بچوں کو گھر ہی چھوڑ جانا کیونکہ تمہیں انہیں ساتھ سنبھالنے میں مشکل ہو گی اور نہ ہی میں ان کو ساتھ لے جا سکتا ہوں اس لیے گھر ہی رہ لیں گے ویسے بھی ابھی سو رہے ہیں۔

داور کھڑا ہوتا بولا۔ مگر ان کو گھر میں اکیلا کیسے چھوڑ جائیں؟؟ ہمیرہ نے پریشانی سے پوچھا۔ جانو ہے ان کے پاس اور پھر گھر کے گارڈ بھی ہیں اس لیے فکر نہ کرو۔ وہ اپنا لونگ کوٹ صوفے کی بیک سے اٹھا کر بولتا گاڑی کی چابیاں بھی ٹیبل سے اٹھا چکا تھا۔

اچھا ٹھیک ہے دیہان سے جایئے گا تینوں۔ وہ مسکرا کر بولی۔ تم بھی اپنا خیال رکھنا اور دیہان سے جانا۔ وہ اس کے ماتھے پر بوسہ دیتا بولا اور پھر داریہ اور باران کو باہر آنے کا اشارہ کرتا وہاں سے نکل گیا۔

داور کے پیچھے ہی داریہ اور باران ہمیرہ کو بائے کہتے نکلے تھے جبکہ وہ بھی کپڑے چینج کرنے چل پڑی۔

##################################

وہ اور انعم دونوں ریسٹورنٹ میں کھانا کھانے گئے ہوئے تھے۔ انعم تو مزے سے کھانا کھا رہی تھی مگر وہ پلیٹ میں چمچ گھمانے کا کام کرتا اپنی ہی سوچ میں مگن تھا۔ کیا سوچ رہے ہو ذزان؟؟ اسے یوں بیٹھا دیکھ انعم نے پوچھا۔ ہا۔۔ ہاں کیا؟؟ انعم کی آواز پر وہ سوچوں سے نکلتا بولا تو اس نے تاسف سے سر ہلایا۔

میں پوچھ رہی ہوں کہ کیا سوچ رہے ہو؟؟ اس نے پھر سے پوچھا۔ کچھ نہیں بس بزنس کا سوچ رہا تھا۔ وہ جھوٹ بول گیا۔ میں بے وقوف نظر آ رہی ہوں؟؟ چھ ماہ ہونے والے ہیں اور میں دیکھ رہی ہوں کہ تم ایسے ہی بیہیو کرتے ہو۔

میرے ساتھ ہو کر بھی تم اپنی سوچوں میں مگن ہوتے ہو اگر کبھی میں کال کروں تو اگنور کرتے ہو۔ پاگل سمجھ رکھا ہے تم نے مجھے؟؟ کیا لگتا ہے تمہیں تم کہو گے کہ ایسا کچھ نہیں تو مان جاؤں گی؟؟ ذزان شاہ بھولو مت میں تمہاری بچپن کی دوست ہوں۔

تمہیں اچھے سے جانتی ہوں۔ محبت تو بعد کا قصہ ہے پہلے ہم دوست ہیں اس لیے مجھے بتاؤ کیا بات ہے؟؟ کیا تمہیں داریہ کی یاد آتی ہے؟؟ وہ شروع میں تھوڑے سخت لہجے میں بولی مگر آخر میں لہجہ نرم کر گئی جبکہ ذزان اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔ ایسا کچھ نہیں ہے انعم تم فضول سوچ رہی ہو؟؟ اگر کھانا کھا لیا ہے تو چلو گھر چلتے ہیں۔ وہ نہ میں سر ہلا کر بولتا کھڑا ہونے لگا مگر انعم نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے واپس بیٹھایا۔

بیٹھو یہاں اور میری باتوں کا سہی سے سچ سچ جواب دو۔ میں جانتی ہوں تم اسے ہی یاد کرتے ہو۔ سچ بتاؤ کیا تمہیں اس سے محبت ہو گئی ہے؟؟ مجھے سچ بتانا ذزان اپنی دوست سمجھ کر۔ وہ اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ کر بولی تو وہ کچھ دیر کے لیے چپ رہا۔

ہاں تم سہی کہہ رہی ہو میں اسے ہی یاد کرتا ہوں اور تم سے میں نے جھوٹ بولا تھا کہ میں اس سے محبت کا دیکھاوا کرتا تھا بلکہ تمہارے ساتھ ساتھ خود سے بھی میں نے جھوٹ بولا کیونکہ میں خود نہیں جانتا تھا کہ کب مجھے اس سے محبت ہو گئی لیکن یہ بات سچ ہے انعم کہ میں نے اس کے ساتھ ایک پل بھی دیکھاوے کا نہیں گزارا۔

مجھے معاف کرنا یہ سب تمہیں دکھ پہنچائے گا اسی لیے تمہیں نہیں بتایا ۔وہ سر جھکائے مجرموں کی طرح بولا تو انعم کے ہونٹوں پر تکلیف دہ مسکراہٹ آئی اور آنکھوں میں پانی جمع ہونے لگا جسے اس نے ذزان کے دیکھنے سے پہلے صاف کر لیا۔ تم سچ میں پاگل ہو ذزان۔

ایسے کون کرتا ہے ؟؟ تم مجھے دکھ سے بچانے کے لیے خود کو دن رات تکلیف دے رہے ہو۔ تمہیں لگا میں تمہیں برا بھلا کہوں گی روں گی چلاؤں گی اور غصہ کروں گی۔ ہے نہ یہی لگا نہ ؟؟ وہ اسے دیکھتی بولی تو ذزان نے ہاں میں سر ہلایا۔ افف ذزان تمہیں کیا کہوں میں ؟؟

تم ایک بار مجھے کہتے کہ انعم سوری مگر ڈرامے میں میری محبت حقیقت کا روپ لے چکی ہے اور اسی لیے میں داریہ کو نہیں چھوڑ سکتا۔

بس ایک بار کہہ لیتے مجھے ہماری دستی کی قسم ہے ذزان اگر میں تمہیں کچھ کہہ جاتی تو مجھ پر لعنت ہو۔

تم میرے بچپن کے دوست ہو اور اگر وہ تمہاری خوشی بن گئی تھی تو مجھے اس سے بڑھ کر کیا چاہیے تھا۔ تم اچھے سے جانتے ہو مجھے محبت سے بڑھ کر ہماری دوستی ہے افسوس ہوا کہ تم یہ بات بھول گئے۔ وہ تاسف سے بولتی ذزان کو حیران کر گئی۔

م۔۔ مگر تمہارے بھائی کا بدلہ ؟؟ اس نے حیرانگی سے پوچھا۔ ذزان تم میرے لیے اتنا کچھ کر سکتے ہو تو کیا میں تمہارے لیے ایک قتل معاف نہیں

کر سکتی ؟؟ وہ سوالیہ انداز میں بولی تو وہ چپ ہو گیا۔ تم جا سکتے ہو اس کے پاس مجھے کوئی مسلہ نہیں ہے۔ ویسے بھی تمہاری اولاد کو تمہاری ضرورت ہے۔

وہ ہلکی سے مسکراہٹ سے کہتی اپنا بیگ اٹھا کر کھڑی ہوئی۔ کہاں جا رہی ہو؟؟ میں تمہیں ڈراپ کر دوں گا۔ وہ اس کو کھڑا ہوتا دیکھ بولا۔ نہیں میں چلی جاؤں گی تم بس بل پے کر دینا داریہ کے پاس جانے کی خوشی میں۔ وہ مسکرا کر بولتی وہاں سے چلی گئی جبکہ ذزان اسے جاتا دیکھنے لگا۔

ریسٹورنٹ کے دروازے سے باہر نکلتے ہی کب سے خود کو نارمل اور مضبوط ظاہر کرتی اس لڑکی کی آنکھوں سے آنسوں نے بہنا شروع کیا تھا

۔آخر جو بھی تھا وہ اس کی محبت تھا مشکل تھا یہ فیصلہ مگر اس کی خوشی کے لیے وہ یہ کڑوا گھونٹ بھر گئی تھی۔

ء################################

اومیری بری یاداشت !اور یلیو خریدہ گیا سامان گاڑی کی ڈگی میں رکھ رہا تھا جب اچانک سے ہمیرہ کی آواز اس کے کان سے ٹکرائی جو گاڑی کی بیک سیٹ کا دروازہ کھولے کھڑی تھی۔کیا ہوا میم ؟؟اس نے ڈگی بند کر کے اس کے پاس آتے پوچھا۔وہ میں اپنا فون اندر کاؤنٹر پر ہی بھول آئی آپ پلیز جا کر لے آئیں۔

وہ سر پر ہاتھ مارتی بولی تو وہ سر ہلاتا واپس سے سٹور میں چلا گیا۔ ابھی وہ ہمیرہ کی نظروں کے سامنے سے اوجھل ہوا ہی تھا کہ کسی نے پیچھے سے ہمیرہ کے ناک پر رومال رکھا تھا۔ اچانک سے سانس بند ہونے اور کسی کے خود کو قابو کرنے پر وہ بری طرح مچلی تھی مگر پانچ سیکنڈ میں رومال پر لگی بے ہوشی کی دوائی کی وجہ سے بے ہوش ہو گئی تھی۔

ہمیرہ کے بے ہوش ہوتے ہی وہ وہ آدمی اور اس کا ساتھی اسے اٹھا کر وہاں پر کھڑی دوسری گاڑی میں ڈال کر لے گئے تھے جبکہ جب تک اور ریلیو واپس آیا وہاں پر کوئی نہیں تھا۔ ہمیرہ کو وہاں نہ دیکھ اور ریلیو کو پریشانی ہوئی اس نے ادھر اُدھر اسے ڈھونڈنا چاہا مگر وہ نہ ملی۔

گڑ بڑ کا احساس ہوتے ہی وہ واپس سٹور کی جانب بھاگا تاکہ اندر جا کر سی سی ٹی وی فوٹیج دیکھ سکے۔

#################################

وہ تینوں ہاسپٹل سے چیک اپ کروا کر نکل رہے تھے کہ اچانک سامنے سے ایک بچہ بھاگتا ہوا آیا اور داریہ سے بری طرح ٹکرایا۔ بچے کے اچانک سے ٹکرانے کی وجہ سے وہ اپنا بیلنس سنبھال نہ سکی تھی۔ اس سے پہلے وہ نیچے گرتی داور اور باران نے اسے جلدی سے پکڑا تھا۔

وہ گرنے سے تو بچ گئی تھی مگر جسم کو لگے جھٹکے کے سبب اس کو لیبر پین سٹارٹ ہو گیا تھا۔ آہ بھائی درد۔ وہ اپنی کمر اور پیٹ پر ہاتھ رکھتی تکلیف

سے چیخی تو باران اور داور کے ہاتھ پاؤں پھول گئے جبکہ وہ بچہ وہ اس کی ماں جو اس کے پیچھے آئی تھی وہ بھی پریشان ہو گئے تھے۔داری کیا ہوا میری گڑیا؟؟

باران پریشانی سے اس کے ماتھے پر آیا پسینہ صاف کرتا بولا۔د۔۔رد بھ۔۔ھائی بہ۔۔۔ت در۔۔د میرا بے بی۔وہ روتے بمشکل بولی۔چپ میری جان بس ابھی ڈاکٹر کے پاس لے کر جاتا ہوں شکر ہے ابھی ہم ہاسپٹل میں ہی تھے۔داور پریشانی سے کہتا اسے گود میں اٹھا چکا تھا اور پھر بھاگنے کے انداز میں واپس سے ڈاکٹر کے روم کی جانب بڑھا۔ڈاکٹر دیکھو میری بہن کو کیا ہوا ہے؟؟

وہ اسی ڈاکٹر کے روم میں جاتا چیخا جس سے داریہ کو ابھی چیک کروایا تھا۔
کیا ہوا مسٹر داور؟؟ ابھی تو یہ بلکل ٹھیک تھیں۔ڈاکٹر بھی داریہ کی حالت دیکھ پریشان ہوئی۔ جلدی سے چیک کرو میری بہن کو سوال جواب بعد میں کرنا۔ نظر نہیں آرہا تمہیں وہ درد سے چیخ رہی ہے۔
باران ڈاکٹر پر چیخا جبکہ اتنی دیر تک داور داریہ کو ڈاکٹر کے روم میں موجود بیڈ پر لٹا چکا تھا۔

باران کے ڈانٹنے پر ڈاکٹر فوراً سے داریہ کا چیک اپ شروع کر چکی تھی۔
اوہ نو ہمیں ابھی اور اسی وقت ڈیلیوری کرنی ہو گی ورنہ ماں اور بچہ دونوں کی جان جائے گی۔ڈاکٹر داریہ کو چیک کرتی بولی۔ کیونکہ داریہ کی صحت ویسے ہی اچھی نہیں تھی اور ابھی ڈاکٹر نے اسے اپنا بہت خیال رکھنے کو

بھی کہا تھا مگر اچانک سے ہوئے اس حادثے سے اس کی حالت اور بگڑ گئی تھی یہی وجہ تھی ڈاکٹر بھی پریشان ہو گئی تھی۔

تو جلدی کرو نہ منہ کیا دیکھ رہی ہو ہمارا۔ داور بھڑکا۔ اس کے بھڑکنے پر ڈاکٹر نے جلدی سے نرسز کو بلا کر داریہ کو ڈیلیوری روم میں شفٹ کیا تھا جبکہ وہ دونوں بھائی بے حد پریشان ہو گئے تھے۔

##################################

جا رہی ہو؟؟ وہ غزین کو الوداع کہنے آئی تو اس نے دھیمے لہجے میں پوچھا۔

ہم جا رہی ہوں مگر ہم ملتے رہیں گے بہترین دوست ہونے کے ناطے۔

وہ ہلکی سی مسکراہٹ سے بولی۔ مت جاؤ نہ پلیز۔ وہ التجائیہ لہجے میں بولا

۔نہیں غزین مجھے مت روکو کیونکہ میں یہ نہیں کر سکتی۔مجھے تمہاری فیلنگ تمہاری محبت کی قدر ہے۔

میں جانتی ہوں تم نے مجھ سے بے حد محبت کی ہے اور اب بھی کرتے ہو اسی لیے پریشان ہو میرے لیے کہ باران کے ساتھ رہنا میرے لیے خطرہ ہے مگر تمہیں ایک بات بتاؤں غزین وہ شخص سب کے لیے برا ہو سکتا ہے مگر اپنی فیملی کے لیے نہیں۔تم اس کی محبت کا اندازہ اسی سے لگا لو کہ اس نے مجھے میری خوشی کے لیے چھوڑ دیا۔

اس لیے تم فکر نہ کرو تم نہ سوچو کہ وہ مجھے تم سے کم پیار کرتا ہے یا زیادہ بس اتنا جان لو کہ وہ تم جتنا پیار تو کرتا ہی ہے۔وہ باران کو سوچتی دھیمی مسکراہٹ سے بولی تو غزین نے لمبا سانس لیا۔

تو یہ تمہارا آخری فیصلہ ہے ؟؟اس نے پوچھا۔ہاں آخری فیصلہ ہے۔ وہ پر اعتمادی سے بولی۔اوکے پھر بیسٹ آف لک خوش رہو اور امید کرتا ہوں تم اسے سدھار لو گی۔وہ کھڑا ہو کر اس کے پاس آتا بولا تو زحلے کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔ہاں میں کرلوں گی کیونکہ اس نے خود کہا ہے کہ اگر میں سدھارتی تو وہ سدھر جاتا۔

وہ ہس کر بولی۔ہمیشہ خوش رہو اور مجھے بھول مت جانا۔وہ زحلے کے چہرے کی خوشی دیکھتا بولا جو باران کے پاس جانے کی وجہ سے تھی۔ چیف سے کیا کہو گے ؟؟اسے اچانک سے چیف کا یاد آیا۔

وہ سب مجھ پر چھوڑ دو میں دیکھ لوں گا اور تم بتاؤ تم کب ریزائن کرو گی ؟؟ وہ الماری کی جانب جاتا بولا۔ بس ایک بار یہ کیس بند ہو جائے پھر کیونکہ کیس کے دوران نہیں دے سکتی۔ وہ اس کی پشت کو دیکھ کر بولی جو الماری سے کچھ نکال رہا تھا۔

یہ لو تم خود اب اس کا جو چاہے کرنا میں نے دوستی اور محبت دونوں کا فرض نبھا دیا۔ وہ اسے بلیک فائل واپس کرتا بولا تو زحلے نے خوشی سے وہ فائل پکڑ لی۔ میرے ساتھ مل کر جلاؤ گے ؟؟ اس نے پوچھا تو غزین نے ہاں میں سر ہلایا۔ کیوں نہیں اتنا تو کر ہی سکتا ہوں۔ وہ سر ہلاتا بولا اور پھر دونوں مل کر ٹیرس پر اس فائیل کو جلا دیا تھا۔

شکریہ غزین میرا مان اور بھروسہ قائم رکھنے کے لیے۔ وہ اس کے ساتھ فائنل جلا کر بولی۔ کوئی بات نہیں زحلے یہ بھی میں اس لیے کر رہا ہوں کیونکہ ایک طرف سے برائی ختم ہی ہو گی۔ وہ بولا تو زحلے نے سر ہلایا۔ سہی کہا تم نے خیر اب میں چلتی ہوں اپنا خیال رکھنا اور میرا خیال رکھنے کا شکریہ۔

وہ مسکرا کر کہتی دروازے کی جانب بڑھی جبکہ غزین اسے چھوڑنے دروازے تک آیا تھا۔ خوش رہو ہمیشہ میری خیر ہے۔ وہ اس کو جاتا دیکھ کر ہلکی آواز میں بولا اور پھر ہونٹوں کو آپس میں پیوست کرتے دل کے مقام کر ہاتھ رکھ کر تھپکی دیتا دروازہ بند کر گیا یہ سوچتے کہ اب اس دروازے سے اس کی محبت کبھی بھی اس کی بن کر نہیں آئے گی کیونکہ وہ ابھی کسی اور کی بن کر ہمیشہ کے لیے جا چکی تھی۔

اور پیچھے وہ ہمیشہ کے لیے اس کے نام کی محبت اپنے دل میں قید رکھے اکیلا رہ گیا تھا مگر اسے یہ اکیلا پن منظور تھا اگر اس کی محبت اپنی محبت کے ساتھ خوش تھی تو کیونکہ محبت میں محبوب کی خوشی ہی اہمیت رکھتی ہے

۔

####################################

!! سرِ راہ لاش کے دو ٹکڑے پڑے تھے

!! سر ادھر پڑا تھا دھر اُدھر پڑا تھا

!! تازہ خون اس لاش سے بہہ رہا تھا

!! زمین کا وہ حصہ خون سے تر پڑا تھا

!! پوچھا جو کسی نے کون بد بخت ہے یہ

!! اور کیا جرم اس سے کر پڑا تھا

!! قاتل پاس کھڑا تھا بولا عشق ہوں میں

!! یہ مجھ سے لڑ پڑا تھا

###############################

وہ گھر پہنچی تو داخلی گیٹ پر کھڑے ہونے والے دونوں گارڈ مردہ حالت میں زمین پر پڑے تھے جبکہ گیٹ کھلا ہوا تھا۔اسے شدت سے کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا۔بنا دیر کیے گارڈ کے پاس سے گن اور بندوق اٹھائے اس نے گن کو اپنے کوٹ میں رکھا اور بندوق کو پکڑ کر اندر کی

جانب بڑھی۔وہ بڑی احتیاط سے ادھر اُدھر دیکھتی چل رہی تھی جبکہ گھر میں موجود تمام گارڈ کی لاشیں جگہ جگہ پڑی ہوئی تھیں اور کچھ لاشیں کچھ نامعلوم افراد کی تھیں۔۔

وہ ابھی لان سے گزر کر گھر کے داخلی دروازے پر پہنچی تو جانو کی آوز اس کے کانوں سے ٹکرائی ایسے جیسے وہ درد سے بلبلایا ہو۔زحلے کے قدموں میں تیزی آئی اور بندوق کو سیدھا تانے وہ اندر کی جانب تیزی سے بڑھی۔لاؤنج میں پہنچتے ہی اسے پانچ لوگ نظر آئے جو اپنی اپنی گنز کو جانو پر تانے کھڑے تھے ان میں سے دو آدمی زخمی تھے شاید جانو نے انہیں زخمی کیا تھا۔

ان سب کے سامنے ہی جانو زخمی کھڑا تھا۔ گولی اس کی گردن کے پاس لگی تھی اور وہاں سے بھر بھر کر خون نکل رہا تھا مگر وہ پھر بھی درد برداشت کیے ان آدمیوں کو گھورتا اپنی جگہ سے نہیں ہل رہا تھا۔ زحلے نے غور کیا تو وہ بچوں کے کمرے کے باہر کھڑا تھا شاید اندر بچے موجود تھے اور وہ ان آدمیوں کو اندر جانے سے روک رہا تھا۔ اسے اس وقت جانو پر جی بھر کر پیار آیا تھا۔

اس سے پہلے ان آدمیوں میں سے ایک آدمی پھر سے جانو پر فائر کرتا زحلے نے ٹریگر دبایا تھا اور بندوق سے نکلی گولی اس آدمی کی گردن پر لگی تھی جس کی وجہ سے وہ بے جان ہوتا فوراً زمین پر گرا تھا۔ گولی چلنے پر باقی چار لوگ پیچھے مڑتے فائر کھول چکے تھے مگر زحلے صوفے کے پیچھے چھپتی ان فائر سے بچ گئی تھی۔

وہ صرف باران کے سامنے کمزور تھی ورنہ وہ اپنی ٹیم کی سب سے بہادر میمبر تھی۔اس نے ان آدمیوں کے فائر سے بچتے بچاتے ایک ایک کرتے ان سب کو مار دیا تھا جبکہ ان آدمیوں کے مرنے تک جانو بے ہوش ہو چکا تھا شاید اس نے ہمت اب بھی اسی لیے ہاری تھی کیونکہ وہ جان چکا تھا کہ اب بچے محفوظ ہیں۔

جانو! جانو اٹھو! وہ بھاگ کر جانو کے پاس آتی اس کے جسم کو ہلاتی بولی تو اپنی بند ہوتی آنکھوں سے جانو نے اسے دیکھا اور اپنا سر اس کی ٹانگ کے ساتھ لگاتے اپنے ایک ہاتھ کو بچوں کے کمرے کے دروازے کی جانب کیا جیسے اسے بتا رہا ہو کہ بچے اندر ہیں۔آنکھیں بند نہ کرو جانو تمہیں کچھ نہیں ہو گا۔

وہ اس کی بند ہوتی آنکھوں کو دیکھ کر بولی مگر تب تک جانو کا جسم ڈھیلا پڑ چکا تھا جبکہ بند ہوئی آنکھوں سے ایک انسوں نکل کر زمین پر گرا تھا۔ اس نے ایک نظر جانو کو دیکھا اور پھر اٹھ کر کمرے کی جانب بڑھی۔ اس نے کمرہ کھولا تو خالی کمرے نے اسے منہ چڑھایا۔ بچوں کو اندر نہ دیکھ اسے فکر ہوئی۔ وہ واپس باہر نکلتی کہ اس کی نظر کپڑوں کی الماری پر گئی ۔

کچھ سوچ کر اس نے الماری کھولی تو رحمان اور نورے دونوں ہی ڈرے سہمے اندر بیٹھے تھے جبکہ رحمان نے نورے کو ہگ کیا ہوا تھا ایسے جیسے اپنی بہن کو تحفظ کا احساس دلا رہا ہو۔ الماری کھلنے پر دونوں بچے کانپ

گئے تھے انہیں لگا وہ پکڑے گئے مگر جیسے ہی زحلے نے انہیں پکارا تو ان دونوں نے فوراً سے اسے دیکھا۔

چچی! وہ دونوں روتے ہوئے اسے پکارتے کھڑے ہوئے جبکہ زحلے نے آگے ہو کر انہیں گلے لگایا تھا۔ میرے بچے میں صدقے۔ کیا تم دونوں ٹھیک ہو؟؟ اس نے فکرمندی سے پوچھا جس پر ان دونوں نے ہاں میں سر ہلایا۔ چلو جلدی ہمیں یہاں سے نکلنا ہے۔ وہ انہیں الماری سے نکال کر بولی تو بچے بھی اس کے ساتھ چل پڑے۔

کمرے سے نکلتے ہی ان کی نظر زمین پر بے جان پڑے جانو پر پڑی تو وہ دونوں بھاگ کر جانو کے پاس گئے۔ چچی جانو کو کیا ہوا یہ اٹھ کیوں نہیں رہا؟؟؟ رحمان روتے ہوئے پوچھنے لگا اب وہ دونوں بہن بھائی بلکل

صاف بولتے تھے۔وہ ہمیں چھوڑ کر چلا گیا ہے رحمان۔یہ بات کہتے زحلے کی آنکھیں بھی نم ہوئی تھیں۔

ایسے کیسے جاسکتا ہے جانو نہیں آپ دیکھو نہ اسے یہ کیوں نہیں اٹھ رہا۔ نورے نے روتے ہوئے کہتے زحلے کا بازو پکڑ اسے نیچے بیٹھایا اور اس کا ہاتھ جانو کے سینے پر رکھا۔اس سے پہلے وہ ہاتھ اٹھاتی اس کو جانو کی دھڑکن چلتی محسوس ہوئی۔اس نے فوراً اپنا دائیاں کان جانو کے سینے پر رکھا تو یہ بات واضح ہوئی کہ وہ ابھی زندہ تھا۔وہ اگلے ہی پل کھڑی ہوتی اپنے کمرے کی جانب بھاگی۔

تھوڑی دیر بعد واپس آئی تو اس کے ہاتھ میں ایک باکس تھا۔جانو کے پاس پہنچ کر اس نے باکس کو کھولا اور اس میں سے روئی سیزز اور نائف

نکالا۔ بچو تم دونوں دوسری طرف منہ کر کے بیٹھو اس طرف نہیں دیکھنا۔ وہ رحمان اور نورے سے بولی تو ان دونوں نے منہ دوسری طرف کر لیا جبکہ زحلے جانو کو لگی گولی نکالنے لگی۔

اسے مشکل ہوئی کیونکہ انسان کے اور جانور کے جسم میں بہت فرق ہوتا ہے مگر ہمت نہ ہارتے آخر اس نے گولی نکال ہی لی تھی اور پھر جلدی سے باکس میں سے پٹی نکال کر روئی پر اچھے سے پائیوڈین لگا کر جانو کے زخم پر باندھ دی۔ اٹھو بچو اب ہمیں نکلنا ہے جانو اب بلکل ٹھیک ہے۔ وہ جلدی سے کھڑی ہوتی بولی جبکہ جانو کی مرہم پٹی کے دوران اس کے سارے کپڑے اور ہاتھ خون سے بھر گئے تھے۔

وہ بچوں کو پکڑ کر وہاں سے جانے لگی کہ تبھی اس کی نظر ان آدمیوں میں سے ایک پر پڑی جو ابھی زندہ تھا۔ روکو یہاں میں ابھی آئی۔ وہ بچوں کو بول کر بندوق کو سہی سے پکڑے اس آدمی کے پاس پہنچی۔ بولو کس نے بھیجا تھا تمہیں؟؟؟ اور باقی گھر والے کہاں ہیں؟؟ وہ اس پر بندوق تان کر بولی جو درد سے کراہ رہا تھا۔ م۔۔ مجھ۔۔۔ے نہی۔۔ں پ۔۔تا

۔

وہ آدمی اٹکتے اٹکتے بولا۔ سچ سچ بتاؤ ورنہ باقی بچی ساری گولیاں تمہارے سینے میں اتار دوں گی۔ وہ بندوق کی ناف اس کے سینے پر رکھتی شیرنی کی طرح غرائی۔ ب۔۔ تا تا ہوں بت۔۔ تا ہوں۔ ہم۔۔ یں ب۔۔ بوس نے بھی۔۔ جا تھ۔۔ ا بچوں کو مارنے ک۔۔۔ ے لیے او۔۔ ور ان کی ماں

ب۔۔وس کے فا۔۔رم ہاؤس پر ہے باقی ل۔۔و۔۔گوں کا پت۔۔ا

نہیں۔وہ آدمی سچ بتانے لگا۔کون ہے تمہارا بوس؟؟

نام کیا ہے اس کا اور فارم ہاؤس کا پتا بتاؤ؟؟اس نے بندوق کی ناف کا دباؤ اس آدمی کے سینے پر بڑھاتے پوچھا۔ج۔۔وڈن جوڈن نام ہ۔۔ے اور ۔۔۔۔۔اس نے فارم ہاؤس کا پتا بتایا۔اس کے بولتے ہی زحلے نے ٹریگر دبایا تھا جس سے فائر کی آواز گونجی تھی اور ساتھ ہی اس آدمی کے جسم کو جھٹکا لگا تھا۔چلو بچو ہمیں ابھی نکلنا ہے۔

وہ انہیں ساتھ لیے گھر سے نکل کر گیراج کی جانب گئی اور وہاں پر کھڑی ایک گاڑی کا دروازہ کھولا تھا۔چابی وہ بوکس کے ساتھ ہی کمرے سے لے آئی تھی اس لیے جلدی سے بچوں کو گاڑی میں بیٹھا کر خود بھی

بیٹھ کر گاڑی سٹارٹ کرتی اپنا فون پاکٹ سے نکال کر غزین کا نمبر ڈائیل کرنے لگی بیٹری بھی دو پرسنٹ تھی فون کی۔

##############################

وہ دونوں کوریڈور میں پریشان سے کھڑے تھے جب اچانک باران کا فون رنگ ہوا۔اس نے موبائل نکال کر دیکھا تو نمبر ان نون تھا۔ہیلو کون؟؟اس نے کال پک کرتے پوچھا۔کیسے ہو باران خان؟؟دوسری جانب سے کسی نے عجیب لہجہ میں پوچھا تو باران کو حیرت ہوئی۔

کون ہے؟؟اس نے پوچھا۔تمہاری اور تمہارے پورے خاندان کی موت۔وہ آدمی سرد لہجے میں بولتا باران کا میٹر گھما گیا تھا۔اس کے غصے

کو دیکھ داور بھی حیران ہوا کہ آخر کال پر کون ہے۔ کون ہے تو کمینے انسان چھپ کر دھمکیاں دینے سے بہتر کھل کر سامنے آ پھر تجھے بتاؤں گا کہ تو نے پنگا کس سے لیا ہے۔ وہ غصے سے دھاڑا۔

کون ہے کیا وہی پارسل والا شخص ہے؟؟ داور نے پوچھا۔ کھل کر ہی سامنے آنے والا ہوں میں اس بار۔ جسٹن یاد ہے نہ؟؟ جسے تم نے بے دردی سے مارا تھا میں اسی کا بھائی ہوں جوڈن۔ تم نے مجھ سے میرا اکلوتا بھائی چھینا اب میں تم سے تمہاری پوری فیملی چھین لوں گا۔ تمہارے بھائی کی بیوی میرے قبضے میں ہے ہمت ہے تو آ کر بچا لو اسے۔

وہ نفرت بھرے لہجے میں بولتا آخر میں چیلنجنگ انداز میں بول کر ساتھ ہی جگہ کا پتا بھی بتا کر فون بند کر گیا جبکہ باران نے پہلے فون کی بند

سکرین اور پھر داور کو دیکھا۔ کیا ہوا؟؟ داور نے اس کے پریشان چہرے کو دیکھتے پوچھا۔ و۔۔ہ ہمیرہ بھابھی! وہ سوچ رہا تھا داور کو کیسے بتائے۔ کیا ہمیرہ؟؟ کیا ہوا ہے اسے؟؟ داور نے بے چینی سے پوچھا جس پر باران نے اسے سب بتا دیا۔

میں چھوڑوں گا نہیں اس کمینے انسان کو۔ اس کی ہمت کیسے ہوئی میری بیوی کو اغوا کرنے کی۔ داور غصے سے پاگل ہوتا بولا۔ باران کچھ بولتا کہ اس کا فون پھر سے رنگ ہوا کال اور ریلیو کی تھی۔ سر ہمیرہ میم کو دو لوگ اغوا کر کے لے گئے۔ اور سر میں۔۔۔ فون کال پک کرتے ہی اور ریلیو نے بولنا شروع کیا مگر باران نے اس کی بات بیچ میں کٹ کی۔

چپ کرو اور ریلیو ہمیں پتا چل گیا ہے تم بس اب اتنا کرو کہ ہاسپٹل پہنچو میں لوکیشن سینڈ کرتا ہوں تمہیں۔ تم یہاں داریہ کے پاس پہنچو میں اور بھائی جاتے ہیں ہمیرہ بھابھی کو بچانے۔ وہ بولا تو اور ریلیو چپ کر گیا مگر پھر اوکے سر کہہ کر کال کٹ گیا جبکہ باران اسے لوکیشن سینڈ کرتا اور کے ساتھ وہاں سے بھاگتے ہوئے نکل گیا۔

##################################

اس کی بتائی گئی جگہ پر غزین پہنچا تو وہاں پر اسے دو بچوں کے ساتھ خون سے بھرے کپڑوں میں پریشان کھڑا دیکھ وہ پریشان ہو گیا۔ پریشان تو وہ اس کی کال پر ہی ہو گیا تھا کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی وہ گھر سے گئی تھی پھر کیوں اسے بلا رہی تھی۔ زحلے یہ یہ خون کس کا ہے؟؟

تم ٹھیک تو ہو نہ ؟؟اور یہ دونوں بچے تو داور کے ہیں نہ پھر تمہارے ساتھ کیا کر رہے ہیں ؟؟اس نے اس سے پریشانی سے پوچھا۔میں بلکل ٹھیک ہوں یہ خون بس ایک جانور کا ہے اور میں ابھی کچھ نہیں بتا سکتی تم بس رحمان اور نورے کو ساتھ لیجاو اور ان کا خیال رکھنا۔میں بعد میں تمہیں سب بتاؤں گی۔

وہ بچوں کو اس کے حوالے کرتی بولی۔ہوا کیا ہے بتاؤ تو سہی ؟؟وہ پھر سے بولا۔مجھے خود نہیں پتا بس اتنا پتا ہے کہ ہمیرہ خطرے میں ہے۔باران داور بھائی اور داریہ لوگ پتا نہیں کہاں ہیں مگر جو بھی ہے کسی نے بری طرح سے چال چلی ہے مجھے جانا ہو گا اس سے پہلے کچھ غلط ہو جائے ۔وہ پریشانی سے بولی۔

تم نے کال کی باران لوگوں کو؟؟اس نے پوچھا۔میرا فون ڈیڈ ہو گیا ہے اور مجھے اس کا نمبر زبانی یاد نہیں نہ کسی اور کا۔اس لیے میں انتظار نہیں کر سکتی۔وہ ماتھا مسلتی بولی۔میں بھی چلتا ہوں تمہارے ساتھ تم تمہاری اپنی حالت بھی تو دیکھو نہ۔

وہ اس کی فکر کرتا بولا۔نہیں غزین میں اکیلی نہیں ہوں گی میرے ساتھ کوئی ہے مگر تم بس بچوں کا خیال رکھنا میں چلتی۔وہ اسے جلدی سے بولتی گاڑی میں واپس بیٹھ کر گاڑی سٹارٹ کرتی فل سپیڈ سے گاڑی کو وہاں سے لے گئی جبکہ غزین اسے پکارتا رہ گیا تھا۔

##################################

وہ دونوں فارم ہاؤس پہنچ چکے تھے جبکہ وہاں پر موجود گارڈز نے انہیں بنا کچھ کہے اندر جانے دیا تھا۔ داور تو غصے سے پاگل ہو رہا تھا کوئی شک نہیں تھا اگر باران اسے کول ڈاؤن نہ کر رہا ہوتا تو وہ جوڈن کو دیکھتے ہی اس کا قتل کر دیتا۔ آیئے آیئے بہت انتظار کروایا تم لوگوں نے۔

وہ سٹنگ ایریا میں پہنچے تو سامنے ہی جوڈن ایک بڑے سے صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ رکھے بیٹھا ان کو دیکھ کر بولا جبکہ داور اور باران دونوں نے اسے دیکھ مٹھیاں بھینچ لیں تھیں۔ میری بیوی کہاں ہے جوڈن؟؟ داور نے سخت لہجے میں پوچھا۔ تمہاری بیوی؟؟

ارے ہاں اس کا تو میں بھول ہی گیا اس کو تو میں نے کمرے میں بند کر کھا ہے اور اگلے دس منٹ میں اس کے کمرے میں میرے خاص آدمی چلے جائیں گے اور پھر اسے نوچ نوچ کر موت کے منہ میں دھکیل دیں گے ۔وہ بڑے آرام سے بولتا داور کے صبر کا پیمانہ لبریز کر گیا تھا۔سالے کتے کمینے تجھے جان سے مار دوں گا۔

ہمت کیسے ہوئی تیری داور خان کی عزت کے بارے میں ایسے بات کرنے کی۔وہ جوڈن پر جھپٹتا اس پر مکوں کی برسات کرتا بولا۔اس کے یوں اچانک سے خود پر جھپٹنے پر جوڈن ہکا بکا رہ گیا تھا جبکہ اس کے آدمی داور کو پیچھے کرنے کی کوشش کرنے لگے۔کچھ آدمی باران پر حملہ آور ہوئے تھے جبکہ وہ ان سے لڑتا انہیں دھول چٹا رہا تھا۔دور ہٹو تم سب ورنہ تم لوگوں کو بھی مار ڈالوں گا۔

داوران آدمیوں کی پکڑ میں مچلتا بولا جبکہ وہ پانچ آدمی تھے جنہوں نے اسے پکڑ رکھا تھا مگر اسے پکڑ کر رکھنا ان کے لیے مشکل ہو رہا تھا۔ چلو داور خان میرے آدمیوں سے لڑ کر اگر اپنی بیوی کے پاس پہنچ سکتے ہو تو پہنچ جاؤ۔ اوپر والے پورشن کے دوسرے نمبر کے کمرے میں تمہاری بیوی بے ہوش پڑی ہے شاید اب تک اسے ہوش آگیا ہو۔ اگر ایسا ہے تو اچھی بات ہے کیونکہ اس کا چیخنا چلانا جب تمہیں سنے گا تو تمہاری حالت کو دیکھنے کا مزہ آئے گا مجھے۔ اگر میرے آدمیوں سے لڑ کر اپنی بیوی تک پہنچ سکتے ہو تو کوشش کر لو۔

تمہارے پاس صرف آٹھ منٹ ہیں۔ جوڈن اپنے ہونٹوں سے نکلتا خون رومال سے صاف کرتا داور کو چیلنج کر گیا جبکہ اس کے چیلنج دیتے ہی وہاں

پر نا جانے کہاں سے بہت سارے آدمی آ گئے تھے۔ان ادمیوں کی تعداد کم سے کم دو سو تک تھی۔ٹائم گزر رہا ہے داور خان۔جوڈن نے خود کو گھورتے داور سے کہا جبکہ اس کے بولنے کے بعد وہ آدمی ایک ایک کرتے داور اور باران پر حملہ اور ہوئے تھے۔

وہ دو اور وہ دو سو لوگ اور پھر باران کا بخار بھی ابھی نہیں گیا تھا۔ان دونوں سے مشکل ہو رہا تھا مگر اپنے گھر کی عزت کی خاطر ان کو لڑنا ہی تھا۔لڑتے ہوئے جہاں وہ ان آدمیوں کو مار رہے تھے وہیں ان آدمیوں سے مار کھا بھی رہے تھے۔ابھی ان کو لڑتے دو منٹ ہی گزرے تھے کہ تبھی اچانک سے وہاں پر زحلے اور ذزان ایک ساتھ آئے تھے۔ان دونوں کو دیکھ کر داور اور باران دونوں کی حیرت کی انتہا نہ رہی تھی۔ زحلے کا تو پھر بھی سمجھ آتا تھا مگر ذزان روسیا سے کیسے آیا؟؟

مگر ابھی یہ سب سوچنے کا وقت نہیں تھا۔ وہ دونوں بھی ان کے ساتھ مل کر ان سب کا مقابلہ کرنے لگے۔ یہ بات اچھی تھی کہ وہ ایک ایک کر کے مقابلہ کر رہے تھے ورنہ یقیناً ان کے لیے اتنے سارے لوگوں سے لڑنا مشکل نہیں ناممکن تھا۔ باران نے اپنے ساتھ لڑتے آدمی کے پیٹ میں لات مارتے اسے دور پھینکا اور پھر زحلے کی جانب دیکھا جو ایک آدمی کی گردن کی سائیڈ پر ہاتھ کو ترچھا کر کے زور سے مارتی اسے بے ہوش کر چکی تھی۔

اسے یوں لڑتا دیکھ باران کو اس کی فکر ہوئی کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا اس کی زحلے کو چوٹ لگے۔ وہ آدمیوں سے لڑتا زحلے کی جانب بڑھا مگر تبھی ایک آدمی نے زحلے کو فلائے کک کرنا چاہی مگر باران خان کے ہوتے

وہ زحلے کو کیسے ہرٹ کر سکتا تھا۔ باران نے اسے ہوا میں ہی پکڑ کر گھما کر زمین پر پٹخا تو وہ دوبارہ اٹھنے کے قابل نہ رہا۔ ٹائم پورا ہو گیا داور خان اور میرے آدمی کمرے میں چلے بھی گئے مگر افسوس تم ان چند لوگوں سے لڑ کر بھی اپنی بیوی تک نہ پہنچ سکے۔

جوڈن بلند آواز میں بولا تو داور کا سامنے والے آدمی کو مکہ مارتا ہاتھ ہوا میں رہ گیا تھا جبکہ اسی بات کا فائیدہ اٹھا کر اس آدمی نے داور کے پیٹ میں مکہ مارا تھا جس کہ وجہ سے وہ درد سے کراہتا نیچے جھکا تھا۔ داوران آدمیوں کو ہم سنبھالتے ہیں تم بس کمرے میں پہنچو۔ باران نے دو آدمیوں کو بالوں سے پکڑ کر ان کا سر آپس میں مارتے داور سے کہا تو وہ سر ہلاتا واپس کھڑا ہوا اور اپنے سامنے آنے والے آدمیوں کو مارتا سیڑھیوں کی جانب بڑھا۔

ابھی اس نے کچھ قدم ہی بڑھائے تھے کہ اس کے کانوں میں ہمیرہ کی چیخ گونجی۔ن۔۔ نہیں چھوڑو مجھے بچاؤ پلیز بچاؤ داور بچائیں پلیز۔ہمیرہ کی چیختے ہوئے مدد پکارنے کی آواز ان سب کے کانوں میں پڑی تھی۔ ہاہاہاہا کھیل شروع اب آئے گا مزہ۔جوڈن ہستا ہوا بولا جبکہ داور کے لڑتے ہاتھوں میں تیزی اور طاقت آئی تھی۔ہمیرہ کی چیخیں اس کا رونا عروج پر تھا وہ بار بار روتے ہوئے داور کو پکارتی جبکہ داور کو اس کی چیخیں سن ایسا لگ رہا تھا جیسے کوئی اس کے جسم سے جان نکال رہا ہو۔

وہ آخری سیڑھی پر پہنچا تو سامنے سے ایک ساتھ تین آدمی آئے جن کے ہاتھوں میں اصلحہ تھا۔اس سے پہلے وہ آدمی فائر کرتے نیچے سے کسی نے فائر کیے تھے جو ایک ایک کرتے ان آدمیوں کے پیٹ پر لگے تھے

اور ان تینوں آدمیوں کے ہاتھوں سے پسٹل گر گئے تھے۔ وہ وہیں زمین پر گرتے بے جان ہوئے تو داور نے پیچھے مڑ کر دیکھا جہاں پر زحلے گن پکڑے کھڑی اسے دیکھ کر مسکرائی تھی۔

داور نے اسے دیکھ کر واپس سے چہرہ موڑا اور نیچے گرے پسٹلز میں سے دو پسٹل کو اٹھایا اور بھاگ کر دوسرے نمبر والے کمرے کی جانب بڑھا جہاں سے ہمیرہ کے چیخنے کی آواز آ رہی تھی۔ اس نے ایک زوردار کک مار کر دروازہ کھولا تو دو آدمی ہمیرہ کو بیڈ پر لٹائے اس کے ساتھ زبردستی کرنے کی کوشش کر رہے تھے جبکہ وہ روتے ہوئے ہاتھ پاؤں چلاتی انہیں خود سے دور کر رہی تھی۔

داور نے انہیں دیکھتے ہی دونوں ہاتھوں میں پکڑی پسٹلز سے فائر کیا تھا اور گولی ان آدمیوں میں سے ایک کی کمر اور دوسرے کے پیٹ پر لگی تھی۔ تم کتو تم نے داور خان کی عزت پر ہاتھ ڈالا تو ڈالا کیسے۔ وہ ان کے پاس جاکر ان کو ٹھوکریں مارتا بولا جبکہ ہمیرہ اٹھ کر بیٹھتی اپنے کپڑے پھٹتے ہونے کے سبب نظر آتے جسم کو بیڈ شیٹ سے چھپانے لگی۔ ان ان آنکھوں میں حوس بھر کر دیکھا تھا نہ میری بیوی کو؟؟

اس نے ایک آدمی کی دونوں آنکھوں پر ایک ایک پسٹل رکھتے کہا اور پھر اس نے فائر کیا تھا۔ آنکھوں میں فائر کرنے کے سبب وہ آدمی وہیں مر گیا تھا مگر داور کہاں چھوڑنے والوں میں سے تھا اس نے اس کے دونوں ہاتھوں پر بھی فائر کیا تھا آخر ان سے اس نے اس کی بیوی کو چھوا

تھا۔اس آدمی کے بعد وہ دوسرے کی جانب آیا جبکہ اس کے اپنی جانب آنے پر وہ آدمی خوفزدہ ہوتا نہ میں سر ہلانے لگا۔م۔۔عاف کر۔۔دو۔

وہ آدمی ڈرتے ڈرتے بولا مگر داور نے اس کے ساتھ بھی پہلے والے آدمی کی طرح کیا تھا۔ان دونوں کو موت کے منہ میں دھکیل کر وہ ہمیرہ کی جانب متوجہ ہوا جو ڈری سہمی بیٹھی تھی اور خود کو بیڈ شیٹ میں چھپائے روتے ہوئے کانپے جا رہی تھی۔ہمیرہ! وہ اسے پکارتا بیڈ پر چڑھا مگر اس کے بیڈ پر چڑھنے سے ہمیرہ اور بری طرح سے کانپ گئی اور تھوڑا سا دور کھسکی۔

اگر وہ غور کرتا تو اس کے رونے میں بھی اضافہ ہوا تھا۔ہمیرہ! تم ٹھیک ہو؟؟ اس نے پھر سے اسے پکارا مگر ہمیرہ کو اس کا پکارنا نہیں سن رہا تھا

کیونکہ اس کے کانوں میں تو داور کے کہے گئے پرانے الفاظ گونج رہے تھے۔"اگر دوبارہ تم نے میری امانت میں خیانت کی کسی کو خود کو چھونے دیا تو یاد رکھنا ہمیرہ داور خان میں تمہارے جسم کے ٹکرے ٹکرے کر کے انہیں آگ لگادوں گا اور یہ تم بھی جانتی ہو داور خان کبھی اپنی کہی بات سے پیچھے نہیں ہٹتا" ہمیرہ !

داور نے اس کو کندھوں سے پکڑ کر جھنجھوڑا تو وہ چیخ پڑی۔ن۔۔نہیں میرا کوئی قصور نہیں ہے داور۔م۔۔میں ن۔۔ے بہت کوشش کی خود کو بچانے کی اور میں بلکل پاک ہوں ابھی بھی پلیز مجھے ماریے گا مت میں نے خود کو بہت ب۔۔چ۔۔ایا سچ میں پلیز مجھے کچھ مت کہیے گا۔وہ روتے ہوئے داور کے آگے ہاتھ جوڑ کر بولی تو داور کو لگا وہ مر جائے گا۔ اس سے نہیں دیکھا جا رہا تھا ہمیرہ کا رونا۔

میری جان میں کیوں کچھ کہوں گا تمہیں۔ ش۔۔ شکر ہے تم ٹھیک ہو شکر ہے۔ وہ اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں بھر کر بولا جبکہ اس کا لہجہ بھاری محسوس کرتے ہمیرہ نے حیران ہوتے اسے دیکھا تو وہ رو رہا تھا۔ ہاں وہ رو رہا تھا اور بچوں کی طرح رو رہا تھا۔ م۔۔ مجھے لگا میں نے تمہیں کھو دیا ۔ مجھے لگا میں اپنی جان اپنی بیوی کو کھو دوں گا۔ تمہیں پتا ہے میں ایک ایک سیکنڈ ایک ایک لمحہ مرا ہوں یہ سوچ کہ تمہارے ساتھ کچھ غلط نہ ہو جائے۔

شکر ہے میرے اللہ کا کہ اس نے کچھ برا نہیں ہونے دیا اور میں وقت پر پہنچ گیا۔ وہ اسے گلے لگاتا بری طرح روتا بولا۔ اگر وہ غور کرتا تو نا جانے کتنے ہی سالوں بعد اس نے اپنے اللہ کو یاد کیا تھا اپنے اللہ کا نام لیتے انہیں

شکریہ کہا تھا۔ ہمیرہ حیران رہ گئی تھی داور کو یوں دیکھ کر۔ تو کیا وہ اس کی تکلیف پر رو رہا تھا۔

وہ اس کو کھونے سے ڈر رہا تھا اور ہمیرہ کو لگا جیسے ابھی تھوڑی دیر پہلے وہ جو ڈری اسے جوان آدمیوں کے چھونے پر درد ہوا وہ سب ایک پل میں ختم ہو گیا۔ شکریہ شکریہ مجھے بچانے کے لیے بہت شکریہ۔ وہ اس کو کس کر ہگ کرتی بولی جبکہ داور اس سے دور ہو کر اس کے ہاتھ اس کا چہرہ بار بار چھو کر یہ دیکھنے لگا کہ وہ ٹھیک ہے۔

##################################

ان تینوں نے آخر تمام آدمیوں سے لڑ کر ان کی بری حالت کر دی تھی مگر وہ تینوں خود بھی بری طرح سے تھک چکے تھے خاص کر زحلے۔ اس سے تو کھڑا ہونا بھی مشکل ہو گیا تھا۔ اب تم اپنی خیر مناؤ جوڈن۔ تمہارے بھائی کو تو جو موت دی سو دی مگر تمہیں اس سے بھی بری موت دوں گا۔ باران غصے سے کہتا جوڈن کی جانب بڑھا مگر اس نے پھرتی سے بھاگ کر خود سے تھوڑی دور کھڑی زحلے کو پکڑ لیا تھا جبکہ تھکے ہونے کے سبب وہ خود کو چھڑا بھی نہ سکی تھی۔

اگر تم میری طرف آئے تو میں تمہاری بیوی کا گلہ کاٹ دوں گا۔ وہ زحلے کی گردن پر چاقو رکھتا بولا تو باران کا سانس سوکھ گیا۔ اگر میری بیوی کو ایک خراش بھی آئی نہ تو یاد رکھنا جوڈن تیری آنے والی نسلیں بھی اپنے پیدا ہونے پر پچھتائیں گیں۔ وہ غصے سے اسے وارن کرتا بولا تو

جوڈن ہسا۔ تمہیں کیا لگا تم مجھے دھمکی دو گے تو میں ڈر جاؤں گا۔ بلکل نہیں ویسے تمہاری بیوی ہے تو بہت پیاری۔

سوچ رہا ہوں وہ کونے میں پڑا تیزاب اس پر ڈال کر اس کا یہ خوبصورت چہرہ جلا دوں تا کہ تمہیں تکلیف ہو۔ سنا ہے یہ بلکل تمہاری ماں کی ہمشکل ہے۔ لیکن پھر سوچ آتی ہے کہ بھئی بڑی مست چیز ہے یہ دل خوش ہو جائے گا اس کے نرم ملائم بدن کو پا کر تو کیوں نہ اس کے ساتھ کچھ پل مستی کر لی جائے۔ وہ ایک ہاتھ سے چاقو پکڑے اسے زحلے کی گردن پر رکھے دوسرے ہاتھ کو زحلے کے چہرے اور گردن پر پھیرتا بے ہودگی سے بولا تو باران کا خون کھولا۔

وہ خون آشام نگاہوں سے اسے گھورتا آگے بڑھا مگر ذزان نے اسے روکا۔ رکو باران وہ زحلے کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔ ذزان کی بات پر وہ رک گیا کیونکہ جوڈن نے زحلے کی گردن پر چاقو کا دباؤ بڑھا دیا تھا۔ میں تجھے کہہ رہا ہوں میری بیوی کو چھوڑ دے کمینے انسان ورنہ ایسے تڑپا تڑپا کر ماروں گا تجھے کہ موت بھی کانپ اٹھے گی۔ وہ آہستہ آہستہ قدم آگے کی جانب بڑھاتا اس سے بولا۔

آگے مت او باران خان ورنہ مار دوں گا اسے۔ وہ اسے آگے بڑھتا دیکھ بولا مگر تبھی ایک فائر کی آواز کے ساتھ جوڈن کی چیخ گونجی تھی اور چاقو نیچے گرا تھا۔ اس کے اس بازو کے کندھے سے خون نکل رہا تھا جس کے ہاتھ میں چاقو تھا۔ سب نے پیچھے دیکھا تو وہاں غزین کھڑا تھا جس کے

ہاتھ میں گن تھی۔ باران نے بنا موقع ضائع کیے زحلے کو اپنی جانب کھینچا اور جوڈن کے سینے پر لات مارتے اسے پیچھے گرایا۔

کیا کہہ رہا تھا تو میری زحلے کے بارے میں بول پھر سے بول نہ بول نہ کتے۔ وہ غصے سے بولتا اسے کے سینے پر بیٹھ کر اس پر مکوں کی برسات کر گیا جبکہ کچھ ہی دیر میں اس نے جوڈن کے چہرے کا نقشہ بیگاڑ دیا تھا۔ ذزان اور غزین دونوں نے زحلے کو نیچے بیٹھا کر اس کے ہاتھ پاؤں مسلے تھے جو بلکل سن اور ٹھنڈے ہو گئے تھے۔ کوئی بھی باران کو نہیں روک رہا تھا کیونکہ جوڈن اس قابل تھا کہ اسے بد سے بد تر سزا ملتی۔

داور اور ہمیرہ بھی نیچے آ گئے تھے۔ ہمیرہ نے خود کو بیڈ شیٹ میں ویسے ہی لپیٹ رکھا تھا۔ میری بیوی کے چہرے پر تیزاب پھینکنے کا کہہ رہے

تھے نہ تم ؟؟ بکواس کر رہے تھے اس کے بارے میں اس گندی زبان اور گند بھرے منہ سے بول رہے تھے نہ اب دیکھ تو باران خان تیرا حال کیا کرتا ہے۔ وہ اٹھ کر تیزاب کی بوتل اٹھا کر لاتا بولا تو جوڈن کی آنکھیں کھلیں۔ ن۔۔ نہیں ب۔۔ باران خان نہیں۔ وہ نہ میں سر ہلاتا اپنا چہرہ ہاتھوں سے چھپانے لگا۔

میری فیملی کو نقصان پہنچانا چاہتا تھا میری بھابھی میرے بھائی کو تو دیکھ کمینے اب تیرا حال کیا کرتا ہوں۔ وہ اس کے ہاتھوں کو سائیڈ پر کرتے پاس گرا چاقو اٹھا کر اس کے ہاتھوں پر مار گیا جبکہ درد سے جوڈن تڑپ اٹھا تھا۔ اس اس گندی زبان سے میری زحلے کے بارے میں گھٹیا باتیں بولیں تھیں نہ اب دیکھ باران خان کیسے تیری یہ زبان اور منہ جلاتا ہے۔

وہ سفاکیت سے کہتا بوتل کا ڈھکن کھول کر اس کے زخمی ہاتھوں پر اپنا گھٹنا رکھ کر دباؤ بڑھانے لگا جس سے درد کی وجہ سے جوڈن چلایا تھا اور اسی وقت باران نے تیزاب کی بوتل اس کے منہ میں انڈیل دی تھی۔ تکلیف سے تڑپتے مچلتے درد برداشت نہ کرتے جوڈن اپنا دم توڑ گیا تھا جبکہ آدھی سے زیادہ بوتل جوڈن کے منہ میں ڈال کر باقی کی وہ اس کے چہرے پر ڈال گیا تھا۔

وہ اس کو اتنی بری موت دے کر بھی سکون میں نہیں تھا اس کا بس چلتا تو اسے پھر سے زندہ کر کے پھر سے مارتا اور ایسا بار بار کرتا۔ اس نے اس کی زحلے کو مارنے کی کوشش کی تھی اور باران خان تو زحلے کے لیے دنیا تباہ کر سکتا تھا پھر یہ جوڈن کیا چیز تھی۔ تیزاب سے جلد جلنے کی وجہ سے

پورے سٹنگ ایریا میں عجیب سی بدبو پھیل گئی تھی جس پر زحلے نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھے الٹی کو روکا تھا۔ چلو یہاں سے بچے گھر پر اکیلے ہوں گے۔

داور زحلے کی بگرتی طبعیت اور ہمیرہ کو ڈرتا دیکھ باران سے بولا۔ تم لوگ جاؤ میں دیکھ لوں گا یہاں پر۔ میری ٹیم کچھ دیر تک پہنچ جائے گی تم لوگ جاؤ۔ غزین کھڑا ہوتا بولا تو سب نے اسے دیکھا۔ تم یہاں کیا کر رہے ہو؟؟اور تم ہماری مدد کیوں کر رہے ہو؟؟ باران اسے دیکھ کر اس کے پاس جاتا بولا۔ مجھے بھی شوق نہیں تمہاری مدد کرنے کا میں یہ سب صرف زحلے کی وجہ سے کر رہا ہوں ورنہ تم جیسے انسان کو تو میں اپنے ہاتھوں سے ماروں۔

وہ بھی آگے سے چہرے پر نفرت لاتا بولا تو باران نے اسے گھور کر دیکھا ۔تم سمجھتے کیا ہو خود کو؟؟ یہ مجھے آنکھیں کیوں دیکھا رہے ہو؟؟ غزین نے اسے آنکھیں نکالیں تو باران اس کی جانب خطرناک ارادوں سے بڑھتا بولا۔چپ کر جائیں دونوں چپ خبردار جو کوئی بولا تو۔ان کو آپس میں الجھتے دیکھ زحلے اونچی آواز میں چیخی تو دونوں شریف بن کر کھڑے ہو گئے۔

چلو یہاں سے میرا سانس بند ہو رہا ہے۔وہ ناک پر ہاتھ رکھتی بولی تو باران نے آگے بڑھ کر اسے گود میں اٹھایا۔چلو ہاسپٹل چلیں۔وہ اسے بولا تو اس نے نہ میں سر ہلایا۔پہلے بچوں کو لینے چلیں۔غزین بچوں کو کہاں چھوڑا ہے؟؟اس نے پہلے باران سے کہا پھر غزین کو دیکھا۔

میرے فلیٹ پر ہیں۔غزین نے جواب دیا۔کیا مطلب بچے وہاں ہیں؟؟

کیا ہوا تھا ان کے ساتھ ؟؟ داور اور ہمیرہ دنوں بچوں کے زکر پر پریشان ہوئے۔

رستے میں بتاؤں گی ابھی پلیز یہاں سے نکلو۔زحلے نے نقاہت بھری آواز میں کہا تو وہ سب وہاں سے نکلے۔ذزان تم پلیز جانو کے پاس ہاسپٹل چلے جاؤ۔وہ ذزان سے بولی تو وہ کچھ دیر انہیں دیکھتا ہاں بول کر اپنی گاڑی میں بیٹھ کر وہاں سے روانہ ہو گیا۔وہ پوچھنا چاہتا تھا کہ دار یہ کہاں ہے مگر ہمت نہ کر پایا یہ پوچھنے کی۔وہ ایک ہی گاڑی میں تھے اور سفر کے دوران زحلے انہیں سب بتا چکی تھی کہ کیسے وہ گھر گئی اور کیا سیچوئیشن تھی۔

داور اور ہمیرہ کا تو بس نہیں چل رہا تھا اڑ کر وہاں پہنچ جاتے۔ وہ زحلے کے مشکور تھے کہ وہ وہاں وقت پر پہنچی ورنہ آگے کا تو وہ سوچ بھی سکتے تھے۔ وہ سب تو ٹھیک ہے مگر ذزان تمہارے ساتھ کیسے آیا؟؟ باران نے پوچھا۔ وہ جب میں گاڑی لے کر گھر سے نکلی تو وہ تب گھر میں داخل ہوا۔ اس وقت وہ کسی فرشتے سے کم نہ لگا مجھے اس کو سب بتا کر اس کی مدد کے زریعے جانو کو ہاسپٹل بھیجا اور بچوں کو غزین کے پاس چھوڑ کر آئی۔

پھر ہم دونوں یہاں آئے۔ تم جانتی ہو تم نے کتنا بڑا رسک لیا اگر میں اور داور بھی یہاں نہ ہوتے تو جانتی ہو نہ کیا ہوتا تمہارے ساتھ؟؟ باران نے سختی سے پوچھا تو وہ مسکرائی میرے کام میں رسک لینا ہی

سیکھا یا جاتا ہار ماننا نہیں۔ وہ مسکرا کر بولتی سیٹ کی بیک سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کر گئی جبکہ باران کچھ بول بھی نہ پایا تھا۔

##############################

وہ لوگ بچوں کو غزین کے گھر سے لے کر ہاسپٹل پہنچے تو اوریلیوان کو دیکھ کر خوش ہوتا بھاگ کر باران کے گلے لگا۔ شکر ہے سر آپ بلکل ٹھیک ہیں۔ وہ خوشی سے بولتا داور کے بھی گلے لگا۔ داریہ کیسی ہے؟؟ باران نے پوچھا تو ہمیرہ اور زحلے انہیں دیکھنے لگیں کہ داریہ کو کیا ہوا ہے؟؟ سر مبارک ہو بیٹا ہوا ہے۔ میم سے ملنے کی اجازت نہیں ملی اور بچے کو بھی ابھی ڈاکٹر نے NICU میں رکھا ہے اور ایک ہفتے تک بچہ وہیں رہے گا۔

اور یلیو نے انہیں ساری رپورٹ دی جبکہ بچے کا سن ان چاروں کے چہرے کھلے تھے۔دار یہ تو ٹھیک ہے نہ ؟؟داور نے پوچھا۔جی سر بلکل ٹھیک ہیں بس دوائیوں کے زیر اثر سو رہی ہیں۔اور یلیو کے جواب پر انہوں نے شکر کیا۔زحلے تمہاری طبیعت ٹھیک ہے کیا؟؟ہمیرہ نے زحلے کو سر تھامے دیکھ پوچھا۔اس سے پہلے وہ جواب دیتی اسے بری طرح چکر آئے تھے جس کی وجہ سے وہ گرتے گرتے بچی تھی۔

تم لوگ یہاں رکو میں اس کا چیک اپ کروا کر آتا ہوں۔وہ زحلے کو واپس سے گود میں اٹھا کر بولا جبکہ اس کے گود میں اٹھانے پر زحلے نے اس کے سینے پر سر رکھ کر آنکھیں بند کر لیں۔

##################################

ابھی جو ڈاکٹر نے کہا کیا وہ سچ تھا؟؟ وہ زحلے کے سر پر کھڑا اس سے پوچھ رہا تھا جبکہ وہ سر جھکائے بیٹھی انگلیاں آپس میں الجھا رہی تھی۔ جواب دو زحلے تم پہلے سے جانتی تھی نہ یہ سب؟؟ اس نے تھوڑے روڈ ہو کر پوچھا تو زحلے نے معصوم بچوں کی طرح سر ہلایا۔ تم پاگل ہو جو سب جانتے بوجھتے تم نے آج اپنی پرواہ نہ کی؟؟ کس نے حق دیا تمہیں اپنی اور میرے بچے کی زندگی کو داؤ پر لگانے کا؟؟ اس نے زحلے کو بازو سے پکر کر غصے پوچھا۔ سوری پر میں کیا کرتی وہ بھی ضروری تھا فیملی سے بڑھ کر کچھ نہیں۔

وہ آہستہ آواز میں بولی۔ تم تو چھوڑ کر چلی گئی تھی نہ پھر یہ فیملی تمہاری کیسے ہوئی؟؟ باران نے پوچھا تو اس نے نہ میں سر ہلاتے اسے دیکھا۔ ن۔۔ نہیں باران ایسا نہیں ہے میں سچ میں واپس آگئی آپ کے پاس۔ میں سب چھوڑ آئی سب کچھ صرف آپ کے لیے۔مجھے کہیں نہیں جانا مجھے آپ کے پاس رہنا ہے۔ میری فیملی آپ داور بھائی ہمیرہ دار یہ سب لوگ مجھے عزیز ہو۔ میں بہت پچھتائی تھی جانے کے بعد اس لیے لوٹ آئی۔

میرا یقین کریں سچ میں میں واپس آگئی اور اس بار کوئی ڈرامہ نہیں ہے۔وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے یقین دلاتی بولی۔ تم سچ کہہ رہی ہو؟؟ کیا سچ میں کہیں نہیں جاؤ گی چھوڑ کر؟؟ باران نے بے یقینی سے پوچھا تو زحلے نے ہاں میں سر ہلایا۔وعدہ کرو کبھی نہیں جاؤ گی۔ باران اس کے ساتھ

ہاسپٹل بیڈ پر بیٹھتا بولا توز حلے نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے اس کا ہاتھ چوما تھا۔

کبھی نہیں جاوں گی وعدہ۔وہ بولی تو باران نے آگے ہو کر اس کا پورا چہرہ چوم لیا تھا۔پورے چہرے کو اس نے نرمی سے چوما تھا مگر ہونٹوں کو چومتے ہوئے اس کے انداز میں تھوڑی سختی تھی۔آئی لو یو زحلے آئی لو یو۔میں نے بہت مس کیا تمہیں سب کچھ بے رونق ہو گیا تھا سب کچھ کیونکہ تم نہیں تھی نہ۔

میں تو تمہاری محبت کا اثیر ہوں تم نے مجھے اثیر محبت کیا اور پھر مجھے چھوڑ کر چلی گئی بنا سوچے کہ باران خان موت کے پاس پہنچ جائے گا۔وہ ہونٹوں سے دور ہٹ کر اس کی ہتھلی کو چومتا بولا توز حلے مسکرائی۔ایم

سوری خان ایم ریلی سوری پر سچ میں میں نے بھی آپ کو بہت بہت یاد کیا۔

Ti amo Baraan ! (I Love u Baraan)

وہ آگے ہو کر اس کے ہونٹوں کو چوم کر بولی تو باران ہسا۔

Anch'io ti amo Zahly! (I love u to Zahly)

وہ اسے مسکرا کر کہتا پہلے اس کی ہتھلی چوم گیا پھر اس کے ہونٹوں کو۔

بس کر دیں ہو سپٹل ہے کوئی دیکھ لے گا۔ زحلے لال گالوں سے بولی تو وہ مسکرایا۔

"Il mio mondo colorato
abita nei tuoi occhi neri."

میری رنگین دنیا بستی ہے تمہاری سیاہ آنکھوں میں۔

اس نے وہی فقرہ بولا جو زحلے کو شروع میں پرپوز کرتے کہا تھا۔ مگر اس بار وہ اس فقرے پر خوش ہوئی تھی۔

"Tutta la mia vita si è costruita nelle tue bellissime occhi verdi di cristallo."

ترجمہ

(میری پوری دنیا بستی ہے آپ کی خوبصورت کرسٹل گرین آنکھوں میں)

زحلے بھی آگے سے مسکرا کر بولی تو باران نے اسے کس کر گلے لگایا۔

Ti amo Zahly Ti amo .

I love you Zahly I love you

مجھے ابھی بھی یقین نہیں ہو رہا میں باپ بننے والا ہوں وہ اسے کس کر گلے لگائے بولا جبکہ زحلے نے سکون سے آنکھیں بند کر لیں تھیں۔

##############################

ہاسپٹل سے داریہ کو چھٹی مل گئی تھی کیونکہ اس کی ڈیلیوری نارمل تھی اس لیے اسے اگلی صبح ہی ڈسچارج کر دیا گیا تھا۔ داور باران لوگوں کو لڑائی کے وقت جو چوٹیں لگیں تھیں ان کی مرہم پٹی بھی ان لوگوں نے وہیں سے کروالی تھی اور بچے کو بھی گھر لے گئے تھے کیونکہ انہوں نے گھر کے لیے ہی Incubator machine منگوالی تھی۔ زحلے اور ہمیرہ نے گھر جا کر ملازموں سے سارے گھر کی صفائی کروالی

تھی اور داریہ کے ویلکم کی تیاری بھی کر لی تھی۔بچے کو وہ مشین میں ڈال کر ہی لائے تھے اور مشین کو پکڑنے والے اور یلیو اور باران تھے جبکہ داریہ داور کا ہاتھ پکڑ کر آئی تھی۔

اس کا ویلکم بہت اچھے سے کیا گیا تھا۔رحمان اور نورے بہت زیادہ خوش تھے ایک بے بی کے گھر آنے پر جبکہ گھر آتے ہی داریہ کی نظریں اپنے جانو کو ڈھونڈنے لگیں۔جانو کہاں ہے بھائی؟؟اس نے پوچھا۔وہ اپنے کمرے میں ہے۔داور کے جواب پر وہ کھڑی ہوئی۔میں اس سے مل کر آئی۔وہ کہتی جانو کے کمرے کی طرف بڑھی۔داور اس سے پہلے اسے روکتا باران نے اسے منع کیا۔اس نے جیسے ہی دروازہ کھولا تو اندر جانو کو پٹی میں لپٹا دیکھ اسے فکر ہوئی۔وہ فوراً بھاگ کر اس کے پاس پہنچی۔

کمرے میں اسے ایک جانی پہچانی خوشبو محسوس ہوئی مگر وہ اگنور کر گئی
۔میری جان میرے جانو کیا ہوا ہے تمہیں؟؟ گولی کیسے لگی؟؟ کیونکہ
داریہ کو کچھ نہیں بتایا گیا تھا اس لیے وہ پریشان ہوئیمگر جانو سو رہا تھا۔وہ
اب ٹھیک ہے وائفی۔دل کو دھڑکا دینے والی آواز پر اس کا سانس رکا تھا
۔اس نے پیچھے دیکھا تو ذزان اسے مسکرا کر دیکھ رہا تھا۔کچھ دیر اسے غور
سے دیکھنے کے بعد وہ تلخی سے ہس کر کھڑی ہوئی۔

پھر سے تکلیف دینے اگئے؟؟ مگر اس بار پاگل نہیں بنو گی۔مجھے پتا ہے یہ
تم نہیں ہو تمہارا تصور ہے ہر بار کی طرح صرف مجھے رولانے آیا ہے اور
پھر چلا جائے گا مگر میں نہیں روں گی۔وہ یہ بات کہتے ہوئے رو بھی رہی
تھی۔میں حقیقت ہوں وائفی نہیں یقین تو چھو کر دیکھ لو۔وہ بولا تو داریہ

حیران ہوئی اور آہستہ آہستہ چل کر اس کے پاس پہنچی۔ت۔۔تم سچ میں ہو؟؟

اس نے اسے چھوا تو جب وہ غائب نہ ہوا تو وہ بے یقینی سے بولی جس پر ذزان نے اس کا چہرے پر رکھا ہاتھ پکر کر چوما۔ہاں میں سچ میں ہوں۔ وہ بولا تو داریہ نے فوراً سے پہلے اسے ہگ کیا۔اس نے جتنا ہو سکا اتنی زور سے ہگ کیا ایسے جیسے اسے پھر سے کھونے سے ڈر رہی ہو۔پھر سے مت جانا چھوڑ کر ذزان مت جانا۔وہ روتے ہوئے بولی تو ذزان نے اسے دور کیا۔نہیں جاؤں گا وعدہ کرتا ھوں ہمیشہ کے لیے تمہارے پاس رہنے آیا ہوں۔

وہ مسکراکر بولتااس کے ہونٹوں پر جھک گیا جبکہ اتنے ماہ بعد اس کا لمس پا کر داریہ کی روح پر سکون ہو گئی تھی۔ مجھ پر غصہ نہیں کرو گی؟؟ مجھ پر چلاؤ گی نہیں؟؟ اس سے دور کر وہ کے پھر سے گلے لگی تو ذزان نے پوچھا۔ نہیں کبھی نہیں میں نہیں چاہتی میں تم پر غصہ کروں اور تم پھر سے ناراض ہو کر چلے جاؤ۔ اس کے اندر ابھی بھی ڈر تھا۔ مگر میں چاہتا ہوں تم غصہ کرو۔ وہ بولا مگر داریہ نے نہ میں سر ہلادیا جس پر وہ چپ کر گیا۔ ذزان! تھوڑی دیر بعد اس نے اسے پکارا۔ ہمم میری جان۔ محبت سے جواب ملا۔

وہ ابھی بھی اس کے گلے لگے ہوئی تھی۔ میں نے بلاوجہ اویس کو نہیں مارا تھا۔ تمہیں پتا ہے۔ میں اور انعم بیسٹ فرینڈز تھیں۔ میری اس کے علاوہ کوئی دوست نہیں تھی۔ ہم کالج میں دوست بنیں تھیں۔ وہ اور

میں پیرس کے کالج میں پڑھتی تھیں سیم کلاس سیم سبجیکٹ۔وہ میرے گھر آتی میں اس کے گھر جاتی تھی۔تب میں بلکل بھی بری نہیں تھی مگر ایک دن میں اس سے ملنے گھر گئی مگر وہ گھر نہیں تھی اور اس کا بھائی اویس گھر پر تھا۔اس نے مجھے کہا انعم اندر ہے تو میں اندر چلی گئی۔

مگر اندر جاکر اس نے میرے ساتھ بدتمیز کرنے کی کوشش کی۔اس نے میری شرٹ کا بازو پھاڑ دیا اور مجھے بے لباس کرنے لگا۔اور یہاں میری بس ہوئی تو میں نے وہاں پڑا اگلدان اٹھا کر اس کے سر پر دے مارا اور پھر اپنے پاس موجود چھوٹی سی گن جو بھائی نے دی تھی سیفٹی کے لیے اس کی چھ کی چھ گولیاں اس کے سینے میں اتار دیں۔اگر میں اسے نہ مارتی تو میں اپنی عزت سے جاتی۔میں تب صرف بیس سال کی تھی۔

ہاں میری یہ غلطی کہ میں نے غصے سے پاگل ہو کر اس کی آنکھیں اور زبان نکال کر اسے اور ازیت دی مگر تب میں غصے سے پاگل ہو گئی تھی۔

تب انعم بھی اسی وقت گھر آئی اور میری بات بنا سنے مجھے برا بھلا کہنے لگی۔اس نے مجھے میرے باپ کے گینگسٹر ہونے کا طعنہ دیا میرے بھائیوں کا طعنہ دیا تو مجھے بھی غصہ آگیا اس لیے اس سے ہر رشتہ ختم کر دیا۔مجھے نہیں پتا تھا وہ ایسے بدلہ لے گی۔وہ اس کے سینے سے لگے اسے سب بتا گئی تھی جبکہ وہ چپ چاپ اس کے بال سہلاتا سنتا گیا۔تمہیں اسے سچ بتانا چاہیے داریہ دوستی بہت قیمتی چیز ہے اسے کھونا نہیں چاہیے ۔وہ بولا تو داریہ نے آگے سے کوئی جواب نہ دیا اس لیے وہ بھی چپ کر گیا۔میرے جانو کو کیا ہوا ہے ؟؟

داریہ نے سینے سے سر اٹھا کر جانو کے پاس جا کر پوچھا تو ذزان نے اسے سب بتا دیا۔ مجھے کسی نے کچھ بھی کیوں نہیں بتایا؟؟ اس نے شکایتی انداز میں کہا۔ وہ تمہیں پریشان نہیں کرنا چاہتے ہوں گے۔ وہ بولا تو اس نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا۔ ہمارے بیٹے سے ملے؟؟ اس نے مسکرا کر پوچھا تو ذزان نے نہ میں سر ہلایا۔ نہیں تمہارے ساتھ ملوں گا اس سے۔ وہ مسکرا کر بولا تو داریہ نے بھی مسکرا کر ہاں میں سر ہلایا اور پھر سے اس کے پاس جا کر اس کے گلے لگ گئی۔ اسے تو ابھی بھی یقین نہیں آ رہا تھا کہ اس کا ذزان اس کے پاس آ گیا ہے۔

############№######################

ایک سال بعد۔

ایک سال میں بہت کچھ بدل گیا تھا۔ باران اور داور نے بھی مافیا کی دنیا کو خداحافظ بول دیا تھا جبکہ دوسرے گینگسٹرز تو اسی تاک میں تھے کہ وہ لوگ مریں یاں پیچھے ہٹیں اور ان لوگوں کو موقع ملے مافیا کنگ کا خطاب پانے کا۔ غزین نے باران کا کیس بند کروادیا تھا۔ وہ تینوں بہن بھائی اپنی پوری فیملی کے ساتھ کوریا کے شہر سیول شفٹ ہو گئے تھے اور ان لوگوں نے اپنا سارا بزنس اٹلی پیرس اور لندن سے کوریا میں شفٹ کرلیا تھا مگر روسیا میں داریہ کا مال آج بھی چل رہا تھا جس کو جینی سنبھال رہی تھی۔

ڈیوڈ اور سوزین نے بھی شادی کرلی تھی اور ہسی خوشی رہ رہے تھے۔

ڈیوڈ نے بھی داور کے ساتھ ہی مافیا کی دنیا کو خیر آباد کہہ دیا تھا۔ باران

کے اٹلی چھوڑنے پر اور ریلیو بہت رویا تھا اس کے گلے لگ کر اور اس نے بھی باران کے مافیا ولڈ چھوڑنے پر خود بھی سب چھوڑ دیا تھا اور اپنا بوریہ بستر لیے باران کے ساتھ ہی کوریا چل پڑا تھا۔ اور وہاں پر بھی وہ اس کا سیکرٹری ہی تھا۔ اسے دیکھ کر داور نے ڈیوڈ کو بھی اپنے پاس بلا لیا تھا آخر وہ کیسے اپنے سیکرٹری سے دور رہتا۔

ہمیرہ تو اپنی سہیلی کے اپنے پاس آنے پر بہت خوش تھی وہ پھر سے امید سے تھی اور بے حد خوش تھی اور اس بات پر زیادہ خوش تھی کہ اس کی دوست سوزین بھی امید سے تھی۔ داریہ کا بیٹا اب بلکل ٹھیک تھا ایک تندرست اور گولو مولو بچہ جس میں اس کی ماں اور باپ کی جان تھی۔ ذزان نے انعم کو ساری سچائی بتا دی تھی۔ اپنے بھائی کی حقیقت سن وہ

بہت شرمندہ ہوئی تھی۔اسے دکھ تھا اپنے بھائی کی موت کا ابھی بھی مگر وہ اپنی بھائی کی برائی کو دیکھ وہ دکھ پی گئی تھی۔

اس کی اور داریہ کی دوستی پھر سے شروع ہو گئی تھی۔وہ خوش تھی ذزان اور داریہ کو ساتھ دیکھ اور خود بھی خوش تھی کیونکہ اب وہ بھی شادی شدہ تھی اور ایک بہترین ہمسفر رکھتی تھی۔زحلے اور باران کے ہاں ایک نہیں دو نہیں بلکہ تین تین بچوں نے جنم لیا تھا۔دو بیٹیاں اور ایک بیٹا۔تینوں بچے ہی ان کی جان تھے مگر باران کی پوری دنیا بس گئی تھی اپنی دونوں گڑیا میں جبکہ زحلے کی دنیا اس کا بیٹا تھا۔

رہی بات غزین کی تو زحلے کی محبت آج بھی اس کے دل میں تھی مگر اب کوئی تھا جو اس کی زندگی کا اہم کردار اور حصہ بن گیا تھا۔اس کی بیوی

انعم۔ جی ہاں انعم۔ زحلے اور ذزان نے مل کر بڑی مشکل سے انہیں منا کر ان کی شادی کروادی تھی کیونکہ وہ اپنے دل عزیز دوستوں کو اکیلا نہیں دیکھ سکتے تھے۔ ان کا یہ فیصلہ سہی ثابت ہوا تھا اور غزین اور انعم دونوں ہی خوش تھے اپنے زندگی میں۔ ان کی شادی کو دو ماہ ہی ہوئے تھے اس لیے ابھی کوئی خوش خبری نہیں تھی۔

جانو صاحب بلکل ہلیدی ہو گئے تھے اور اب ذزان کے ساتھ بھی ان کی خوب جمتی تھی۔ ہاں یاد آیا اپنے اور ریلیو صاحب بھی اب سنگل نہیں رہے۔ ان کو بھی کوریا میں آکر ان کے سپون کی رانی مل گئی اور سب نے ان کی بھی شادی کروادی تھی جس کو دوسرا ہفتہ تھا اسی لیے وہ اپنے ہنی مون پر بزی ہیں۔ رحمان اور نورے گھر کے بڑے بچے اپنے گھر

آئے چار ننھے گڑیا گنڈوں کو دیکھ دیکھ بہت خوش ہوتے تھے اور اب تو ان کی مما بھی چھوٹا بھائی یا بہن لانے والی تھی۔

اس لیے وہ اور زیادہ ایکسائٹڈ تھے۔ان سب کی زندگی پر سکون ہو گئی تھی مافیا کی دنیا چھوڑ کر کیونکہ اب ان کا کوئی دشمن نہیں تھا بس ان کی فیملی تھی اور اس فیملی کی آپس میں محبت جوان کی زندگی کو اور زیادہ خوبصورت بنا رہی تھی۔ان سب نے اپنے اللہ کے حضور اپنی پرانی زندگی پر توبہ کر لی تھی اور اب پانچ وقت کے نمازی بھی بن گئے تھے اسی لیے انہیں ان کا سکون مکمل دستیاب تھا۔

#################################

زحلے! وہ کمرے میں آتا محبت سے اس کا نام پکارتا اس کی جانب بڑھا جو بچوں کو سلا کر ان پر کمفرٹر ڈال رہی تھی۔ جی خان! اس نے پوچھا۔ آنکھیں بند کرو تمہارے لیے کچھ لایا ہوں۔ وہ ہاتھ پیچھے باندھے بولا تو زحلے نے مسکرا کر آنکھیں بند کیں۔ کیا ہے جلدی سے بتائیں نہ؟؟ وہ بولی۔ کھولو آنکھیں۔ باران نے کہا تو اس نے آنکھیں کھولیں۔ واؤ ی۔۔ یہ میرے لیے؟؟ زحلے نے اس کے ہاتھ میں چھوٹی سی ڈبی میں اپنی پوری آب و تاب سے چمکتی ہیرے کی نوز پن کو دیکھتے پوچھا۔

ہاں تمہارے لیے۔ کیا میں پہناؤں؟؟ اس نے پوچھا تو زحلے نے ہاں میں سر ہلاتے جلدی سے نتھلی اتاری۔ مجھے نہ اچھا نہیں لگتا تھا جب تمہاری ناک میں یہ نتھلی دیکھتا کیونکہ یہ میں نے نہیں بلکہ غزین نے دلوائی تھی۔ وہ اسے نوز پن پہناتا بولا تو زحلے مسکرائی۔ بس کر دیں اب

اس کی بھی شادی ہو گئی ہے اب تو جیلس نہ ہوا کریں۔وہ ہنس کر بولی۔
کیا کروں پوزیسیونس کی بیماری ہے۔

وہ مسکرا کر کہتا جھک کر اس کی نوز پن پر ہونٹ رکھ گیا۔تم میری زندگی میں آئی وہ خوبصورت بہار ہو جس نے مجھے خزاں کے موسم سے نکالا ہے۔میں تمہاری خوبصورتی کا اثیر ہوں میں تمہاری محبت کا اثیر ہوں زحلے باران خان۔ہاں میں تمہاری محبت کا اثیر ہوں۔وہ اس کے چہرے کے ایک ایک نقش کو چھو کر بولتا زحلے کو معتبر کر گیا تھا جبکہ وہ اسے کس کر ہگ کرتی اس کے سینے پر سر رکھے سکون سے آنکھیں موند گئی۔

####################

THE END